

اصولِ طب

سید کمال الدین حسین ہمدانی



قومی کتب خانہ فروغ آفرین بنیادی

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی۔ 110025

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

1998	:	پہلی اشاعت
2011	:	پانچویں طباعت
1100	:	تعداد
106/- روپے	:	قیمت
792	:	سلسلہ مطبوعات

Usool-e-Tib

by

Syed Kamaluddin Hussain Hamdani

ISBN :978-81-7587-403-9

ناشر: ڈاکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوٹل ایریا،
جسولہ، نئی دہلی 110025، فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099
شعبہ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی-110066
فون نمبر: 26109746، فیکس: 26108159

ای۔ میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طالع: سلاسا رامپٹک سسٹمز آفسیٹ پرنٹرز، C-7/5 لارنس روڈ انڈسٹریل ایریا، نئی دہلی-110035
اس کتاب کی چھپائی میں (Top) Maplitho، TNPL، 70 GSM کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق نطق اور شعور کا ہے۔ ان دو خداداد صلاحیتوں نے انسان کو نہ صرف اشرف المخلوقات کا درجہ دیا بلکہ اسے کائنات کے ان اسرار و رموز سے بھی آشنا کیا جو اسے چنی اور روحانی ترقی کی معراج تک لے جاسکتے تھے۔ حیات و کائنات کے مخفی عوامل سے آگہی کا نام ہی علم ہے۔ علم کی دو اساسی شاخیں ہیں باطنی علوم اور ظاہری علوم۔ باطنی علوم کا تعلق انسان کی داخلی دنیا اور اس دنیا کی تہذیب و تلمیذ سے رہا ہے۔ مقدس پیغمبروں کے علاوہ، خدا رسیدہ بزرگوں، سچے صوفیوں اور سنتوں اور فکر رسا رکھنے والے شاعروں نے انسان کے باطن کو سنوارنے اور نکھارنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سب اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ظاہری علوم کا تعلق انسان کی خارجی دنیا اور اس کی تشکیل و تعمیر سے ہے۔ تاریخ اور فلسفہ، سیاست اور اقتصاد، سماج اور سائنس وغیرہ علم کے ایسے ہی شعبے ہیں۔ علوم داخلی ہوں یا خارجی ان کے تحفظ و ترویج میں بنیادی کردار لفظ نے ادا کیا ہے۔ بولا ہوا لفظ ہو یا لکھا ہوا لفظ، ایک نسل سے دوسری نسل تک علم کی منتقلی کا سب سے موثر وسیلہ رہا ہے۔ لکھے ہوئے لفظ کی عمر بولے ہوئے لفظ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے انسان نے تحریر کا فن ایجاد کیا اور جب آگے چل کر چھپائی کا فن ایجاد ہوا تو لفظ کی زندگی اور اس کے حلقہ اثر میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

کتابیں لفظوں کا ذخیرہ ہیں اور اسی نسبت سے مختلف علوم و فنون کا سرچشمہ۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اردو میں اچھی کتابیں طبع کرنا اور انھیں کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے۔ اردو پورے ملک میں سمجھی جانے والی، بولی جانے والی اور

پڑھی جانے والی زبان ہے بلکہ اس کے سمجھنے، بولنے اور پڑھنے والے اب ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ کونسل کی کوشش ہے کہ عوام اور خواص میں یکساں مقبول اس ہر لعلیز زبان میں اچھی نصابی اور غیر نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں اور انھیں بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل نے مختلف النوع موضوعات پر طبع زاد کتابوں کے ساتھ ساتھ تنقیدیں اور دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کے تراجم کی اشاعت پر بھی پوری توجہ صرف کی ہے۔

یہ امر ہمارے لیے موجب اطمینان ہے کہ ترقی اردو بیورو نے اور اپنی تشکیل کے بعد قومی کونسل برائے فردغ اردو زبان نے مختلف علوم و فنون کی جو کتابیں شائع کی ہیں، اردو قارئین نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ کونسل نے ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو امید ہے کہ ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اہل علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ جو خامی رہ گئی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کر دی جائے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ
ڈائریکٹر

انتساب

تالیف ہذا والد مرحوم و مغفور حاذق الحکماء جناب سید محمد ریاض الدین حسین صاحب عرف حکیم احسن صاحب کے اسم گرامی کے ساتھ معنون کرتا ہوں کہ آپ ہی کے فنی فیضان کے باعث فن طب کے حصول کی لگن میرے دل میں پیدا ہوئی اور آپ ہی کی دعاؤں کے اثر سے اس فن کی دشوار گزار منزلیں میرے واسطے آسان ہوئیں۔

والد صاحب قبلہ نے جلالی ضلع علی گڑھ میں نہ صرف اپنے خاندان میں فن طب کو باقی رکھا بلکہ سنی بلیغ سے اس میں چار چاند لگائے اور اپنی شانِ حکیمانہ سے ایک نئی روح پھونکی

آپ نے جلالی میں مسلسل پچاس برس طبی خدمات کامیابی کے ساتھ انجام دیئے اور تمام عمر میں جو تجربات آپ کو حاصل ہوئے انہیں آپ نے ایک ضخیم کتاب میں مرتب و مدون فرمایا اور اس کتاب کو ”ریاض الادویہ“ کے نام سے موسوم کیا۔

علم طب کے ساتھ آپ کیمیا میں بھی مہارت کامل رکھتے تھے اور جملہ دھاتوں اور اجاز نفسیہ کو کشتہ کرنے میں ماہر تھے اور یہ علم آپ نے علامہ محمد ابراہیم علی خاں صاحب روحی (طیب خاص ریاست ٹونک راجستھان) سے باقاعدہ حاصل فرمایا تھا۔ آپ کے کتب خانہ میں علم کیمیا بھی نادر ذخیرہ موجود ہے۔

آپ کا تحقیقی کام جاری تھا کہ فالج کا حملہ ہوا اور اسی مرض میں آپ نے ۱۹۷۷ء میں وفات پائی اور مزار سید خیرات علی واقع بیش مدار دروازہ گڑھی جلالی میں جو آپ کا آبائی ابدادی قبرستان ہے مدفون ہوئے۔

سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی

فہرست

باب اوّل

کلیاتِ امورِ طبیّہ

چار عناصر	25 — 28	کلیاتِ امورِ طبیّہ
پانچ عناصر	29 — 38	علمِ طب
عناصرِ کثیرہ		طبِ اعلیٰ یا طبِ نثری
عناصر کا طبعی مقام اور اغراض وجود عناصر		طبِ عملی
عنصرِ ارض		موضوعاتِ طب
عنصرِ ماء		طب کا تاریخی خاکہ
عنصرِ ہوا		طب کا عروج حکمائے اسلام کے عہد میں
عنصرِ نار		طبِ یونانی ہندوستان میں
عناصرِ انسانی جدید تحقیق کے مطابق		امورِ طبیعیہ
مزاج	39 — 42	طبیعت
تعریف	43 — 48	ارتھان
امتزاج		تعریف
امتزاجِ سادہ		عناصر کے متعلق حکماء کا اختلاف
امتزاجِ حقیقی		ایک عنصر
مزاج کی قسمیں		دو عناصر
مزاجِ معتدل		تین عناصر

منافع	مزاج معتدل حقیقی
خون طبعی	مزاج معتدل حقیقی سے قُرب
خون غیر طبعی	کمرہ ارض کا اقلیمی نظریہ
طبعی خون کا رنگ	کمرہ ارض کی قدیم اقلیمی تقسیم
خون کا بوسے خارج ہونا	کمرہ ارض کی جدید اقلیمی تقسیم
خون کا معتدل القوام ہونا	مزاج معتدل طبعی
خون کا شیریں ہونا	مزاج غیر معتدل یا سود مزاج
خون کا انجماد	مزاج اعضاء
خلط بلغم	اعضاء معتدلہ
مزاج بلغم	اعضاء حارہ
قسیم	اعضاء باردہ
بلغم طبعی	اعضاء رطبہ
بلغم غیر طبعی	اعضاء یا بسہ
مزے کے لحاظ سے بلغم طبعی کی قسیم	مزاج اعمار
قوام کے لحاظ سے بلغم غیر طبعی کی قسیم	سنِ نثر
بلغم کے منافع	سنِ شباب یا دوقوف
امراض بلغمیہ	سنِ کہولت
خلط صفراء	سنِ شیخوخت
مزاج صفراء	اخلاط
صفراء طبعی	خلط کی تعریف
صفراء کے منافع	اخلاط کی پیدائش
صفراء غیر طبعی	اخلاط کا انجذاب اعضاء میں
امراض صفراء	اربعت اجناس اخلاط کی دلیل
خاط سوداء	خلط دم
مزاج	مزاج

63 — 65

65 69

58 — 61

61 62

84 — 88	عضو معطی و قابل	سوداء کے اقسام
	ارواح	سوداء طبعی
	تعریف روح	سوداء غیر طبعی
	ماہیئت روح	سوداء کے منافع
	مادہ روح	امراض سوداویہ
	قون حامل روح ہے	اعضاء
	مراکز و میالک روح	اقسام
	روح کی قسمیں	اعضاء مفردہ
90	قوی	اعضاء مرکبہ
	قوت کی تعریف	72 — 77 (انسجہ) اعضاء مفردہ
	قوت کی تقسیم	عظم (نسج عظمی)
	قوت نفسانیہ	غضروف (نسج غضروقی)
	قوت نفسانیہ کی قسمیں	رباط (نسج واصل)
91 — 93	قوت محرکہ	اغشیہ شحمی
	حواس عشرہ یا قوائے مدرکہ	شحم (نسج شحمی)
	حواس خمسہ ظاہرہ	لحم (نسج عضلی)
93	قوت باصرہ	عروق (نسج عروقی)
93 — 97	عین	اعصاب (نسج عصبی)
	طبقات العین	منافع
	ثقبہ عنبیہ کے منافع	77 — 81 اعضاء مرکبہ
	آنکھ کے طبقات کا دماغی اغشیہ سے تعلق	اعضائے مرکبہ کی تقسیم باعتبار ترکیب
	اکلیل	اعضاء مرکبہ کی تقسیم باعتبار ریاست
	رطوبات عین	اعضائے مرکبہ کی تقسیم باعتبار قوی
	رطوبات زجاجیہ	اعضائے مرکبہ کی تقسیم باعتبار خدمت
	رطوبت جلیدیہ	اعضائے مرکبہ کی تقسیم باعتبار تولید و تناسل

102	جلد	رطوبت بیضیہ
103	جلد کی ساخت	کیفیت البصار
	بشرہ و عدمہ	تحدیق بصر (گھورنا)
	مسامات جلد	دو آنکھوں سے ایک چیز کا ایک نظر کرنا
	جلد کا اختلاف بلحاظ مقام	روشنی کی نوعیت
	دیگر اعضا کی قوت لامسہ	کیا دیکھنے میں وقت صرف ہوتا ہے۔
103—107	حواس خمسہ باطنہ	قوت سامعہ
	حس مشترک	97 — 99
	حس مشترک کا وجود اور اس کی ضرورت	اذن
	قوت متعبد	غضروف الاذن
	قوت متصرفہ	جو بہ (طبہ)
	تفصیل کی صورت	نفاخ
	قوت واہرہ	اندرونی کان
	واہرہ کی منفعت	99
	انسان اور حیوان میں فرق	قوت شامہ
	قوت حافظہ	الف
108—110	قوت حیوانیہ	تجویف الالف
	قوت حیوانیہ کے اقسام	رطوبت محاطی
	قوت فاعلہ	عصب شامہ
	قوت منفعلہ	100
	قلب	قوت ذائقہ
	دائیں بطن کے دہانے	100 — 101
	بائیں بطن کے دہانے	لسان
	آوردہ و شرائین	زبان کی ساخت
	دوران خون	قید اللسان
		غشاء اللسان
		غدد لعابہ
		اعصاب اللسان
		101
		قوت لامسہ

111—120

قوتِ طبعیہ

قسمیں

قوتِ غاذیہ

تغذیہ کے شرائط

قوتِ غاذیہ کے مدارجِ عمل

قوتِ مغیرہ

تغیراتِ غذائی

غذامِ غاذیہ یا قوائے طبعیہ خادِمہ

قوتِ جاذبہ

قوتِ ماسک

قوتِ ہاضمہ

قوتِ دافعہ

قوتِ جاذبہ

قوتِ ہاضمہ

ہضم و تفتیح

ہضمومِ اربعہ

ہضمِ معدی

حرکتِ دودیہ

ہضمِ معوی

انجذابِ کیلوس

انجذابِ صفراء

ہضمِ ماسا ریسی

ہضمِ کبدی

تولیدِ اخلاط (خون)

تولیدِ اخلاطِ بولیہ

اصلاحِ موادِ فاسدہ

ہضمِ عروقی و عضوی

قوتِ دافعہ

مسائلِ فضلات

افعال

122 — 125

افعالِ نفسانیہ

افعالِ حیوانیہ

افعالِ طبعیہ

افعالِ مفردہ

افعالِ مرکبہ

چراغِ حیات

باب دوم

کلیاتِ امراض و اسباب و اغراض

127

145 — 205	امراض جنسیہ	129 — 144	احوال بدن
	امراض عاده درمہ		امراض
	امراض اصلیہ و شرکیہ		امراض کی تقسیم
	وجہ شرکت امراض		امراض مفردہ
	اسباب مرض		امراض مرکبہ
	اسباب بدن انسان		اورام
	اسباب صحت و مرض		اورام حارہ
	اسباب سابقہ و واصلہ		درجات درم حار
	اسباب بادیہ و بدنیہ		اورام غیر حارہ
	اسباب خللہ و غیر خللہ		اورام بلغمیہ
	شرائط تاثیر اسباب		اورام مائیہ
	اسباب ضروریہ و غیر ضروریہ		اورام ریجیہ
	اسباب ضروریہ		ثبور
	ہوا		امراض ظاہرہ و باطنہ
	مشروبات و ماکولات		مرض مسلم و غیر مسلم
	حرکت و سکون نفسانی		امراض متعدیہ
	نوم و بیداری		امراض متواترہ

احتباس واستفراغ	مساکن غائرہ
ہوا	مساکن حجرہ مکشوفہ
ترویج	مساکن حجرہ
تنقیہ	مساکن زیر و امان جبال
ہوائے مجید الجوہر	مساکن شرقیہ
تغیرات ہوا	مساکن غربیہ
فصول (موسم)	مساکن شمالیہ
فصول اربعہ کے کیفیات	مساکن جنوبیہ
موسم ریح	مختلف السمیت ہوائیں
امراض ریح	اور ان کے اثرات
موسم صیف	شمالی ہوا
امراض صیف	جنوبی ہوا
موسم خریف	مشرقی ہوا
امراض خریف	مغربی ہوا
موسم شتاء	مختلف الکیفیت ہواؤں
امراض شتاء	کے اثرات
کرۂ ارض کے مختلف خطوں	تغیرات غیر طبعیہ مُضافہ
میں موسمی کیفیات کا	مشروبات و ماکولات
اختلاف	بانی
موجبات مساکن	پانی کے اقسام
مساکن حارہ	ماد مجید الجوہر
مساکن باردہ	ماد مطربہ یا بارش کا پانی
مساکن رطبہ	کنوؤں کا ریز و تلوں کا پانی
مساکن یا بسہ	ماد نر
مساکن عالیہ	ماد جلیدیہ یا ثلجیہ

اسباب باعتبار کیفیات اربعہ	مادہ کدر
اسباب مسخہ	مادہ راکد
اسباب مبردہ	مایہ معدنیہ
اسباب مجففہ	مادہ نمکین
اسباب مرطبہ	مادہ نوشادری
مفسدات شکل	مادہ شبینہ
اسباب مدد و ضیق مجاری	مادہ جدیدہ و نجاسیہ
اسباب خشونت	ٹھنڈا و گرم پانی
اسباب ملاست	متناولات
اسباب سود مجاورت	غذاء کے اقسام
اسباب حرکت غیر طبعیہ	حرکت و سکون بدنی
اسباب تفرق اتصال	حرکت و سکون نفسانی
اسباب قرصہ	نوم و لفظہ (نیند و بیداری)
اسباب ورم	احتباس و استفرغ
اسباب وجع	احتباس
اقسام وجع اور ان کے اسباب	احتباس غیر طبعی
اسباب تسکین وجع	استفرغ غیر طبعی
اسباب عفونت	اسباب غیر ضروریہ و غیر مضادہ
اسباب ضعف اعضاء	حمام
اعراض مرض	دھوپ کھانا
علامات صحت	پانی چھڑکنا
علامات مرض	تدہین (تیل ملنا)
امراض باطنہ کے علامات	دلک (مالش)
افعال اعضاء سے استدلال	ریاضت اور ورزش
استفرغ و احتباس کے استدلال	ایجاد مکان

علامات امتلاء	وجع سے استدلال
امتلاء بحسب الادعیہ	ورم سے استدلال
امتلاء بحسب القوۃ	وجع سے استدلال
اغلاط اربعہ کے امتلاء کی علامتیں	امراض اصلیہ و ترکیبیہ کے
علامات مدد	علامات فارقہ
علامات اورام	علامات امزجہ
علامات ریاح	مزاج معتدل کے علامات

باب سوم

کلیات نبض و بول براز

زمانہ حرکت	258 _ 219	ماہیت نبض
زمانہ سکون		تعریف
قوام آلہ		ترکیب نبض
خللہ و امتلاء		نبض کی حرکت کس قسم کی ہے
ملمس		معائنہ نبض کے شرائط
استواء و اختلاف		معائنہ نبض کے طریقے
نظام و عدم نظام		کلائی کی نبض دیکھنے کا سبب
		ادارہ نبض
وزن		نبض کی قسمیں بلحاظ ادارہ نبض
نبض مرکب کی قسمیں		مقدار انبساط
نبض مسلی		کیفیت قرع

نبض جوانان
 بچوں اور جوانوں کی نبض
 میں فرق
 نبض کہول
 نبض شیورخ
 مردوں اور عورتوں کی
 نبض میں فرق
 حار المزاج لوگوں کی نبض
 بارد المزاج لوگوں کی نبض
 یابس المزاج لوگوں کی نبض
 نبض فصول
 موسم ریح کی نبض
 موسم صیف کی نبض
 موسم خریف کی نبض
 موسم شتاء کی نبض
 نبض تداخل فصلیں
 نبض بدان
 نبض ماکول و مشروب
 نبض شراب
 نبض آب
 نبض ریاضت
 نبض حمام
 نبض حمل
 نبض ادجاء
 نبض اورام
 ورم حار کی نبض
 نبض خراج
 ورم لین نبض

نبض ذوالقرہ
 وواقع فی الوسط
 نبض ذوالقرعتین
 نبض ذنب الفار
 نبض غزالی
 نبض موجی
 نبض دودی
 نبض ٹلی
 نبض منشاری
 نبض منشاری دوجی میں فرق
 نبض متشیخ
 نبض مرتعش یا مرتعد
 نبض متواتر
 نبض لمبی
 اسباب نبض
 اسباب ماسکہ
 نبض مرکب کے اسباب
 نبض ذوالقرہ کے اسباب
 نبض ذوالقرعتین کے اسباب
 نبض فاری کے اسباب
 نبض غزالی کے اسباب
 نبض موجی کے اسباب
 نبض دودی و ٹلی کے اسباب
 نبض متشیخ کے اسباب
 نبض مرتعش کے اسباب
 نبض اعمار
 نبض اطفال

بول مفتق	نبض عوارض نفسانیہ
بول زنجاری	غضب (غصہ کی نبض)
بول آسمانجوبی	فزع (ڈر) کی نبض
بول نیلی	غم کی نبض
بول کرائی	لذت کی نبض
بول سیاہ	(فرحت و سرور کی نبض)
بول کی سیاہی کے درجات	نبض قرب موت
علامات قارۃ	احوال و امراض بدن اور ان کی 259 - 268
بول ابیض	نبضیں
بول ابیض کی قسمیں	ماہیت بول 269 — 284
بول مخاطی	شرائط معائنہ بول
بول وسی	دلائل بول
بول ابالی	بول کے رنگ
بول ققاعی	بول زرد کی قسمیں
بول منوی	بول تبنی
بول رصاصی	بول اترجی
بول لبنی	بول اشقر
بول غسالی	بول اشقر نارنجی
قوام بول	بول نارسی
بول رفیق	بول زعفرانی
بول غلیظ	بول سرخ کی قسمیں
زبدۃ البول (بول کے جھاگ)	بول اصہب
رسوب بول	بول وردی
رسوب طبعی محمود	بول احمر قانی
سبب اور رسوب میں فرق	بول احمر اقم
تعیینی رسوب کے اقسام	بول سبز کی قسمیں

	(مردوں و عورتوں کے قارورہ میں فرق)	رسوب خراطی رسوب لمبی رسوب وسی رسوب مدی رسوب مخاطی رسوب خمیری رسوب ریلی رسوب رمادی (فاکسٹری) بول الدم
285 - 298	حاملہ کا قارورہ احوال و امراض بدن اور ان کے ابوال	
299 - 300	ماہیت براز براز کی مقدار براز کا قوام براز کا رنگ	

باب چہارم

کلیاتِ ادویہ

110 - 327	درجاتِ ادویہ درجاتِ ادویہ مقرر کرنے کے شرائط ادویہ کے چار درجات دواہستی اور سم مطلق میں فرق ادویہ کی تاثیرات اقسامِ تاثیر ادویہ کی داخلی و خارجی تاثیرات میں اختلاف تایثر ادویہ میں اختلاف مختلف مقدار میں استعمال کرانے پر	301 - 305 306 - 310	تعارفِ تاریخی دواہکی تعریف دوا اور غذا میں فرق مزاجِ ادویہ مزاجِ اول مزاجِ ثانی جوہرِ فعال کیفیاتِ ادویہ دواہا و دواہا بارد

ایک ہی دوا کے متعدد اثرات
ماہیت دوا کی شناخت
قیاس و تجربہ
شرائط تجربہ
تجربہ میں احتیاط
قیاس
کیفیات اور مزے
بو

(رنگ دوا)

قیام و زون دوا
قیام و وزن ادویہ کے مختلف مدارج
دجلیبی و کیمیائی خواص
قیاس میں مغالطہ

تأثیرات ادویہ لمجاذاعضاء 32-327

ادویہ کی تاثیر اعضاء طبعیہ پر
معدہ پر اثر کرنے والے ادویہ
امعاء (آنتوں) پر اثر کرنے والی ادویہ
جگر پر اثر کرنے والی ادویہ
اعضائے بول پر اثر کرنے والی ادویہ
مردانہ اعضاء تناسل پر اثر کرنے والی ادویہ
اعضائے تناسل پر اثر کرنے والی ادویہ
زنانہ اعضاء تناسل پر اثر کرنے والی ادویہ
رحم پر اثر کرنے والی دوائیں
شدین پر اثر کرنے والی دوائیں
ادویہ کی تاثیر اعضاء حیوانیہ پر 340-332
ادویہ کی تاثیر قلب و روح پر

ادویہ مفرہ و مقویہ قلب کے ساتھ
دیگر دواؤں کا استعمال
دواؤں کے مضرات
دواؤں کے مضرات
ادویہ کی تاثیر اعضاء نفس پر
پھیپھڑوں پر اثر کرنے والی دوائیں
ہوائی نالیوں پر اثر کرنے والی دوائیں
ادویہ کی تاثیر عروق پر

ادویہ کی تاثیر خون پر
ادویہ کی تاثیر اعضاء نفسانیہ پر 346-340

دواؤں کی تاثیر اعصاب پر
دواؤں کی تاثیر نخاع پر
دواؤں کی تاثیر دماغ پر

ادویہ کی تاثیر مرکز نفس پر
ادویہ کی تاثیر اعضاء حواس پر
ادویہ کی تاثیر اذن پر
ادویہ کی تاثیر انف پر
ادویہ کی تاثیر لسان پر
ادویہ کی تاثیر جلد پر

بالوں پر اثر کرنے والی دوائیں
ادویہ کی تاثیر بدنی تغیرات و استحالات 355-346
استحالات کی کمی و بیشی کے اسباب

خلاصہ

مقویات کی نوعیت عمل

مضعات استحالات

ادویہ جو خصوصی استحالات کا سبب ہیں

غالیہ	مصفیات خون
نورہ	منضجات
مرئی	مانعات عفونت
گلکند	ادویہ کی تاثیر حیوان الصغیرہ
رُب	(طفیلی کیتروں پر)
حلوا	ادویہ کی تاثیر مواد مرض پر
معجون	ادویہ کا اثر حرارت عنعنہ پر
برشعشا	دوائے مسخن اور دوائے مُبرّد
خمیرہ	اشکال ادویہ
لوق	تشریحات اشکال ادویہ
عصارہ	حَب (گولی)
حسود (حریرہ)	قُرص (کلیہ)
فالودہ	حمول
مرسم	فرزجہ
قیروطی	فتیدہ
ضماد	سفوف
لزوق، بصوق	مضوغ
لطوخ	برود
ماد الجبن	کُمل
ماد الحسل	کاجل
جَلّاب	سفون
ماد اللحم	ذرور
ماد الشعیر	لفوخ
ماد البقول	عطوس
ماد الفواکہ	غازہ
ماد الاصول	اُبنہ
ماد البنزور	

مضغہ	جوشاندہ
غزغزہ	میساندہ
خضاب	شیرہ (حلیب)
صابغ	لُعاب
حقنہ	زلال
بخور	محلول
انکباب	روح
شموم	شراب
لحانہ	نبیذ و فقاہ
نشوق	فقاہ
مسالک ادویہ	شریت
367—371	سکجبین
ادویہ داخلہ	دیا قوزہ
ادویہ خارجیہ	سرکہ
ادویہ داخلہ کے طرائق استعمال	مری (آہک ماہ)
مدخل غذا کی راہ	نظول
منہ اور حلق کی مقامی ادویہ	سکوب
انجذاب	غسول
مخرج غذا کی راہ	آبزن
بجرائے تنفس کی راہ	پاشویہ
چشم کی راہ	نصوح
گوش (کان) کی راہ	وجور
احلیل کی راہ	زروق
سہیل کی راہ	سحوط
371 — 373	طلاد
ادویہ خارجیہ کے طرائق استعمال	مروخ
نقل الدم	مسوح
ادویہ کا حصول	دلوک
373	دہن
ادویہ کا تحفظ	
اعمار ادویہ	
374—378	
ادویہ کی عمر	

دافع محلی	ضعیف مزاج
رادع	مستحکم مزاج
سستی	ادویہ کی عمر کا معلوم کرنا
عاصر	ماخذ کے لحاظ سے ادویہ کی عمریں
غشال	ابدال ادویہ 383—378
قابض	انتخاب ابدال ادویہ میں جزو
قابض امعاء	اور نوعیت عمل کو دیکھنا ضروری ہے
قاتل دیدان امعاء	چند مشہور دواؤں کے ابدال
قاتل حیات	مضر و مصلح 383—389
قاتل حب القرع	علاج بالمفردات و علاج بالمرکبات
قاتل دودا النخل	علاج بالمرکبات کی ضرورت
قاصر	متناقض ادویہ اور تناقض 389—391
قاطع باہ	متناقض ادویہ
کاسر ریاہ	تناقض
کاوی	ادویہ کی ترکیب و آمیزش 391—404
لاذغ	اقسام ادویہ بلحاظ افعال و خواص
قاطع عرق	اتحاد
مانع نوبت	جاذب
مبخر	جالی
مبرد	حالبس دم
مُجفِّف	حائق
محرک اعصاب	محکمک
محرک دماغ	خاتم
محرک دوران خون	دافع انشنج
محل ورم	دافع تعفن

مصفی خون	مبشر
مُعدّل	مُحَرّر
مُحَرِّق	مُحَذّر
مُعْطَس	مُخْرِجِ جَنین و مَشیمہ
مُذْذِی	مُخْرِجِ ویدان امعاء
مُغْلَظِ مَنی	مُخَشِّن
مُفَتِّتِ حِصَاة	مُدِّرِ بُول
مُفْتَح	مُدِّرِ حِض
مُفْتَحِ ثَقَبِ مَحْنَبِیہ	مُدِّرِ لَعَابِ دِهَن
مُفْجِرِ اُورَام	مُدِّ قَل
مُفْرِج	مُرْغِی
مُفَرِّج	مُطْمِنِس
مُقَوِّی اللِّسَانِ وَلِشَّة	مُسْكِنِ الْم
مُقَوِّی اَعْضَائِ رَیْسِہ	مُسْكِنِ اَعْصَابِ و دِمَاغ
مُقَوِّی بَاہ	مُسْكِنِ تَنْفَس
مُقَوِّی بَصَر	مُسْكِنِ حَرَارَت
مُقَوِّی جُكْر	مُسْكِنِ قَلْب
مُقَوِّیَاتِ خُون	مُسْتَحْن
مُقَوِّی دِمَاغ	مُسْمِنِ بَدَن
مُقَوِّی طَّال	مُسْهِل
مُقَوِّی قَلْب	مُسْهِلِ كِی قِیمِی بَا عِبَارِ اخْلَاط
مُقَوِّی مَعْدَہ وَاَمْعَاة	مُسْهِلِ بَلْعَم
مُقْی	مُسْهِلِ سَوْدَاة
مُطْلَظ	مُسْهِلِ صَفْرَاء
مُطْلِنِ اَمْعَاة	مُشَبِّہ

منقذ
منوم
مولد خون
مولد لبن
مولد منی
ہاضم

ملین ورم
مسک منی
ملس
منضجات
منقذ بلغم
منقذ سوداء
منقذ صفراء

باب پنجم

کلیات علاج و نسخہ نویسی

405 — 515

علاج کلی کے طریقے
علاج بالتدبیر و بالتغذیہ
علاج کے لحاظ سے نذاوٹ
کے احکامات
مدارج غذا بلحاظ لطافت و
غلظت
علاج بالادویہ
قانون کیفیت دوا
علاج بالفضد
علاج بالمثل
قانون کیت دوا
قانون اوقات دوا
اصول علاج کے دیگر احکام
دوائے مالوف کی تبدیلی
علاج میں سبکیں درد مقدم ہے
قوی عذرات سے پرہیز لازمی ہے

ذکاوت جس کی اصلاح
علاج نفسانی
علاج میں کشمکش
تشخیص نہ ہونے کی
صورت میں علاج
سود مزاج کا اصول علاج
استفراغ
شرائط استفراغ
اصول استفراغ
نفض
اقسام مسہل
اسہال
تلین
دیگر ہدایات متعلقہ مسہل
نسخجات مسہل
حقنہ

اورام رخوہ	شیاف
اورام ریمیہ و نفیہ	قے
تدید	فصد
تفرق اتصال	یجامت
قروح	ارسال علق (جونک لگانا)
ناسور	تحریق (پسنہ لانا)
فساد عضو	ادرار
آخری وصیت	ادرار بول
باب ششم	ادرار حیض
516—521 اصول نسخہ نویسی	ادرار لبن
امراض اعضائے نفسانیہ	تنفیث
صداع	ایمالہ
سیرام حار	گی (داغنا)
شبات	ایلام
سہر سباتی	تسکین وجع سرشکش
	علاج وجع میں سرشکش
	تنویم
	ادرام کا اصول علاج
	ادرام حارہ
521—522 مایغویا	ادرام غفونی کا مقامی علاج
نسیان	ادرام حارہ کا عمومی علاج
فانج	ضغظہ الدم
522 امراض چشم	انجام اورام
وجع الاذن حار	ادرام بارده
وجع الاذن بارد	ادرام صلیہ
522 امراض بینی	
رعاف	
523—526 امراض اعضائے حیوانیہ	

ورم جگر	امراض اعضاء تنفس
اسهال کبدی	ضيق النفس
استسقاء	خناق
یرقان اصفر	نفث الدم
امراض کلیه ومثانه واحیل	اسیل
ذیابیطس	ذات الجنب
حرقة البول	امراض قلب
تقطیر البول	خفقان
حصاة المثانة یا کلیه	غشی
سلس البول	اختلاج قلب بشرکت معدة
احتباس البول	امراض اعضاء طبعیه 536 — 526
بول الدم	امراض لسان وخلق
امراض رحم	قلاع
سیلان الرحم	امراض معدة
اختناق الرحم	هیضه
امراض عامه	نقصان شهوت طعام
حمیات	فواق
اوجاع مفاصل	في الدم
امراض جلد	امراض اسعاد ومقعد
پرص وپهق لیسف	زحیر صادق
قوباء	زحیر کاذب
آتشک وجذام	قوبخ
کتابیات	امراض جگر ومراره وطحال

باب اول کلیات امورِ طبّیہ عرضِ مصنف

زبانِ طالب علمی میں احقر نے مسائل کلیات استاد محترم شفاء الملک حکیم عبداللطیف صاحب فلسفی، پرنسپل طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی سے حاصل کیے اور جب احقر کا تقرر شعبہ تشریح میں لیکچرار و انچارج کی حیثیت سے ہوا تو علامہ حکیم محمد کبیر الدین صاحب طبیہ کالج میں ریڈر کلیات مقرر ہوئے اور جناب نے اپنی نشست کے لیے میرا دفتر پسند فرمایا۔ علامہ کلیات کا درس دینے کے بعد اپنے لیکچر کو ہم اساتذہ کے سامنے تقریباً پورا ڈھرایا کرتے تھے۔ پس اس طرح مجھے علامہ موصوف سے دقائق کلیات کے واضح طور پر حل کرنے کا موقع ملا اور اس مضمون سے میری دلچسپی اس درجہ بڑھی کہ میں نے شعبہ تشریح کو چھوڑ کر کلیات کا لیکچرار ہونا پسند کیا اور بالآخر میں ۱۹۶۵ء میں لیکچرار کلیات کی پوسٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر محمد اللہ ریڈر اور بالآخر پروفیسر کے منصب پر فائز ہوا۔

کلیات طب سے وابستگی کے بعد میں نے ضروری سمجھا کہ نظریہ تجدید طب کے مطابق کلیات طب پر کچھ کام کروں اور ایسی کتاب لکھوں جو کلیات طب کے مختلف شعبوں پرنسپس اور طلباء کے لیے قریب الفہم ہو چنانچہ میں نے کلیات طب سے متعلق مختلف شعبوں پر حادی ایک مختصر و جامع کتاب "اصول طب، تصنیف کی جو ادارہ ہدایتہ جلالی ضلع علی گڑھ سے شائع ہوئی۔ اس کے بعد جغرافیائی مسائل پر بھی تجدید طب کے نظریہ کے مطابق جدید علم جغرافیہ کی روشنی میں ایک کتاب "طبی جغرافیہ" تصنیف کی جو پبلیکیشن ڈیپارٹمنٹ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کی جانب سے شائع ہوئی۔

۱۹۷۲ء میں مجھے ریڈر کلیات طب کی حیثیت سے ترقی دی گئی اور ۱۹۷۵ء میں صدر شعبہ طب و جراحت مقرر ہوا۔ یکم جنوری ۱۹۸۶ء میں پروفیسر ان کلیات کی حیثیت سے

میرا تقرر ہوا۔ اس دوران میں مسلسل کوشش کرتا رہا اور بالآخر کلیات کا پوسٹ گریجویٹ معیار کا شعبہ ۱۹۵۸ء میں قائم ہوا۔ اور مجھے اس کا چیرمین مقرر کیا گیا۔ اس مدت میں کلیات طب سے متعلق تعلیم و تعلم کے تجربات کے بعد ”اصول طب“ کو ضروری اور مفید اضافات کے ساتھ مرتب کیا۔ تاکہ یہ کتاب علمی و عملی دونوں اعتبارات سے ان جملہ طبی اصول پر حاوی ہو کہ جن کا جانتا علم طب کے طالب علم کے لیے از بس ضروری ہے۔

ظاہر ہے کہ کوئی علم جب تک کہ اس پر نظر ثانی نہ ہوتی رہے اور زمانہ کی ضروریات کے مطابق جدید اصولوں کی روشنی نہ کھرتا نہ رہے۔ زندہ نہیں رہ سکتا۔ علم طب بھی چونکہ ریج اریس بوعلی سینا کے بعد سینکڑوں برس تک حدودِ قدامت تک محدود رہا، لہذا فرسودگی کے آثار اس پر طاری ہوئے اور اسی بناء پر جدید علوم کی روشنی میں اس علم کی تجدید ناگزیر تھی، چنانچہ سیح الملک حکیم محمد اجل خاں صاحب، نے اس ضرورت کو شدت کے ساتھ محسوس کیا اور اطباء کرام کو تجدید طب کی جانب متوجہ فرمایا اور ایک مجلس تحقیقات ۲ جولائی ۱۹۶۱ء کو قائم فرمائی جو علم طب کے ارکان اربعہ سیح الملک حکیم محمد اجل خاں صاحب، ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب، صدر الاطباء حکیم محمد ایاس خاں صاحب اور علامہ حکیم محمد کبیر الدین صاحب پر مشتمل تھی، اس ادارے کی سعی سے نظریہ تجدید طب کے مطابق پہلی کتاب ”قانون عمری“ معرض وجود میں آئی۔

مذکورہ ادارہ کے ارکان کے علاوہ علامہ حکیم مولوی سید غلام حسنین کنٹوری، رئیس الاطباء حکیم محمد حسن قرشی، شفاء الملک حکیم عبداللطیف قلغی، علامہ حکیم محمد کبیر الدین اور حکیم خواجہ رضوان احمد نے مستند طبی کتب و رسائل اور گراں قدر مقالات کے ذریعہ طب یونانی کو جدید انداز پیش کر کے نظریہ تجدید طب کے مطابق تصنیف و تالیف سے دھپی رکھنے والے اطباء کے لیے نئی راہیں پیدا کیں۔

پیش نظر کتاب چونکہ کلیات طب سے متعلق ہے لہذا علم طب کے اس شعبہ پر کچھ تبصرہ ضروری سمجھتا ہوں تاکہ طلباء کلیات طب اور اس کے مختلف شعبوں اور ان سے متعلق تالیفات و تصانیف سے متعارف ہو سکیں۔

کلیات طب سے مراد طب کے عام بنیادی اصول ہیں، چنانچہ علم طب کے کلیات کو ”اصول طب“ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ طبی لحاظ سے کلیات طب کو ہر وقت

علم طب میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ معالجات علم الادویہ کے سمجھنے کے لیے اولاً کلیات طب کا سمجھنا نہایت ضروری ہے اور اسی بنا پر شیخ رئیس ابوعلی حسین بن عبد اللہ سینا نے "القانون فی الطب" میں اور ابو الحسن علی بن الجباس نے "کامل الصناعۃ" میں کلیات طب کو اولیت دی ہے اور علامہ محمود آملی اور علامہ علی حسین گیلانی وغیرہ نے کلیات قانون (جو کلیات طب پر مشتمل ہے) کی شرحیں لکھیں (جو جامع الشرحین کے نام سے ہندوستان میں مطبع نامی لکھنؤ سے شائع ہوئی) اور شیخ الدین محمد بن محمود جہنمی نے کلیات قانون کا خلاصہ بزبان عربی لکھا، پھر قانون کی متعدد شرحیں زبان عربی میں لکھی گئیں۔ علامہ علاؤ الدین علی بن الخرم قرشی نے "موجز" حکیم سدید الدین گاززدقی نے "سدیدی" حکیم جمال الدین نے "اقصرائی" اور علامہ برہان الدین نفیس بن عوض کرمانی نے "نفیسی" بزبان عربی اور حکیم محمد اکبر ارزانی نے "مفرج القلوب" بزبان فارسی لکھی اور دور جدید میں مذکورہ کتابوں کے تراجم زبان اردو میں شائع ہوئے کہ جن کے ذریعہ کلیات طب کی تعلیم و تدریس زبان اردو میں طبیہ کالجوں میں جاری ہوئی، اور زبان اردو میں کلیات طب کا سمجھنا طلباء کے لیے سہل و آسان ہو گیا۔

مذکورہ کتب کے علاوہ اکثر حکماء کے تحقیقی مقالات کلیات طب سے متعلق موضوعات پر ہندوستان کے مختلف طبی جریدوں مثلاً مجلہ طبیہ، المسیح، حامی الصحت، مشیر الاطباء، حکمت، المعالج، رہنمائے صحت، خادم الاطباء، ہمدرد صحت، چشمہ حیات، طبی دینا اور الحکمت وغیرہ میں شائع ہوتے رہے۔ ان رسائل کے علاوہ ہندوستان کے طبیہ کالجوں سے جاری ہونے والے میگزینوں میں بھی کلیات طب کے موضوعات پر فاضل حکماء کے نادر مضامین شائع ہوئے کہ جن سے طلباء اور اطباء استفادہ فرماتے رہے اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔

کلیات طب، علم طب کی مستند طبی کتب مثلاً القانون فی الطب، کامل الصناعۃ اور ذخیرہ خوارزم شاہی وغیرہ کی رو سے مندرجہ ذیل پانچ شعبوں پر مشتمل ہے۔

(الف) کلیات اُمور طبیعہ

(ب) کلیات اسباب و امراض و اغراض

(ج) کلیات نبض بول و براز

(د) کلیات ادویہ

(ه) کلیات علاج یا اصول علاج

دور جدید میں حکماء نے کلیات کے مذکورہ شعبوں پر جدا جدا مستقل کتب و رسائل تصنیف کیے کہ جن سے طب کے کلیات بہت روشن اور واضح ہوئے۔ چند اہم کتب و رسائل سب ذیل ہیں:

حکیم عبد الحکیم صاحب لکھنوی نے اصول علاج پر رسالہ دستور العلاج تصنیف فرمایا اور کلیات ادویہ پر کتاب حل المعضلات المشککہ فی اصول علم الادویہ۔

علامہ حکیم محمد کبیر الدین صاحب نے ترجمہ و شرح کلیات قانون اور ترجمہ نفیسی کے علاوہ افادہ کبیر اور کتاب الاخطا اور ارمان تصنیف فرمائیں۔

رئیس الاطباء حکیم محمد حسن قرشی صاحب نے کتاب جامع الحکمت میں طب کے کلیاتی موضوعات کو واضح طور پر بیان فرمایا۔

شفاء الملک حکیم عبد اللطیف صاحب فلسفی نے کلیات نبض پر ایک استدلالی کتاب بعنوان ”نبض“ تصنیف فرمائی، نیز آپ کے گراں قدر مقالات جو کلیات طب سے متعلق تھے بعنوان تجدد طب، شفاء الملک میو ریل کمیٹی علی گڑھ کی جانب سے شائع ہو چکے ہیں۔

حکیم جلیل احمد انصاری صاحب نے اصول علاج پر افادہ جلیل اور تجویز جلیل دو رسائل تصنیف فرمائے جو لکھنوی مطب کے آئینہ دار ہیں۔

راقم نے درس و تدریس کے تجربات کے بعد ضروری سمجھا کہ طب کی مستند کتابوں سے استفادہ کر کے موجودہ طبی نصاب تعلیم کے مطابق کلیات طب کے جملہ شعبوں پر ایک جامع کتاب تالیف کی جائے، چنانچہ اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے کلیات کے مختلف شعبوں پر جدا جدا رسائل تصنیف کیے اور اب نظر ثانی اور تنقیح و اصنافات کے بعد ان رسائل کا جدید ایڈیشن شائع کر رہا ہوں اور پیش نظر رسالہ اصول طبیعہ سے متعلق ہے۔

راقم نے موضوع کلیات پر پوسٹ گز جریٹ معیار کے مطابق ایک دوسری کتاب ”دقائق کلیات“ تصنیف کی ہے۔

مائی طب

حکیم سید محمد کمال الدین حسین بہرائی
۴/۱۳۰۵، نیو سیدنگر، علی گڑھ

علم طب

تعریف :- یہ وہ علم ہے کہ جس میں جسم انسان سے بجاظ صحت و عدم صحت یا نزول صحت بحث کی جاتی ہے تاکہ اگر صحت حاصل ہے تو اس کی حفاظت کی جائے اور اگر صحت معدوم ہوگئی ہے یعنی مرض پیدا ہو گیا ہے تو صحت کو واپس لانے کی کوشش کی جائے۔
مذکورہ تعریف کئی رو سے علم طب دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

(الف) علم حفظ صحت (ب) علم العلاج
پھر علمی اعتبار سے بھی علم طب کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) طب علمی یا نظری (ب) طب عملی

(۱) طب علمی یا طب نظری:

یہ وہ علم ہے کہ جس میں کسی چیز کا علم بیان کیا جاتا ہے اور اس کا تعلق عمل سے نہیں ہوتا۔ مثلاً بخار کے متعلق یہ بیان کیا جائے کہ اس کی موجودگی میں بدن میں حرارت بڑھ جاتی ہے، پیاس ہوئی ہے، درد سر ہوتا ہے وغیرہ۔ تو یہ بخار کے متعلق علمی معلومات ہوگی اور عمل سے اس کا تعلق نہ ہوگا۔

(ب) طب عملی:

یہ وہ علم ہے جس میں تدابیر اور عمل سے متعلق باتیں بتائی جاتی ہیں۔ مثلاً بخار کے مریض کے متعلق بتایا جائے کہ اس کو ٹھنڈا پانی پلایا جائے یا کوئی دافع حمی دوا دی جائے یا اس کے ہاتھ پیروں کی ماسش کی جائے تو یہ معلومات عملی ہوگی۔

موضوعات طب

علم طب چونکہ انسان کی صحت و مرض سے بحث کرتا ہے لہذا انسان اور اس

کی صحت یا مرض موضوعات طب سے متعلق ہیں پھر صحت و مرض بھی اسباب کے تابع ہوتے ہیں اور یہ امر مسلم ہے کہ کسی شے کی حقیقت کو جاننے کے لیے اس کے اسباب کا جاننا ضروری ہے۔ لہذا طالب علم طب کے لیے ان اسباب کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے تاکہ صحت و مرض کی حقیقت معلوم ہو سکے۔ نیز اسباب صحت و مرض کبھی ظاہر ہوا کرتے ہیں اور کبھی پوشیدہ اور پوشیدگی کی صورت میں حواس خمسہ سے محسوس نہیں ہوتے بلکہ عوارض و علامات ہی کے ذریعہ ان کا علم حاصل ہوتا ہے لہذا ان عوارض و علامات کا جاننا بھی ضروری ہے تاکہ ان کی مدد سے صحت یا مرض کی تشخیص ہو سکے۔

اسباب کی قسمیں مندرجہ ذیل چار ہیں؛

۱۔ اسباب مادیہ ۲۔ اسباب فاعلیہ ۳۔ اسباب مادیہ ۴۔ اسباب تملیہ
۱۔ اسباب مادیہ: وہ اشیاء ہیں جن میں صحت یا مرض قائم ہوتے ہیں یا جو صحت و مرض کے لیے علل و موضوع ہیں اور اس اعتبار سے بدن انسان کے اسباب مادیہ ارکان، اعضاء، اخلاط اور ارواح ہیں۔

پھر ان میں سے موضوع قریب تو اعضاء و ارواح ہیں اور موضوع بعید اخلاط اور اس سے بھی بعید تر ارکان اس لیے کہ بقول شیخ صحت و مرض حقیقتاً اعضاء و ارواح سے وابستہ ہوتے ہیں رہے اخلاط و ارکان تو ان میں صحت و مرض اس وقت قائم ہو سکتے ہیں۔ جب کہ یہ اعضاء و ارواح میں تبدیل ہو چکے ہوں یعنی صحت و مرض بالذات و بلا واسطہ اعضاء و ارواح کی کیفیت میں اور بالواسطہ ارکان و اخلاط کی۔

۲۔ اسباب فاعلیہ: وہ ہیں جو اثر انداز ہو کر انسان کی صحت کو قائم رکھتے ہیں اور بحالت صحت افعال طبعی ان کے سبب سے صادر ہوتے ہیں یا مرض پیدا کرتے ہیں جس کے سبب افعال بدن غیر طبعی ہو جاتے ہیں۔

ان اسباب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے :-

(الف) اسباب سببہ ضروریہ: یہ وہ اسباب ہیں جن سے انسان کو دورانِ حیات مفر نہیں اور اطباء نے انہیں چھ قسموں میں تقسیم کیا ہے اور اسی لحاظ سے ان کو اسباب سببہ ضروریہ یعنی چھ ضروری اسباب کہا جاتا ہے اور یہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ ہوا ۲۔ ماکول و مشروب (کھانے اور پینے کی اشیاء) ۳۔ حرکت و سکون بدنی

۴۔ حرکت و سکون نفسانی ۵۔ نوم و لفظ (نیند و بیداری) ۶۔ استفراغ و احتباس
(ب) اسباب غیر ضروریہ: یہ وہ اسباب ہیں جو حیات انسانی کے لیے لازمی تو نہیں
البتہ جب ان سے انسان کا سابقہ اور لاحقہ ہوتا ہے اور یہ اسباب بدن پر اثر
انداز ہوتے ہیں تو صحت یا مرض میں تبدیلیاں پیدا کرتے ہیں مثلاً:
۱۔ ممالک و بلاد (مختلف ملک اور شہر) ۲۔ مکان (مکانات) ۳۔ صناعات
(پیشے) ۴۔ عادات ۵۔ اسنان (عمریں) ۶۔ امور غریبہ (عارضی امور) جو بدن انسان
پر وارد ہوتے ہیں ۷۔ بدن انسان پر داخلی یا خارجی طور سے وارد ہونے والی
اشیاء اور ان کی تاثیرات کے اختلافات۔ خواہ یہ اشیاء طبیعت انسانی کے موافق
ہوں یا مخالف۔

اسباب فاعلیہ جب اسباب مادیہ پر اثر انداز ہوتے ہیں تو اس کے
نتیجہ میں ایک مخصوص حالت بدن میں پیدا ہوتی ہے اگر وہ حالت طبعی ہے تو صحت
اور غیر طبعی ہے تو مرض کہلاتی ہے۔

۳۔ اسباب صوریہ: تین (۱) مزاجات (۲) قوی جو مزاج کے بعد پیدا ہوتے
ہیں اور (۳) تراکیب (ساخت و بنیث) جو مزاج و قوی کے تابع ہوتے ہیں۔

صحت اسی وقت پائی جاتی ہے جب کہ مزاج، قوی اور ترکیب تینوں درست
اور طبعی ہوں اور اسی طرح مرض اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ ان میں سے کوئی ایک یا
تینوں خراب یا غیر طبعی ہوں۔

۴۔ اسباب تمامیہ یا غائیہ: افعال بدن انسانی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ
افعال کے جاننے کے لیے قوتوں کا جاننا اور رعوں کا جاننا جو قوتوں کی حاصل
(سواری) میں ضروری ہے۔

مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں واضح ہے کہ علم طب کے موضوعات کہ جن سے علم
طب بحث کرتا ہے۔ ارکان، مزاج، اخلاط، اعضاء، ارواح، قوی اور افعال ہیں۔ اور
حالات بدن بلحاظ صحت و مرض اور ان کے اسباب ہیں۔ چنانچہ ارکان، مزاج، اخلاط
اعضاء، ارواح، قوی اور افعال کو کلیات امور طبیعیہ کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔ اور
اسباب کو کلیات امراض و اسباب و اعراض و کلیات نبض و بول و براز کے تحت

تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

طب کا تاریخی خاکہ

طب ایک قدیم علم ہے کیونکہ یہ علم بھی ہر زمانے میں انسان کے لیے ضروری تھا۔ اس لیے بعض علماء نے اس علم کو الہامی قرار دیا ہے اور جالینوس نے استدلال کیا ہے کہ اس علم کے دقیق اسرار و رموز کے ادراک کے لیے عقل انسانی کافی نہیں ہے۔

اسلام کی بنیادی معجزہ نما کتاب قرآن مجید میں دیگر علوم کے ساتھ علم طب سے متعلق بھی صریح آیات موجود ہیں اور حکمائے اسلام اور علمائے دین کی تحقیق کے مطابق پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام کو درگاہ الہی سے جملہ علوم کی تعلیم الہامی طور پر دی گئی اور ان میں علم طب بھی شامل تھا اور آپ کے بعد دیگر انبیاء علیہم السلام کے طبّی اقوال بھی کتب میں محفوظ ہیں اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اطہار اور ائمہ معصومین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب والاخبار رضی اللہ عنہم کے احادیث و اقوال میں اکثر طبّی اقوال موجود ہیں جنہیں طب نبوی، طب الائمہ اور طب معصومین وغیرہ کتب میں پیش کیا گیا ہے۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی روشنی میں طب کو طب اسلامی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

علم طب نے زمانہ قدیم میں مصر، ہندوستان، چین اور یونان میں فروغ پایا۔ یونان میں سب سے پہلے اسقلیپوس نے باضابطہ علاج شروع کیا اور اس کے سحرانگیزعالجات کی شہرت بہت زیادہ ہوئی اور اس بناء پر اس کو موجد طب کہا گیا۔ اسقلیپوس کے بعد افلاطون اور فیثاغورث وغیرہ نے علم طب میں شہرت پائی۔ پھر بقراط (۴۶۰ ق م تا ۳۷۰ ق م) نے طب کے اصول و قواعد باقاعدہ مرتب کر کے ایک علم کی صورت سے مدوّن کیا اسی بنیاد پر بقراط کو طب کا بانی تسلیم کیا گیا۔ بقراط کے بعد ارسطو (۳۸۴ ق م تا ۳۲۲ ق م) نے طب کے اصول کلی کو منضبط کیا۔ ویسقوریوس نے علم الادویہ کو مرتب کیا اور جالینوس (۱۲۹ تا ۱۹۹ء) نے تشریح و منافع الاعضاء کو واضح کیا۔

طب کا عروج حکمائے اسلام کے عہد میں

مسلمانوں نے اپنے عروج کے ساتھ طب پر بھی خصوصی توجہ کی۔ ابتدا میں حنین ابن اسحق، ماسرجویہ، موسیٰ بن خالد، ابویوسف، البطرلق وغیرہ نے حکمائے یونان کے طبی تصانیف کے ترجمے عربی زبان میں کیے۔ دوسری صدی ہجری کے دورِ آخر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر حکمائے اسلام نے طب کے اصول و فروع پر محققانہ بحث کی اور یہ دورِ کندی سے شروع ہو کر ابن خلیل پر ختم ہوا۔ تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں اسلامی اطباء زیادہ یونانی اطباء کے پیرو تھے۔

چوتھی صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک حکمائے اسلام نے مختلف طبوں کے امتزاج سے ایک نئی طب کی بنیاد ڈالی جو یونانی، عربی، ایرانی اور ہندی طبوں پر مشتمل تھی اور اس کے ساتھ ہی اکثر امراض نئے تحقیق کیے اور نئے اصول وضع کیے اور نئے طریقہ پر ادویہ کو ترتیب دیا، قراہ دین مرتب کی اور علم حفظِ صحت اخراج کیا! اس دور میں متعدد قابلِ قدر تصانیف مرتب ہوئیں جن میں ابوالحسن علی بن ربیع البطرکی کی فردوس الحکمت، محمد بن زکریا رازی کی حادوی کبیر، علی بن عباس کی کامل الصناعۃ، ابوعلی حسین بن عبداللہ بن سینا کے القانون فی الطب، ابوالقاسم زہراوی کی کتاب التصریف اور عبد الملک کی ”کتاب التیسیر“ نے غیر معمولی شہرت حاصل کی۔

طبِ اسلامی کے آخرِ دور میں داؤد صریح انطاکی، ابوالحسن قرشی، علامہ محمود آملی، علی حسین گیلانی، محمد اکبر ارزانی، مومن خاں، محمد حسین، شریف خاں اور اعظم خاں وغیرہ نے طب پر مایہ ناز کتب تصانیف فرما کر شہرتِ دوام حاصل کی۔

شیخ ابوعلی حسین بن عبداللہ بن سینا (ولادت ۹۸۰ء وفات ۱۰۳۷ء) ایک بلند پایہ طبیب اور عالی مرتبت فلسفی تھا، اس کی کتاب القانون فی الطب علمِ طب کی ایک نہایت جامع اور مستند کتاب ہے جو طب کے جملہ شعبوں پر حاوی ہے اور اپنی خوبیوں کی بناء پر اس کتاب نے بین الاقوامی طبی شہرت حاصل کی۔ یہ کتاب نہ صرف مشرقی ممالک میں طب کے نصاب میں شامل رہی بلکہ مغربی ممالک میں بھی سولہویں صدی عیسوی تک

راج رہی۔ اس کے تراجم متعدد زبانوں میں ہوئے اور اس کی شرحیں اور متعدد خلاصے لکھے گئے اور آج بھی اس کے تراجم اور تشریحات کا سلسلہ جاری ہے۔ القانون کا حکم کلیات اس قدر جامع ہے کہ کلیات طب کی تعلیم کا انحصار جملہ طبیبہ کالجوں میں اسی پر ہے۔ مدرسی شعبہ القانون کے خلاصے بزبان اردو ہندوستان کے طبیہ کالجوں میں رائج ہیں۔ اہقرنے بھی القانون کے جزو کلیات کا خلاصہ کلیات قانون اور اس سے متعلقہ دیگر کتب کی مسد سے مرتب کیا اور بالآخر اس خلاصہ کو پیش نظر کتاب ”أصول طب“ کی صورت میں شائع کیا ہے۔

قانون کی شرحیں عربی زبان میں علامہ علی حسین گیلانی اور علامہ محمود آملی وغیرہ جید حکماء نے لکھی ہیں۔ شرح گیلانی اور شرح آملی یکجا طور پر ہندوستان میں جامع الشرحین کے نام سے طبع و شائع ہوئیں۔ ان شرحوں کے علاوہ عربی زبان میں ”القانون“ کا خلاصہ ”قانونچہ“ کے نام سے علامہ شمس الدین چغتائی نے لکھا اور پھر قانونچہ کی شرح موجز سیدی، اقصرائی اور موجز وغیرہ لکھی گئیں۔

علامہ علاؤ الدین قرشی نے موجز، علامہ برہان الدین نے نفیسی، علامہ سدید الدین گادرونی نے سیدی، علامہ جمال الدین نے اقصرائی، حکیم محمد اکبر ارزانی نے مفرح القلوب، علامہ حکیم محمد کبیر الدین نے افادہ کبیر اور مولف کتاب ہذا حکیم سید محمد کمال الدین حسین نے اصول طب تالیف کی۔

۱۹۳۷ء میں کلیات قانون کا ترجمہ و شرح ڈاکٹر گرو نرایم۔ ڈی لندن نے زبان انگریزی میں کیا ہے۔

طب یونانی ہندوستان میں

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ طب یونانی بھی ہندوستان آئی اور اس طب کی تعلیم ابتداء میں عربی اور فارسی زبانوں میں شروع ہوئی اس لیے کہ عرب و ایران میں یہ طب عربی کے قالب میں منقلب ہو چکی تھی۔ پھر ایک مدت کے بعد جب کہ ہندوستان کی اردو زبان کو فروغ حاصل ہوا تو طب کی اہم کتابوں کے اردو تراجم کی ضرورت پیش

آئی، چنانچہ متعدد طبی کتب کے ترجمے اردو زبان میں ہوئے شیخ الرئیس ابو علی حسین بن عبد اللہ بن سینا کے القانون فی الطب کی پانچوں جلدوں نیز ابو الحسن علی بن العباس کی جامع و مستند کتاب کامل الصناعت کا اردو زبان میں ترجمہ و شرح علامہ حکیم مولوی سید غلام حسین کنتوری اعلیٰ الشہ مقامہ نے فرمایا جو مطبع نول کشور کا بنور سے طبع و شائع ہوا۔ ان تراجم و شروح کے علاوہ موجز اور اس کی شرح نفیسی مولفہ حکیم برہان الدین نفیس بن عوض کرمانی، سیدی مولفہ حکیم سدید الدین گادرونی، انصرائی مولفہ حکیم جمال الدین انصرائی، مفرح القلوب مولفہ حکیم محمد اکبر ارزانی برہان پوری اور قانونچہ مولفہ علامہ جعفری وغیرہ درسی کتب کے ترجمے بھی اردو زبان میں ہوئے اور اس طرح اردو زبان میں طب یونانی کی تعلیم عام ہو گئی۔

ہندوستان میں جب انگریزوں کی حکومت قائم ہوئی تو انگریزوں نے حکومت کے ساتھ ساتھ اپنے علوم کو بھی ہندوستان میں رواج دیا اور طب مغرب کی تعلیم کے لیے اسکول اور پھر میڈیکل کالج اور اسپتال کھولے۔ طب مغرب چونکہ اہل ہند کے لیے بعید از فہم تھی اس لیے ابتداء میں طب مغرب کی کتابیں بھی اردو زبان میں طبع و شائع کی گئیں نیز ان کے ساتھ طب قدیم کی کتابوں کو بھی داخل نصاب کیا گیا جیسا کہ میڈیکل اسکول اگرہ کے ابتدائی نصاب سے واضح

ہے۔ مسیح الملک حکیم اجمل خاں بہادر نے جب یہ دیکھا تو انھوں نے ہندوستانی طبوں کی تعلیم کے لیے اور ان طبوں کے فروغ کے لیے باقاعدہ اعلیٰ ہیمانہ پر کالج کھولنے کی ہم شروع کی اور دہلی میں ”دی آ یور ویدک اینڈ یونانی طبی کالج“ قائم فرمایا۔ اور جناب حکیم عبدالعزیز صاحب نے لکھنؤ میں ”تکمیل الطب کالج“ قائم فرمایا، نیز علی گڑھ، لاہور، حیدرآباد، پٹنہ، الہ آباد، سلہٹ، میسور، بھوپال اور پٹالہ میں بھی طبیہ کالج قائم ہوئے، پھر دہلی میں ایک مزید طبیہ کالج بنام ”جامعہ طبیہ“ علی قاسم جان میں قائم ہوا۔ اور لکھنؤ میں تیئذ مزید طبیہ کالج ”منہج الطب کالج“ اور اسٹیٹ ایڈیڈ طبیہ کالج اور وہابیہ طبیہ کالج قائم ہوئے اور ان کالجوں میں طب کی تعلیم باقاعدہ اعلیٰ ہیمانہ پر جاری ہوئی، میسور، بھوپال اور پٹالہ کے طبی کالج نیز منہج الطب کالج اور اسٹیٹ ایڈیڈ

طبیہ کالج اور وہابیہ طبیہ کالج لکھنؤ نذر خزاں ہو گئے اور باقی کالج مسلسل فروغ پا رہے ہیں اور ہندوستان کی مختلف دینی ورستیوں کے ساتھ وابستہ کر دیئے گئے ہیں۔

سیح الملک حکیم محمد اجمل خاں نے یہ بھی محسوس کیا کہ جدید سائنس اور جدید طبی علوم کی روشنی میں طب قدیم میں جو نقائص نظر آ رہے ہیں ان کی اصلاح نہایت ضروری ہے اور اس مقصد کے لیے انہوں نے ایک ادارہ قائم فرمایا جس نے تجدید طب کے لیے اصول بنائے اور ان اصولوں کے مطابق درسیات طب سے متعلق کتب کی تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا اور سیح الملک کی یہ تحریک تجدید طب بہت کامیاب ہوئی۔ ہندوستان کے اکثر اطباء نے اس نظریہ کے مطابق طب کے مختلف موضوعات پر نہایت مفید کتابیں تصنیف و تالیف کیں۔ اور طب یونانی نے ہندوستان میں بزبان اردو ایک نیا قالب اختیار کیا۔ اور طب کے اکثر و بیشتر نقائص کی اصلاح ہوئی اور یہ طب کامل بلکہ مہ کا مثل بن کر ہندوستان میں چمکی۔

سیح الملک نے فن دوا سازی کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی اور بلی ماران دہلی میں اعلیٰ پیمانہ پر ہندوستانی دواخانہ قائم فرمایا جس میں صحیح الایجزاء یونانی مرکبات مستند قرابادینی نسخوں کے مطابق تیار ہوئے جن سے کہ ہندوستان اور بیرون ہند کے مریضان نے فائدہ حاصل کیا۔

سیح الملک حکیم اجمل خاں نے آل انڈیا آیور ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس بھی قائم فرمائی تھی جو اطباء لکھنؤ کے اختلاف کے بعد آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس میں تبدیل ہو گئی۔

دورِ حاضر میں الحاج حکیم عبد الحمید صاحب بالقابہ نے سیح الملک کے نظریات کے مطابق طب کو مزید فروغ دیا۔ لال کنواں دہلی میں ہمدرد دواخانہ اور اس دواخانہ میں ایک شعبہ ریسرچ قائم فرمایا کہ فن دوا سازی کو بہت ترقی دی اور اس دواخانہ کی شاخیں ہندوستان کے مشہور شہروں اور قصبات میں قائم کیں، آصف علی روڈ پر مطب اور اسپتال ہمدرد نرسنگ ہوم کے نام سے قائم فرمایا اور اس کے

بعد تعلق آباد، دہلی میں ہمدرد فاؤنڈیشن کے تحت، انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسرچ، اور اس کے ساتھ ایک وسیع کتب خانہ قائم فرمایا جو طب اور دیگر علوم و فنون کی ہزاروں نادر و نایاب کتب کے ایک نادر خزانے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس انسٹی ٹیوٹ کے ساتھ آپ نے جامعہ طبیبہ گلشن قاسم جان دہلی کو بنام ہمدرد طبی کالج نام موسوم فرما کر ہمدرد منیجر دہلی میں منتقل فرمادیا اور اس کے ساتھ مجید یہ اسپتال بھی قائم فرمایا۔

الحاج حکیم عبدالحمید صاحب نے آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس دہلی کے صدر اور سرپرست کی حیثیت سے ہندوستان میں طبی حقوق کے تحفظ کے لیے وہ حکیمانہ اقدام فرمائے اور وہ کارنامے انجام دیئے جو تاریخ طب میں ہمیشہ روشن رہیں گے اور پاکستان میں علم طب کو فروغ دینے کے لیے آپ کے برادر عزیز القدر جناب حکیم محمد سعید صاحب نے ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی میں قائم فرمایا جہاں سے مستند کتب موضوعات طب پر شائع ہوئیں۔ آپ نے ہمدرد طبی کالج بھی قائم فرمایا۔ آپ ہی نے کراچی میں مدینۃ الحکمت کی بنیاد فرمائی جہاں ہمدرد یونیورسٹی کا سنگ بنیاد صدر مملکت پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق نے، ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۷ جون ۱۹۸۵ء کو اپنے دست مبارک سے رکھا۔ آپ حضرات کی مساعی جیلہ سے علم طب کو ہندوستان و پاکستان میں بہت فروغ حاصل ہوا۔

دورِ حاضر میں ہندوستان میں طب یونانی کے نظم و ضبط اور فروغ کے لیے منسٹری آف ہیلتھ گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے سینٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن کے نام سے ادارے قائم کیے ہیں، جن کے تحت ہندوستان کے مختلف شہروں میں ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور ریسرچ پروجیکٹ قائم ہوتے جہاں طب یونانی کے مختلف موضوعات پر اعلیٰ معیار پر تحقیقی کام جاری ہے۔ ہندی اور انگریزی زبانوں میں متعدد نادر طبی کتب اور رسالے شائع ہوئے ہیں، اجمل خاں طبیبہ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور گورنمنٹ نظامیہ طبیبہ کالج حیدرآباد میں پوسٹ گریجویٹ ڈیپارٹمنٹ قائم ہوئے اور ہندوستان کے جملہ طبیبہ کالجوں کے لیے ایک

مشترکہ نصاب برائے مڈگرمی کا مل طب و جراثیم (بی۔ یو۔ ایم۔ ایس) جاری ہوا ہے اور ہندوستان کے طبیہ کالجوں میں جملہ طبی مضامین کے ڈیپارٹمنٹ قائم کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ وزارت صحت حکومت ہند ان اقدامات کے لیے قابلِ صد ستائش و آفرین ہے۔

دورِ حاضر میں ہندوستان میں جو دھ پور، بے پور، بُرہان پور، گرنول، بمبئی، پونا، مالیکاول، بنگلور اور مدراس، دربھنگہ اور دیوبند میں بھی طبیہ کالج قائم ہوئے ہیں نیز سہارنپور اور اعظم گڑھ میں بھی ڈپلوما معیار کے طبی کالج قائم ہیں۔

(پروفیسر حکیم) سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی

امورِ طبعیہ

حکمائے یونان کا نظریہ ہے کہ امورِ طبعیہ، طبیعت سے تعلق رکھتے ہیں یہ وہ امور ہیں کہ جن پر بدن انسان کا دار و مدار ہے۔ ان امور میں سے اگر ایک چیز بھی معدوم ہو جائے تو بدن انسان کا وجود باقی نہ رہے گا۔ امورِ طبعیہ سات ہیں۔
 (۱) ارکان (۲) مزاج (۳) اخلاط (۴) اعضاء (۵) ارواح (۶) قوی (۷) افعال

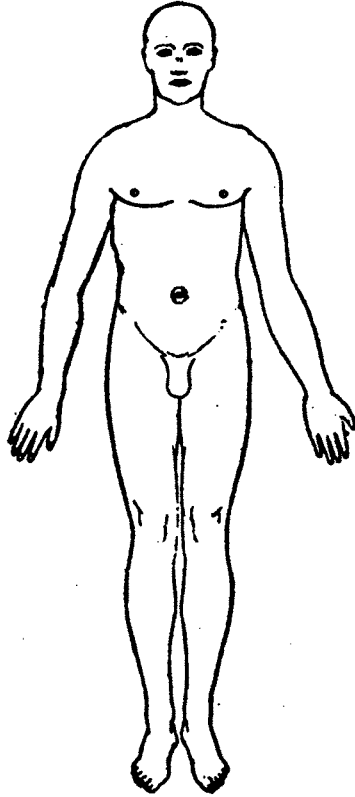
طبیعت :

طبیعت اس قوت کو کہتے ہیں جو حرکت و سکون کو بذاتہ پیدا کرے اور سائت امور کو طبیعت کی طرف نسبت دینے کی وجہ یہ ہے کہ طبیعت مد بدن ہوتی ہے اور یہ امور بدن کے اجزاء ہیں بعض امور اجزاء مادہ ہیں جن سے بدن کا وجود بالقوة قائم ہے جیسے ارکان، اخلاط، اعضاء، ارواح اور بعض بدن کے واسطے اجزائے صوری ہیں مثلاً مزاج اور بعض ان دونوں میں ربط دیتے ہیں مثلاً قوی و افعال۔ پس ان کا تعلق چونکہ بدن سے ہے اور اس لحاظ سے ان کو امورِ بدنہ کہا جاتا ہے۔

طبیعت کا تصور صرف حکماء قدیم کے یہاں ہی نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر ان یورپ بھی اس کے قائل ہیں، طبیعت کا ترجمہ فزیک کیا گیا ہے اور اسی اصطلاح سے ”فزیا لوجی“ اور ”فزیشن“ وغیرہ اصطلاحات بنائے گئے ہیں۔

طبیعت وہ طاقت ہے جو بدن انسان کی اصلاح و فلاح کے لیے جملہ افعال انجام دیتی ہے۔ مرض کی صورت میں طبیعت ہی اصلی معالج ہوتی ہے۔ طبیعت ہی کا کام مرض کی مدافعت کرنا ہے اور طبیب کا کام طبیعت کا معاونت کرنا۔

شکل صفحہ ۴۲ سے متعلق



یہ حقیقت واضح ہے کہ بہت سے امراض دوا کی مدد کے بغیر محض طبیعت ہی کی اصلاح کے ذریعہ دفع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً معمولی زخم، کھانسی، نزلہ، پیٹ کی خرابیاں اور کسر وغیرہ۔ یہ غرض یہ کہ بدن کے اندر تدبیر و اصطلاح کے سارے کام طبیعت کے ہی ذمہ ہیں اور یہی وہ طاقت ہے جو ان اسباب کا مقابلہ کرتی ہے جو مرض کا سبب بنتے ہیں جب یہ طاقت کمزور ہو جاتی ہے تو مرض کے دفع ہونے میں دشواری پیش آتی ہے۔

امراض سے جسم کو بچانے کے لیے جو قوت کام کرتی ہے اس کو طب جدید بھی تسلیم کیا گیا ہے اور اس قوت کو مناعت یا ایمنٹی کہا گیا ہے۔ چنانچہ جب تک یہ قوت قوی رہتی ہے جراثیم اور تعدیہ کا اثر جسم پر نہیں ہوتا اور جب یہ کمزور ہو جاتی ہے تو جسم کی بیرونی سطح، آنکھ، ناک، کان، منہ، حلق، اعضائے تنفس اور اعضائے ہضم میں ہر وقت موجود جراثیم یا بیرونی ماحول کے جراثیم اخلاط و اعضائے بدن پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

تجربات کے بعد یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جسم میں جراثیم کے داخلے کے بعد کچھ ایسے اجسام پیدا ہو جاتے ہیں جو جراثیم کو ہلاک کرتے ہیں اور ان کے سہی مواد کا اثر جسم پر نہیں ہونے دیتے۔ اس قسم کے اجسام کو طب جدید میں اینٹی باڈیز کہا جاتا ہے یہ اجسام مصل الدم میں پیدا ہوتے ہیں اور جو قوت انہیں پیدا کرتی ہے وہ طبیعت مدبرہ بدن ہی ہے، چنانچہ اسی اصول کے مطابق ایک جدید اصول ”علاج بالمصل الدم“ ایجاد کیا گیا ہے جس کے ذریعہ کسی مرض کے خلاف اس کے مخالف اجسام جسم میں داخل کیے جاتے ہیں جن سے متاثر ہو کر طبیعت جراثیم اور ان کے زہر کے مخالف اجسام پیدا کرتی ہے طبیعت ہی جسم سے وہ مواد جو فاضل و فاسد ہوتے ہیں بشکل پسینہ، آنکھ کا چھڑ، کان کا میل وغیرہ کی صورت میں خارج کرتی ہے۔

بعض مادی جسم میں ایسے ہوتے ہیں جو امراض کے دفعیہ کے لیے مفید ہوتے ہیں۔ جدید تحقیقات سے معلوم ہو چکا ہے کہ جسم سے خارج ہونے والی رطوبات منہ کے تھوک، ناک کے بلغم، آنکھ کی رطوبات اور کان کے میل میں بعض جراثیم کو ہلاک

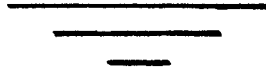
کرنے کی تاثیر بھی پائی جاتی ہے۔ ان رطوبات کی پیدائش سے بھی طبیعت مدترہ بدن کا وجود ثابت ہوتا ہے۔

نظریہ طبیعت کے حامی قدیم فلاسفر ہی نہیں تھے بلکہ جدید فلاسفہ بھی اس کے حامی ہیں۔ چنانچہ ماہر نفسیات ڈاکٹر ویل فریڈ لکھتا ہے:

”یونانی حکیم بقراط کے اس اصول پر میرا ایمان ہے کہ فطرت (طبیعت) ساری بیماریوں کی معالج ہے۔ ہم خواہ کچھ کیوں نہ کریں حالات ہمیشہ آخر میں فطرت ہی کے سہارے کے لیے مجبور ہوتے ہیں ہم جس قدر فطری طریقے استعمال کرتے ہیں فطرت اسی قدر ہماری مدد کرتی ہے۔“

اسی نظریہ کو ڈاکٹر لائل شیر الڈ نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

”کبھی کوئی ڈاکٹر اچھا نہیں کرتا۔ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے صرف اتنا کہ مریض کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ خود کو ان حالات میں ڈھال دے جہاں فطرت اس کے علاج میں خود معاون ہو جائے۔“



ارکان

تعریف: ارکان کو عناصر اور اسطقتات کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے یہ وہ بسیط و مفرد مادے ہیں جو بدن انسان وغیرہ کے لیے اجزاء اولیہ ہیں اور جن کا ایسے مادوں میں منقسم ہونا ممکن نہیں ہے جن کی صورتیں اور ماہیتیں (افعال و خواص) مختلف ہوں ارکان کے باہم ملنے اور ترکیب پانے سے کائنات کے مختلف انواع یعنی موالید نلڈ (حیوانات، جمادات، نباتات) پیدا ہوتے ہیں۔

عناصر کے متعلق حکماء کا اختلاف:

ایک عنصر:

حکماء کا ایک گروہ بخار کو عنصر و جید قرار دیتا تھا۔

دوسرا گروہ ارض (مٹی) کو عنصر قرار دیتا تھا۔

تیسرا گروہ نار (آگ) کو عنصر قرار دیتا تھا۔

چوتھا گروہ ماء و پانی کو عنصر قرار دیتا تھا۔

پانچواں گروہ ہوا کو عنصر و جید قرار دیتا تھا۔

الغرض مذکورہ پانچوں گروہ ایک ہی عنصر کے قائل تھے اور دنیا کی ساری چیزوں کو انہی عناصر کے استحالہ کا نتیجہ یا بدلہ ہونی صورت خیال کرتے تھے۔

دو عناصر:

چھٹا گروہ قائل تھا کہ نار اور ارض دو عناصر ہیں۔

ساتواں گروہ قائل تھا کہ ارض اور ماء و دنیا دی عناصر ہیں۔

آٹھواں گروہ تسلیم کرتا تھا کہ ہوا اور عرض دو اصلی عناصر ہیں۔
مذکورہ تینوں گروہ دو عناصر کے قائل تھے۔

تین عناصر:

نواں گروہ قائل تھا کہ نار، ہوا، ارض تین اصلی عناصر ہیں۔ پانی ان کے نزدیک ہوا کی بدلی ہوئی صورت ہے دسواں گروہ قائل تھا کہ ہوا، مادہ اور ارض تین عناصر ہیں، آگ ان کے نزدیک ہوا ہے جس میں شدید حرارت لاحق ہو گئی ہے۔

گیارہواں گروہ یعنی کیمیا دانوں کا عقیدہ تھا کہ ساری کائنات دھن (روغن) ملح (نمک) اور کبریت (گندھک) تین اجزاء سے مرکب ہے۔

چار عناصر:

بارہواں گروہ (فلاسفہ مشائین) عناصر اربعہ (چار عناصر) نار، مادہ، ہوا، ارض (آگ) پانی، ہوا، مٹی) کا قائل تھا۔ فلاسفہ مشائین میں سے ارسطو (۳۸۴-۳۲۲ ق م) نے اولاً عناصر اربعہ کا نظریہ پیش کیا اور بقراط (۴۶۰ ق م) اسطوب کی بنیاد اسی نظریہ پر قائم کی۔

پانچ عناصر:

تیرہواں گروہ مذکورہ عناصر اربعہ کے علاوہ ایک پانچویں عنصر ایزر کا بھی قائل تھا جسے سنسکرت میں آکاش کہتے ہیں۔

عناصر کثیرہ:

چودہواں گروہ (اصحاب خلیط) قائل تھا کہ عناصر کی تعداد بہت زیادہ ہے اس گروہ نے کسی خاص عدد پر عناصر کی حد ختم نہیں کی۔ اس گروہ کا خیال تھا کہ عناصر خالص صورت میں تقریباً پائے ہی نہیں جاتے بلکہ کائنات کی ساری چیزیں مٹی علی یعنی مرکب ہوا کرتی ہیں (خلیط، مرکب - ملاحظہ)۔

فلاسفہ مشائین (گھوم پھر کر تعلیم دینے والے فلاسفہ) کا نظریہ یہ ہے کہ عالم کون فساد میں چار کیفیات پائی جاتی ہیں (۱) حرارت (۲) برودت (۳) رطوبت (۴) بیہوست۔ ان کیفیات میں سے دو کیفیتیں یعنی حرارت اور برودت کیفیات فاعلہ اور باقی دو کیفیات یعنی رطوبت

اور ہوسٹ کیفیات منفعلہ ہیں جو کیفیات فاعلہ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں یعنی حرارت خالی نہیں پائی جاتی۔ کیفیات منفعلہ میں سے کوئی کیفیت اس کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے یعنی حرارت کے ساتھ ہوسٹ وابستہ ہوگی یا حرارت کے ساتھ رطوبت وابستہ ہوگی۔ اسی طرح برودت کے ساتھ بھی کوئی کیفیت منفعلہ وابستہ ہوگی یا ہوسٹ وابستہ ہوگی یا رطوبت وابستہ ہوگی۔ اس طرح عالم میں چار مرکب کیفیات پائی جاتی ہیں:

(۱) کیفیت حار بس

(۲) کیفیت حار رطب

(۳) کیفیت بار دیا بس

(۴) کیفیت بار در رطب

یہ چاروں کیفیات کسی مادہ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں۔

چنانچہ کیفیت حار یا بس جس بسیط ابتدائی مادہ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے اس مادہ کو عنصر نار کہا جاتا ہے اور کیفیت حار رطب جس بسیط ابتدائی مادہ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے اسے عنصر ہوا کہا جاتا ہے اور کیفیت بار در رطب جس بسیط ابتدائی مادہ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے اس کو عنصر ماء کہا جاتا ہے اور کیفیت بار دیا بس جس بسیط مادہ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے اسے عنصر ارض کہا جاتا ہے۔ ان ہی چار عناصر پر طب کبنیاد رکھی گئی ہے۔

فلاسفہ نے آگ، پانی، ہوا، مٹی کو جو دنیا میں پائے جاتے ہیں عناصر کہہ دیے بلکہ یہ سب مرکبات ہیں۔

علامہ نفیس نے اربعیت ارکان کے متعلق حسب ذیل دلائل پیش کیے ہیں۔

مرکبات کے وجود کے لیے چار ہی قسم کے مادوں کی ضرورت ہے۔

۱، ٹھوس مادہ اور پھر اس کو مختلف اشکال میں تبدیل کرنے کے لیے ایک رطب

مادہ کی ضرورت ہے۔ (۳) ایک ہوائی مادہ کی بھی ضرورت ہے کہ جس کی وجہ سے اس میں

خلا پیدا ہو سکے (۴) اور پھر اس کو پکانے کے لیے حار مادہ کی ضرورت ہے۔ پس ان ہی

چاروں مادوں سے مقصد پورا ہو جاتا ہے اور تمام مرکبات بن جاتے ہیں لہذا یہ تسلیم

کرنا پڑتا ہے کہ مرکبات کے بنیادی اجزاء چار ہی ہیں۔

۱) عنصر ارض، ۲) عنصر ماء، ۳) عنصر ہوا، ۴) عنصر نار
عناصر کا طبعی مقام اور اغراض وجود عناصر:

(۱) عنصر ارض: اس عنصر کی کیفیت بار دیا بس ہے اور اسی وجہ سے یہ عنصر نہایت ٹھوس اور وزنی ہوتا ہے اور دیگر عناصر کے مرکز میں واقع ہوتا ہے عنصر ارض کا طبعی مقام تمام عناصر کا وسط یعنی مرکز ہے۔ اس عنصر کا وجود کائنات میں اس مقصد کے لیے ہے کہ ٹھوس مرکبات اس سے بن سکیں جو مضبوط اور مستحکم ہوں اور استحکام کی وجہ سے ان کی اشکال اور ہیئت بھی محفوظ رہ سکے۔

(۲) عنصر ماء: اس عنصر کی کیفیت بار درط ہے اور اسی وجہ سے عنصر ارض کے اوپر ہے اور اس کو گھیرے ہے اور خود عنصر ہوا سے گھرا ہے۔ یہ سیال ہے اور عنصر ارض سے کم اور عنصر ہوا اور عنصر نار سے زیادہ وزن رکھتا ہے۔ اس کا وجود کائنات میں اس مقصد کے لیے ہے کہ اس کی وجہ سے عنصر ارض مختلف اشکال اختیار کر سکے۔

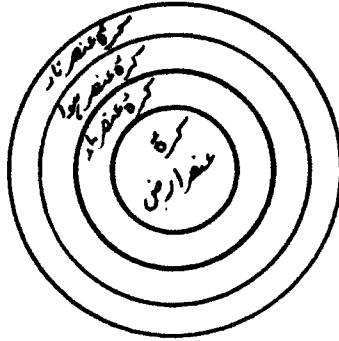
(۳) عنصر ہوا:

اس عنصر کی کیفیت حار درط ہے جس کی وجہ سے یہ ہوائی ہوتا ہے اور اس کا وزن عنصر ماء سے کم اور عنصر نار سے زیادہ ہوتا ہے اسی وجہ سے یہ عنصر ماء کو گھیرے ہوتا ہے اور خود عنصر نار سے گھرا ہوتا ہے۔ اس کا وجود کائنات میں اس مقصد کے لیے ہے کہ اس کی وجہ سے مرکبات میں تغفل پیدا ہو سکے اور مرکبات ہلکے اور لطیف ہو سکیں۔

(۴) عنصر نار:

اس عنصر کی کیفیت حار یا بس ہے۔ عنصر نار کا طبعی مقام یہ ہے کہ جملہ عناصر کے اوپر رہے اور عنصر ہوا کو گھیرے۔ چنانچہ اس کا طبعی مقام آسمان کی وہ مقعر سطح ہے جہاں کون فساد ختم ہو جاتا ہے۔ اس عنصر کے وجود کا مقصد یہ ہے کہ مادوں کو نفع دے (پکائے) تاکہ مرکبات بن سکیں جس کی وجہ سے اس کو سب سے ہلکا ہونا چاہیئے۔

کائنات میں عناصر کا طبعی مقام



عناصر انسانی جدید تحقیق کے مطابق

تحقیق شدہ ایک سو آٹھ (۱۰۸) عناصر سے عموماً سولہ (۱۶) عناصر اور بعض حالات میں (۱۹) عناصر جسم انسانی کی تکوین قابل لحاظ مقدار میں حصہ لیتے ہیں اور اسی بنا پر ان عناصر کو خاص طور سے »عناصر انسانیہ« کہا جاتا ہے۔
ان عناصر کو باعتبار شکل و صورت چار قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:
عناصر ناریہ: (۱) آکسیجن (نسیم)، (۲) فاسفورس (نورین)، (۳) کلورین (حضرین)، (۴) فلورین (سیلین)

عنصر ہوائی: بنائروجن (ایقرن) ہے جو ہوائے فضائی کا جزو اعظم یعنی ۲/۳ ہے۔
عنصر مائی: ہائیڈروجن (مائین) ہے جو پانی کا جزو اعظم یعنی ۲/۳ ہے۔
عناصر ارضیہ: حسب ذیل تیرہ (۱۳) ہیں۔

(۱) کاربن (نمین)، (۲) سلفر (کبریٹ۔ گندھک)، (۳) آیوڈین (نفسیمین)، (۴) سیلینیم (رہلین)، (۵) سوڈیم (نطرون)، (۶) پٹاشیم (قلوین)، (۷) کیلیم (کسین)، (۸) میگنیشیم (معنیشیا)، (۹) لیتھیم (ارضین)، (۱۰) آئرن (حدید۔ لوہا)، (۱۱) میگنیز (کو پر (تانبہ) (۱۲) زنک (سیسہ)

مذکورہ انیس عناصر میں سے آخر الذکر تین عناصر ہر جسم میں نہیں پائے جاتے بلکہ کسی کسی انسان میں پائے جاتے ہیں اس لیے ان تین عناصر کو ارکان انسانی کی فہرست میں شامل کرنا دشوار ہے لیکن بعض ابدان انسانی میں ان کے پائے جانے کی وجہ

سے ان کو چھوڑ دینا بھی کوتاہی ہے۔

(صفحہ ۴۹ نظریات و فلسفہ طب، انٹری ریسیرچ ڈیپارٹمنٹ، انسٹی ٹیوٹ آف
ہسٹری آف میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسیرچ ہمدرد بلڈنگ، نئی دہلی طبع اول ۱۹۶۲ء)

مزاج

تعریف: مزاج کے حروف اشتقاق م، ز، ج ہیں اور مزج کے لغوی معنی اہل لغات نے "ملنے" "حلول کرنے" اور "ایک دوسرے میں دخول کرنے" کے لکھے ہیں۔

اصطلاحاً مزاج وہ کیفیت ہے جو عناصر کی متضاد کیفیات کے باہم فعل و انفعال سے پیدا ہوتی ہے عناصر اجزائے صغیرہ (چھوٹے چھوٹے اجزاء) میں اس لیے منقسم ہوتے ہیں کہ ہر ایک عنصر کے اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ مل سکیں۔ چنانچہ جب یہ اجزاء صغیرہ اپنی قوتوں (کیفیتوں) سے باہم فعل و انفعال کرتے ہیں تو ان تمام کیفیات کے ملنے کے بعد ایک نئی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو مرکب کے تمام اجزاء میں مساوی (برابر) ہوتی ہے۔ اس نئی کیفیت کا نام ہی مزاج ہے۔

حکمائے قدیم کا نظریہ ہے کہ بعض عناصر سے ملنے کی کشش پائی جاتی ہے جسے الفت کہتے ہیں اور بعض عناصر میں یہ کیفیت اس کے برعکس ہوتی ہے اور کسی طرح باہم ترکیب نہیں پاتے جس کو نفرت کہتے ہیں یا بعضت کہتے ہیں۔

امتزاج: عناصر میں باہم ملنے کی کشش کم و بیش ہوتی ہے سب میں یکساں نہیں ہوتی۔ باہمی الفت رکھنے والے عناصر کے باہمی امتزاج سے مزاج حاصل ہوتا ہے۔

امتزاج کی دو قسمیں ہیں:

۱، امتزاج سادہ یا امتزاج سازج

۲، امتزاج حقیقی

امتزاج سادہ: اگر دو یا دو سے زیادہ عناصر آپس میں سادہ طور پر مل جائیں کہ مرکب میں ان کے سابقہ خواص قائم رہیں تو اس امتزاج کو محاذج یا سادہ کہتے ہیں۔ مثلاً ایک گلاس پانی میں شکر ڈال دی جائے تو محلول کا ذائقہ میٹھا ہوگا اور اس میں پانی و شکر کے خواص موجود ہوں گے۔ پھر اگر اسی محلول کو آگ پر گرم کیا جائے تو اس عمل کے نتیجے میں پانی اڑ کر ہوا میں شامل ہو جائے گا اور شکر باقی رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہ شکر میں تبدیلی ہوئی اور نہ پانی میں اور یہی امتزاج سادج ہے۔

امتزاج حقیقی: اگر چند عناصر باہم اس طرح مل جائیں کہ ان کے سابقہ خواص بدل کر نئے خواص پیدا ہو جائیں تو اس کو امتزاج حقیقی کہیں گے۔ مثلاً ایک گلاس میں شکر بھر کر آگ میں گرم کی جائے تو گچھل کر سُرخ ہو جاتی ہے اور اس سے ایک گیس بنتی ہے اور آخر میں سیاہ کوئلہ ہو جاتی ہے اس کو امتزاج حقیقی کہا جاتا ہے۔ بہت سے مرکب اور آمیزے اس کی مثالیں ہیں۔

مزاج کی قسمیں

مزاج اعتدال کے لحاظ سے دو قسم کا ہوتا ہے۔

۱، مزاج معتدل ۲، مزاج غیر معتدل

مزاج معتدل: اس کی دو قسمیں ہیں ۱، مزاج معتدل حقیقی ۲، مزاج معتدل طبعی

مزاج معتدل حقیقی:

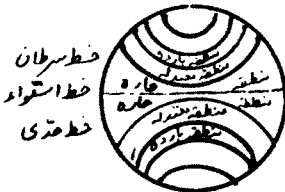
اس سے مراد وہ مزاج سادہ ہے جس میں کیفیات اربعہ یعنی گرمی، سردی، ترسی اور خشکی مساوی مقدار میں پائی جائیں اور حقیقی طور پر مرکب کے مزاج میں اعتدالی کیفیت پیدا ہو لیکن اس قسم کا مزاج خارج میں نہیں پایا جاتا یعنی کسی نوع کو یہ مزاج حاصل نہیں ہوتا اس لیے کہ دنیا میں جتنے مرکبات پائے جاتے ہیں ان میں عناصر کی مقدار مساوی نہیں ہوتی بلکہ بعض عناصر مقدار میں زائد ہوتے ہیں اور بعض کم۔

مزاج معتدل حقیقی سے قُرب: فخر الدین رازی کا نظریہ ہے کہ اقلیم چہارم (منطقہ معتدل) کے رہنے والے لوگوں کا مزاج اعتدال حقیقی سے زیادہ قُرب ہوتا ہے لیکن شیخ الرئیس کا نظریہ ہے کہ خط استوا کے رہنے والے لوگوں کا مزاج اعتدال حقیقی سے زیادہ قُرب ہوگا۔

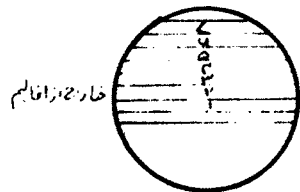
حکماء کا گروہ جس میں فخر الدین رازی اور ابو سہل یحییٰ بھی شامل ہیں ان کے دلائل یہ ہیں کہ اقلیم چہارم پر نہ زیادہ گرمی پڑتی ہے نہ زیادہ سردی۔ بلکہ یہ خط حرارت و برودت کے لحاظ سے معتدل ہوتا ہے نہ کہ خط استواء کے قریبی علاقوں کی طرح جہاں سخت گرمی پڑتی ہے لہذا خط اقلیم چہارم چونکہ سرد و گرم اقلیم کے درمیان واقع ہے لہذا یہ خط حرارت و برودت کے لحاظ سے معتدل ہوتا ہے اور اسی بنا پر اس خط کے رہنے والوں کا مزاج بھی معتدل ہوتا ہے۔

شیخ الرئیس کی دلیل یہ ہے کہ خط استواء کا قریبی علاقہ ایسا علاقہ ہے کہ جہاں موسمی تغیرات بہت کم ہوتے ہیں۔ سال کے زیادہ حصے میں سورج کی شعاعوں کے عمودی پڑنے سے موسم کی کیفیت سارے سال یکساں رہتی ہے اور یہاں کے رہنے والوں کا مزاج زیادہ متغیر نہیں ہو پاتا۔

کرہ ارض کا اقلیمی تقسیم
کرہ ارض کی اقلیمی تقسیم
کرہ ارض کی جدید اقلیمی تقسیم
قُطب شمالی
قُطب شمالی



قُطب جنوبی



قُطب جنوبی

قدیم جغرافیہ دانوں کا خیال تھا کہ کرہ ارض کا ایک چوتھائی حصہ (ربع مسکن) آباد ہے اور وہ خط استواء سے جانب شمال قطب شمالی تک پھیلا ہے اس حصہ کو وہ سات

ارضی خطوط کے ذریعہ سات مساوی حصوں میں تقسیم کرتے تھے اور ہر حصے کو اقلیم کہتے تھے۔ حکمائے قدیم نے بھی مزاج کی بحث میں اسی نظریہ کو بنیاد قرار دیا۔ جدید جغرافیہ دانوں نے تحقیقات کے بعد ثابت کر دیا ہے کہ دنیا کا آباد حصہ خط استواء کے جانب شمال ہی پھیلا ہوا نہیں ہے بلکہ جانب جنوب ہی پھیلا ہوا ہے اور انہوں نے ارضی خطوط کے ذریعہ پورے کرۂ ارض کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ منطقہ حارہ جس کا نصف حصہ خط استواء کی جانب شمال اور نصف حصہ جانب جنوب ہے۔ ۲۳½ درجہ کے فاصلہ تک۔

۲۔ منطقہ معتدل شمالی: یہ منطقہ حارہ کے شمالی حصہ اور منطقہ بارہ شمالی کے درمیان واقع ہے۔

۳۔ منطقہ بارہ شمالی: یہ منطقہ معتدل شمالی اور قطب شمالی کے درمیان واقع ہے۔

۴۔ منطقہ معتدل جنوبی: یہ منطقہ حارہ کے جنوبی حصہ اور منطقہ بارہ جنوبی کے درمیان واقع ہے۔

۵۔ منطقہ بارہ جنوبی: یہ منطقہ معتدل جنوبی اور قطب جنوبی کے درمیان واقع ہے۔

مزاج معتدل طبی: یہ وہ مزاج ہے جو کسی مرکب کو اس کے مطلوبہ افعال و خواص کے

مطابق حاصل ہوتا ہے اور اس کے لیے مناسب ہوتا ہے۔

مزاج معتدل طبی کے اقسام آٹھ ہیں:

۱۔ مزاج معتدل نوعی بالقیاس الی الخارج: یہ وہ مزاج ہے جو کسی نوع کو حاصل ہو اور اس نوع کے مطلوبہ افعال و خواص کے عین مطابق ہو، مثلاً نوع انسانی، نوع حیوانی، نوع نباتی، نوع جمادی کا مزاج۔

۲۔ مزاج معتدل نوعی بالقیاس الی الداخل: یہ وہ مزاج ہے جو کسی نوع کے اس فرد کو حاصل ہوتا ہے جو اس نوع کے افراد میں سب سے زیادہ معتدل ہوتا ہے۔

۳۔ مزاج معتدل صنفی بالقیاس الی الخارج: یہ وہ مزاج ہے جو کہ نوع کی کسی صنف (جنس) کو حاصل ہوتا ہے اور اس صنف کے لیے مناسب ہوتا ہے۔

۴۔ مزاج معتدل صنفی بالقیاس الی الداخل: یہ وہ مزاج ہے جو کسی صنف کے اس فرد کو حاصل ہوتا ہے جو اس صنف کے افراد میں سب سے زیادہ معتدل ہوتا ہے۔

۵۔ مزاج معتدل شخصی بالقیاس الی الخارج: یہ وہ مزاج ہے جو کسی صنف کے کسی شخص کو حاصل ہوتا ہے اور اس کے لیے مناسب ہوتا ہے۔
 ۶۔ مزاج معتدل شخصی بالقیاس الی الداخل: یہ وہ مزاج ہے جو کسی شخص کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ وہ باعتبار صحت نہایت بہتر حالت میں ہو۔
 ۷۔ مزاج معتدل عضوی بالقیاس الی الخارج: یہ وہ مزاج ہے جو کسی عضو کو حاصل ہوتا ہے اور وہ اس کے لیے مناسب ہوتا ہے۔
 ۸۔ مزاج معتدل عضوی بالقیاس الداخل: یہ وہ مزاج ہے جو کسی عضو کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ وہ نہایت بہتر حالت میں ہوتا ہے۔
 مزاج غیر معتدل یا سود مزاج: یہ وہ مزاج ہے جس میں کوئی کیفیت اعتدال سے بڑھ جائے۔ سود مزاج کی قسمیں دو ہیں: (۱) سود مزاج سادہ یا سادج (۲) سود مزاج مادی سود مزاج سادہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) سود مزاج سادہ مفرد، جس میں ایک کیفیت بڑھے۔
 (۲) سود مزاج سادہ مرکب، جس میں دو کیفیات بڑھ جائیں۔
 سود مزاج مادی کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) سود مزاج مفرد مادی جس میں ایک کیفیت کے ساتھ مادہ شامل ہو۔
 (۲) سود مزاج مرکب مادی جس میں دو کیفیات کے ساتھ مادہ شامل ہو۔
 سود مزاج مفرد سادہ کی چار قسمیں ہیں:

(۱) سود مزاج حار: جس میں حرارت اعتدال سے بڑھ جائے۔

(۲) سود مزاج بارد: جس میں برودت اعتدال سے بڑھ جائے۔

(۳) سود مزاج بارد: جس میں یوست اعتدال سے بڑھ جائے۔

(۴) سود مزاج رطب: جس میں رطوبت اعتدال سے بڑھ جائے۔

سود مزاج مرکب سادہ کی بھی چار قسمیں ہیں:

(۱) سود مزاج حار یا بس، جس میں حرارت و یوست اعتدال سے بڑھ جائے۔

(۲) سود مزاج حار رطب، جس میں حرارت اور رطوبت اعتدال سے بڑھ جائے۔

(۳) سود مزاج بارد یا بس، جس میں برودت و یوست اعتدال سے بڑھ جائے۔

۴) سود مزاج بار در طب، جس میں برودت و رطوبت اعتدال سے بڑھ جائے۔
 اسی طرح سود مزاج مادی کی بھی اچھ قسمیں ہیں، لیکن سود مزاج سادہ اور
 مادی میں فرق یہ ہے کہ سادہ میں مادہ شریک نہیں ہوتا صرف کیفیت کا اضافہ ہوتا ہے
 لیکن سود مزاج مادی میں کیفیت کے ساتھ ساتھ مادہ بھی شریک ہوتا ہے اور مادہ
 میں کوئی غیر طبعی تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔
 مذکورہ اقسام کیفیات کی زیادتی کے اعتبار سے ہیں یہی اقسام کیفیات کی کمی
 کے اعتبار سے ہوں گی۔

مزاج اعضاء: مزاج اعضاء سے مراد وہ مزاج ہے جو عناصر کے امتزاج کے بعد اعضاء
 کو حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ اعضاء کی ترکیب میں مختلف عناصر مختلف مقداروں میں
 شامل ہوتے ہیں چنانچہ اعضاء انسانی کو باعتبار مزاج پانچوں گروہوں میں تقسیم کیا
 گیا ہے۔

۱) اعضاء معتدلہ: ۲) اعضاء حارہ ۳) اعضاء بارہ ۴) اعضاء رطبہ ۵) اعضاء باسہ
 اعضاء معتدلہ: اعتدال مزاج کے لحاظ سے اگر اعضاء کو دیکھا جائے تو واضح ہوگا کہ
 جلد جسم کے دیگر اعضاء کے مقابلے میں اعتدال حقیقی سے قریب تر ہے اور یہی وجہ ہے
 کہ جلد اعضاء حسیہ میں شامل ہے اور جلد کیفیات مثلاً حرارت، برودت، رطوبت، یوست
 کو سب سے زیادہ محسوس کرتی ہے پھر تمام جسم کی جلد میں ہاتھ کی جلد زیادہ معتدل
 ہے اور ہاتھ میں پھیلی (راہ) کی جلد زیادہ معتدل ہوتی ہے پھر پھیلی کی جلد سے زیادہ
 معتدل انگلیوں کی جلد اور انگلیوں میں انگشت سببہ کی جلد اور سببہ میں سب سے
 زیادہ معتدل اگلے پورے کی جلد ہوتی ہے اور یہی سبب ہے کہ نبض دیکھنے کے لیے
 اسی کو استعمال کیا جاتا ہے۔

اعضاء حارہ ۵: یہ وہ اعضاء ہیں جن میں حرارت نسبتاً زیادہ پیدا ہوتی ہے اور حرارت
 انہی اعضاء میں زیادہ پیدا ہوتی ہے جن میں خون زیادہ دورہ کرتا ہے جیسا کہ ابو سہل
 سیسی (مصنف مائتہ سہمی) کا قول ہے کہ جن اعضاء میں خون کی مقدار زیادہ ہوتی ہے
 وہ حار یا گرم ہوتے ہیں اور جن اعضاء میں خون کی مقدار کم ہوتی ہے وہ بار دیا سرد

ہوتے ہیں سب سے زیادہ عارضہ قلب ہے اس لیے کہ قلب میں سب سے زیادہ خون کی مقدار پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ قلب میں سب سے زیادہ حرکت پائی جاتی ہے قلب کے بعد کبد عضو چار ہے اس لیے کہ یہ جسم کا سب سے بڑا مطبخ ہے جہاں تمام اعضاء کے لیے غذا تیار ہوتی ہے۔

جگر کے بعد عضو چار لحم ہے لحم عضلی ہو یا لحم غدوی چونکہ لحم میں بکثرت عروق دمیہ پائے جاتے ہیں اس لیے قلب و جگر کے بعد عضو چار لحم ہے۔

اعضاء بارودہ: تمام اعضاء میں سب سے زیادہ بارود عظم ہے اور اس کے بعد رباط۔ اس کے بعد اعصاب اور دماغ ہیں۔ اعضاء بارودہ وہ اعضاء ہیں جن میں حرارت کم پیدا ہوتی ہے اور اسی لحاظ سے انھیں اعضاء بارودہ کہا جاتا ہے۔ ان اعضاء میں اعضاء حارہ کی نسبت تعیرات و استحالات کی رفتار بھی سست ہوتی ہے اور خون بھی ان اعضاء میں کم پہنچتا ہے اور اس لیے ان اعضاء میں حرارت کم ہوتی ہے اور اسی بناء پر یہ اعضاء، اعضاء بارودہ کہلاتے ہیں۔

اعضاء رطبیہ: تمام اعضاء میں سب سے زیادہ رطوبت سہیں، اس کے بعد رواج ہے۔ اس کے بعد گوشت اور اس کے بعد دماغ و نخاع، شیخ الریس نے شحم کو حار لکھا ہے اس لیے کہ بدنی حرارت کے لیے یہ وہ قد ہے۔ علامہ محمود آملی فرماتے ہیں کہ چربی بدن میں حرارت اس طرح پیدا کرتی ہے جس طرح سوکھے تینکے آگ بھڑکانے میں مدد دیتے ہیں، ظاہر ہے تینکے بالفعل بارود ہوتے ہیں لیکن جب آگ پر ڈالے جاتے ہیں تو آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ اسی طرح بدن میں شحم (چربی) کو جلائے کے لیے مناسب حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر مناسب حرارت جسم میں نہ ہوگی تو چربی بجائے خرچ ہونے کے جمع ہوتی رہے گی۔ چنانچہ اسی بناء پر ان اشخاص کو جن میں چربی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے بارد المزاج کہا جاتا ہے۔

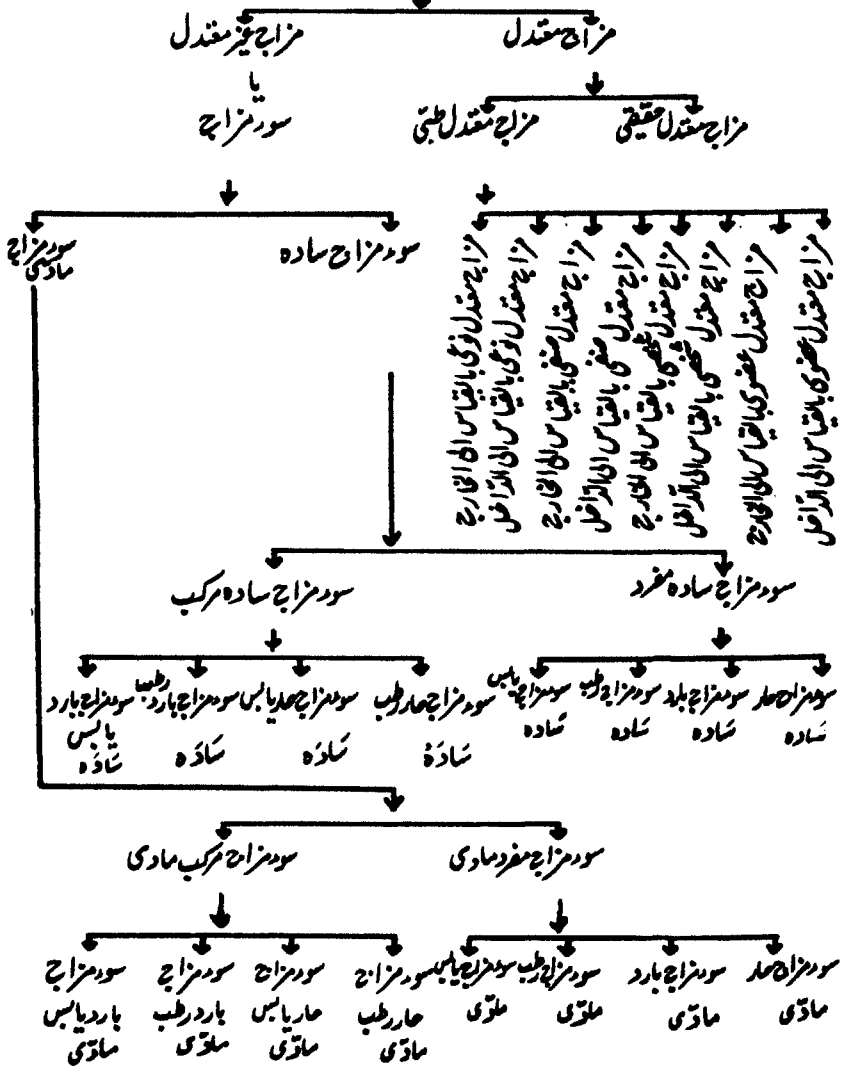
اعضاء یابسہ: تمام اعضاء میں زیادہ خشک بال ہوتے ہیں۔ ان کے بعد ہڈی، ان کے بعد غضروف، ان کے بعد رباط۔ اعضاء یابسہ وہ ہیں جن میں رطوبت کم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ بال و ہڈی کا مقابلہ کرتے ہوئے علامہ نفیس نے کہا ہے کہ بال اور ہڈی ساہی مقدار میں قرع انبیق (جس کے موجد حکیم جابر ابن حیان ہیں) کے ذریعہ روغنی مادہ کو نکالا

جائے تو بال کی نسبت ہڈی میں زیادہ نکلے گا۔ اطباء نے بیوست کے لیے عام طور پر صلابت کو معیار مقرر کیا ہے۔ یعنی جو اعضاء سخت اور ٹھوس ہوتے ہیں وہ یا بس بھی ہوتے ہیں۔

مزاج اعمار: (انسان کی مختلف عمروں کا مزاج)

انسان کی عمر کے درجات چار ہوتے ہیں۔

- ۱۔ سنِ سنو مارِ طب ۲۵ سال تک
 - ۲۔ سنِ شباب یا قوف مارِ یا بس ۲۵ سال سے ۴۵ سال تک
 - ۳۔ سنِ کہولت بارِ یا بس ۴۵ سے ۶۵ سال تک
 - ۴۔ سنِ شیخوخت بارِ در طب ۶۵ سے آگے
- ۱۔ سنِ سنو: یہ وہ عمر ہے جس میں اعضاء کا نشوونما جاری رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اعضاء اپنی پوری جسامت کو پہنچتے ہیں یہ عمر ۲۵ سال تک رہتی ہے۔ یہ سنِ مائل بہ حرارت و رطوبت ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں مل کر نشوونما بدن کی کرتی ہیں۔
- ۲۔ سنِ شباب یا قوف: اس عمر میں اعضاء نہ گھٹتے ہیں اور نہ بڑھتے ہیں۔ یہ عمر ۲۵ سال تک ہوتی ہے۔ اس عمر کا مزاج مائل بہ حرارت و بیوست ہوتا ہے۔
- ۳۔ سنِ کہولت: اس عمر میں قوی کا انحطاط ضرور ہوتا ہے (طاقتیں گھٹتی ہیں) لیکن قابلِ لحاظ نہیں ہوتا یہ عمر ۴۵ سال سے ۶۵ سال تک ہوتی ہے اور اس زمانہ میں مزاج مائل بہ برودت و بیوست ہوتا ہے۔
- ۴۔ سنِ شیخوخت: اس عمر میں اعضاء اور قوی میں انحطاط نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے اس عمر کا مزاج مائل بہ برودت و رطوبت ہے۔



اخلاط

لفظ خلط کے معنی ملی مٹی جی چیز کے ہیں۔ عروق و مویہ میں چونکہ خون و ملغم صفراء اور سوداء باہم ملے ہوتے ہیں اس لیے ان کو اخلاط کہا جاتا ہے اور خون اس مجموعہ کو اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ اس مجموعہ میں خون (دم) دیگر اخلاط کے مقابلے میں غالب ہوتا ہے اور اس مجموعہ کا رنگ سرخ سرخ ہوتا ہے۔

طب کے اصول علاج میں اصول نفع و استفراغ جو تمام خلطی اور مادی امراض کے سلسلے میں ایک کامیاب ترین اصول علاج ہے۔ اس کا رد و مدار اخلاط ہی پر ہے چنانچہ تشخیص و تجویز کے بعد طبیب کو یہ تحقیق کرنا ضروری ہوتا ہے کہ بدن میں کس خلط کا غلبہ ہے اور کس خلط کے اندر فساد پیدا ہوا ہے۔

نظرۂ اخلاط کی بنیاد بقراط نے ڈالی اور اسی نے امراض کی پیدائش کا سبب اخلاط کو قرار دیا اور نظرۂ اخلاط کی تعلیم دی۔

بقراط کے نظرۂ اخلاط کو ڈاکٹر جان میٹلر اسکاٹ لینڈی نے کتاب انیس امشرین میں اس طرح پیش کیا ہے کہ بدن انسان ایسی چیزوں سے مرکب ہے جو (۱) جامد ہیں (۲) سیال ہیں (۳) ارواح کی طرح ہوائی ہیں اور ایسے اجزاء سے مرکب ہے جو گھیرے ہوئے ہیں اور ایسے اجزاء سے مرکب ہے جو گھیرے ہوئے ہیں۔

بقراط نے سیال رطوبات کو چار رنگ کی رطوبتوں میں تقسیم کیا ہے۔ (۱) دم (سرخ رطوبت) (۲) ملغم (سفید رطوبت) (۳) صفراء (زرد رطوبت) (۴) سودا (سیاہ رطوبت) ان چاروں رطوبات کی صحیح ترکیب اور صحیح تناسب صحت پیدا کرتا ہے اور غیر صحیح تناسب اور بے قاعدہ انتشار باعث مرض بنتا ہے۔

خلط کی تعریف: خلط کی تعریف شیخ الرئیس کے استاد ابوہل سیسی نے اس طرح کی

ہے:

”خلط وہ مادہ رطب سیال ہے جو ایسے برتنوں (عروق و تجاويف) میں بند کر کے رکھا گیا ہے جو بہ جانے سے باز رکھتے ہیں۔“

(ماتہ سیسی)

ابوہل سیسی نے جملہ رطوبات بدن (اخلاط) کو باعتبار محل تین اقسام میں تقسیم کیا ہے:

(۱) رطوبت عروقیہ وہ رطوبت ہے جو عروق کے اندر پائی جاتی ہے۔

(۲) رطوبات تجاويف یا رطوبت طلیہ۔ یہ وہ رطوبت ہیں جو عروق سے (عروق شعریہ) مترشح ہوتی ہیں اور اعضاء کی خلاؤں میں پائی جاتی ہیں۔

(۳) رطوبت اُسطفیسیہ یا رطوبت جوہریہ عنصریہ یا رطوبت غریزہ۔ یہ وہ رطوبت ہے جو فیلات کے باطن میں پائی جاتی ہے۔ یہ رطوبت اخلاط میں شامل نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ جوہر عضو ہے جس سے اعضاء کے افعال و منافع وابستہ ہیں۔

شیخ الرئیس نے خلط کی تعریف اس طرح کی ہے:

”خلط وہ مادہ رطب و سیال ہے جس کی طرف غذا اولاً مستیل ہوتی ہے۔“

(القانون)

شیخ الرئیس کی بیان کردہ تعریف کی رو سے جملہ رطوبات دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔

رطوبت اولی: جو غذا کے جگر میں استعمال کے بعد حاصل ہوتی ہیں اور خون میں شامل ہو جاتی ہیں۔

رطوبت ثانیہ: جو عروق دمویہ سے پترشح ہو کر اور نضح پاکر اعضاء کے رخنوں اور خلاؤں میں جمع ہوتی ہے یا اعضاء اور غذا میں نضح پاکر خون میں شامل ہوتی ہے مثلاً غذا و لاقناطی کے افرازات جو خون میں شامل ہوتے ہیں۔ شیخ الرئیس کی تعریف میں اولیت سے مراد اضافی اولیت ہے نہ کہ حقیقی۔ اس لیے کہ رطوبات ثانیہ بھی اخلاط ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔

اخلاط کی پیدائش:

انواع و اقسام کی غذائیں جو انسان استعمال کرتا ہے ان میں منہ

سے ہی ہضم و تغیر شروع ہو جاتا ہے پھر معدہ اور امعاء میں حرارت اور رطوبات ہاضمہ کی لہذا
سے مزید تغیر واقع ہوتا ہے یہاں تک کہ غذا محلول بن جاتی ہے جس کو کیوس کہا جاتا ہے
پھر یہ محلول رگوں میں جذب ہو کر مگر اور پھر دوسرے اعضاء تک پہنچتا ہے جہاں
قسم قسم کے تغیرات کے بعد مختلف قسم کے رطوبات پیدا ہوتے ہیں جن کو اخلاط کہا
جاتا ہے۔

خلاصہ غذا کے زیادہ تر اجزاء معدہ و امعاء میں ان کے مخصوص عروق (عروق ماساریقا)
اور پھر باب الکبد کے ذریعہ جگر میں داخل ہوتے ہیں اور مستحیل ہو کر اخلاط کی صورت
اختیار کرتے ہیں اس کے علاوہ کچھ رطوبات عروق باذہ یا عروق مصاصہ کے ذریعہ
جذب ہو کر ریاست خون میں پہنچتے ہیں۔

اخلاط کا انجذاب اعضاء میں:

اخلاط عروق شعریہ سے مترشح ہو کر ان خلاؤں
میں داخل ہوتے ہیں جو اعضاء کی ساخت میں پائے جاتے ہیں۔ اخلاط کا ترشح شبہم
کی طرح ہوتا ہے۔ پھر اعضاء کی قوت باذہ ان کو جذب کرتی ہے۔ اور اعضاء کی قوت
منفرہ ان میں تغیر پیدا کر کے ان کے مزاج قوام اور رنگ کو اپنے مطابق بنا لیتی ہے اور
اس طرح اخلاط اعضاء کی صورت اختیار کرتے رہتے ہیں۔

اربعیت اجناس اخلاط کی دلیل

اخلاط کے چار اجناس میں تقسیم ہونے کے دلائل جو پیش کیے گئے ہیں، ان میں
سب سے بہتر دلیل مشاہدہ ہے چنانچہ فصد کے ذریعہ جو خون خارج کیا جاتا ہے اگر اس
کو کسی ظرف میں کھلا ہوا رکھا جائے تو ایک جزو زرد و جھاگوں کی شکل میں اوپر تیرتا ہوا
نظر آتا ہے جو صفراء ہے اور ایک جزو دجے ہوئے سرخ و تھوڑے کی شکل میں نظر آتا ہے جو
دم ہے اور اگر خون ایسے برتن میں لیا جائے جس میں گرم پانی ہو تو ان دو قسموں کے
علاوہ دو اور اجزاء مظاہر ہوتے ہیں۔ ایک سفید جو اڑے کی سفیدی کی مانند ظاہر ہوگا
جو بلغم ہے اور دوسرا سیاہ خلیفہ جزو جوتہ میں شہمہ جاتا ہے، سودا ہے۔
خون، بلغم، سودا اور صفراء چار جنسیں ہیں جن کے تحت مختلف انواع کی رطوبات

پائی جاتی ہیں، مثلاً بلغم ایک جنس ہے جس کے تحت وہ تمام سفید رنگ کی رطوبتیں شامل ہیں جن کی ماہیت مزاج و خواص اور ترکیب ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔ مثلاً رطوبت فحالی جو اغشیہ مخاطیہ سے مترشح ہوتی ہے اور رطوبت لمفاویہ جو عروق لمفاویہ میں بہتی ہے اور رطوبت معدی و معوی معدہ و امعاء کے اندر پائی جاتی ہے۔ یہ مبلہ سفید رنگ کی رطوبتیں جنس بلغم میں شامل ہیں۔ یہ تمام رطوبات حالانکہ مختلف افعال و خواص رکھتی ہیں لیکن سفید رنگ رکھنے کی وجہ سے جنس بلغم میں شامل ہیں۔

اسی طرح صفراء ایک جنس ہے جس کے تحت صفراء کی مختلف قسمیں شامل ہیں مثلاً جگر اور پتہ والا صفراء جو خون میں شامل ہوتا ہے اور وہ صفراء جو ہمیشہ شہاب میں خارج ہوتا ہے۔

خلط دم

مزاج: حار رطب
منافع: بدن کا تغذیہ کرتا ہے یعنی بدن سے جو اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں ان کا بدل پیدا کرتا ہے جس سے جسم محفوظ رہتا ہے اور صحت مند رہتا ہے نیز خون جسم کو حرارت پہنچاتا ہے جس سے تمام اعضاء کی قوتیں قائم رہتی ہیں اور ان کے افعال صحیح ہوتے ہیں۔

خون دو قسم کا ہوتا ہے:

۱۔ خون طبعی

۲۔ خون غیر طبعی

خون طبعی: یہ وہ خون ہے کہ جس کے ہاتھ روح محلول ہوتی ہے۔ اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور جو بُرے خالی ہوتا ہے بمعدل القوام ہوتا ہے (نہ زیادہ گاٹھا نہ زیادہ پتلا ہوتا ہے) مزہ شیریں ہوتا ہے (شکر کی موجودگی کی وجہ سے) خون کے ساتھ دیگر اخلاط یعنی بلغم صفراء و سودا بظاہر کمیت (مقدار) و کیفیت مناسب مقدار میں پائی جاتی

ہے۔ خون غیر طبعی: یہ وہ خون ہے جس کی خصوصیات خون طبعی سے مختلف ہوتے ہیں۔

طبعی خون کا رنگ: شربانی خون کا رنگ شوخ سرخ اور ویدی خون کا رنگ سُرخ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ فقر الدم کی صورت میں خون کا رنگ ہلکا ہو جاتا ہے اس لیے کہ خون کے سُرخ ذرات کی مقدار گھٹ جاتی ہے۔

خون کا بوسے خارج ہونا: خون میں بُوکا پیدا ہونا، خون میں جب عفونت لاحق ہوتی ہے تو اس میں بُوکا پیدا ہو جاتی ہے، خون کی بُوکا کو علامہ نفیس نے عفونت میں داخل کیا ہے۔ اسی طرح خون قتی ترشی کو بھی عفونت میں شامل کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ عفونت جس طرح خمیر پیدا کرتی ہے اسی طرح ترشی بھی پیدا کرتی ہے۔

خون کا معتدل القوام ہونا: خون کا معتدل القوام ہونا ضروری ہے۔ فقر الدم میں خون کا قوام رقیق ہو جاتا ہے جس سے خون کے فوائد حاصل نہیں ہوتے اور ہیضہ میں خون کا قوام غلیظ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ باریک رگوں میں نفوذ نہیں کر پاتا جس کی وجہ سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

خون کا شیریں ہونا: خون کی ترکیب میں شیریں اجزاء کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں اگرچہ اس کے اندر ٹمکین اجزاء بھی ہوتے ہیں جو خون کے مزے کو ٹمکین بنا دیتے ہیں۔

خون کے نمک کے فوائد حسب ذیل ہیں:

۱، نمک بلغم کو مہمد نہیں ہونے دیتا۔

۲، گندگی اور عفونت کو روکتا ہے۔

علامہ نفیس نے لکھا ہے کہ خون میں عصارہ انگور جیسی میٹھی چیز پائی جاتی ہے چنانچہ

جب اس میں تغیر لاحق ہوتا ہے تو یہ چیز شراب جیسی چیز میں تبدیل ہو جاتی ہے

خون کا انجماد: عروق کے اندر خون کی محافظ عروق کی طبیعت ہوتی ہے۔ عروق سے

خارج ہونے کے بعد خون مہمد ہو جاتا ہے اس لیے کہ یہ عروق سے باہر خارج ہونے پر

ایک ایسے مہمد مادہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس میں ریشے پائے جاتے ہیں اور جس

کو اوسہل میسی نے فیوط کی اصطلاح سے موسوم کیا ہے عروق کی اندرونی سطح کے خراب ہو

جانے کی وجہ سے بھی خون میں انجماد پیدا ہو جاتا ہے۔

خلط بلغم

مزاج: بلغم کے مزاج کے متعلق اہتمام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ قرشی کا قول ہے کہ بلغم بارد رطب ہے لیکن صاحب کامل (کامل الصنائع کے مصنف) ابو الحسن علی بن عباس اور ابو سہل سبھی نے حار رطب لکھا ہے۔ شیخ نے بلغم کو بارد نہیں لکھا۔ شیخ کا خیال ہے کہ بلغم طبعی بلغم شیریں کی ایک قسم ہے اور بلغم طبعی زیادہ بارد نہیں ہوتا بلکہ خون کے لحاظ سے اس میں کچھ حرارت پائی جاتی ہے لیکن صفراء کے مقابلے میں یہ زیادہ بارد ہوتا ہے۔

قسمیں: حقیقت یہ ہے کہ بلغم طبعی ایک جنس ہے جس کے تحت مختلف انواع کی سفید رطوبتیں شامل ہیں جو بلغم کی قسمیں ہیں پس بلغم کا مزاج مختلف ہوتا ہے۔
 بلغم طبعی: بلغم طبعی وہ ہے جس کا خون بننا آسان ہو جالیوس نے کہا کہ بلغم خون کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جس کے سارے اعضاء محتاج ہیں اور اسی لیے بلغم کو خون کے ساتھ بہا دیا گیا ہے تاکہ وقت ضرورت بلغم خون بن جائے اور اعضاء کی ضرورت پوری ہو جائے۔
 بلغم غیر طبعی یا بلغم متغیر: یہ وہ بلغم ہے جس کے طبعی صفات مثلاً مزا اور قوام تبدیل ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی مزاج اور اس کی بوجہ تبدیل ہو جاتی ہے۔

مزے کے لحاظ سے بلغم طبعی کی قسمیں چار ہیں

۱۔ بلغم مالح (نمکین): یہ حرارت و دبوست کی طرف مائل ہوتا ہے یعنی اس کا مزاج حار یا بس ہے۔
 ۲۔ بلغم حامض (ترش کھٹا): اس کا مزاج بارد یا بس ہوتا ہے۔
 ۳۔ بلغم تفسخ (بے مزہ، پھیکا): اس کا مزاج بارد یا بس ہوتا ہے اور بلغم حامض کے مقابلے میں زیادہ بارد ہوتا ہے۔

۴۔ بلغم عَفَص (کسیلا، کبکھا): اس کا مزاج بھی بارد ہوتا ہے۔

۵۔ بلغم خلط (میٹھا): اس کا مزاج حار رطب ہوتا ہے۔

قوام کے لحاظ سے بلغم غیر طبعی کی چار قسمیں ہیں

- ۱۔ بلغم پانی: یہ نہایت رقیق پانی کی طرح ہوتا ہے۔
 - ۲۔ بلغم اجسٹی (گلابا ہوا چوڑا جیسا بلغم): یہ نہایت غلیظ اور سفید چوڑے کے مانند ہوتا ہے۔
 - ۳۔ بلغم خام یا مخاطی: اس کا قوام رطوبت مخاطیہ کے مانند رقیق لیسدار ہوتا ہے۔
 - ۴۔ بلغم زجاجی: یہ سمجھدے ہوئے شیشہ کے مانند ہوتا ہے۔
- یہ سب بلغم غیر طبعی کی ایک قسم ہے اور اس قسم کا نام بلغم منتن ہے۔ یہ وہ بلغم ہے جس میں تعفن کی وجہ سے بدبو پیدا ہوتی ہے۔ یہ بلغم بہت گندا ہوتا ہے۔
- ### بلغم کے منافع:

۱۔ بلغم کا پہلا فائدہ خون بن جانا ہے یعنی جب بدن میں تحلیل ہوتا ہے تو بلغم خون بن جاتا ہے جسم کے اندر جو تغیرات و استحالات ہوا کرتے ہیں ان میں یہ سبب ہے کہ جو ہر سفید جو ہر سرخ میں تبدیل ہو جائے۔

۲۔ بلغم اعضاء کو تر رکھتا ہے اور ان کو خشک نہیں ہونے دیتا جس کی وجہ سے اعضاء کے فعل میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔ اس قسم کی رطوبت مری، معدہ، امعاء، خجرو، مثانہ، رحم و قزو احشاء کے اندر راستہ کرنے والی، اغشیہ سے ایک قسم کی سفید بلغمی رطوبت رستی ہے جو اعضاء کو تر و تازہ رکھتی ہے۔

۳۔ یہ کہ بلغم اعضاء کی غذا بنتا ہے۔ خصوصاً سفید اعضاء کی۔ مثلاً اعصاب، رباطات، ہڈی وغیرہ۔

جالیوس کا خیال ہے کہ بلغم طبعی جو خون کے ساتھ عروق میں بہتا ہے خون سے بہت مشابہت رکھتا ہے اس پر صاحب کامل نے یہ اضافہ کیا ہے کہ جو طبعی بلغم عروق میں پایا جاتا ہے وہ نفعی یا کر اعضاء کی غذا بن جاتا ہے پھر بدن کے ہر جزو میں قوت مغیرہ پائی جاتی ہے چنانچہ جب یہ بلغمی اجزاء اعضاء کے قریب سے گذرتے ہیں تو تغیر پا کر اعضاء کی غذا بنتے ہیں۔ حتیٰ کہ اعضاء کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

قلّت غذا کے وقت طبیعت بلغم کے ذخیرہ کو صرف کیا کرتی ہے اور اس طرح سے قوت طبعیہ اور حرارت عزیزہ کی امداد سے اُسے ہضم کر کے اس سے غذا کا کام لیتی ہے یہی

وجہ ہے کفایت کی حالت میں بدن سے اجزاء بلغمیہ اور شحم تخلیل ہو جاتے ہیں جس سے بدن ڈبلا

ہو جاتا ہے امراض بلغمیہ:

اطباء نے مندرجہ ذیل امراض کو امراض بلغمیہ کہا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کن کن رطوبات کو اطباء بلغم میں شمار کرتے ہیں۔

۱۔ نزلہ: یہ بلغمی مرض ہے جس میں بلغم خارج ہو جاتا ہے یا بلغم غلیظ ہو کر جم جاتا ہے۔

۲۔ تہیج: یہ ہلکا درم ہے جو چہرے، ہاتھوں اور پیروں پر پیدا ہو جاتا ہے۔ اطباء اس درم کے مادہ کو رقیق بلغم کہتے ہیں۔

۳۔ قے بلغمی: جس میں بلغمی مادہ زیادہ خارج ہوتا ہے۔

۴۔ اسہال بلغمی: یہ وہ مرض ہے جس میں بلغمی مادہ فضلہ کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

۵۔ بُلْعُ غَلِیظ: یہ وہ رسولی ہے جس کے جوف میں چربی جیسا مادہ بھرا ہوتا ہے یہ بھی بلغم غلیظ کہنے پندہ ہوتا ہے۔

۶۔ یہ وہ رسولی ہے جس کا مادہ رقیق شہد کے مانند ہوتا ہے۔

۷۔ بُرَص: یہ مرض بھی بلغمی مادہ کے فساد سے پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے جلد گوشت اور آخر کار ان ساختوں کا خون بھی سفید ہو جاتا ہے۔

خِلطِ صَفراء

مزاج: حار یا بس

صفراء دی قے کے وقت جبکہ معدہ میں انصاب صفراء زیادہ ہوتا ہے تو معدہ میں سوزش پیدا ہوتی ہے اور صفراء دی اسہال کی صورت میں مہرز پر سوزش محسوس ہوتی ہے جو صفراء کے گرم خشک ہونے کی دلیل ہے۔

اقسام صفراء دو ہیں:

۱۔ صفراء طبعی

۲۔ صفراء غیر طبعی

صفراء طبعی: یہ خون کا رغوہ ہے جو زرد سُرخ مائل ہوتا ہے۔ شیخ نے لکھا ہے کہ صفراء کا مزہ

تلخ اور رنگ زرد اور قوام رفیق ہوتا ہے۔

طبعی صفراء کے رنگ کے متعلق علامہ نفیس نے لکھا ہے کہ خالص صفراء زعفران کے مانند زردی مائل ہوتا ہے۔ بعض حکماء نے لکھا ہے کہ صفراء کا دوسرا رنگ سبز ہے لیکن یہ صفراء غیر طبعی ہے، البتہ بعض جانوروں کا صفراء بھی سبز ہوتا ہے اور بعض اوقات بقولات (سبز یلوں) کے کثرت استعمال سے صفراء کا رنگ بھی بدل جاتا ہے اور سبز ہو جاتا ہے صفراء کی خفت (ہلکا پن) سے مراد یہ ہے کہ اس کا وزن مخصوص خون کے مقابلے میں بہت کم ہوتا

صفراء کے منافع:

۱۔ حرقہ دم: یعنی خون کو رفیق کرنا تاکہ وہ تنگ عروق میں نفوذ کر سکے۔

۲۔ تغذیہ اعضاء: اعضاء کے تغذیہ میں تمام اخلاط شریک ہوتے ہیں۔ لہذا صفراء بھی اعضاء کے تغذیہ میں صرف ہوتا ہے۔ بعض اعضاء کی ساختوں میں کم و بیش زرد رنگ کے ریشے پائے جاتے ہیں جن کا وجود اس حقیقت پر واضح دلالت کرتا ہے کہ اُن کے تغذیہ میں صفراء شامل ہے وہ اعضاء جن کی ساخت میں زرد ریشے پائے جاتے ہیں حسب ذیل ہیں:

پھیپھڑے، غضارین، لسان، عروق دمویہ اور بعض زردار بط۔

۳۔ تحریک امعاء و تفصیل امعاء: یہ فائدہ اس صفراء سے متعلق ہے جو جگر سے مرارہ کو اور مرارہ سے امعاء کو جاتا ہے۔ تلخ نے لکھا ہے کہ صفراء کا وہ حصہ جو مرارہ سے امعاء کو جاتا ہے اس کے دو منافع ہیں۔

۱۔ امعاء کے فضلات اور لیس دار بلغم کو دھونا (۲) امعاء کے عضلات میں کیفیت لذع پیدا کرنا تاکہ اخراج براہ کی حاجت محسوس ہو اور انسان تبرز کے لیے مجبور نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب صفراء کا انصباب کم ہوتا ہے تو قلعج جیسا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ انصباب صفراء کی قلت کی وجہ سے فضلہ کے رنگ کی زردی کم ہو جاتی ہے اور فضلہ کا رنگ خاکستری ہو جاتا ہے۔ صفراء ایک طبعی مسہل ہے جو آنتوں کو دھو کر صاف کرتا ہے۔

۴۔ ہلاکت دیدان امعاء: علامہ نفیس لکھتے ہیں کہ صفراء نہایت گرم اور حیات کی

مناسبت سے بہت دور ہے اس لیے صفراء اپنی حرارت و بوسنت نیز اپنی گرمی و تیزی سے

دیدانِ اسعاد کو ہلاک کر دیتا ہے اور اسی اصول پر اطباء ہلاکت دیدانِ اسعاد کے لیے تلخ دوائیں استعمال کراتے ہیں۔ مثلاً ماؤ بڑنگ، سکیلا

۵۔ صفراء مانعِ عفونت ہے: علامہ نفیس لکھتے ہیں کہ بالائی آنتوں میں فضلات میں تعفن پیدا نہیں ہوتا اور زیریں آنتوں میں خصوصاً اسعاج مستقیم میں تعفن زیادہ ہوتا ہے جس کا سبب یہی ہے کہ بالائی آنتوں پر صفراء گرتا ہے جو تعفن پیدا نہیں ہونے دیتا۔ زیریں آنتوں پر پہنچتے پہنچتے صفراء کمزور ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے فضلات میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔

۶۔ صفراء معدہ میں گرمی پیدا کرتا ہے اور اس طرح ہضم پر قادر ہوتا ہے۔ علامہ نفیس لکھتے ہیں کہ صفراء بلغم کی تقطیع کرتا ہے اور ہضم کرتا ہے اور ہضم غذا میں اس طرح معاون ثابت ہوتا ہے۔

صفراء غیر طبعی: اس صفراء کو صفراء متغیر بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) کوئی بیرونی شے اس کے ساتھ مل جائے۔

(ب) کوئی تغیر خود اس میں واقع ہو جائے یعنی اس کے قوام رنگ، بو وغیرہ میں تغیر

واقع ہو جائے۔

صفراء غیر طبعی کے اقسام چار ہیں۔

۱۔ صفراء حمیہ: وہ صفراء ہے جس کے ساتھ بلغم غلیظ مل جائے۔

۲۔ مرقہ صفراء: وہ صفراء ہے جس کے ساتھ بلغم رقیق مل جائے۔

۳۔ صفراء محترقہ: وہ صفراء ہے جس میں احتراق پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے اس

میں حدت و سوزش بڑھ جائے۔

۴۔ صفراء کرائی یا زنجارمی: ان دونوں قسموں کے صفراء کا رنگ گہرا سبز ہوتا ہے۔

امراض صفراءویہ:

طب میں صفراء کی نوعیت کو سمجھنے کے لیے صفراء سے پیدا ہونے

والے امراض کا سمجھنا بھی ضروری ہے تاکہ یہ حقیقت واضح ہو سکے کہ اطباء کی مراد صفراء سے

کون کون سی رطوبات ہیں۔ چند امراض صفراءویہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ یرقانِ اصفر:

- ۲۔ شور صفراویہ: یعنی وجہ پھنسیاں جن میں سوزش اور گرمی زیادہ ہوتی ہے۔
- ۳۔ حصاة الکبد: یعنی جگر کی صفراوی پتھری
- ۴۔ صفر الکبد صفراوی:
- ۵۔ صفراؤنی قے: یعنی وہ قے جس میں صفراء کا مقدار میں خارج ہوتا ہے۔
- ۶۔ صفراوی اسہال: جس میں صفراوی دست آتے ہیں۔ ان دستوں کا رنگ زیادہ پیلا ہوتا ہے۔ جن میں سوزش بہت زیادہ ہوتی ہے۔
- ۷۔ بول اصفر: پیشاب کا پیلا ہو جانا۔
- ۸۔ حیات صفراویہ: اس میں بھی صفراوی قے ہوتی ہے۔ سوزش زیادہ ہوتی ہے۔
- صداع ہوتا ہے۔
- ۹۔ قوح صفراوی:

خَلَطٌ سَوْدَاءُ

مزاج: اس کا مزاج بار دیا بس ہے۔
 شیخ الرئیس نے سوداء کا مزاج نہیں لکھا ہے۔ چونکہ شیخ کے نزدیک سوداء ایک جنس ہے جس کے تحت سوداء کی مختلف قسمیں شامل ہیں اور ان کا مزاج باہم مختلف ہوتا ہے۔
 سوداء کے اقسام:

(۱) سوداء طبعی (۲) سوداء غیر طبعی

- ۱۔ سوداء طبعی: یہ وہ سوداء ہے جو خون صالح کے ساتھ شامل ہوتا ہے اور اعضاء کو غذا پہنچاتا ہے۔ مثلاً بال جیسے سیاہ اعضاء کو یا ہڈی جیسے سخت اعضاء کو یا اعصاب کو۔
- ۲۔ سوداء غیر طبعی: یہ وہ سوداء ہے جو ہر ایک خلط کے احتراق سے پیدا ہوتا ہے حتیٰ کہ خود سوداء کے احتراق سے بھی پیدا ہوتا ہے اور وہ باعث تغذیہ نہ ہوگا بلکہ باعث فساد ہوگا اور مختلف قسم کے سوداوی امراض پیدا کرے گا۔

احتراق سے مراد غیر طبعی تغیر ہے کہ جس کے بعد رطوبات کا رنگ سیاہ بھی ہو سکتا ہے سوداء کے پیدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ رطوبت سے سُرخ رطوبت پیدا ہوتی ہیں اسی طرح

بعض غیر طبعی تغیرات کے بعد سیاہ رنگ کی رطوبت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔
جدید تحقیقات سے بھی واضح ہے کہ خون کچھ دیر کھلا ہوا بیرونی فضا میں رکھنے کے بعد
خون کا جز حمرة الدم یعنی ہیوگلوبن، ہیپے مین میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ہیپے مین، میلے مین
میں تبدیل ہو جاتا ہے جس کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور اسی کو حکماء نے سوداء غیر طبعی کہا
ہے جو خون کے احتراق سے پیدا ہوتا ہے۔
سوداء غیر طبعی کی چار قسمیں ہیں:

- ۱۔ سوداء دموی: وہ سوداء جو خون کے احتراق سے پیدا ہوتا ہے۔
 - ۲۔ سوداء صفراوی (مرہ سودا): یہ صفراء کے احتراق سے پیدا ہوتا ہے۔
 - ۳۔ سوداء بلغمی: یہ بلغم کے احتراق سے پیدا ہوتا ہے۔
 - ۴۔ سوداء سوداوی: طبعی سوداء کے احتراق سے پیدا ہوتا ہے۔
- سوداء کے منافع:**

(۱) خون کے فوام کو غلیظ کرتا ہے جس قدر سوداء کی مقدار خون میں زیادہ ہوگی اُسی
قدر اس کا قوام زیادہ گاڑھا (غلیظ) ہوگا۔

(۲) اعضاء کی غذا میں شامل ہوتا ہے۔ سوداء دیگر اخلاط کے ساتھ مخلوط ہو کر اعضاء
کا تغذیہ کرتا ہے بعض اعضاء کے تغذیہ میں سوداء زیادہ صرف ہوتا ہے۔ مثلاً وہ اعضاء جو
سیاہ ہوتے ہیں یا جن کا کوئی جز سیاہ ہوتا ہے۔ مثلاً آنکھ کا طبقہ شبکیہ اور سیاہ بال اور سیاہ
جلد و تیل وغیرہ اور بعض اعضاء میں سوداء متغیر ہو کر اور رنگ بدل کر داخل ہوتا ہے مثلاً
ہڈی، غضروف یا رباط ان اعضاء میں صلابت اور غلظت سوداء ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی
ہے۔

امراض سوداویہ:

یہ جاننے کے لیے کہ حکماء قدیم نے امراض سوداویہ سے کون کون سے
امراض مراد لیے ہیں۔ فہرست امراض سوداویہ کو دیکھنا ضروری ہے۔ چند امراض سوداویہ
حسب ذیل ہیں:

۱۔ یرقان سوداوی: جس میں جسم کی رنگت سیاہ ہو جاتی ہے اور بول کا رنگ بھی
سیاہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض امراض میں غشاء مخاطی، غضاریف، رباطات بلکہ

رہا طائے القلب بھی سیاہ ہو جاتے ہیں۔

۲۔ سودا ویت جلد: یہ وہ مرض ہے جس میں جلد کے اندر سودا کی مقدار بڑھ جاتی ہے جس کی وجہ سے جلد کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے نیز جلد خشک ہو جاتی ہے۔

۳۔ سلحہ سوداویہ: یہ وہ رسولیاں ہیں کہ جن کے اندر سیاہ مادہ پایا جاتا ہے۔ جب یہ چھوٹا ہوتا ہے تو اس کو کیس کہتے ہیں اور بڑھ جانے پر سلحہ کہتے ہیں۔

۴۔ سرطان سوداوی: یہ وہ سرطان ہے جس کا مادہ سیاہ ہوتا ہے اور یہ سودا کے احراق سے پیدا ہوتا ہے۔

أَعْضَاءُ

بدن کے جامد اجزاء اعضاء کہلاتے ہیں۔ یہ مستحکم ہوتے ہیں اور اخلاط سے بنتے ہیں یہ نہ رطوبت کی طرح بہتے ہیں اور نہ ہوا کی طرح منتشر ہوتے ہیں۔

اعضاء کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اقسام: (۱) اعضاء مفردہ (۲) اعضاء مرکبہ

اعضاء مفردہ:

وہ اعضاء ہیں جن کے اجزاء مفرد، بسیط یا متشابه نظر آتے ہیں۔ ان اعضاء کو اعضاء متشابهۃ الاجزاء یا اعضاء بسیطہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس لیے کہ ان کے جز اور کل پر ایک نام صادق آتا ہے۔ عضو مفرد کو تسبیح بھی کہا جاتا ہے۔ اعضاء مفردہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) عظم (۲) غضروف (۳) رباط (۴) وتر (۵) غشاء (۶) عصب (۷) شحم (۸) لحم (۹) شرائین (۱۰) اوردہ

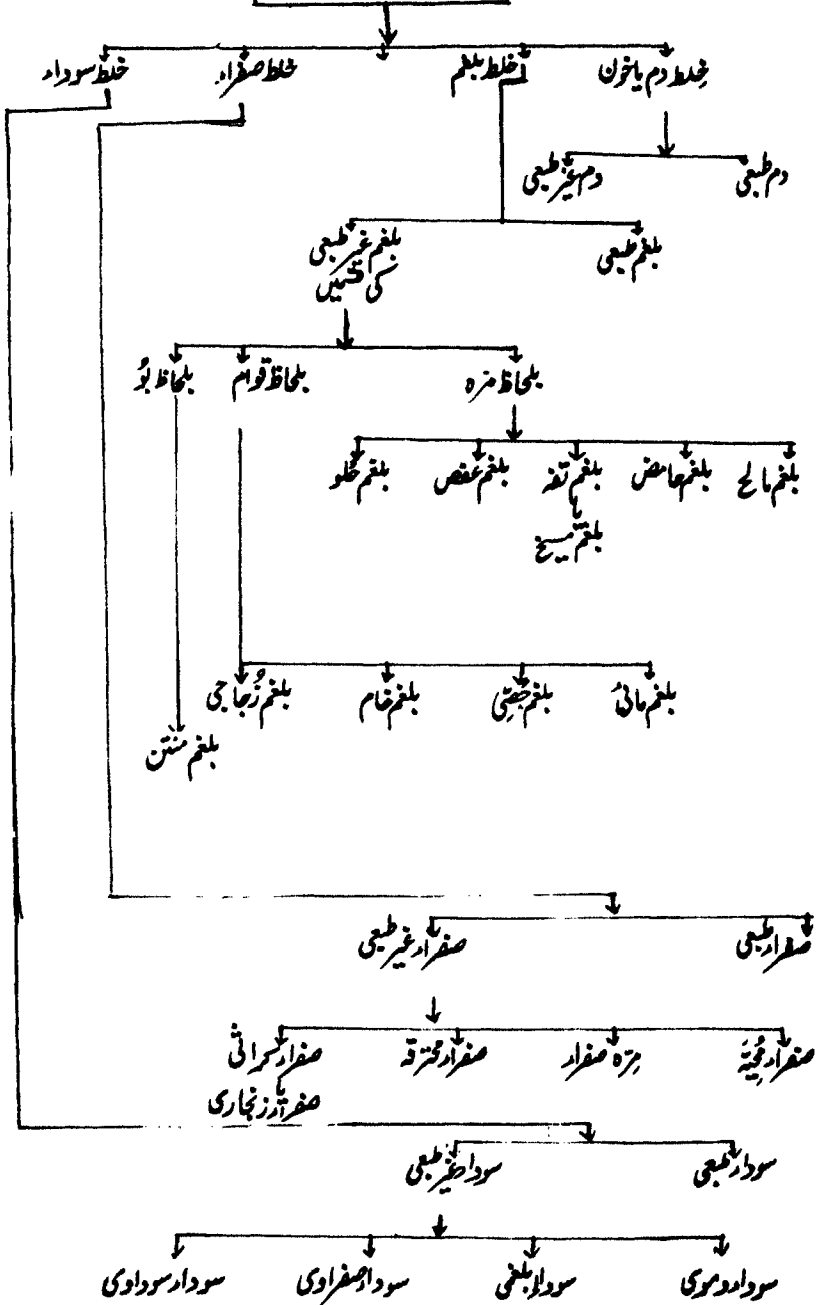
صاحب کامل ابوالحسن علی بن عباس اور ابوسہل مسیحی نے مخ (گودہ) ظفر (ناخن) اور شعر کو بھی اعضاء مفردہ (النسج) میں شامل کیا ہے۔

ابوسہل مسیحی نے بجائے شرائین اور اوردہ کے صرف عروق لکھا ہے جس میں شرائین اوردہ کے علاوہ دیگر عروق بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً عروق لمفاویہ و عروق شعریہ۔

اعضاء مرکبہ:

وہ اعضاء ہیں جو اعضاء مفردہ (النسج) سے مختلف ہوتے ہیں اور یہ اعضاء

اخلاط کی قسین



مختلف اعضاء مفردہ (مختلف انسجہ) سے مرکب ہوتے ہیں۔ مثلاً جگر، پھیپھڑا، قلب وغیرہ اعضاء، اعضاء مرکبہ کہلاتے ہیں۔ یہ متشابهہ الاجزاء نہیں ہوتے اور ان کے جزو و کل پر ایک نام صادق نہیں آتا۔

اَعْضَاءُ مُفْرَدَةٌ (انسجہ) عَظْم (سج عظمیٰ)

یہ سفید اور سخت عضو ہے جس میں اس حد تک سختی پائی جاتی ہے کہ اس کو موڑا نہیں جاسکتا۔

۱۔ ہڈی بدن کے لیے بنیاد اور حرکات کے لیے سہارا ہیں اور ہڈیوں کے باہمی اتصال سے سکیل عظمیٰ بنتا ہے جس میں اکثر مقامات پر مفاصل پائے جاتے ہیں۔

۲۔ بعض ہڈیاں دیگر اعضائے پیسہ اور اعضاء شریک حلقہ کرتی ہیں۔ مثلاً سر کی ہڈیاں دماغ کی حفاظت کرتی ہیں اور صدر کی ہڈیاں قلب اور پھیپھڑوں کی حفاظت کرتی ہیں۔

۳۔ بعض ہڈیاں مفاصل عضلات و عصارین و باطات کو سہارا دیتی ہیں مثلاً عظم لامی

۴۔ بعض ہڈیاں مفاصل کی درمیانی خلاؤں کو پُر کرتی ہیں اور اتار کے اندر نشوونما پاتی ہیں جس کی وجہ سے اتار ہڈیوں کی رگڑ سے محفوظ رہتے ہیں مجروح نہیں ہونے پاتے

مثلاً عظام سسمانیہ۔

۵۔ بعض ہڈیاں بعض اعضاء کے مخصوص افعال میں مدد کرتی ہیں۔ مثلاً کان کی ہڈیاں جن کو عظیمات السمع کہتے ہیں جو تین ہوتی ہیں۔

۱، رکابی ۲، مرقی ۳، سندانی

بعض ہڈیاں ایسے راستے بناتی ہیں جو ہر وقت کھلے رہتے ہیں مثلاً ناک کی ہڈیاں۔

ہڈیوں کی ساخت میں چھوٹی بڑی خلائیں پائی جاتی ہیں جن میں کہیں ہوا ابھری ہوتی

ہے یہ خلائے یا ہوائیہ کہلاتی ہیں اور بعض میں خ (گودا) بھرا ہوتا ہے جس میں کریاتِ دمویہ پرورش پاتے ہیں گودے کو خِ العظم کہا جاتا ہے۔

عُضُرُوفُ (سج غضروفی)

یہ ایک نرم ہڈی ہوتی ہے جس میں سختی ہڈی سے کم ہوتی ہے لیکن دیگر اعضاء کے

مقابلے میں زیادہ سخت ہوتی ہے۔

منافع: نرم اور سخت اعضاء کا اتصال مثلاً اعضاء کا اتصال عظیم نقص سے۔
۲۔ متحرک مفاصل کی مفصلی سطحوں کے گرد حاشیہ بنا کر ان کو گہرا کرنا تاکہ مفصل کے اندر مضبوطی زیادہ پیدا ہو۔ مثلاً مفصل کتف، مفصل دہک۔

رِباط (لیج واصل)

یہ ایک سفید چمکدار عضو ہے جو دیکھنے میں اعصاب سے مشابہت رکھتا ہے اس کو رباط اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ساختوں میں ربط پیدا کرتا ہے۔
منافع: ایک ہڈی کو دوسری ہڈی سے باندھتا ہے جس سے مفصل بنتا ہے۔

۲۔ رباط اور عصب دونوں شاخ در شاخ اور ریشہ ریشہ ہو کر خانہ دار جال بناتے ہیں جس کی درمیانی خلاؤں میں لحم عضلی بھرا ہوتا ہے۔ اور اس طرح ایک عضلہ بن جاتا ہے۔
(علامہ نفیس)

۳۔ اوتار کی ساخت میں بیشتر رباطی جوہر ہوا کرتا ہے بعض اوتار کے بنانے میں گو رباطی جوہر زیادہ ہوتا ہے لیکن اس میں عصبی ریشے بھی پائے جاتے ہیں۔

۴۔ جھیلوں کی ترکیب میں بھی رباط شامل ہوتا ہے جس میں حسب موقع اعصابی ریشے پائے جاتے ہیں۔

۵۔ شرائط وادردہ بھی رباط اور عصب سے مرکب ہوتے ہیں بغرضیکہ سارے بدن میں رباطی جوہر کا جال بچھا ہوا ہے اور اس سے کوئی عضو خالی نہیں ہے۔

اغشیہ

یہ رقیق چوڑے اور پھیلے ہوئے اعضاء ہیں جو باریک ایاف کے ملنے سے بنتے ہیں اور اعضاء کی سطحوں کو پوشیدہ کرتے ہیں۔ غشائی ریشے عصبانی ریشے بھی کہلاتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ اعصابی ریشوں کے مانند ہوتے ہیں یہ ضرور ہے کہ اغشیہ کی ساخت میں اعصابی ریشے بھی پائے جاتے ہیں۔

اقسام:

- ۱۔ غشائے رباطی یا صفاق: یہ خاص رباطی جوہر سے بنی ہے اور عضلات کو باندھتی ہے۔
- ۲۔ غشائے عروقی: یہ وہ جلیاں ہیں جن کے اندر عروقی کی کثرت ہوتی ہے یہ اعضاء

کے تغذیہ کا کام دیتی ہیں مثلاً غشاء العظم، اُمّ عکبوتیہ

۳۔ غشائے پانی: مثلاً غشائے مخاطی، غشائے ریوی اور باریطون وغیرہ۔

۴۔ غشائے مفصلی: جو مفصل کی ساختوں کے اندر استر کرتی ہے اور اس سے رطوبت بیضہ کے مانند ایک رطوبت رستی ہے جو مفصل کی ساختوں کو تر رکھتی ہے۔

لحم (سج عضلی)

یہ وہ سفید اور نرم ساخت ہے جس کے اندر روغنی مادہ زیادہ پایا جاتا ہے۔ شحم اغشیہ اور رابطی اعضاء میں زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔

اقسام: نرم اور رقیق چربی جس میں جنے کی قوت کم ہوتی ہے مثلاً ۱، وہ چربی جو لحم اور اغشیہ میں پائی جاتی ہے اس کو سمین کہا جاتا ہے اور ۲، غلیظ و نمند چربی جس کو رواج کہا جاتا ہے۔

منافع: یہ اُس روغنی مادہ سے وابستہ ہوتے ہیں جو شحم کے خانوں میں پایا جاتا ہے شحم جسم میں حرارت پیدا کرتی ہے، جس طرح گھاس پھوس آگ میں ڈالنے سے بھڑک اٹھتے ہیں اور حرارت بڑھا دیتے ہیں اسی طرح چربی اپنی دہنیت کی وجہ سے حرارت زیادہ قبول کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ از دیا حرارت میں چربی پھیل کر تحلیل ہو جاتی ہے اس لیے کہ چربی کے اندر حرارت کو قبول کرنے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔

۲۔ چربی کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ اعضاء کو نرم، ملائم اور صحت مند رکھتی ہے۔

۳۔ تیسرا فائدہ شکل و صورت اور حسن و جمال کو برقرار رکھنا ہے۔

لحم (سج عضلی)

لحم کو اطباء نے نہایت وسیع مفہوم کے ساتھ بیان کیا ہے اور لحم کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں:

۱۔ لحم عضلی: اس کا کام اعضاء کو تحریک دینا ہے اس میں ایک رطوبت پائی جاتی ہے جس کو رطوبت عضلی کہتے ہیں۔

۲۔ لحم غددی: اس کا فعل غد کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہے اور مختلف قسم کی رطوبتیں پیدا ہوتی ہیں مثلاً غدہ بانقرا میں رطوبت بانقرا جس میں صفرا اور غدہ لمفاویہ میں رطوبت لمفاویہ پیدا ہوتی ہے وغیرہ۔

- ۳۔ لحم آسان: اس سے دانتوں کا تغذیہ ہوتا ہے اور دانتوں کی مضبوطی قائم رہتی ہے۔
 - ۴۔ لحم ریوی: اس سے تنفس سے متعلق افعال انجام پاتے ہیں۔
 - ۵۔ لحم قلبی: اس سے دوران خون سے متعلق افعال انجام پاتے ہیں۔
 - ۶۔ لحم کبدی: اس سے صفراء پیدا ہوتا ہے نیز ہضم و استحالہ غذا سے متعلق افہام انجام پاتے ہیں۔
 - ۷۔ لحم خصیتین: اس سے رطوبت منویہ پیدا ہوتی ہے اور تولید و تناسل سے متعلق افعال انجام پاتے ہیں۔
 - ۸۔ لحم ندین: اس سے دودھ پیدا ہوتا ہے۔
 - ۹۔ لحم طالی: اس میں کربیات حرا ختم ہوتے ہیں۔
 - ۱۰۔ لحم کلیتین: اس سے اخراج بول سے متعلق افعال انجام پاتے ہیں۔
- منافع عضلی:**

- ۱۔ لحم عضلی کا سب سے بڑا کام اعضاء کو تحریک دینا اور اعضاء کے افعال کا پورا کرنا ہے۔
 - ۲۔ لحم بدن کو گرم رکھتا ہے اور بدنی حرارت کو جسم کے اندر محفوظ رکھتا ہے۔
 - ۳۔ گوشت ان خالی جگہوں کو ڈکرتا ہے جو اعضاء میں پائی جاتی ہیں اور اس طرح اعضاء کی شکل و صورت اور ان کی وضع کو قائم رکھتا ہے۔
 - ۴۔ گوشت اعضاء کو بیرونی صدمات سے بچاتا ہے اور سخت اشیاء کی مفرت سے محفوظ رکھتا ہے۔
 - ۵۔ بدن کا گوشت بیرونی حرارت و برودت کو اندرون بدن داخل نہیں ہونے دیتا۔
- عروق (شیخ عروقی)**

عروق تین قسم کی ہوتی ہیں:

(۱) شریانیں (۲) اورده (۳) عروق شعریہ

شرائیں: یہ وہ عروق ہیں جو اورطی (ابہر یا شریان اعظم) کی شاخیں ہیں اور طی شاخ در شاخ تقسیم ہو جاتا ہے جو جسم کے تمام اعضاء میں پھیلتی ہیں ان عروق میں تڑپنے کی خصوصیت پائی جاتی ہیں اور اسی تڑپ کو اصطلاحاً نبض کہا جاتا ہے۔ قلب سے صاف شدہ شریانی خون تمام اعضاء کو پہنچتا ہے جن سے اعضاء کی نشوونما ہوتی ہے۔

اور وہ: یہ بھی شرائین سے مشابہت رکھتی ہیں لیکن شرائین کے برخلاف ان کی دیواروں میں لچک کم پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ان میں تڑپ بھی نہیں پائی جاتی اور ان کے اندر جو خون ہوتا ہے اس میں دُخان کی آمیزش ہوتی ہے اعضاء سے چھوٹی چھوٹی باریک وریدیں شروع ہو جاتی ہیں جو باہم مل کر بڑی بڑی وریدیں بناتی ہیں جو آخر میں باہم مل کر اجوفِ سیمین (اجوفِ اعلیٰ و اسفل) بناتی ہیں جو قلب میں داخل ہوتے ہیں۔

عروقِ شعریہ: وریدوں اور شریانوں کے درمیان بال جیسی باریک رگیں ساختوں کے اندر پائی جاتی ہیں۔ ان عروق کی دیواریں باریک مسام دار ہوتی ہیں جن سے خون کے غذائی اجزاء چھن کر اعضاء میں پہنچتے ہیں اور اعضاء کے فضلات دُخان، چھن کر ان عروق میں داخل ہوتے ہیں۔ اعضاء کی ساختوں میں انہی عروق کے ذریعہ غذا اور روح پہنچتی ہے اور اعضاء کے فضلات بھی انہی عروق کے ذریعہ خارج ہوتے ہیں۔

أَعْصَابُ (نیچ عصبی)

اعصاب وہ سفید لچک دار اعضاء ہیں جو نرم ہوتے ہیں لیکن ٹوٹنے میں سخت ہوتے ہیں یہ دماغ اور نخاع سے اگتے ہیں ان میں حس و حرکت کی قوت پائی جاتی ہے۔ (شیخ)

اعصاب کے اگنے سے مراد یہ ہے کہ دماغ اور نخاع سے اس طرح شروع ہوتے ہیں کہ جس طرح زمین سے درخت اگتے اور شاخ در شاخ تقسیم ہو کر پھیلتے ہیں بواعصاب نخاع سے اٹھتے ہیں وہ بھی دراصل دماغ ہی سے اٹھتے ہیں اس لیے کہ ان کے مراکز اور جڑیں درحقیقت دماغ میں ہوتی ہیں۔

حنین ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اعصاب کا جوہر اور دماغ کا جوہر بلحاظ نوعیت اور اصلیت ایک ہی قسم کا ہے اس لیے کہ اعصاب کا سرچشمہ دماغ ہی ہے ان دونوں میں اگر کوئی فرق ہے تو محض یہ ہے کہ اعصاب سخت اور دماغ نرم ہوتا ہے اور سختی کی وجہ سے اعصاب میں آفات و ضربات کے برداشت کرنے کی طاقت دماغ سے زیادہ ہوتی ہے۔

ابو سہل مسیحی لکھتے ہیں کہ اعصاب کے جوہر میں نمایاں طور پر منافذ (باریک بائیک

نایاں) ہوتی ہیں اور منافذ بردی نامی گھاس کے منافذ کی طرح ہوتے ہیں جیسا کہ جالینوس نے اپنی کتاب موسومہ بکتاب العلل والاعراض میں بیان کیا ہے۔

اعصاب کے منافع: اعصاب کی سب سے بڑی منفعت یہ ہے کہ اعصاب میں جس و حرکت کی قوت پائی جاتی ہے یعنی حس و حرکت کا مبداء دماغ و نخاع ہے اور دماغ و نخاع اور اعضاء کے درمیان تعلق اعصاب کے ذریعے پیدا ہوتا ہے جس میں حس و حرکت کی پوری قوت پائی جاتی ہے اور جو اعضاء کی ضروریات اور حالات سے دماغ کو باخبر کرتی ہے اور پھر وہاں سے اعصاب ہی کے ذریعے قوت تحریک اعضاء کو پہنچتی ہے۔

أَعْضَاءُ مَرْکَبَہ:

اعضاء مَرْکَبَہ کی تقسیم: اعضاء مَرْکَبَہ کو پانچ طور پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔
۱، باعتبار ترکیب ۲، باعتبار ریاست ۳، باعتبار قوای ۴، باعتبار خدمت ۵، باعتبار تولید

۱۔ اعضاء مَرْکَبَہ کی تقسیم باعتبار ترکیب

۱۔ اعضاء مَرْکَبَہ کا پہلا پہلی ترکیب یا ترکیب اولی سے مرکب ہوتے ہیں جیسے عضلات

۲۔ دوسری ترکیب یا ترکیب ثانوی جیسے آنکھ

۳۔ تیسری ترکیب یا ترکیب ثالثی جیسے چہرہ

۴۔ چوتھی ترکیب یا ترکیب رابعی جیسے سر

ترکیب اولی سے مرکب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ محض اعضاء مفردہ سے مرکب ہوتے ہیں۔ کوئی مرکب عضو ان کی ترکیب میں شامل نہیں ہے مثلاً عضلات کہ ان کی ترکیب میں لحم، عصب، رباط اور غشاء داخل ہوتے ہیں اور یہ سب کے سب مفرد ہیں۔

(نقص)

اسی طرح ترکیب ثانوی سے مرکب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے اجزاء میں

پہلی ترکیب کا کوئی مرکب بھی ہوتا ہے اور دوسرے اجزاء بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً آنکھ، آنکھ کا ایک جزو عضلہ بھی ہے جو پہلی ترکیب سے مرکب ہے۔

۲۔ اعضاء مرکبہ کی تقسیم باعتبار ریاست

جسم انسان کو ایک عالم خیال کرتے ہوئے اس کو ریاستوں (نظاموں) میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر ریاست کے مرکزی اور اہم ترین عضو کو عضورئیس کے نام سے موسوم کیا گیا ہے باقی اعضاء کو اعضاء غیر رئیسہ یا اعضاء خادمہ کہا گیا ہے۔

جسم کے مختلف نظاموں کے اعتبار سے اعضاء رئیسہ چار ہیں۔ تین بقاد جنس کے اعتبار سے ایک اور بقائے نوع کے اعتبار سے۔ بقاد جنس کے اعتبار سے اعضاء رئیسہ تین ہیں۔

۱۔ دماغ: جس کا مقام سر میں ہے اور جو نظام اعصاب کا مرکز ہے اور اعصاب اس کے خادم ہیں۔

۲۔ قلب: جس کا مقام صدر میں ہے اور جو نظام عروق کا مرکز ہے اور عروق اس کے خادم ہیں۔

۳۔ جگر: جس کا مقام بطن ہے اور یہ عروق ماساریکا کا مرکز ہے اور عروق ماساریکا اس کے خادم ہیں۔

بقاد نوع کے اعتبار سے عضورئیس خستین میں جہاں رطوبت منویہ اور اسی کے ساتھ حیوان منویہ کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس کے خادم وہ عروق ہیں جو اس کو خون پہنچاتے ہیں یا جن کے ذریعہ رطوبت منویہ کا اخراج ہوتا ہے اور دیگر اعضاء تناسل بھی انہی کے خادم ہیں۔

اعضاء خادمہ یا اعضاء مرؤسیہ یا غیر رئیسہ ان اعضاء کو کہا جاتا ہے جو بالواسطہ اعضاء رئیسہ کی خدمت انجام دیتے ہیں یا ان کے افعال میں معاونت کرتے ہیں۔

۳۔ اعضائے مرکبہ کی تقسیم باعتبار قوای

اعضاء کو قوای کے اعتبار سے چار قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس لیے کہ چار قوتیں جسم میں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ قوت نفسانیہ ۲۔ قوت حیوانیہ ۳۔ قوت طبعیہ ۴۔ قوت تناسلیہ

جن اعضاء کے اندر یہ قوتیں پائی جاتی ہیں ان کو انہی ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے یعنی اعضائے نفسانیہ، اعضائے حیوانیہ، اعضائے طبعیہ اور اعضائے تناسلیہ۔

- ۱۔ اعضاءِ نفسانیہ: یہ وہ اعضاء ہیں جن کا تعلق حس و حرکت سے ہے۔ اس گروہ کا عضو رئیس دماغ ہے اور اعصاب اور اعضاء حواس اس کے خادم ہیں۔
- ۲۔ اعضاءِ حیوانیہ: یہ وہ اعضاء ہیں جن کا تعلق حیات (زندگی) سے ہے۔ اس گروہ اعضاء کا رئیس قلب ہے اور عروق اس کے خادم ہیں۔
- ۳۔ اعضاءِ طبعیہ: اعضاء طبعیہ وہ اعضاء ہیں جو غذا کو ہضم کرتے ہیں اور غذا کا استحصال کرتے ہیں۔ اس گروہ کا عضو رئیس جگر ہے اور اس کے خادم معدہ و امعاء ہیں۔
- ۴۔ اعضاءِ تناسلیہ: یہ وہ اعضاء ہیں جن کا تولید و تناسل سے ہے اس گروہ اعضاء کے رئیس خصیتیں ہیں۔

۴۔ اعضاءِ مرکبہ کی تقسیم باعتبار خدمت

خدمت کی دو قسمیں ہیں:

- ۱۔ خدمتِ مہیہ ۲۔ خدمتِ موذیہ
- ۱۔ خدمتِ مہیہ: وہ خدمت ہے جو کسی عضو رئیس کے فعل سے مقدم ہو اور عضو کو اس فعل کے لیے آمادہ کرنے کے لیے اس کو تیار کرے۔
- ۲۔ خدمتِ موذیہ: یہ وہ خدمت ہے جو کسی عضو رئیس کے فعل سے مقدم واقع ہو یعنی اعضاء کو نفع پہنچانے والی خدمت۔

اعضاءِ نفسانیہ کی تقسیم باعتبار خدمت

اعضاءِ نفسانیہ میں دماغ عضو رئیس ہے اور اعضاءِ مہیہ اعصابِ حسیہ ہیں۔ جن سے دماغ ان سے متاثر ہو کر کسی مناسب تدبیر کی طرف رجوع ہوتا ہے اور اعضاءِ موذیہ اعصابِ مرکبہ ہیں۔ اس لیے کہ یہ دماغ سے عضلات تک حرکت پہنچانے کی خدمت انجام دیتے ہیں۔

آنکھ، کان، اناک، زبان اور جلد یہ پانچوں آلات حواس بھی دماغ کے لیے خادم ہیں جن کے سارے محسوسات اعصابِ ہی کے ذریعہ دماغ تک پہنچتے ہیں۔ ان اعضاء کو ”جو اسیس دماغ“ بھی کہا جاتا ہے۔

اعضاءِ حیوانیہ کی تقسیم باعتبار خدمت

اعضاءِ حیوانیہ میں قلب عضو رئیس ہے۔ قلب کی خدمت مہیہ وہ عروقِ انجم

دیتے ہیں جو قلب تک سامانِ غذا (یعنی خون) اور روح لاتے ہیں اور قلب کی خدمت مودیہ و معروق انجام دیتے ہیں جو قلب سے خون اور روح اعضاء تک پہنچاتے ہیں۔ شیخ الرئیس نے قلب کے خادِم مہی بھی پھڑے جیسے اعضاء کو بھی لکھا ہے اس لیے کہ بھی پھڑے قلب ہی کے لیے ضروری افعال انجام دیتے ہیں۔

اعضائے طبعیہ کی تقسیم باعتبار خدمت

ان اعضاء میں عضوِ رئیس جگر ہے جس کے لیے معدہ، امعاء و عروق، ماساریقہ وغیرہ غلام مہی اور خادِم مودی و معروق ہیں جو جگر سے اغطا (غذائی اجزاء) استحالہ کے بعد خون کو لے جاتے ہیں۔ اسی طرح بجاری صفراء جو صفراء کو جگر سے مرارہ و امعاء کی طرف لے جاتے ہیں۔

اعضائے طبعیہ میں سے اعضائے بول بھی کبد کے لیے اعضائے مودیہ میں شامل ہیں اس لیے کہ وہ اجزائے بول کو چھان کر خارج کرتے ہیں۔

اعضائے تناسلیہ کی تقسیم باعتبار خدمت

اعضاء تناسلیہ میں عضوِ رئیس خستین ہیں جن کی خدمت مہیہ وہ عروق انجام دیتے ہیں جو ان کو خونی روحانی پہنچاتے ہیں اور ان کی خدمت مودیہ عروق مودیہ انجام دیتے ہیں اور ان کو خزانہ منویہ بھی کہا جاتا ہے۔

اعضائے مرکبہ کی تقسیم باعتبار تولید و تناسل

اعضائے مرکبہ کی تولید کس طرح ہوتی ہے۔ اس میں حکماء کے دو نظریات ہیں۔ پہلا گروہ جس میں ابوہل سیحی شامل ہیں ان کا نظریہ ہے کہ اعضاء مفردہ ابتداءً منی حیوان منوی سے اور اس کے بعد خون سے پرورش پاتے ہیں۔ ابوہل سیحی لکھتے ہیں کہ قوت تناسلیہ جنین کا جسم تیار کرتی ہے اور وہ منی کے مخصوص اجزاء کو الگ جذب کرتی ہے جس سے گوشت پوست (جلد) اور احشاء بنتے ہیں اس طرح تمام اعضاء منی کے مخصوص اجزاء کی علیحدگی سے حاصل ہوتے ہیں۔

دوسرا گروہ قائل ہے کہ سارے اجزاء مفردہ منی سے بنتے ہیں، لیکن لحم اور لحم منی سے نہیں بنتے بلکہ یہ اجزاء گاڑھے خون سے بنتے ہیں۔

علامہ نفیس لکھتے ہیں کہ اس قول کا مفہوم یہ نہیں کہ اعضاء مفردہ پورے طور پر

اجزائے مویہ سے بنتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ابتدائی اجزاء منی سے بنتے ہیں پھر خون سے تغذیہ حاصل کر کے نشوونما پاتے ہیں۔

لہذا تولید کے لحاظ سے اعضاء کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

۱۔ اعضاءِ اصلیہ یا مویہ ۲۔ اعضاءِ دموویہ

۱۔ اعضاءِ اصلیہ؛ پہلے گروہ کے نزدیک چوں کہ تمام اعضاء مفردہ ابتدائی منی سے بنتے ہیں۔ لہذا یہ جملہ اعضاء مفردہ اعضاءِ اصلیہ کہلاتے ہیں۔

۲۔ اعضاءِ دموویہ؛ دوسرے گروہ کے نزدیک چوں کہ لحم و شحم و سین خون سے غذا حاصل کر کے نشوونما پاتے ہیں۔ اس لیے یہ اعضاء دموویہ کہلاتے ہیں۔

اور بالآخر اعضاءِ مفردہ کی ترکیب سے اعضاءِ مرکبہ اور اعضاءِ مرکبہ کی ترکیب سے جسم انسان کی تشکیل ہوتی ہے۔

عُضْوُ مُعْطٰی وَقَابِل

عُضْوُ مُعْطٰی: اگر کوئی عضو کسی دوسرے عضو کو کوئی طاقت عطا کرتا ہے تو عطا کرنے والے عضو کو عضوِ معطٰی کہا جاتا ہے۔

عُضْوُ قَابِل: جو عضو کسی دوسرے عضو کے عطیہ کو قبول کرتا ہے تو اس کو عضوِ قابل کہا جاتا ہے۔

مثلاً دماغ قوتِ حس و حرکت کا مبداء ہے جو دوسرے اعضاء کو حس و حرکت کی قوت عطا کرتا ہے پس دماغ عضوِ معطٰی ہے اور دیگر اعضاء جو دماغ سے قوتِ حس و حرکت حاصل کرتے ہیں وہ اعضاءِ قابلہ ہیں۔

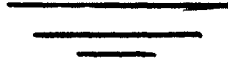
عضو کی ذاتی قوت: ہر عضو کے جوہر میں ایک ذاتی طبعی قوت پائی جاتی ہے (طبری) شیخ الرئیس نے بھی القانون کی پہلی کتاب میں لکھا ہے:

ہر عضو کی ذات میں (اس کے جوہر میں) ایک حقیقی قوت (قوت غریزیہ) ہوا کرتی ہے جس سے اس کے تغذیہ کا کام جاری رہتا ہے۔

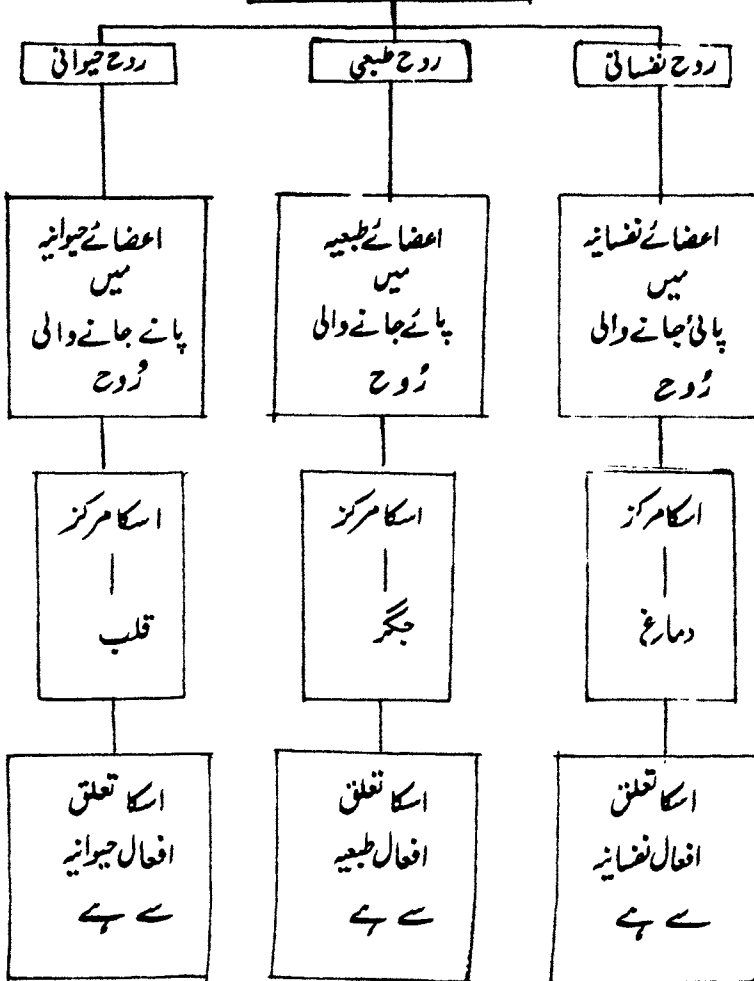
تغذیہ: تغذیہ سے مراد غذا کا جذب کرنا، اسے عضو کے اندر روکنا، ہضم کرنا اور اس کو عضو کی ساخت کے مشابہ بنادینا اور اس کے فضلات کو خارج کر دینا ہے۔

اسی قوت کو رہن طبری نے قوت روحانیہ کے نام سے موسوم کیا ہے جس طرح بدن کے ہر عضو میں ایک روحانی قوت ہوا کرتی ہے جو اس غذا کو جو اس کے آس پاس آتی ہے اس کے جوہر میں تبدیل کر دیتی ہے اور غذا میں تغیر پیدا کر کے اس کے جوہر کو اس کے مشا کل بنا دیا کرتی ہے۔

غرضیکہ جسم کے جملہ اعضاء بحیثیت قبول مواد اعضائے قابلہ ہیں اور بحیثیت عطاء مواد اعضائے معطیہ ہیں۔



أرواح کی قسمیں



ارواح

تعریف رُوح: علامہ قرشی لکھتے ہیں کہ طب میں روح سے ہماری مراد وہ نہیں ہے جس کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

”قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي“

بلکہ اس سے ہماری مراد وہ لطیف و بخاری جسم ہے جو جسم کے لطیف اخلاط سے پیدا ہوتا ہے جس طرح کثیف اخلاط سے اعضاء پیدا ہوتے ہیں۔ یہ لطیف اجزا چونکہ ہوائی شکل کے ہوتے ہیں اس لیے ارواح کہلاتے ہیں۔ لیکن جالینوس کے نظریہ کے مطابق روح کی پیدائش ہوائے مستنشق سے ہوتی ہے۔ (تجدید طب شفاء الملک حکیم عبداللطیف موفور ۱۹۷۹ء)

منافع روح حسب ذیل ہیں:

۱۔ روح اعضاء میں حرکت پیدا کرتی ہے۔

۲۔ بدن کی اصلی حرارت عنذہ روح کی وجہ سے قائم رہتی ہے۔

۳۔ روح سے اعضاء میں زندگی و حیات قائم رہتی ہے اور تمام اعضاء میں قوتیں

قائم رہتی ہیں۔ اگر روح کا سلسلہ اعضاء سے منقطع ہو جائے تو اعضاء ٹھنڈے، بے حس و حرکت اور آخر میں مردہ ہو جاتے ہیں۔

ماہیت روح: روح ایک لطیف بخاری جسم ہے۔ جسم لطیف سے مراد ایسا جسم ہے جو اپنی لطافت کی وجہ سے نظر نہ آ سکے اور اسی وجہ سے اس کو بخار کہا گیا ہے یہ اعضاء اور اخلاط کے مقابلے میں یقیناً لطیف ہوتے ہیں۔ اقبائے قدیم قائل ہیں کہ اعضاء اور رطوبات کے اندر ایسے لطیف اور بخاری اجزا رہائے جاتے ہیں جو زندگی کے لیے اہم خدمات انجام دیتے ہیں اور یہ افعال اگر انجام نہ پائیں تو اعضاء مردہ ہو جاتے ہیں۔

روح اگر چہ بخاری اور ہوائی جسم ہے مگر خون اور رطوباتِ بدن میں اس طرح گھسلی ملی ہوتی ہے جس طرح بیرونی پانی میں ہوا مخلوط ہوتی ہے۔

مادہ روح: شیخ لکھتے ہیں کہ یہ ہوا جو ظاہر میں پائی جاتی ہے ہمارے بدن اور اُرح کے لیے ایک عنصر ہے اور اس کے علاوہ ایک کمک ہے جو مسلسل ہماری رگوں تک پہنچتی ہے اور روح کی اصلاح و فلاح کا سبب بنتی ہے۔ یہ ظاہری ہوا تنفس کے ذریعہ پھیپھڑوں تک پہنچتی ہے اور اپنے مخصوص جوہر نسیم کے ذریعہ روح کو کمک پہنچاتی ہے نہ یہ کہ ہوا روح بن جاتی ہے جیسا کہ بعض حکماء کا گمان ہے۔

ان اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ کے نزدیک جس طرح روح کے بنانے میں اخلاط کا لطیف حصہ شامل ہوتا ہے۔ اسی طرح بیرونی ہوا بھی شریک ہوتی ہے یعنی مادہ روح دو چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے :

۱. اخلاط لطیف

۲. بیرونی ہوا

چنانچہ مسیحی نے لکھا ہے کہ روح کا مادہ اس ہوا سے حاصل ہوتا ہے جو سانس کے ذریعہ پھیپھڑوں کے اندر کھینچی جاتی ہے۔ یہ ہوا روح نہیں بلکہ ایسا سامان ہے جس سے روح حاصل کی جاتی ہے۔

علامہ گیلانی نے کہا ہے کہ تولیدِ روح کی ابتدا پھیپھڑوں سے ہوتی ہے تنفس کے ذریعہ نسیم (مخصوص جزو ہوا) سانس لیتے وقت پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے اور وہاں سے قلب میں پہنچ کر منبعِ حرارت بن جاتی ہے۔ جالینوس کا خیال تھا کہ کسی نہ کسی دن یہ ہوا کا جزو روحانی ہوا سے جدا کر لیا جائے گا۔ چنانچہ جالینوس کا یہ گمان صمیم ثابت ہوا اور سترہویں صدی میں فرانسیسی کیمیا داں نے اس جزو روحانی کو ہوا سے جدا کر کے اس کا نام آکسیجن رکھا۔

سوال: روح کا اطلاق کب ہوتا ہے؟

جواب: ہوا کا مخصوص جزو نسیم جب پھیپھڑوں کی راہ منجذب ہو کر خون میں شامل ہو جاتا ہے یعنی جزو بدن ہو جاتا ہے تو اس وقت یہ روح کہلاتا ہے۔

جزو بدن ہونے سے قبل نسیم کو روح نہیں کہا جاتا، اس لیے کہ ارواح اور طبعیہ میں شامل ہیں اور امور طبعیہ اجزاء بدن ہوتے ہیں نہ کہ وہ اجزاء جو بدن سے خارج ہوتے ہیں لہذا ہوا جب تک جسم سے باہر ہے وہ جسم کے لیے ایک جسم غریب کی حیثیت رکھتی ہے اور جب وہ جسم میں داخل ہو کر جزو بدن ہو جاتی ہے تو روح کہلاتی ہے۔

خون حامل روح ہے

بیرونی ہوا پھیپھڑوں میں پہنچتی ہے تو ہوا کے مخصوص اجزاء یعنی نسیم منجذب ہو کر خون میں پہنچ جاتی ہے اور اب یہ خون جہاں پہنچتا ہے یہ نسیم بھی وہاں پہنچتی ہے۔ یوں تو بدن کے سارے رطوبات میں یہ حل شدہ صورت میں پائی جاتی ہے مگر اخلاط الاربعہ میں سے جو جو ہر سرخ ہوتا ہے (جزو احمر) جس کو عمرۃ الدم کہا جاتا ہے اس میں اجزاء نسیم جذب کرنے کی خصوصیات بہت زیادہ ہے اس لیے بالکل پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ خون یا غلط دم حامل روح ہوتی ہے۔

جب طبیعت مدبرۃ بدن روح کو جسم کے جزاؤں کی طرف روانہ کرنا چاہتی ہے تو خون کو روانہ کرتی ہے اس لیے کہ خون کے بغیر تنہا روح وہاں نہیں پہنچ سکتی۔

مراکز و مسالک روح:

روح یوں تو اعضاء کے ہر حصے میں کم و بیش موجود ہوتی ہے اس لیے کہ بغیر روح کے کسی عضو کا کوئی حصہ زندہ نہیں رہتا۔ مگر اس میں کوئی ٹک نہیں کہ روح کی مقدار مختلف مقامات پر مختلف ہوتی ہے۔

ہوا رستشقی یعنی وہ ہوا جس میں نسیم ہوتی ہے جب پھیپھڑوں کی خلاؤں میں پہنچتی ہے تو خون کے مخصوص اجزاء کی کشش سے ہوا کے مخصوص اجزاء یعنی اجزاء نسیم منجذب ہو کر پھیپھڑوں کے عروق شرعیہ میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد خون جہاں جہاں پہنچتا ہے۔ یہ روحانی اجزاء بھی وہاں پہنچتے ہیں۔ چنانچہ پھیپھڑوں کے عروق شرعیہ سے شرائین و ریدہ میں (جو بائیں اذن میں

کھلتے ہیں اور پھر بائیں اذن کو طے کرتے ہوئے قلب کے بائیں بطن میں پہنچے ہیں اور پھر بائیں بطن سے اور ملٹی اور اس کی شاخوں کے ذریعے گزرتے ہوئے عروق شریہ میں پھیل جاتے ہیں جو اعضاء کی ساختوں میں پانی جاتی ہیں اور وہاں چونکہ عمل احتراق ہوتا ہے لہذا یہ اجزاء روحانی وہاں صرف ہوتے ہیں اور احتراق کے نتیجے میں اجزائے دغانیہ پیدا ہوتے ہیں جو بہت جلد عروق شریہ میں جذب ہو کر اور دہ میں پہنچ جاتے ہیں اور یہ اور دہ اجوفین میں داخل ہوتے ہیں اور اس طرح دائیں اذن اور پھر دائیں بطن سے گزرتے ہوئے براہ درید شریانی پھیپھڑوں میں پہنچتے ہیں جہاں یہ فضلات روح یا اجزائے دغانیہ خارج ہو جاتے ہیں۔ خون یا روح کا یہ تعلق و سلسلہ تاحیات جاری رہتا ہے۔

نوٹ: روح، خون کے مقابلے میں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور اسی بناء پر شرائین کہ جن میں روح کی مقدار زیادہ ہوتی ہے آرٹری کے نام سے موسوم کی گئیں اور یہ نام قائم کرنے والا ایراسیستراتوس نامی حکیم تھا۔ اس کے بعد جالینوس نے شرائین کو بحالت حیات حیر کر واضح کیا کہ شرائین میں صرف روح یعنی ہوا نہیں ہوتی بلکہ خون بھی پایا جاتا ہے لیکن روح کی اہمیت کے اعتبار سے ان عروق کا نام آرٹری ہی باقی رکھا گیا جس کا لفظی ترجمہ ہے عروق حامل روح، اور پھر انگریزوں نے بھی یہی نام باقی رکھا۔

مذکورہ توجیہات کے بعد حسب ذیل مسلمات باسانی حل ہو جاتے ہیں۔

۱، اور دہ میں دریدی خون کے ساتھ بخارات دغانیہ شامل ہوتے ہیں۔

۲، شرائین میں شریانی خون کے ساتھ روح شامل ہوتی ہے۔

۳، قلب کے دائیں اذن و بطن، اجوفین اور ان کے معاونین اور شریان دریدی اور اس کی شاخوں میں دریدی خون کے ساتھ بخارات دغانیہ شامل ہوتے ہیں۔

۴، اور دہ شریانیہ اور قلب کے بائیں اذن و بطن میں شریانی خون کے ساتھ روح شامل ہوتی ہے۔

۵، جن اعضاء میں خون کے اجزاء زیادہ صرف ہوتے ہیں وہاں روح بھی زیادہ خلج ہوتی ہے اور اسی لیے وہاں حرارت بھی زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

اعضاء میں غذائے اگر و قود (ایندھن) حاصل ہوتا ہے، لوہا سے روح حاصل ہوتی ہے پھر جس طرح ایندھن کے جلنے سے دھواں پیدا ہوتا ہے، اسی طرح جسم انسانی میں احتراق کے بعد بخارات دھانیہ پیدا ہوتے ہیں جو فضلات روح کہلاتے ہیں۔ اور اخراج تنفس کے ذریعے بدن سے برابر خارج ہوتے رہتے ہیں۔

بدنی حرارت پیدا کرنے میں جس طرح ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح غذا کی بھی ضرورت ہوتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح بیرونی دنیا میں جب کوئی چیز جلتی ہے تو دو چیزیں صرف ہوتی ہیں۔ ۱، وقود، ۲، ہوا۔ اسی طرح ہمارے جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے تو دونوں چیزیں ساتھ ساتھ صرف ہوتی ہیں۔

۱، غذائی مادہ ۲، ہوائی مادہ

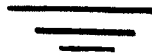
اور جس طرح بیرونی دنیا میں احتراق کے نتیجے میں دھواں پیدا ہوتا ہے اسی طرح جسمانی دنیا میں دھواں پیدا ہوتا ہے جس کو بخارات دھانیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

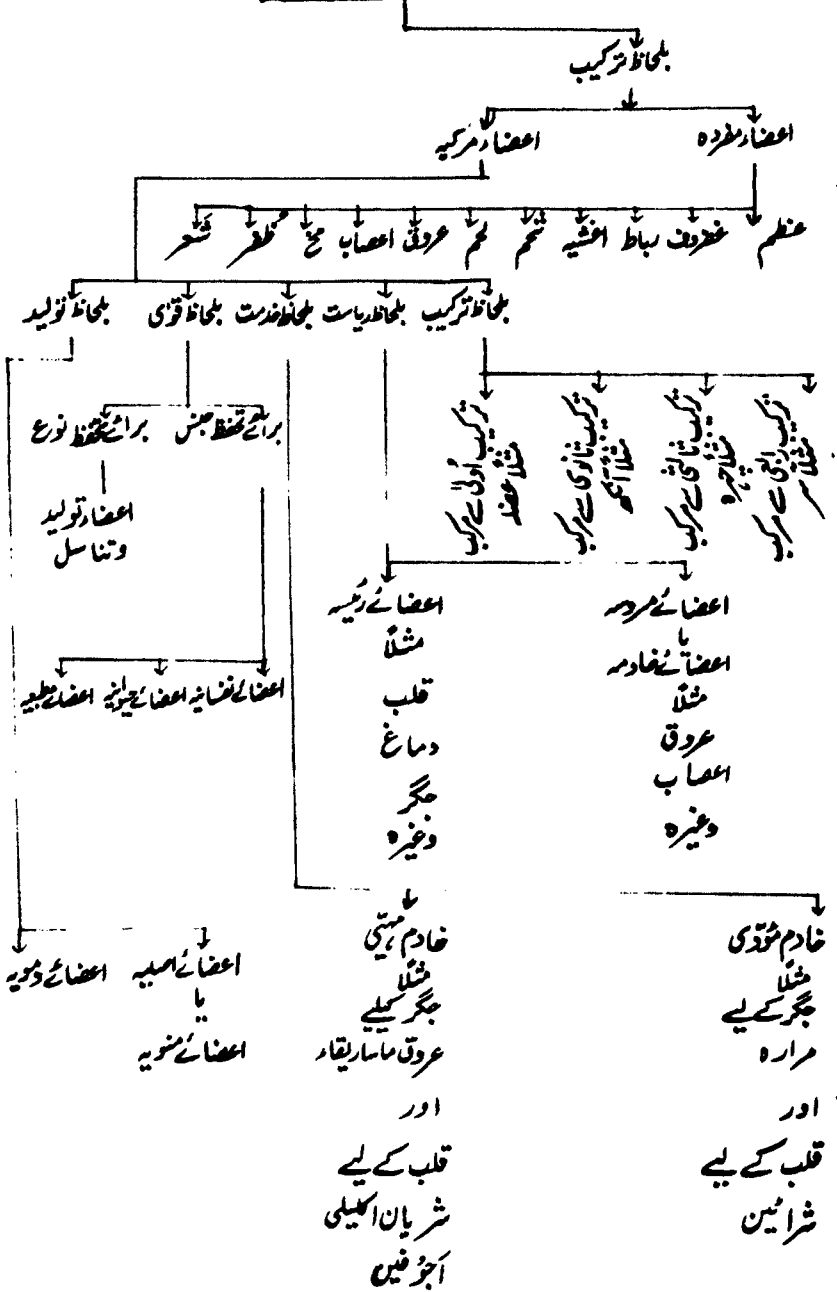
روح کی قسمیں: باعتبار محل وقوع اور باعتبار افعال تین ہوتی ہیں:

۱، روح نفسانی: یہ اعضاء نفسانیہ میں پائی جاتی ہے، اس کا مرکز دماغ ہے اور یہ نفسانی تحریکات و افعال کے معاون ہوتی ہے۔

۲، روح حیوانی: یہ اعضاء حیوانیہ میں پائی جاتی ہے، اس کا مرکز قلب ہے اور یہ افعال حیوانیہ کے لیے معاون ہوتی ہے۔

۳، روح طبعی: یہ اعضاء طبعیہ میں پائی جاتی ہے۔ اس کا مرکز کبد (جگر) ہے اور یہ افعال طبعیہ کے لیے معاون ہوتی ہے۔





قوی

قوت کی تعریف: قوی قوت کی جمع ہے اور امور طبعیہ میں قوت سے مراد اعضاء میں اثر کرنے کی صفت ہے یا عمل کے سرچشمہ کو قوت کہا جاتا ہے اس لیے کہ کوئی فعل بغیر قوت کی موجودگی کے انجام نہیں پاسکتا۔ شیخ نے لکھا ہے کہ قوی اور افعال کی معرفت ایک دوسرے سے حاصل ہوتی ہے یعنی قوی سے افعال کا علم ہوتا ہے اور افعال سے قوی کا علم ہوتا ہے۔

قوت کسی نہ کسی فعل کا مبداء ملوثی ہے اور ہر فعل کسی نہ کسی قوت کا مبداء ہوتا ہے۔ یعنی قوت اور فعل ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔

قوت کی تقسیم:

بقا جنس کے لحاظ سے قوت کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱، قوت نفسانیہ ۲، قوت حیوانیہ ۳، قوت طبعیہ

بقائے نوع کے لحاظ سے ایک چوتھی قسم بھی ہے جس کو قوت تناسلیہ کہتے ہیں۔

قوت نفسانیہ

یہ وہ قوت ہے جس سے تمام اعضاء میں حس و حرکت پیدا ہوتی ہے اور جن اعضاء میں یہ قوت پائی جاتی ہے وہ اعضاء نفسانیہ کہلاتے ہیں مثلاً دماغ، نخاع، اعصاب اور اعضاء حواس۔ ان جملہ اعضاء میں دماغ عضو رئیس ہے۔

قوت نفسانیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱، قوت محرکہ ۲، قوت مدرکہ

۱۔ قوت محرکہ:

اس قوت کا تعلق حرکت سے ہے خواہ یہ قوت براہ راست تحریک پیدا کرے یا اعضاء کی تحریک میں محض اعانت کرے مثلاً عضلات کی حرکت کہ جس کا باعث قوت محرکہ ہوتی ہے۔

۲۔ قوت مدرکہ:

وہ قوت ہے جس کا تعلق ادراک و احساس سے ہوتا ہے خواہ وہ خود مدرک ہو یا ادراک میں مددگار ہوگا۔

ادراک کرنے والا نفس ہے اور آلہ ادراک مثلاً آنکھ ہے۔

قوت محرکہ کی قسمیں: قوت محرکہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ قوت شوقیہ ۲۔ قوت فاعلہ
۱۔ قوت شوقیہ: وہ قوت جو حرکت کا باعث بنتی ہے اور اس کا دوسرا نام نژدعیہ ہے (نزع بمعنی آرزو کرنا یا مشتاق ہونا)

قوت شوقیہ کی نادم دو قسمیں ہیں: ۱۔ قوت شہوانیہ ۲۔ قوت غضبیہ
۱۔ قوت شہوانیہ: جبکہ خیال یا دہم میں کسی لذت یا مفید چیز کی تصویر قائم ہوتی ہے تو اسے حاصل کرنے کے لیے قوت شہوانیہ تحریک کا باعث ہوتی ہے۔
۲۔ قوت غضبیہ: جب کسی مضر چیز کا خیال پیدا ہوتا ہے تو اسے دفع کرنے کے لیے صرف و عمل ہوتی ہے۔

۲۔ قوت فاعلہ: وہ قوت ہے جو کسی عمل یا فعل کا سبب ہوتی ہے اور یہ چار قوتوں سے تکمیل پاتی ہے۔

۱۔ قوت خیالیہ یا دہمیہ: جس سے کوئی تصور قائم ہوتا ہے۔
۲۔ قوت شوقیہ: جس سے کسی شے کے حاصل کرنے یا کسی شے سے احتراز کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ قوت عازمہ: جس سے قصد و ارادہ پیدا ہوتا ہے۔
۴۔ قوت عملیہ یا فاعلہ: جس سے کوئی فعل انجام پاتا ہے۔
چنانچہ انسان جب کسی مفید یا مضر چیز کا تصور کرتا ہے تو اس کے بعد سب سے

پہلے قوتِ شوقیہ کمر بستہ ہو کر شوق پیدا کرتی ہے۔ پھر شوق کے بعد قوتِ عازمہ قصدِ ارادہ پیدا کرتی ہے اور قصد و ارادہ کے بعد قوتِ محرکہ عضلات کو حرکت میں لاتی ہے۔
قوتِ محرکہ کے مسالک:

قوتِ محرکہ کے مسالک اعصاب ہیں جن کا تعلق ایک طرف دماغ و نخاع سے ہوتا ہے اور دوسری جانب عضلات سے۔ مرکز حرکت سے عضلات تک قوتِ تحریک براہِ اعصاب پہنچتی ہے اور یہ اعصاب ہی مسالکِ حس و حرکت کہلاتے ہیں۔

علامہ گیلانی فرماتے ہیں کہ اعصاب اگرچہ ٹھوس ہوتے ہیں اور ورید و ن اور شریانیں کے مانند ان میں سوراخ نہیں ہوتے لیکن ان میں باریک مسالک ضرور پائے جاتے ہیں جن میں روحِ نفسانی گذرتی ہے اور جس میں قوتِ محرکہ پائی جاتی ہے جو کہ جسمانی عضلات تک پہنچتی ہے اور پھر علامہ لکھتے ہیں کہ اعصاب کا اتصال عضلات کے ساتھ اس طرح ہے جس طرح درخت کا اتصال جڑ سے۔

قوتِ محرکہ کے انواع:

قوتِ محرکہ ایک جنس ہے جس کے تحت بے شمار قسم کے قوائے محرکہ شامل ہیں جو مختلف قسم کے عضلات سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ ہر عضلہ ایک جداگانہ مخصوص قسم کی قوت اور طبیعت رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ عضلات، رنگ، وضع اور قوام اور مادے کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ ادویہ سمیہ اور مواد کا اثر مختلف عضلات پر مختلف ہوتا ہے اور یہی سبب ہے کہ قلب، معدہ، رحم، خصیتین وغیرہ مختلف اعضاء مختلف قسم کے افعال انجام دیتے ہیں، ان حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ یقیناً مختلف قسم کے عضلات جداگانہ طبیعت اور قوت کے حامل ہوتے ہیں۔

تو اس عشرہ یا قوائے مدرکہ

قوائے مدرکہ کی دس قسمیں ہیں۔ پانچ حواسِ خمسہ ظاہرہ یا قوائے مدرکہ ظاہرہ اور پانچ حواسِ خمسہ باطنہ یا قوائے مدرکہ باطنہ۔

تو اس خمسہ ظاہرہ

یہ قوائے خمسہ ظاہرہ کے تابع ہوتے ہیں۔

۱، قوت باصرہ ۲، قوت سامعہ ۳، قوت شامہ ۴، قوت ذائقہ ۵، قوت لامہ

قوت باصرہ

قوت باصرہ کا کام رنگ، روشنی اور اشکال کا ادراک کرنا ہے جس علم میں قوت باصرہ اور اس کے آلات و افعال سے بحث کی جاتی ہے اس کو علم المناظر کہا جاتا ہے۔

عین (آنکھ)

عین قوت باصرہ کا آلہ ہے اگر یہ نہ ہو تو دنیا تاریک ہو جائے اور بینائی کا عمل نور کے وجود پر منحصر ہے اسی بناء پر آنکھ کو بدن کا چراغ کہا جاتا ہے اور بینائی کو نور بصر اور اسی مناسبت سے عصبُ النور کہا جاتا ہے۔ اور جس مقام پر یہ اعصاب ملتے ہیں اس مقام کو مَجْمَعُ النور کہا جاتا ہے۔ آنکھ کا کرہ یعنی کرۃ العین گول شکل کا ہوتا ہے۔ یہ چند عصبی عروقی اور رباطی جھیلوں سے بنتا ہے جن کو طبقات العین کہتے ہیں۔

طبقات العین: یہ تین ہوتے ہیں۔

۱، طبقہ صلیبیہ: یہ رباطی جھلی ہے یہ بہت سخت اور مضبوط ہوتا ہے اور یہ دائرہ عین یا اکیلی العین پر ختم ہوتا ہے اور یہاں سے شفاف طبقہ یعنی قرینہ شروع ہو جاتا ہے۔

۲، طبقہ مشیمیہ: یہ طبقہ صلیبیہ کے اندر استر کرتا ہے اور بہت زیادہ عروقی ہوتا ہے اور اسی طبقہ سے اجزاء چشم کا تغذیہ ہوتا ہے۔ اکیلی العین سے آگے طبقہ مشیمیہ چپٹا ہو جاتا ہے اور یہ چپٹا حصہ غبیہ کہلاتا ہے جس کے وسط میں (مرکز میں) ایک ثقبہ پایا جاتا ہے جس کو حدقہ یا ثقبہ غبیہ کہتے ہیں۔

ثقبہ غبیہ کے منافع:

چونکہ غبیہ شفاف نہیں ہوتا، اس لیے اس کے مرکز میں رطوبت جلیدیہ (عکس) کے مقابل ایک سوراخ ہوتا ہے جس سے بصر اور مبصر کے درمیان کوئی پردہ حاصل نہ رہے۔ اس سوراخ میں یہ خوبی رکھی گئی ہے کہ روشنی کی زیادتی کے وقت تنگ ہو جاتا ہے اور کمی کے وقت پھیل جاتا ہے۔ اس لیے ایسا ہوتا ہے کہ نور کی زیادتی فعل بصر کے لیے مضر ہوتی ہے اور ابصار کو بگاڑتی ہے اس کے برعکس جب روشنی کم

ہو جاتی ہے تو یہ ثقبہ پھیل جاتا ہے۔ ابن سہیم نے زکریا رازی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس میں کوئی ٹھک نہیں کہ ثقبہ عنبیہ کے سکڑنے اور پھیلانے کا سبب ایک بہت باریک عضلہ ہوتا ہے جس کو عضلہ ہدیہ کہا جاتا ہے اور اس کی منفعت یہ ہے کہ ثقبہ عنبیہ کی مقدار کو ضرورت کے مطابق پھیلانے اور سکڑنے تاکہ روشنی ضرورت بصر کے مطابق پہنچے۔

(۳) طبقہ شبکیہ: یہ طبقہ مشیمیہ کے اندر ہوتا ہے اور رطوبت زجاجیہ کو محیط کیے ہوتا ہے اور اس طبقے میں عصب باصرہ کے ریشے پھیلے ہوئے ہیں جن کی مدد مقام اکلیل پر ختم ہو جاتی ہے۔

آنکھ کے طبقات کا دماغی اغشیہ سے تعلق

عصب باصرہ دماغ سے اٹھتا ہے تو دماغی اعصاب کی طرح دماغ کے پردے اس پر لپٹے ہوئے ہیں۔ یعنی اُم غلیظہ، اُم عنکبوت اور اُم رقیق، اُم رقیق کو حکمائے قدیم نے علیحدہ غشاء کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا ہے بلکہ اس کو دماغ کے اوپر دے بیان کیے ہیں۔ ۱، اُم غلیظہ ۲، اُم عنکبوتیہ اور ان دونوں پردوں کو انہوں نے اُمین دماغ کہا ہے چنانچہ آنکھ کا بیرونی دہیز طبقہ یعنی صلبیہ اُم غلیظہ کا ہی بڑھاؤ ہے اور آنکھ کا درمیانی طبقہ یعنی مشیمیہ دماغ کی عرونی جمعی یعنی اُم عنکبوتیہ کا حصہ ہے اور آنکھ کا تیسرا طبقہ یعنی شبکیہ ایک عصبی طبقہ ہے جو عصب باصرہ کے ریشوں سے بنتا ہے۔

اکلیل (اتصال صلی قرن) یہ وہ دائرہ ہے جو آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کے درمیان حائل ہوتا ہے اور اس پر آنکھ کے طبقات ختم ہو کر دوسری شکل اختیار کرتے ہیں یعنی طبقہ صلبیہ محدب طبقہ قرینہ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور طبقہ مشیمیہ مسطح عنبیہ میں تبدیل ہو جاتا ہے جس کے مرکز میں سوراخ (مدق) پایا جاتا ہے اور طبقہ شبکیہ مقعر ہو جاتا ہے اور اس کی تقعر میں جلدیہ (مدس) قیام پذیر ہوتا ہے۔

رطوبات عین: آنکھ کی خداؤں میں تین قسم کی رطوبتیں پائی جاتی ہیں۔

۱، رطوبت زجاجیہ ۲، رطوبت جلدیہ ۳، رطوبت بیضیہ

(۱) رطوبت زجاجیہ: یہ شبکیہ کے اندر پائی جاتی ہے اور چمپھے ہوئے شیشے کی طرح لیس دار اور شفاف ہوتی ہے۔ جس سے نور کسی رکاوٹ کے بغیر نفوذ کر جاتا ہے یعنی انعطاف

نور ہوتا ہے یہ رطوبت، رطوبت جلیدیہ کے لیے دطاء کے مانند ہے جس میں جلیدیہ اپنے لیے ایک مقعر فرش بنا دیتا ہے اور شبکیہ زجاجیہ کو اپنے جال میں لے کر اس طرح محیط کرتا ہے کہ ایک دائرہ بن جاتا ہے۔

(ب) رطوبت جلیدیہ: یہ زجاجیہ سے آگے اور غبیہ سے پیچے واقع ہوتی ہے اور چونکہ یہ سفید و شفاف بخند اولیٰ سے مشابہ ہوتا ہے اس لیے اس کو جلیدیہ کہتے ہیں۔ اس کی ساخت پیاز کے مانند ہے۔ آنکھ کے اس جزو کو البنائے کرام مشرف اجزائے چشم کہتے ہیں اس لیے کہ آنکھ کے اہم ترین فعل یعنی مبصرات کی تصویر کا عصب باصرہ تک لیے جانا اسی کا کام ہے۔ نیز یہ رطوبت نہایت باریک اور لچک دار جھلی میں ملفوف ہوتی ہے اس کی باریکی اور نزاکت کی وجہ سے اس کو عنکبوتیہ کہا جاتا ہے۔

(ج) رطوبت بیضیہ: یہ رطوبت جلیدیہ سے آگے کے خانے میں ہوتی ہے۔ اس خانہ کو خزائنہ مقدم کہتے ہیں۔ علامہ کمال الدین کتاب تنقیح المناظر شرح کتاب المناظر مصنف علامہ ہیشم میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ رطوبت سفیدی بیضی کی طرح ایک رطوبت ہے جس کا قوام صرف جلیدیہ بلکہ زجاجیہ سے بھی زیادہ رقیق ہوتا ہے۔ تندرست انسانوں میں اس کے مانند شفافیت پائی جاتی ہے لیکن موت کے بعد سیلی ہو جاتی ہے اور سکڑ کر اور سمٹ کر تجوین کے ایک گوشہ میں پہنچ جاتی ہے اور پورے خانے کو پر نہیں کرتی، لیکن زندگی میں اس تجوین کو پوری طرح پُر کیے ہوتی ہے۔

کیفیت البصار:

۱، بعض حکماء آنکھ سے شعاع نکلنے کے قائل ہیں، یعنی آنکھ سے مخروطی شکل کا ایک شعاعی جسم خارج ہوتا ہے جس کا قاعدہ مبصر پر اور راس حدقہ مبصر (آنکھ کی پتلی) پر ہوتی ہے۔

۲، بعض حکماء استحالہ شعائیہ کے قائل ہیں یعنی آنکھ سے کسی قسم کی شعاع نہیں نکلتی بلکہ مبصر اور مبصر کے درمیان جو شعاعیں ہوتی ہیں وہ مخروطی شکل اختیار کر کے آلات البصار بن جاتی ہے۔

حکماء انطباق شعاعی کے قائل ہیں یعنی مبصر کی شبیہ شعاعوں کے ذریعے رطوبت جلیدیہ پر چھپتی ہے اور پھر کچھ تغیرات کے بعد حساس اخیر تک پہنچتی ہے۔

علامہ ابن ہشیم نظریہ نزدیک تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آنکھ جب کسی مبصر کے سامنے ہوتی ہے تو آنکھ اور مبصر کے درمیان ایک مخروط بن جاتا ہے، جس کی راس آنکھ کی پتلی پر ہوتی ہے اور قاعدہ مبصر کے ہر حصے سے شعاع خارج ہو کر آنکھ کے اندر اسی ترتیب اور انتظام کے ساتھ بنتی ہے لیکن وہ بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ پھر یہ تصویر عصب بامصرہ (عصب بحوف) کے ذریعہ مخ پر پہونچتی ہے جہاں بصارت کا حساس اخیر ہے۔

تحدید فی بصر (گھورنا):

علامہ ابن ہشیم لکھتے ہیں کہ بصر اور مبصر کے درمیان جو شعاعی مخروط بنتا ہے۔ اس کے مرکزی خط یعنی ہم پر مبصر کے جس حصہ کی تصویر جمی جاتی ہے وہ نہایت صاف اور واضح ہوتی ہے اور جو حصہ اس ہم سے جس قدر دور ہوتا ہے اسی لحاظ سے غیر واضح ہوتا ہے بصر کے اس محوری نقطہ کو جہاں بینائی تیز ہوتی ہے محل التقدیق کہا جاتا ہے۔ آنکھ کے سامنے ایک وسیع رقبہ ہوتا ہے لیکن سامنے کی چیزیں صاف دکھائی دیتی ہیں جو چیزیں مخروط شعاعی کے قاعدے کے مرکز سے جتنا قریب ہوتی ہے اتنی ہی صاف نظر آتی ہے اور جتنی دور ہو جاتی ہے اتنی ہی غور واضح اور نظر سے اوجھل ہوتی جاتی ہے۔

دو آنکھوں سے ایک چیز کا ایک نظر آنا؛ جب دونوں آنکھیں طبعی وضع پر ہوتی ہیں تو دونوں آنکھوں سے ایک چیز ایک ہی نظر آتی ہے لیکن اگر کسی آنکھ کی وضع تبدیل ہو جائے یا تبدیل کی جائے تو پھر ایک چیز ایک ہی نظر آتی ہے۔

ابن ہشیم نے بیان کیا ہے کہ جب دونوں آنکھیں طبعی وضع پر ہوتی ہیں تو دونوں مخروطی شعاعی ایک نقطے پر پڑتے ہیں اور ایک ساتھ ایک نقطہ پر عصب مشترک پر جمی جاتی ہیں اور پھر حساس اخیر تک ایک ساتھ پہنچتے ہیں لیکن جب دونوں آنکھوں کے محور (ہم) بدل جائیں جیسا کہ مرض حول میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں حساس اخیر تک تصاویر مختلف بنتی ہیں۔

روشنی کی نوعیت: روشنی روشنی سے اس بناء پر متاثر ہوتی ہے کہ روشنی بنائی (بھارت) کے لیے ایک الم ہے جس طرح درد پیدا کرنے والی چیز اعصاب کو متاثر کرتی ہے۔ اسی طرح روشنی کی شعاعیں اعصاب کو متاثر کرتی ہیں چنانچہ تیز روشنی بصارت کو پریشان اور

منتشر کر دیتی ہے اور آنکھوں کے لیے باعث تکلیف و الم بن جاتی ہے جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں؟

کیا دیکھنے میں وقت صرف ہوتا ہے؟ ابن ہیثم نے اس بات کا جواب اثبات میں دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے حواس کا تصور ہے کہ چھوٹی چیزوں کا احساس ہم نہیں کر سکتے۔ ورنہ دیکھنے میں وقت ضرور صرف ہوتا ہے چونکہ بیرونی اشیاء کی تصویر کا قرینہ اور پھر جلدیہ پر پڑنا اور پھر جلدیہ سے عصب بامروہ کی طرف منتقل ہونا اور عصب بامروہ کے ذریعے عصب مشترک تک پہنچنا اور عصب مشترک سے حساس اخیر تک پہنچنا۔ یہ ایسے کام ہیں کہ ان واحد میں انجام نہیں پاسکتے لیکن دیکھنے میں کچھ نہ کچھ وقت ضرور صرف ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں بنائی کے معنی یہ ہیں کہ نوری شعاعوں سے آنکھ کے اعصاب متاثر ہوتے ہیں اور کچھ نہ کچھ تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان تغیرات میں کچھ نہ کچھ وقت ضرور لگتا ہے۔

قوت سامعہ

قوت سامعہ کا آلہ آوازوں کا ادراک کرنا ہے۔

أذن: قوت سامعہ کا آلہ أذن (کان) ہے یہی وہ عضو ہے کہ جس سے سماعت صوتیہ کا احساس ہوتا ہے یہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ بیرونی حصہ: جو غضروف الأذن سے بنتا ہے اور جس میں کان کا بیرونی سوراخ یا صماخ ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔ درمیانی حصہ: جسے جوہ یا طبلہ کہتے ہیں اور اس حصے کے جوف میں عظیما تاسع کی زنجیر واقع ہوتی ہے۔

۳۔ اندرونی پیچیدہ حصہ: جس کو لوب کہتے ہیں جو قوت، عطائات، دہلیز اور صماخ باطن پر مشتمل ہوتا ہے۔

غضروف الأذن: یہ وہ حصہ ہے جس میں کان کا بیرونی سوراخ پایا جاتا ہے۔ اس میں مختلف نشیب و فراز پائے جاتے ہیں جس کی بناء پر شیخ نے اس کو صدف مغطی (میڑھائیڑھا)

غضروف لکھا ہے۔

منفعت: ابو سہل مسیحی لکھتے ہیں کہ کان کا بیرونی حصہ نیڑے چائٹھا اس لیے بنایا گیا ہے کہ وہ آواز کی لہروں کو قبول کر کے یعنی سمیٹ کر طبل اذنی کی طرف مائل کر دے۔ آواز کے لہر کھانے سے اس کی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس حصہ کو قیف نما اس لیے بنایا گیا ہے کہ آواز کی لہریں اکٹھا ہو کر قوت کے ساتھ کان میں داخل ہوں۔

شیخ لکھتے ہیں کہ صماخ ظاہرہ ثقبہ عنیبہ کے مانند ہے اس لیے کہ یہ آواز کی لہروں کو کان میں اس طرح سمیٹ کر داخل کرتا ہے جس طرح ثقبہ عنیبہ بیرونی بصرات سے آنے والی شعاہوں کو سمیٹ کر آنکھ میں داخل کرتا ہے۔

یہ سوراخ ایک پردہ پر ختم ہوتا ہے جسے غشاء طبلی کہتے ہیں اور جو سفید اور چمکدار

ہوتا ہے۔

جَوْبہ (طبلہ): یہ وہ تجویف ہے جو کان کے بیرونی و اندرونی حصوں درمیان حاصل ہوتی ہے اور اس پر طبلہ کے مانند ایک جھلی چڑھی ہوتی ہے جس کو غشاء طبلی کہا جاتا ہے اور طبلہ کے خوف کے مانند اس کے جوف میں بھی ہوا بھری ہوتی ہے۔ اس پر دے پر آواز کی لہریں (قرعات صوت) اس طرح پڑتی ہیں جس طرح طبلے پر چوٹ پڑتی ہے۔ اس فضا میں چار چھوٹی ہڈیاں پائی جاتی ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ ان کو مجموعی طور پر عظمت السح کہا جاتا ہے۔

۱، عظم مطرقی ۲، عظم سندانی ۳، عظم رکابی، اس کا بالائی حصہ جو دال کے دانے پر کے برابر ہوتا ہے۔ ۴، عظم حدکی کہلاتا ہے۔

نفاذ: یہ وہ مجری ہے جو جوہ اور حلق کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ اسی راستے کے ذریعہ فضا جوہ میں ہوا پہنچتی ہے اور بحالت نزول اسی راستے سے نزلہ پہنچتا ہے۔

اندرونی کان: یہ وہ حصہ ہے جو عظم صدخ کے جز مجری کے اندر واقع ہوتا ہے اور پُر پیچ نایروں اور نرم سُرنگوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک حصہ جو حلزون کے مشابہ ہوتا ہے اور قوت کہلاتا ہے اس میں پونے تین چکر پائے جاتے ہیں اور دوسرا حصہ تین خمیدہ سُرنگوں پر مشتمل ہوتا ہے جس کو تہ عظمیٰ کہا جاتا ہے جس کے پچھلے حصہ کو عظامات کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں حصے ایک کشادہ جوف پر ختم ہوتے ہیں جو ان دونوں حصوں کے درمیان پایا جاتا ہے

اور جس کو دلیز کہتے ہیں تیرہ غٹھی کے اندر عصب سمعی کے ریشے پھیلتے ہیں۔
 عظیبات السمع کی خدمت یہ ہے کہ وہ فرعات صوت کو طبل اذنی سے وصول کر کے تیرہ
 تک پہنچاتے ہیں اور پھر وہاں سے فرعات صوت مرکز سامعہ تک پہنچتے ہیں جو قوت سامعہ کے
 احساس کا مرکز ہے۔

قوت شامہ

اس قوت کا کام بوکا ادا کرنا ہے جو ہوائے مستشق میں شامل ہو کر ناک میں چومتی

ہے۔

أنف

قوت شامہ کا آلہ الأنف ہے ناک دو افعال کے لیے بنائی گئی ہے ایک سو گنھنے کے لیے
 اور دوسرے آواز صاف کرنے کے لیے۔ جالینوس نے لکھا ہے کہ آلات نفس کو اگر بالترتیب
 شمار کیا جائے تو ناک سرفہرست ہے۔

تجويف الانف

یہ ایک دیوار کے ذریعے دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے جس کا پچھلا حصہ غفرونی اور بالائی
 حصہ عظمیٰ ہوتا ہے جو عظم قاسم الانف سے بنتا ہے۔ ناک کے دونوں ظاہری سوراخ منخرین کہلاتے
 ہیں۔ ناک کا غار بنانے میں جو ہڈیاں شامل ہیں وہ بہت نازک عظمیٰ طبقات پر مشتمل ہوتی ہیں
 جن میں بہت سے منافذ اور خلا ہیں پائی جاتی ہیں جن کو ابوسہل سیسی نے ثقب اسفنجیہ یا
 منافذ اسفنجیہ کہا ہے اور یہ عظم مصفات میں پائے جاتے ہیں۔

رطوبت مخاطی : ان سب خلاؤں میں ایک جھلی استر کرتی ہے جو بلغمی رطوبت سے تر ہوا
 کرتی ہے۔ انف العنترہ (نزلہ) کی صورت میں یہی رطوبت بڑھ جاتی ہے اور تھنوں کی راہ
 باہر خارج ہوتی ہے اس جھلی کا تعلق، منہ، زبان، حلق، قصبۃ الریہ اور مری کی غشاء
 مخاطی سے ہوتا ہے۔ اس جھلی کو صاحب کامل نے لباس الانف کہا ہے۔

عصب شامہ : ناک کی چھت عظم مصفات کے طبقہ غریالیہ سے بنتی ہے جس میں چھلنی
 کے مانند باریک باریک چمید ہوتے ہیں اس کی بالائی سطح پر اعصاب شامہ کے اگلے
 پھیلتے ہوئے حصے جن کو بصلہ شامہ کہتے ہیں قیام پذیر ہوتے ہیں جن کی غلی سطح سے باریک

باریک اعصابی ریشے اُگتے ہیں اور طبقہ مطربالیہ کے سوراخوں سے نکل کر تجویف الانف کی غشاء مخاطی کے بالائی حصوں میں پھیلتے ہیں جن کی وجہ سے یہ حصہ زرد نظر آتا ہے صاحب کامل نے اپنے اعصابِ شامہ کو ادراکِ شمع کا آلہ اولیٰ قرار دیا ہے۔
 بودار ذرات کی بخیرہ: صاحب کامل نے لکھا ہے کہ بودار اجسام سے بودار ذرات اڑا کرتے ہیں خواہ اتنی مقدار میں اڑیں کہ وہ نظر نہ آئیں۔ مثلاً کافور، ست بودینہ، مشک، عنبر، زعفران وغیرہ۔

مختلف قسم کی بوؤں کا احساس اعصابِ شامہ کو ہوتا ہے۔ پھر یہ احساس بصلیہ شامہ میں پہنچتا ہے اور پھر طرائقِ شامہ میں پہنچتا ہے اور پھر حواسِ اخیر تک پہنچتا ہے۔

قوت ذائقہ

اس قوت کا فعل مختلف ذائقوں کا ادراک کرنا ہے۔

لسان

قوت ذائقہ کا آلہ لسان ہے اس سے قدرت نے دیگر افعال بھی وابستہ کیے ہیں مثلاً چباتے وقت لقمہ کو حرکت دینا اور بولنے وقت الفاظ کو ڈھالنے کے لیے زبان لچکی مختلف حرکتیں۔

زبان کی ساخت: زبان کے جوہر میں عضلات ہوتے ہیں جن سے زبان میں نرمی اور اسفنجیت پیدا ہوتی ہے اور جن سے زبان سُرخ نظر آتی ہے۔

قید اللسان: زبان کی زیریں سطح اور زیریں جڑوں کے درمیان جو رباط ہوتا ہے اس کو قید اللسان کہتے ہیں۔ بعض اوقات یہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ زبان حرکت نہیں کرتی اور بچہ بول نہیں پاتا لہذا اس صورت میں اس کو کاٹنا پڑتا ہے۔

غشاء اللسان: جس کو عمری میں تنح کہتے ہیں جس میں حس ذائقہ کے علاوہ حس لمس بھی پائی جاتی ہے۔ یہ غشاء اس سارے لباس سے مسلسل ہوتی ہے جو جوفِ دہن میں استر کرتا ہے اور اس کے علاوہ وہ مری اور قصبۃ الزیہ میں بھی استر کرتا ہے۔

زبان کی بالائی سطح پر قاعدہ کے پاس سات سے بارہ اُبھار ہوتے ہیں جو مابکی

شکل پر آراستہ ہوتے ہیں یہ طلیعات مخدقہ کہلاتے ہیں نیز زبان کی نوک اور عاشیوں پر چھوٹے چھوٹے بکثرت اجمار پائے جاتے ہیں جن میں اعصاب لسانی کے آخری سرے ختم ہوتے ہیں جو طلیعات ذوقیہ *Taste Buds* کہلاتے ہیں۔

غدد مخاطی طیبہ زبان کے پچھلے ایک تہائی حصہ میں بکثرت غدد مخاطیہ پائے جاتے ہیں نیز نیچے یعنی کے مجرہ پر شستل دو غدد کو ذہ لسانی پائے جاتے ہیں۔

غشاء اللسان، لعاب دہن سے ہر وقت تر رہتی ہے جس کی وجہ سے ذائقہ کے ادراک میں مدد ملتی ہے جس طرح بُو کے ادراک میں بیرونی ہوا واسطہ بنتی ہے جس میں بودار چیزوں کے بخارات مخلوط ہو کر اعصاب شامہ تک پہنچتے ہیں۔ اسی طرح ذائقہ دار اجزاء بھی لعاب دہن میں شامل ہو کر اعصاب لسان تک پہنچتے ہیں جس سے ذائقے کا احساس ہوتا ہے۔

غدد لعابیہ: بخاری لعاب کی ابتداء غده اصل اللسان سے ہوتی ہے اس غده سے ایک بلغمی رطوبت بہا کرتی ہے جس کو لعاب دہن کہا جاتا ہے ان غدد کے علاوہ غده تحت اللسان بھی ہوتے ہیں جن کا زبانہ زبان کے نیچے کھلتا ہے۔ چنانچہ ابو سہل مسیحی لکھتے ہیں کہ زبان کے نیچے دو دہانے پائے جاتے ہیں جن سے لعاب دہن نکلتا ہے۔

اعصاب اللسان: زبان میں جو اعصاب پھیلے ہوتے ہیں وہ تین جوڑوں سے آتے ہیں۔ ۱، ثلاثی وجہی کی شاخ ذوقی۔ یہ زبان کے اگلے حصہ اور دونوں پہلوؤں میں پھیلتی ہیں۔ ۲، عصب مجردہ کی شاخ لسانی زبان کے قاعدے اور دونوں پہلوؤں کی غشاء میں پھیلتی ہے۔

۳، عصب وجہی کی شاخ تحت اللسان عضلات لسان کے جوہر میں پھیل کر ان میں قوت تحریک پیدا کرتی ہے۔

قوت لامسہ

اس قوت کا کام اجسام ملسوسہ کی حرارت و برودت، یسوت و رطوبت، صلاست و خشونت، صلابت و لیونیت، ثقل و خفت کا ادراک کرنا ہے۔

جلد

قوتِ لامسہ کا آلہ جلد ہے جو بدن کا بیرونی لباس ہے اور ایک وسیع حصار جس کو ڈھال سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ یہ بیرونی صدمات و آفات سے بدن کے اندرونی اعضاء کو اپنی بساط کے مطابق بچاتی ہے جیسا کہ صاحبِ کامل لکھتے ہیں۔ جس طرح طبیعت نے تمام اعضاء کو کسی نہ کسی جھلی سے ملفوف کیا ہے جو آفات سے ان کی حفاظت کرتی ہے۔ اسی طرح بدن کے تمام اعضاء کے لیے ایک عام پوشش کا التزام کیا ہے جو ان کو ڈھانک کر بیرونی آفات سے بچاتی ہے۔

جلد کی ساخت : ابوسہل میمنی لکھتے ہیں۔ اعضاء مفردہ میں جلد بھی شامل ہوتی ہے جو اعضاء کا بیرونی لباس ہے یہ دو طبقات پر مشتمل ہوتی ہے۔

۱. بیرونی طبقہ یعنی بشرہ

۲. اندرونی طبقہ یعنی عدم

لیکن بشرہ عدم کے بمقابلہ زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے بعض اطباء نے اس کو قرن کے جوہر سے تشبیہ دی ہے۔ عدم کو جلد حقیقی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ عروق و اعصاب وغیرہ اسی طبقہ میں واقع ہوتے ہیں اور جلد سے جتنے افعال وابستہ ہیں مثلاً پسینہ اور روغنی اجزاء کا اخراج وہ بھی اسی طبقہ سے متعلق ہیں۔

بشرہ : بشرہ عروق و اعصاب سے خالی ہوتا ہے اور یہ عدم پر استر کر کے اس کے محافظ کا کام دیتا ہے۔ جلد کی رنگت میں سیاہی سفیدی گندمی رنگ جو نظر آتا ہے وہ اسی طبقہ میں ہوتا ہے۔ بشرہ کے طبقات جتنے زیادہ ہوتے ہیں اسی قدر جلد زیادہ سخت اور بڑی اُٹس ہوتی ہے مثلاً ایڑی کی جلد خصوصاً ان لوگوں کی جو ننگے پاؤں چلتے پھرتے ہیں یا نمازیوں کی پیشانی اور ان مقامات کی جلد جو بحالتِ سجدہ زمین سے ٹکراتے رہتے ہیں موٹی بھجائی ہے۔

مسامات جلد : جلد کے ہر حصے میں باریک چھید ہوتے ہیں جن کو مسامات کہتے ہیں۔ ان سے بخارات خارج ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ بال بھی اُگا کرتے ہیں اور بالوں کی جڑوں کے قریب دھنی رطوبت بھی نکلتی ہے۔

جلد کا اختلاف بلحاظ مقام

۱۔ بال کے لحاظ سے: کسی حصہ میں بال قطعی نہیں آگتے۔ مثلاً ہتھیلی اور تلوے کی جلد اور کسی حصہ میں بکثرت آگتے ہیں مثلاً سر اور داڑھی کی جلد۔ بال کہیں باریک ہوتے ہیں اور کہیں موٹے۔

۲۔ دبازت کے اعتبار سے: بعض مقامات کی جلد عضلات کے ساتھ سختی سے پسیاں ہوتی ہے۔ مثلاً رخسار اور ہونٹ کی جلد اور بعض مقامات پر جلد عضلات سے ارتباط نہیں رکھتی مثلاً کمر کی جلد۔

۴۔ رنگ کے لحاظ سے بعض مقامات کی جلد کارنگ ہلکا اور بعض مقامات کا گہرا ہوتا ہے۔
۵۔ حس کے لحاظ سے بعض مقامات کی جلد ذکی الحس ہوتی ہے مثلاً انگلیوں کے پوروں کی جلد (جن سے نبض دیکھی جاتی ہے اور بعض مقامات کی بطنی الحس ہوتی ہے مثلاً ایڑی کی جلد)
دیگر اعضاء کی قوت لامسہ:

جلد کی قوت لامسہ بہت تیز ہوتی ہے لیکن جلد کے علاوہ بدن کے گوشت میں بھی حس لمس پائی جاتی ہے جس کو حس عضلی کہا جاتا ہے اور اسی حس پر عضلات کی باقاعدگی کا دار و مدار ہے نیز جب عضلات سے زیادہ کام لیا جاتا ہے تو ان میں درد پیدا ہوتا ہے جو حس لمس ہی کا تاثر ہے۔

علاوہ ازیں بدن کی جمیلوں اور دیگر اعضاء میں یہ حس پھیلی ہوئی ہے چنانچہ صاحبِ کامل لکھتے ہیں بال اور ناخن کے علاوہ حس بدن کے سارے اعضاء میں موجود ہے کیونکہ ہر عضو میں کوئی نہ کوئی حساس عصب ضرور پہنچتا ہے۔

حواس خمسہ باطنہ

یہ بھی پانچ ہوتے ہیں:

۱، حس مشترک ۲، قوت تخیل ۳، قوت تصرف ۴، قوت واہمہ ۵، قوت حافظہ

حس مشترک

یہ وہ قوت ہے جو عوارض و علامات و اجسام کے صور محسوسہ کا ادراک کرتی ہے۔

حس مشترک اس قوت کا نام اس لیے ہوا کہ اس قوت کو حواس ظاہریہ کے ساتھ اشتراک حاصل ہوتا ہے۔ یعنی بواسطہ حواس ظاہریہ جن صور کا ادراک ہوتا ہے ان کو حس مشترک جذب کرتی ہے اور حس مشترک کے ذریعہ ہی دیگر حواس باطنیہ تک ان احساسات کا اثر پہنچتا ہے۔

حس مشترک کا فائدہ یہ ہے کہ عوارض و علامات جو بیرونی حواس سے الگ الگ محسوس ہوتے ہیں وہ سب کے سب ایک قوت کے ذریعہ مجتمع ہو کر یکجا محسوس ہوتے ہیں اور اس طرح انسان کو کسی شے کا مکمل علم حاصل ہوتا ہے۔

حس مشترک کا وجود اور اس کی ضرورت:

علامہ نفیس نے لکھا ہے حس مشترک کے باوجود اور اس کی ضرورت پر حسب ذیل دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

۱، اگر تاراقطرہ سیدھی لکیر کی شکل میں نظر آتا ہے حالانکہ یہ لکیر خارج میں نہیں ہوتی تو پھر یہ لکیر کہاں ہوتی ہے یہ حس مشترک ہی میں ہوتی ہے، قوت باصرہ میں نہیں ہو سکتی چونکہ باصرہ کسی چیز کو ہی دیکھتی ہے نہ خارج میں ہوتی ہے اس لیے اوپر سے گرنے والا قطرہ جب لکیر کی صورت میں نظر آتا ہے تو اس کی مسلسل تصاویر کسی دوسری قوت میں جا کر جمع ہوتی ہیں جس سے ایک لکیر بن جاتی ہے اور وہی تصویر لکیر نظر آتی ہے۔

۲، ہمارے دماغ میں ایک ایسی قوت پائی جاتی ہے جو سارے محسوسات کا یکجا طور پر ادراک کرتی ہے۔ اس لیے کہ ایسی قوت اگر دماغ میں نہ ہوتی تو ہم یہ کہنے اور حکم لگانے پر قادر نہ ہوتے کہ جس چیز کو ہم چھوڑ رہے ہیں وہ سخت بھی ہے اور نگیں بھی۔ اس لیے کہ بیرونی حواس خمسہ ظاہرہ میں کوئی قوت ایسی نہیں ہے کہ جس کے پاس اپنے علاوہ دیگر اعضا کے محسوسات کے ادراک کا انتظام ہو۔

۳، سیما ہوا انسان مختلف قسم کی صورتوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ آوازیں سنتا ہے اور امتیاز کے ساتھ اشیاء کو پہچانتا ہے حالانکہ خارج میں ان کا کوئی وجود اس وقت نہیں ہوتا۔ لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ بحالت خواب یہ قوت بیدار ہوتی ہے اور اس کی جمع شدہ صورتیں واضح شکل و آوازوں کا احساس ہونے لگتا ہے جس کو خواب کہا جاتا ہے۔

(۲) قوتِ متخیلہ

یہ قوت ہے کہ صورِ محسوسہ جن کو جس مشترک نے ادراک کیا ہے۔ ان صور کے غائب ہونے کے بعد یہ وہ قوت ان کو محفوظ رکھتی ہے۔

بیرونی مریات کے نگاہوں سے ہٹ جانے کے بعد ان کی صورتیں کچھ دیر باقی رہتی ہیں۔ پس یہ جس قوت کے ساتھ وابستہ رہتی ہیں اس کو قوت خیال کہا جاتا ہے۔ پنا چڑ جب ایک قسم کی تھوڑی سی مسلسل اسی دفعہ کے اندر نظر آتی ہیں تو نظر فریب کھاجاتی ہے، یعنی ان کا میز کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب قطرات بارش مسلسل انگلیوں کے سامنے آتے ہیں تو ایک لکیر دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح روشنی کا ایک نقطہ تیزی کے ساتھ مسلسل نگاہوں کے سامنے گھمایا جاتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تصویر حرکت کر رہی ہے۔

قوت خیال دراصل حس مشترک کا خزانہ ہے جو مختلف صورتوں کی حفاظت کرتا ہے اور اسی قوت کے ذریعہ گزشتہ تصورات کو یاد کیا جاتا ہے اور یہی قوت تصورِ خیال کا ذریعہ ہے۔

منفعت خیال: یہ وہ قوت ہے جو جس مشترک کی خدمت کرتی ہے یعنی اس کی محسوس کی ہوئی چیزوں کو محفوظ رکھتی ہے۔ اگر یہ قوت نہ ہوتی تو ہمارے لیے اس شخص کا پہچانا ممکن نہ ہوتا جسے ہم نے پہلے کبھی دیکھا ہے اور نگاہوں سے غائب ہونے کے بعد وہ دوبارہ سامنے آیا ہے۔

(۳) قوتِ متصرفہ

یہ وہ قوت ہے جو صورِ محسوسہ اور ان کے معانی بجز یہ میں اُن کے باہمی اشتراک یا افتراق کے لیے تصرف کرتی ہے اس قوت کا تصرف عام ہوتا ہے۔ یہ قوت دو کام کرتی ہے ایک ترکیب یعنی جوڑنا اور دوسرے تفصیل یعنی توڑنا۔ ترکیب کی صورتیں تین ہوتی ہیں۔

۱. بعض صورتوں میں بعض مختلف صورتوں کا جوڑ دینا۔ مثلاً ایک انسان کی تصویر

اس طرح بنا کر اس کے ہاتھ بجائے پر لگے ہوئے ہیں۔ بعض معانی کے ساتھ بعض معانی کو جوڑ دینا۔ مثلاً کسی شخص کی صورت کے

ساتھ کسی عداوت کا جوڑ دینا جو اس کے اندر نہ پائی جائے۔
تفصیل کی صورت:

۱، بعض صورتوں کو بعض صورتوں سے جدا کر دینا۔ مثلاً ایک انسان کی تصویر اس طرح بنانا کہ اس کے ہاتھ نہ ہوں۔

۲، بعض معانی کو بعض معانی سے جدا کر لینا۔ مثلاً کسی شخص کو اس کے جذبہ دوستی سے جدا کر کے محسوس کرنا۔

۳، بعض معانی کو بعض صورتوں سے جدا کرنا۔ مثلاً ایک دوست کے متعلق اس طرح خیال کرنا کہ اس کی دوستی کا خیال نہ رہے۔ اسی طرح ایک دشمن کو اس طرح خیال کرنا کہ اس کی دشمنی کا خیال نہ رہے۔

اس قسم کے دماغی تعلیمات و تصورات اور جوڑ توڑ کا ہے واقعات کے مطابق ہوتے ہیں اور لگا ہے واقعات کے خلاف ہوتے ہیں۔

قوت متصرفہ کو ایک وکیل نے تشبیہ دی جاسکتی ہے جو خود کسی امر کا فیصلہ کرنے کی قوت نہیں رکھتا بلکہ ہر چھوٹے بڑے مسئلہ کو حاکم کے سامنے پیش کرتا ہے اور وہ فیصلہ دیتا ہے۔ اسی طرح یہ قوت تمام معاملات کو ایک وکیل کی طرح جوڑ توڑ کر کے واہمہ کے سامنے پیش کر دیتی ہے اور پھر واہمہ فیصلہ کرتی ہے۔

(۴) قوت واہمہ

یہ وہ قوت ہے جو صور محسوسہ سے معانی جزئیہ کا ادراک کرتی ہے۔

یہ قوت اُن جزوی معانی کا ادراک کرتی ہے جو جزوی صور کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں جس طرح جس مشترک صور کا ادراک کرتی ہے اسی طرح واہمہ جزئی معانی کا ادراک کرتی ہے مثلاً کسی شخص کی شکل کو دیکھ کر اس کے جذبہ محبت یا جذبہ عداوت کا اندازہ کرنا چنانچہ اس قوت کا نام واہمہ ہے جب ہم کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو پہلے اس کی شکل کو پہچانتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے اور اس کے بعد ہمارا دماغ اس کے خصائل و عادات کی طرح منتقل ہوتا ہے۔

واہمہ کی منفعت: قوت واہمہ کو دماغ کی عام قوتوں کے مقابلے میں بادشاہ کہاجاتا ہے واہمہ قوائے مناسہ کی حاکم ہے معانی و صور کا مجموعی طور سے ادراک کرتی ہے اور دیگر

قوی کے واسطے اُن میں توز، جوڑ کرتی ہے لیکن چونکہ دماغ کی دیگر قوتوں کو معافی کے ادراک میں کچھ دخل نہیں ہے اس لیے فقط معافی کا ادراک قوت واہمہ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔

انسان اور حیوان میں فرق:

انسان کلیات و جزئیات دونوں کا مد رک ہے اور حیوانات محض جزئیات کا ادراک کرتے ہیں۔ چنانچہ حیوانات میں قوت مائلہ نہیں ہوتی جو انسان میں پائی جاتی ہے اور جو انسانی نفس ناطقہ کا مخصوص خاصہ ہے، جو مد رک الکلیات ہے۔

(۵) قوت حافظہ

یہ وہ قوت ہے جو ان معافی کو محفوظ رکھتی ہے کہ جنہیں قوت واہمہ نے ادراک کیا ہے اور اس لحاظ سے یہ قوت خزانہ ہے واہمہ کا۔ قوت حافظہ کا، قوت واہمہ سے وہی تعلق ہے کہ جو تعلق خیال کا حس مشترک سے ہے۔ بعض حکماء قوت حافظہ کو قوت تذکرہ بھی کہتے ہیں اس لیے کہ کسی چیز کے ذکر کے معنی یہ ہیں کہ دماغ میں رکھی ہوئی بات زبان سے ادا ہو جائے۔

ذکر دُوباتوں سے مرکب ہے۔

۱، کسی چیز کا جو پہلے کبھی ادراک کی گئی ہو کسی دوسرے وقت ادراک کرنا۔

۲، ایک چیز کو ادراک کرنے کے بعد دماغ میں محفوظ رکھنا تاکہ دوسرے وقت یاد آ سکے۔
تذکرے کے وقت تین کاموں کی ضرورت پیش آتی ہے۔

۱، ان صورتوں میں تصور کرنا جو خیال میں محفوظ ہیں اور ان کو واہمہ کے سامنے پیش کرنا تاکہ وہ ان صورتوں سے معافی کا ادراک کر سکیں۔

۲، صورتوں سے معافی کا اخذ کر کے ادراک کرنا۔ یہ کام واہمہ کا ہے۔

۳، اُن معافی کی حفاظت۔ یہ کام قوت حافظہ کا ہے۔

لہذا قوت مذکرہ درحقیقت تین قوی پر مشتمل ہوتی ہے۔

۱، قوت تنیلہ

۲، قوت واہمہ

۳، قوت حافظہ

قوت حیوانیہ

قوت حیوانیہ وہ قوت ہے جس سے حیات قائم راسی ہے اور جس کا مرکز قلب ہے۔ یہ قوت قلب سے شرائین میں نفوذ کر کے سارے اعضاء بدن تک پہنچتی ہے اور ان کو حیات بخشتی ہے۔

شرائین کے ذریعے اگر کچھ مواد تغذیہ بدن کے لیے پہنچتے ہیں تو کچھ تولید حرارت کے لیے بھی پہنچتے ہیں۔ قلب کی قوت حیوانیہ شرائین کی راہ خون روحانی روانہ کرتی ہے اور اس طرح تمام اعضاء کو قوت حیات بخشتی ہے اور یہی سلسلہ جب ختم ہو جاتا ہے تو اعضاء کی حیات منقطع ہو جاتی ہے اور ایسی حالت میں جو حس و حرکت کی قوت وہاں بہرہ بخشتی ہے وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔

قوت حیوانیہ کے وجود کی دلیل یہ ہے کہ عضو مفلوج بھی زندہ رہتا ہے اور اس میں علامات حیات قائم رہتے ہیں۔ اگر حیات اس میں موجود نہ ہوتی تو وہ عضو متعفن ہو کر فاسد ہو جاتا جیسا کہ موت کے بعد ہوتا ہے۔

قوت حیوانیہ کے اقسام
قوت حیوانیہ دو قسموں پر مشتمل ہوتی ہے۔

۱۔ قوت فاعلہ ۲۔ قوت منفعلہ

۱۔ قوت فاعلہ : وہ قوت ہے جس سے قلب و شرائین میں انقباض و انبساط پیدا ہوتا ہے اور جس کو نبض کے ذریعے محسوس کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ قوت منفعلہ : وہ قوت ہے جس سے انفعالات نفسانیہ پیدا ہوتے ہیں مثلاً غم و غصہ، رنج و خوشی، خوف و ہراس وغیرہ۔

قلب

قلب (دل) ایک لحمی عضو ہے جس کا لحم عام عضلات سے مختلف ہوتا ہے اور جس کا جوف ایک فاصل (دیوار) کے ذریعے دائیں و بائیں دو جوفوں میں تقسیم ہو جاتا ہے جکمار کے نزدیک بطنین ہی اصل قلب ہیں جن میں چار دہانے پائے جاتے ہیں جن پر جھلی دار بند لگے ہوتے ہیں جو نہر کے اند کے مانند کام کرتے ہیں ان کو ”سکر“ یا ”صمام“ کہا جاتا

ہے۔ قلب کے دائیں وبائیں بطن میں خون کی آمد و رفت کے لیے دو دودھانے پائے جاتے ہیں۔

دائیں بطن کے دہانے:

۱، فوہتہ الوقتین (منفذ اذنیہ بطنیہ امین) یہ دہانہ دائیں بطن کے قاعدے میں پایا جاتا ہے۔ اس پر صمام ثلاثیۃ الرؤس ہوتا ہے۔ اس کی راہ اجوفین سے آیا ہوا اعضائے جہاتی کا وریڈی کا خون دائیں بطن میں داخل ہوتا ہے۔

۲، فوہتہ الشریان الودیدی (منفذ شریان ریوی) یہ دہانہ دائیں بطن کے بالائی بائیں زاویہ میں پایا جاتا ہے۔ اس پر صمام ہلالی ہوتا ہے۔ اس کی راہ دائیں بطن کا وریڈی خون صفائی کے لیے شریان وریڈی (شریان ریوی) کے ذریعہ پھیپھڑوں کو جاتا ہے۔

بائیں بطن کے دہانے:

۱، فوہتہ الودید الشریانی (منفذ وریڈ شریانی) یہ بائیں بطن کے قاعدے میں پایا جاتا ہے اس پر صمام ذات الراسین ہوتا ہے اس کی راہ اوردہ شریاتی (اوردہ ریوی) کے ذریعہ آیا ہوا خون شریانی بائیں بطن میں داخل ہوتا ہے۔

۲، فوہتہ الاودطی (منفذ اورطی) یہ دہانہ بائیں بطن کے بالائی دائیں زاویہ میں پایا جاتا ہے۔ اس پر صمام ہلالی ہوتا ہے۔ اس کی راہ بائیں بطن کا خون شریانی اورطی (شریان اعظم) اور اس کی شاخوں کے ذریعے اعضائے جہاتی کو جاتا ہے۔

بطنین کے انقباض کے وقت دائیں بطن میں فوہتہ الوقتین کی راہ اجوفین کے ذریعہ آیا ہوا وریڈی خون داخل ہوتا ہے اور بائیں بطن میں فوہتہ الودید الشریانی کی راہ اوردہ شریانی کے ذریعہ آیا ہوا خون رومانی داخل ہوتا ہے۔

بطنین کے انقباض کے وقت دائیں بطن کا وریڈی خون، فوہتہ الشریان الودیدی کی راہ شریان وریڈی (شریان ریوی) کے ذریعہ پھیپھڑوں کو صفائی کے لیے جاتا ہے اور بائیں بطن کا شریانی خون فوہتہ الاودطی کی راہ اورطی اور اس کی شاخوں کے ذریعے اعضائے جہاتی کو ان کی پرورش کے لیے جاتا ہے۔

قوتِ حیوانیہ کے ذریعہ بطنین میں جب انقباض پیدا ہوتا ہے تو شرائین میں انقباض

پیدا ہوتا ہے اور جب بطنین میں انبساط پیدا ہوتا ہے تو شرائین میں انقباض اور شرائین کی حرکت انقباض و انبساط ہی بنض کہلاتی ہے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ قوت حیوانیہ جس طرح اعضاء کو حیات کے لیے آمادہ کرتی ہے اسی طرح جو ہر روح کی حرکت کا مبداء بھی ہے جس سے روح اعضاء کی طرف جاتی ہے اور ان کو حیات بخشی ہے۔ روح میں دو قسم کی حرکات پائی جاتی ہیں، انقباض و انبساط۔ انہی دونوں حرکات کے ذریعے لیم حاصل ہوتی ہے اور بخارات دغائے خارج ہوتے ہیں۔ دونوں کا فاعل قوت حیوانیہ ہی ہے۔ حرکات نفسانیہ مثلاً خوف و غضب کو بھی اسی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ چنانچہ روح غصہ کی حالت میں بدن کے باطن سے ظاہر کی طرف بڑھتی ہے اور اس کے ساتھ خون بھی بڑھتا ہے، چنانچہ ظاہر بدن گرم ہو جاتا ہے اور خوف کی حالت میں روح بدن کے ظاہر سے باطن کی طرف بڑھتی ہے اور اس کے ساتھ خون بھی چنانچہ ظاہر بدن ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

اور دہ سسسرائین: قلب کے عروق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اور دہ اور دوسرے شرائین۔

اور دہ میں وریدی خونی (خون دغائی) بہتا ہے اور شرائین میں شریانی خون (خون رومانی) اور اسی بناء پر شرائین میں ٹرپ پائی جاتی ہے اور یہ رگیں عروق ضارب کہلاتی ہیں۔ اس قسم کی ٹرپ اور دہ میں نہیں پائی جاتی۔ باریک اور دہ کے باہم ملنے سے بڑے اور دہ بنتے ہیں اور بڑی وریدیں باہم مل کر اجوفین بناتی ہیں جو قلب تک پہنچتے ہیں اور اورطی (شریان اعظم) اور اس کی شاخیں شرائین کہلاتی ہیں جو شاخ در شاخ تقسیم ہو کر اعضاء میں عروقی شعریہ کی صورت میں پھیلتی ہیں۔

دوران خون

اعضائے جسمانی سے وریدی خون اور دہ کے ذریعہ اجوفین میں پہنچتا ہے اور اجوفین قلب کے دائیں اذن میں کھلتے ہیں۔ دائیں اذن سے یہ وریدی خون دائیں بطن میں جاتا ہے اور دائیں بطن سے بذریعہ شریان وریدی یا شریان ریوی بھیڑوں کو صفائی کے لیے جاتا ہے اور بھیڑوں سے صاف شدہ خون بذریعہ اور دہ شریانی (اور دہ ریوی) بائیں اذن میں پہنچتا ہے اور بائیں اذن سے بائیں بطن میں داخل ہوتا

ہے اور پھر بائیں بطن سے شریان اعظم اور اس کی شاخوں کے ذریعے اعضاء جسمانی کو ان کی دموی پرورش کے لیے جاتا ہے خون کا یہ دورہ ”دوران خون“ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن علم طب کی رُو سے یہ تنہا دوران خون نہیں بلکہ دوران اخلاط ہے۔ اس لیے کہ عروق میں جو رطوبت ہوتی ہے وہ اخلاط اربعہ (خون، بلغم، صفراء، سوداء) سے مرکب ہوتی ہے۔

قسمیں: قوتِ طبعیہ

اس قوت کے تحت دو قوتیں شامل ہیں:

۱، قوتِ شخصیہ

۲، قوتِ نوعیہ یا قوتِ تناسلیہ

قوتِ شخصیہ: یہ وہ قوت ہے جو انسانی افراد کی بقا و تکمیل کے لیے غذا میں تصرف کرتی ہے۔
قوتِ تناسلیہ: یہ وہ قوت ہے جو بقائے نسل یعنی نوعِ انسانی کے تحفظ کے لیے غذا میں تصرف کرتی ہے۔

قوتِ شخصیہ کی قسمیں دو ہوتی ہیں:

۱، قوتِ غاذیہ (ب، قوتِ نامیہ

۲، قوتِ غاذیہ: یہ وہ قوت ہے جو تغذیہ سے متعلق ہوتی ہے۔

(ب) قوتِ نامیہ: یہ وہ قوت ہے جو کسی شخص کو اور اس کے اعضاء کو مقررہ شکل پر اور مقررہ حدود پہنچاتی ہے۔

قوتِ غاذیہ

غذا میں تغیر و استحالہ پیدا کر کے اس کو عضو مختدی کا جزو بنادیتی ہے تاکہ بدن کے جواجز تحلیل ہو گئے ہیں ان کے عوض قائم مقام اجزاء بن جائیں جن کو بدل ما تحلیل کہتے ہیں۔

تغذیہ بدن کی صورت یہ ہوتی ہے کہ قوتِ غاذیہ اولاً تحلیل شدہ اجزاء کے قائم مقام ایک جوہر یعنی خون بناتی ہے جس میں عضو بننے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ پھر اس جوہر

کو اس عضو کے ساتھ چپکا دیتی ہے اور اس عضو کا جزو بنادیتی ہے، یہاں تک کہ یہ جزو قوام اور مزاج کے لحاظ سے عضو کے مشابہ ہو جاتا ہے پس اس عمل کے اعتبار سے قوتِ غازیہ تین قوتی پر مشتمل ہے۔

- ۱۔ قوتِ محصلہ: یعنی جو ہر غذائی کو اعضاء تک پہنچانے والی قوت۔
 - ۲۔ قوتِ ملصقہ: یعنی جو ہر غذائی کو اعضاء کے ساتھ چپکانے والی قوت۔
 - ۳۔ قوتِ مشتبہ: یعنی جو ہر غذائی کو عضو کے مشابہ بنانے والی قوت۔
- قوتِ غازیہ کے پہلے فعل کا خلل مختلف اسباب کی بنا پر ہوتا ہے۔
- ۱، قوتِ غازیہ کے پہلے فعل یعنی فعلِ انجذاب میں خلل پیدا ہونا جیسا کہ مرضِ ہزال (ہزل) (کمزور) میں ہوتا ہے۔
 - ۲، قوتِ غازیہ کے دوسرے فعل یعنی التصاق میں خلل آجانا مثلاً استسقاء مائی۔
 - ۳، قوتِ غازیہ کے تیسرے فعل یعنی تشابہ میں خلل آجانا مثلاً برص و ہتق وغیرہ۔
 - ۴، قوتِ غازیہ کے یا کسی اور وجہ سے یا کسی مرض کے باعث سے اعضاء کو مناسب غذا نہ ملنا۔

تغذیہ کے شرائط: تغذیہ کے شرائط دو ہیں۔

- ۱، عضو مغذی کے مزاج اور ترکیب کا درست حالت میں ہونا۔
 - ۲، غذا کا بلحاظ کیفیت و مقدار بہتر و مناسب ہونا۔
- یہ دونوں شرطیں اس وقت تکمیل کو پہنچ سکتی ہیں کہ جب اعضاء ریسرہ قلب، جگر و دماغ اعتدال پر رہیں اور ان میں کوئی خلل پیدا نہ ہو۔
- قوتِ غازیہ کے مدارج عمل:

۱، قوتِ غازیہ کبھی قتل سے زیادہ غذا حاصل کرتی ہے جیسا کہ سنِ نمو کے زمانے میں ہوتا ہے۔

۲، قوتِ غازیہ کبھی قتل کے برابر غذا حاصل کرتی ہے جیسا کہ سنِ شباب میں ہوتا ہے کہ جس میں اعضاء کا حجم قائم و برقرار رہتا ہے۔

۳، قوتِ غازیہ کبھی قتل سے کم غذا حاصل کرتی ہے جیسا کہ سنِ کہولت و شیوخت میں ہوتا ہے جس میں اعضاء گھٹتے رہتے ہیں اور کمزور ہوتے رہتے ہیں۔

چنانچہ قوتِ غذایہ سنہو میں زیادہ قوی ہوتی ہے اور سنہ شباب میں اعتدال پر مہوتی ہے اور سنہ شخوفت میں ضعیف ہو جاتی ہے۔

سنہو میں چونکہ غذایہ اور نامیہ کے افعال تیز ہوتے ہیں اس لیے اس زمانے میں حرارتِ غریزہ بھی زیادہ ہوتی ہے اور اس کے برخلاف سنہ کبولت و شخوفت میں افعالِ ست پڑ جاتے ہیں اس لیے حرارتِ غریزہ بھی گھٹ جاتی ہے۔

قوتِ مغیرہ: شیخ نے لکھا ہے کہ ہر عضو کے مزاج کے مطابق اس میں قوتِ مغیرہ پائی جاتی ہے جو اجزاءِ غذائیہ میں تغیر پیدا کر کے ان کو عضوِ مغذی کے مانند بنا دیتی ہے ہر جزو بدن میں یہ قوت کم و بیش تغیرات و استمالات بحالتِ حیات جاری رکھتی ہے تاکہ غذا کے کار آمد اجزاء جزو بدن ہو سکیں اور بے کار و فاضل اجزاء جسم سے خارج ہو سکیں۔

قوتِ مغیرہ ایک قوت نہیں ہے بلکہ اس کے تحت انواع و اقسام کی بے شمار قوتیں ہیں جو اجزاءِ غذائی میں تغیر پیدا کرتی رہتی ہے اور قوتِ مغیرہ کا فعل اسی وقت سے شروع ہوتا ہے کہ جب اجزاءِ غذائیہ اعضائے بدن کی ساخت اور شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور فاضل اجزاء جسم سے خارج ہو جاتے ہیں۔

قوتِ مغیرہ بعض اعضاء میں دو چند (دو گنی) ہوتی ہے ایک وہ جس کے ذریعہ اعضاء کا تغذیہ جاری رہتا ہے دوسرے وہ جو اس کے افعال میں معاونت کرتی ہے۔ مثلاً معدہ اور مگر کہ اعضاء میں دو چند قوتِ مغیرہ پائی جاتی ہے ایک ان اعضاء کے تغذیہ کے لیے اور دوسری ان اعضاء کے افعال میں مدد پہنچانے کے لیے۔ مثلاً معدہ میں رطوبت معدی بنانے کے لیے اور مگر میں صفراء بنانے کے لیے۔ یا مثلاً کین کہ ان میں بھی قوتِ مغیرہ دو چند پائی جاتی ہے۔ ایک وہ قوت جس کے ذریعے ان کا تغذیہ ہوتا ہے اور دوسرے وہ قوت جو دودھ بناتی ہے۔

تغیراتِ غذائی: اعضاء جسم کے اندر ہر وقت تغیر جاری رہتا ہے۔ ان سارے تغیرات کھ جسم میں ہوتے ہیں۔ اہلبار نے چار ہضم میں شامل کیا ہے۔

۱، ہضم معدی ۲، ہضم کبدی ۳، ہضم عروقی ۴، ہضم عضوی

خدا لم غاذیہ یا قوائے طبعیہ خادومہ

یہ قوی چار ہوتے ہیں اور یہ قوتِ غذایہ کی خدمت پر مقرر ہوتے ہیں اور ہضم غذا

کا انحصار انہی پر منحصر ہوتا ہے۔

۱۔ قوت جاذبہ: ۲۱، قوت ماسکہ ۳۱، قوت ہاضمہ ۴۱، قوت دافعہ

۱۔ قوت جاذبہ: یہ وہ قوت ہے جو مفید اجزاء کو جذب کرتی ہے اس کی ضرورت اس لیے ہے کہ اعضاء سے جو اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں۔ قوت جاذبہ ان کے قائم مقام اجزاء کو جذب کرتی ہے اور انہیں اعضاء تک پہنچاتی ہے۔

۲۔ قوت ماسکہ: یہ وہ قوت ہے جو غذا کو اس وقت تک روکتی ہے جب تک کہ قوت ہاضمہ اس پر عمل نہ کرے۔ ماسکہ کی ضرورت اس لیے ہوتی ہے کہ جن اجزاء کو قوت جاذبہ نے جذب کیا ہے وہ اعضاء کے مشابہ نہیں ہوتے۔ لہذا قوت ماسکہ ان کو روکتی ہے اور قوت ہاضمہ ان پر عمل کرتی ہے۔ اور ان میں تغیر و استحالہ کر کے ان کو اعضاء کے مشابہ بنا دیتی ہے۔

۳۔ قوت ہاضمہ: یہ وہ قوت ہے جو غذا کو ہضم کرتی ہے اس کی ضرورت اس لیے ہے کہ جن اجزاء غذائے کو قوت جاذبہ نے جذب کیا ہے اور قوت ماسکہ نے روکا ہے ان میں تغیر و استحالہ پیدا کرے تاکہ وہ اعضاء کے مشابہ ہو سکیں اور جزو بدن ہو سکیں۔

۴۔ قوت دافعہ: یہ وہ قوت ہے جو فضلات کو دفع کرتی ہے اس کی ضرورت اس لیے ہے کہ جو غذائیں استعمال کی جاتی ہیں وہ کل اس قابل نہیں ہوتیں کہ جزو بدن بن سکیں۔ ان کے بہت سے اجزاء، فاضل، بیکار اور نقصان دہ ہوتے ہیں۔ یہ اجزاء زائدہ اگر جسم میں رک جائیں اور جمع ہو جائیں تو متعفن ہو کر باعث فساد اور آفات و امراض ہو سکتے ہیں۔ لہذا قوت دافعہ کی ضرورت ہے تاکہ وہ ان فضلات کو بدن سے خارج کرے تاکہ بدن ان کے مضر اثرات سے محفوظ اور مامون رہ سکے۔

قوت جاذبہ

۱۔ قوت جاذبہ کے ذریعے عمل یوں انجام پاتا ہے کہ جس طرح مقناطیس کی قوت جاذبہ چیزوں کو کھینچ لیتی ہے۔ اسی اصول پر ہمارے جسم کے ہر عضو کی قوت جاذبہ خون سے انہی اجزاء کو کھینچ لیتی ہے جو اس کے مناسب اور مشابہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم

کے عمل کو مقناطیس کی طبعی قوت جاذبہ کے عمل سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔
۲۔ ضرورت غذا کی وجہ سے بھی مواد کھینچ جاتے ہیں۔ جس طرح کہ پمپ کاری میں مادہ کھینچ جاتا ہے۔

غذا چونکہ محال ہے اس لیے طبیعت غذا کو رطوبت سے پُر کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اس طرح اعضاء میں مواد کھینچ آتے ہیں۔

۳۔ گاہے حرارت کی وجہ سے رطوبت مغذب ہو جاتی ہے جس طرح چراغ کی تیلیں کھینچا کرتی ہے۔

قوت ہاضمہ

ہضم و نضج: قوت ہاضمہ غذا کو ہضم کر کے جزو بدن بناتی ہے اور غذا کے جن اجزاء کو ہضم نہیں کر پاتی ان کو فضلہ کی صورت میں تبدیل کرتی ہے اور ان فضلات میں اس قسم کا تغیر پیدا کرتی ہے کہ وہ بدن انسان سے سہولت خارج ہو جائیں۔ قوت ہاضمہ کا یہ فعل ”انضاج“ کہلاتا ہے۔

اگرچہ ہضم و انضاج مترادف اصلاحات ہیں لیکن جب قوت ہاضمہ فضلات کی اصلاح پر قادر نہیں ہوتی تو ان کو اس طرح گھیر لیتی ہے کہ ان کا فساد دیگر اعضاء تک نہ پہنچ سکے۔

فعل ہضم میں جو تغیرات ہوتے ہیں وہ ان تغیرات سے مشابہ ہوتے ہیں جو عفونت مواد کی حالت میں پائے جاتے ہیں۔ یعنی ہضم غذا کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے انہی چیزوں کی ضرورت مادہ کے تعفن اور فساد کے لیے بھی ہوتی ہے، یعنی حرارت و رطوبت۔

ہضم اور نضج: غذا کے معدہ میں داخل ہونے سے اس کے جوہر اعضاء میں تبدیل ہونے تک اس میں بے شمار تغیرات ہوتے ہیں۔ لیکن سبھی طور پر ان کو چار قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱، ہضم معدی، ۲، ہضم کبدی، ۳، ہضم عروقی، ۴، ہضم عضوی

۱، ہضم معدی: اس سے مراد غذا کے وہ تغیرات ہیں جو منہ معدے اور امعاء یعنی

(قنات غذائی) میں واقع ہوتے ہیں۔ اس کے حصے حسب ذیل ہوتے ہیں۔

۱، ہضم فی: منہ میں غذا کے ہضم کی صورت یہ ہوتی ہے کہ منہ کی رطوبت (رطوبت دہن) اجزائے غذا کے ساتھ شامل ہوتی ہے جس میں ہضم و تغیر کی قوت موجود ہوتی ہے اس کے علاوہ غذا کو دانتوں سے چبانے پر بھی اس میں کافی تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کی کیفیت اور اس کا مزاج بھی کسی قدر تبدیل ہو جاتا ہے۔

دب، ہضم معدی اس طرح پورا ہوتا ہے کہ معدہ میں حرکت دودیر پیدا ہوتی ہے جس کے ساتھ رطوبت معدہ غذا میں شامل ہوتی ہے۔

ابو سہل سیسی (مصنف کتاب المنة) نے لکھا ہے کہ معدہ میں غذا اس طرح نہیں بکتی جس طرح تنور میں بکتی ہے اس لیے کہ معدہ میں جو حرارت بالفعل پائی جاتی ہے۔ وہ کسی چیز کو اچھی طرح گرم بھی نہیں کر سکتی چنانچہ غذا نہ معدہ میں جوش کھاتی ہے اور نہ بجھتی ہے بلکہ معدہ کے ہضم و تغیر کی نوعیت اس قسم کی ہوتی ہے کہ جس میں کسی چیز کا جوہر خفیہ ہو کر کسی نئی چیز میں تبدیل ہو جائے اور جس کو استعمالہ حقیقی کہا جاتا ہے۔ ہضم معدہ کے نتیجے میں جو مادہ حاصل ہوتا ہے اس کے اجزاء یکساں ہوتے ہیں اور جس کو کیلوس کہا جاتا ہے۔

حنین ابن اسحاق نے رطوبت معدہ کا نام جو ترش ہوتی ہے حموضت معدہ رکھا ہے۔ یہ ترش ہوتی ہے اور ہضم غذا کے لیے معاون ہوتی ہے اور اس کے وظائف میں بیان کیا ہے کہ وہ خواہش طعام پیدا کرتی ہے۔

حرکت دودیر: علامہ گیلانی لکھتے ہیں کہ ہضم غذا کے لیے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا کو پوری طرح گیر کر اس طرح پھیلانے کہ حرکت دودیر کے ماتحت حرکت پیدا ہو جائے اور طبع باضداد حرارت غویزی کی امداد سے وہ تغیر ہو کر ایک نئے جوہر میں تبدیل ہو جائے جس کی نوعیت غذاؤں سے مختلف ہو۔

دج، ہضم معوی: امعاء کے دو کام ہیں ۱، انجذاب کیلوس ۲، انجذاب صفراء انجذاب کیلوس: ابو سہل سیسی لکھتے ہیں کہ غصاء غذا جو معدے سے جگر تک پہنچتا ہے وہ جدا دل ماساویقا کے ذریعہ جگر میں جذب ہوتا ہے۔

انجذاب صفراء: صفراء امعاء صغیرہ کے پہلے حصہ (اشعا عشری) میں جذب ہوتا ہے

جس کے تین افعال بہت اہم ہیں۔ ۱، ہضم میں امداد کرنا، ۲، قوت دافعہ میں تحریک پہنچانا۔
۳، انجذاب غذا میں امداد کرنا۔

ہضم امعاء میں ہضم معدہ کی طرح تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱، حرارت، ۲، رطوبت، ۳، حرکت دودہ
رطوبت معدہ جس طرح معدہ کی اندرونی سطح سے مترشح ہوتی ہے، اسی طرح
رطوبت امعاء، امعاء کی اندرونی سطح سے مترشح ہوتی ہے۔

صاحبِ کامل نے امعاء کے منافع اس طرح بیان کیے ہیں:

”جو غذا معدہ میں ہضم ہو چکی ہے وہ آنتوں سے عروق مضامہ

کے ذریعہ مگر میں جذب ہوتی ہے اور اس مقصد کے لیے باب

الکبد سے بہت سی رگیں آگ کر امعاء میں پھیلتی ہیں۔“

امعاء میں غلغلہ انجذاب کے علاوہ ایک قوت مغیرہ بھی پائی جاتی ہے جو ہضم شدہ

غذا میں ایسے تغیرات پیدا کرتی ہے کہ جن کی وجہ سے وہ عروق ماسا ریقہ میں جذب ہو سکتی

ہے نیز خون میں شامل ہو سکتی ہے۔ مگر میں جب یہ خلاصہ غذا پہنچتا ہے تو وہاں پھر مزید

تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ غذائی مواد اعتلاط کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ صفراء

جو آنتوں پر گرتا ہے وہ قوت ہاضمہ کو حرکت دینا میں لانے کی وجہ سے غذائی مواد

کو آگے بڑھانے اور فضلات کو خارج کرنے میں مدد پہنچاتا ہے۔ امعاء وفاق کے

بالائی حصہ میں امعاء کبیرہ کے مقابلے میں قوت ہضم و تغیر اور قوت دافعہ زیادہ تیز ہوتی

ہے اور یہ قوتیں امعاء کبیرہ میں مست ہو جاتی ہیں۔

(د) ہضم ماسا ریقی: علامہ علی حسین گیلانی نے کیلوس کے اس ہضم کو جو امعاء کے بعد

ماسا ریقہ میں واقع ہوتا ہے ہضم معوی کا تترکہ کہا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ امعاء کے دھیلن

جو غدد پائے جاتے ہیں یعنی غدد معوی تو ان کا ایک کام یہ ہوتا ہے کہ عروق ماسا ریقہ کے

درمیان خالی جگہ کو پُر کرتے ہیں اور دوسرا اہم کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اس ہضم و تغیر میں

امداد پہنچاتے ہیں جو آنتوں میں واقع ہوتا ہے۔ یعنی معدہ و امعاء کے تغیرات کے بعد غذائی

مواد جب عروق و غدد و جاذبہ سے گذرتے ہیں تو ان مواد میں مزید تغیرات ہوتے ہیں جن کو ہضم

معدی کا تترکہ کہا جاتا ہے۔

۲۔ ہضم کبدی: لحم کبدی میں رگیں پھیلتی ہیں ان میں بعض اصول اباب ہیں اور بعض اصول اجوف ہیں۔ یہ دونوں قسم کی رگیں باریک رگوں کی صورت میں شاخ در شاخ تقسیم ہو کر جگر کے جوہر میں پھیلتی ہیں اور باہم مواصلت کرتی ہیں۔ چنانچہ جگر جو مواد معدہ اور امعاء سے اپنی تغیر کی جانب جذب کرتا ہے اُن کو پکا کر اور اخلاط اربعہ (خون) بنا کر تھدیب کی طرف سے اجوف کے ذریعے سارے بدن کی طرف روانہ کر دیتا ہے۔

جگر میں اجزائے غذائے کس طرح متغیر ہوتے ہیں اور اُن سے کیا کیا بنتا ہے یہ اب تک غیر واضح ہے ہم جگر کے اہم افعال حسب ذیل ہیں:

۱، تولید اخلاط (خون) ۲، تولید صفراء ۳، تولید مواد بولیہ ۴، اصلاح مواد فاسدہ تولید اخلاط اربعہ (خون): شیخ لکھتے ہیں کہ جگر وہ عضو ہے جو (اخلاط اربعہ) پیدا کرتا ہے اور اس کی تکمیل کرتا ہے اور جگر میں جو قوت مغیرہ پائی جاتی ہے وہ ایسا وسیع اور مفید عمل کرتی ہے جس سے سارا بدن فوائد حاصل کرتا ہے۔

تولید صفراء: جگر میں جو صفراء تیار ہوتا ہے۔ اس کا کچھ حصہ خون میں شامل ہوتا ہے اس کو سریدہ کہتے ہیں اور کچھ حصہ مرارہ اور امعاء کی طرف جاتا ہے وہ جمیرہ کہلاتا ہے۔

تولید مواد اخلاط بولیہ: جگر کی قوت مغیرہ کے عمل سے اخلاط بولیہ بنتے ہیں جنہیں گرم پیمانہ کرمانہ کی طرف روانہ کر دیتے۔ شیخ نے اس عمل کو تمیز بول کہا ہے۔

اصلاح مواد فاسدہ: جگر کی قوت ہاضمہ کے نتیجے میں جس طرح بعض اجزاء کا رنگ بدل جاتا ہے اور بعض اجزاء کا مزہ بدل جاتا ہے۔ اسی طرح جگر ردی مواد کی اصلاح بھی کرتا ہے۔

(۴ و ۳) ہضم عروقی و عضوی: عروق کے اندر خون میں جو تغیرات ہوتے ہیں وہ ہضم عروقی میں شامل ہوتے ہیں۔ اور جو تغیرات خون میں اعضاء کی ساخت کے اندر ہوتے ہیں وہ ہضم عضوی میں شامل ہوتے ہیں۔

قوت دافعہ

قوت دافعہ مندرجہ ذیل فضلات کو دفع کرتی ہے۔

۱۔ وہ فضلات جو تغذیہ بخشنے کی صلاحیت نہیں رکھتے وہ خارج ہو جاتے ہیں۔
 ۲۔ وہ رقیق فضلات جن کی حاجت بدن کو نہیں ہوتی پیشاب کی شکل میں خارج ہوتے ہیں۔ بول میں دیگر فضلات کے ساتھ پانی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے جو غذا کو باریک عروق میں نفوذ کراتا ہے اور ہضم و تغیر میں سہولت پیدا کرتا ہے اور مختلف ساختوں کے فضلات کو اپنے میں حل کر لیتا ہے۔ اور آخر میں بشکل بول خارج ہو جاتا ہے اور کچھ پانی پسیدہ کے ذریعے خارج ہوتا ہے جس کے ساتھ جلد کے فضلات بھی خارج ہوتے ہیں۔

۳۔ وہ فضلات جو کسی عضو کے تغذیہ کے بعد اس عضو سے حاصل ہوتے ہیں مثلاً دودھ ٹڈین سے اور منی خصیتین سے۔ یہ دونوں مادے بلحاظ جوہر فضلات صالحہ ہوتے ہیں جن کو طبیعت خاص مقاصد کے لیے عضو میں پیدا کرتی ہے اور قوت دافعہ ان کو جسم سے دفع کرتی ہے۔ اس طرح جگر سے جو کارآمد اجزاء یعنی اخلاط پیدا ہو کر خون کے بہاؤ میں شامل ہو جاتے ہیں اور دیگر اعضاء کے تغذیہ میں صرف ہوتے ہیں۔ اسی طرح غدود لافانی سے افراز مواد کا ہونا۔

فضلات دو قسم کے ہوتے ہیں:

۱۔ فضلاء صالحہ جو اعضاء کی پرورش میں صرف ہوتا ہے اور جس میں جزو بدن ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

۲۔ فضلاء ردیہ جس میں جزو بدن بننے کی صلاحیت نہیں ہوتی بلکہ اگر وہ کسی ساخت میں جمع ہو جائیں اور دفع نہ ہوں تو مختلف آفات و امراض پیدا کر دیں۔

فضلات صالحہ اگر اعتدال سے زیادہ خارج ہوتے ہیں تو بدن کے اندر ضعف و لقامت پیدا ہو جاتا ہے اور اسی لحاظ سے ان کو فضلات صالحہ کہا جاتا ہے۔

مسائل فضلات: قوت دافعہ فضلات کو انہی راستوں سے دفع کرتی ہے جو ان کے لیے طبعی طور پر مخصوص ہوتے ہیں۔ مثلاً بول مثانہ کی طرف دفع ہوتا ہے اور مجرای بول کے ذریعے خارج ہوتا ہے۔ براز معاء مستقیم کی طرف دفع ہوتا ہے اور مقعد سے خارج ہوتا ہے۔

لیکن جب اس قسم کے منافذ (راستے) نہیں ہوتے تو قوت دافعہ فضلات کو

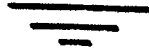
عضو شریف سے عضو خسیس (کمتر ہکی طرف یا سخت عضو سے نرم عضو کی طرف دفع کرتی ہے۔ حقیقی الاسکان قوت دافعہ فضلات کے طبعی رُخ کو بدلنا نہیں کرتی۔ مثلاً آنتوں کے مواد کا رخ نیچے کی طرف ہوتا ہے، لیکن بعض حالات اور بعض موانع (مالعات، مکلوثیں، جب طبیعت مدثرہ بدن کو طبعی افعال سے منحرف کر دیتے ہیں تو یہ راستے بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً معدہ و امعاء کے مواد قے کے ذریعے خارج ہونے لگتے ہیں اور غذا زہر و فاسد ہوتی ہے امعاء میں اترنے کے بجائے معدہ سے خارج ہو جاتی ہے۔

بعض اوقات مواد کا بہاؤ ایک رخ پر زیادہ ہو جاتا ہے تو دوسری طرف گھٹ جاتا ہے مثلاً جب دست زیادہ آنے لگتے ہیں تو پیشاب رک جاتا ہے اس لیے کہ رطوبت مائی دستوں کے ذریعے خارج ہونے لگتی ہے جیسا کہ ہیضہ کی حالت میں ہوتا ہے یا اسی طرح جب پسینہ بڑھتا ہے تو پیشاب کم ہوتا ہے جیسا کہ موسم صیف (گرم) میں ہوتا ہے اور جب پسینہ گھٹتا ہے تو پیشاب بڑھ جاتا ہے جیسا کہ موسم شتاء (سرماء) میں ہوتا ہے۔



چراغِ حیات

صاحبِ کامل لکھتے ہیں کہ موت اس وقت واقع ہوتی ہے جب حرارتِ غریزہ کا مادہ ختم ہو جاتا ہے جس سے حرارتِ غریزہ بجھ جاتی ہے جیسا کہ عروق و شرائین کی جراحت کی صورت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے جب کہ خون کا فی مقدار میں خارج ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ اس حقیقت کو چراغ سے تشبیہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حرارتِ غریزہ کی کیفیت چراغ کی اس کیفیت کے مشابہ ہے جب اس کا تیل ختم ہو جائے پھر آگے جل کر وہ بجھتے ہیں کہ گاہے حرارتِ غریزہ عدمِ تنفس کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کا گلا گھونٹ کر ان کو مار دیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں پھیپھڑوں میں ہوئے روحانی نہیں پہنچتی اور ایسا ہی اس ماحول میں ہوتا ہے کہ جس میں بخاراتِ دغائیدہ کی کثرت ہوتی ہے بہر حال جب تک جسم کو ہوا اور غذا ملتے رہتے ہیں تو چراغِ حیات جلتا رہتا ہے اور جب ان میں سے ایک چیز کی بھی کمی ہوتی ہے تو چراغِ حیات بجھ جاتا ہے۔



افعال

قوی اور افعال کے درمیان لازم و ملزوم کا تعلق ہے۔ یعنی اگر قوی اسباب ہیں تو افعال ان کے مسبب۔ یہی وجہ ہے کہ قوی کا وجود افعال کے مشاہدہ سے واضح ہوتا ہے۔ لہذا جو بیان قوی کا ہے وہی افعال کا ہے اور جتنی قسمیں قوی کی ہیں اتنی ہی افعال کی ہیں۔ طبعی نقطہ نظر سے قوی کی اہمیت افعال ہی کی وجہ سے ہے کیونکہ قوی محسوسات میں سے نہیں ہیں۔ مشاہدے میں جو چیز آتی ہے وہ افعال ہیں۔ طبعی جب انسان کی صحت و مرض سے بحث کرتا ہے تو ان دونوں امور میں اس کی نظر افعال ہی پر ہوتی ہے۔ اگر افعال درست ہیں تو صحت حاصل ہے اور اگر درست نہیں ہیں تو مرض۔ افعال کی قسمیں باعتبار قوی حسب ذیل ہیں۔

فاضل سمیعی نے بیان کیا ہے کہ افعال تین قسم کے ہیں۔

۱، نفسانیہ ۲، حیوانیہ ۳، طبیعیہ

افعال نفسانیہ: قوت نفسانیہ کے تابع ہوتے ہیں ان کے اقسام حسب ذیل ہیں:

۱، افعال مدبرہ ۲، افعال حسیہ ۳، افعال محرکہ

افعال حسیہ کی دو قسمیں ہیں: حسیہ باطنیہ یا افعال مدبرہ

افعال پانچ ہیں ۱، افعال محسوسات ۲، افعال متخیلہ ۳، افعال واسطہ ۴،

افعال حافظہ ۵، افعال متصرفہ

افعال حسیہ ظاہرہ پانچ ہیں ۱، فعل بصر ۲، فعل شمع ۳، فعل ذوق ۴، فعل سمع

۵، فعل لمس

افعال حیوانیہ: افعال حیوانیہ قوت حیوانیہ کے تابع اور انبساط و انقباض قلب پر مشتمل

ہوتے ہیں۔

افعال حیوانیہ سے مراد حرکت بنفس ہے جو انقباض و انبساط پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور حیات و حرارت وغیرہ نیزی بخشی ہے۔

افعال طبیعیہ: قوت طبیعیہ کے تابع ہوتے ہیں الہی کی تین قسمیں ہیں۔

۱، اغتذا ۲، نمو ۳، تولید

گا ہے حیوان میں جو تھے فعل "شہوت" کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے۔

میسمی نے اغتذا کو چار افعال پر مشتمل قرار دیا ہے۔

۱، فعل جذب ۲، فعل اساک ۳، فعل ہضم ۴، فعل دفع

افعال کی قسمیں بلحاظ ترکیب

ترکیب کے لحاظ سے افعال کی دو قسمیں ہیں۔

۱، افعال مفردہ ۲، افعال مرکبہ

افعال مفردہ وہ ہیں کہ جو کسی ایک قوت سے تکمیل پاتے ہیں۔ افعال نفسانیہ میں فعل

مفرد کی مثال وہ احساس ہے کہ مختلف اعضائے حواس کے ذریعہ فرذا فرذا انجام پاتا ہے

مثلاً فعل بصرقوت بصر کے ذریعے اور فعل شم قوت شامہ کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔

افعال حیوانیہ میں فعل مفرد کی مثال قلب و شرائین کا انقباض یا انبساط پر ہے۔ افعال

میں فعل مفرد مثلاً فعل جذب قوت جاذبہ سے اور فعل دفع، قوت دافعہ سے انجام

پاتا ہے۔

افعال مرکبہ: افعال مرکبہ وہ ہیں جو دو یا دو سے زیادہ قوتوں کے ذریعہ انجام پاتے ہیں

مثلاً افعال نفسانیہ میں فعل مرکب کی مثال سوچنا اور غور و فکر کرنا ہے جس میں قوت متخیلہ اور

اور قوت واہمہ وغیرہ مصروف عمل ہوتی ہیں۔

افعال حیوانیہ میں فعل مرکب کی مثال تنفس ہے جو عضلات صدر کی قوت قابضہ اور

قوت باسطہ سے انجام پاتا ہے۔

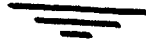
افعال مرکبہ میں فعل مرکب کی مثال ازدراء ہے جو دو افعال سے انجام پاتا ہے۔

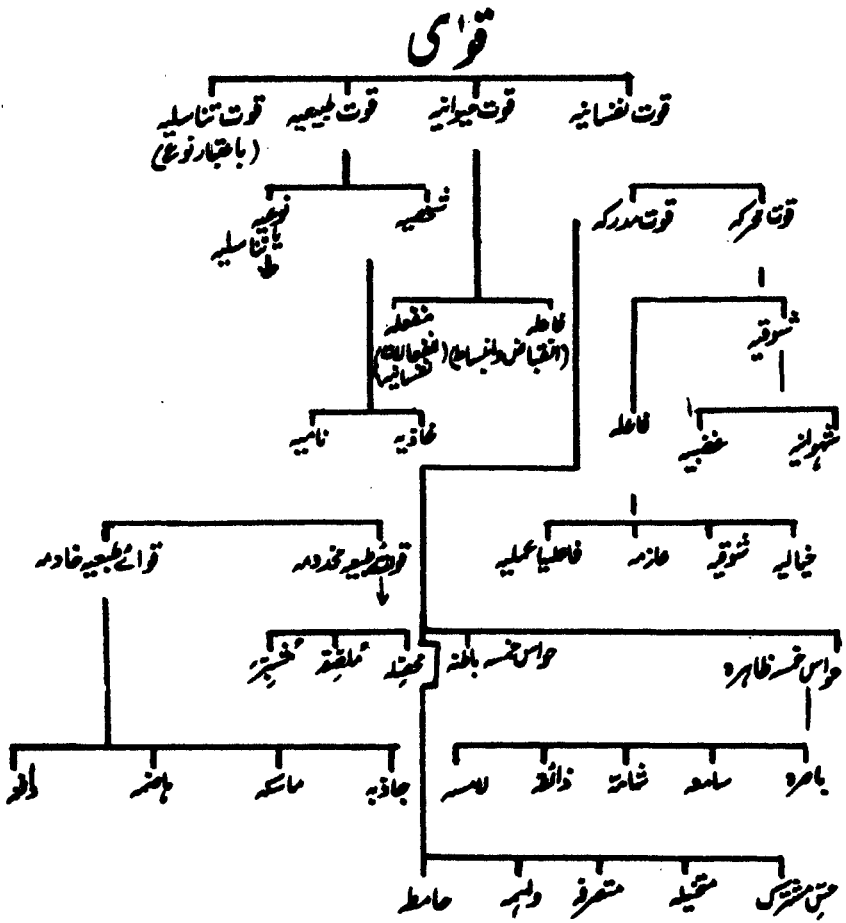
۱، قوت حس ۲، قوت جذب، یعنی بھوک کے وقت معدہ کی قوت حس ایسی تحریک

پیدا کرتی ہے کہ جس کے ذریعہ اعصاب حس میں تحریک پیدا ہوتی ہیں اور انسان غذا حاصل

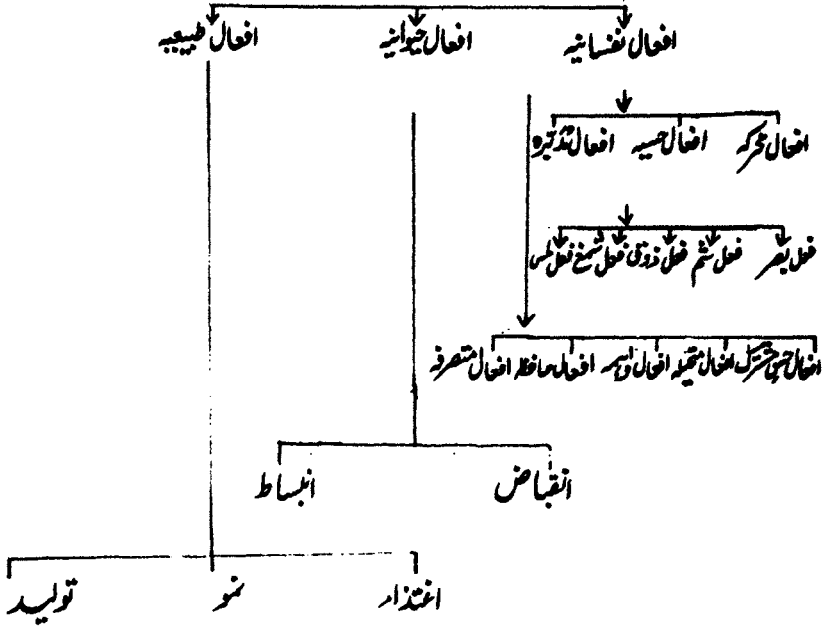
کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اس کے بعد قوتِ جاذبہ لقمہ کو نگل جانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ شیخ نے اس تحریک کو عروقی جاذبہ کے فعل کی طرف منسوب کیا ہے۔

عملِ انہاد کے مرکب ہونے اور دو قوتوں سے انجام پانے کی دلیل یہ ہے کہ بدمزہ دواؤں کا نگلنا اس لیے دشوار ہوتا ہے کہ قوتِ جاذبہ براہت اور نفرت کی وجہ سے جذب نہیں کرتی ہے اور قوتِ دافعہ اس کے برعکس اُس کو اُٹھل دیتی ہے۔
جسمانی حرکات میں افعالِ مرکبہ کی واضح مثال چلنا پھرنا وغیرہ ہے۔

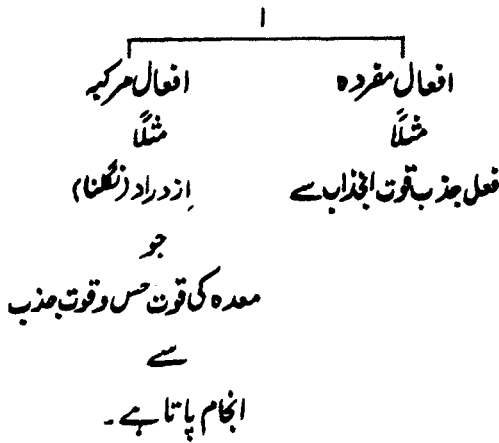




افعال کی تقسیم



افعال کی قسمیں بلحاظ ترکیب



باب دوم

عرض مصنف بابت کلیات امراض و اسباب و اعراض

ماہیت امراض کو سمجھنے کے لیے اولاً کلیات امراض و اسباب و اعراض سے واقفیت ضروری ہے۔ لہذا طلباء علم طب کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے احقر نے کلیات القانون مصنف شیخ رئیس ابو علی حسین بن عبداللہ بن سینا، کامل الفنا مصنف ابوالحسن علی بن عباس مجوسی، ذخیرہ خوارزم شاہی مولف سید شریف شرف الدین اسماعیل بن حسین الحسینی الجرجانی، صو جبر مولف علاؤ الدین علی بن ابی الحسین الملقوشی، سنن ندوی مولف سید الدین گازی، افسرانہ مولف جمال الدین، نفیسی مولف برہان الدین نفیس بن عوض کرمانی، قانون فیچہ مولف شمس الدین محمد بن محمود جفنی اور مختصر حقائق القلوب مولف حکیم محمد اکبر ارزانی اور کتاب الکلیات ابی الولید محمد بن ارشد سے استفادہ کر کے یہ خلاصہ بزبان اردو تیار کیا ہے تاکہ اردو طالباء کے لیے کلیات امراض و اسباب و اعراض سہولت الفہم ہو سکیں۔

پیش نظر مضمون تکی تعلیم میں ایک بڑی دشواری یہ پیش آرہی ہے کہ اس مضمون کے بیشتر عناوین علم جغرافیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور قدیم جغرافیائی نظریات کے مطابق بیان کیے گئے ہیں جو موجودہ دور میں جدید جغرافیہ کی رو سے بہت کچھ تبدیل ہو چکے ہیں لہذا احقر نے جدید جغرافیائی نظریات سے استفادہ کر کے طب کے جغرافیائی مباحث کی تشریح جدید جغرافیائی نظریات اور مسلمات کی روشنی میں کی ہے اور اس موضوع پر ایک جداگانہ کتاب طبی جغرافیہ بھی تصنیف کی ہے۔ جو پبلیکیشن ڈیپارٹمنٹ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے شائع ہوئی ہے اس کتاب کا مطالعہ بھی طب کے اصول اور کلیات کے سمجھنے کے لیے جو علم جغرافیہ سے گہرا تعلق رکھتے ہیں طلباء

علم طب کے لیے از بس ضروری ہے۔
جو طلباء کلیات امراض و اسباب کو واضح طور سے ذہن نشین کر لیں گے یقین
ہے کہ وہ ماہیت الامراض کو صحیح طور سے سمجھیں گے اور طلباء کے لیے یہ خلاصہ ماہیت
الامراض سے متعلق متعلق کو سمجھنے کے لیے ایک مفید راہبر ثابت ہوگا۔
آخر میں یہ اعتراف بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ پیش نظر کتاب اصول طب حصہ
دوم یا کلیات امراض و اسباب و اعراض کی تالیف کے سلسلہ میں علامہ حکیم مولوی
سید غلام حسنین کنتوری صاحب کے تراجم القانون و کامل الصناعت اور استاد مکرم
علامہ حکیم محمد کیر الدین صاحب کے ترجمہ کلیات قانون و موجز نفیسی سے احقر کو بڑی
مدد ملی اور یہ کتابیں ہر منزل پر راہبر اور رہنما ثابت ہوئیں۔

احوال بدن

جالینوس کے نظریہ کے مطابق احوال بدن تین ہیں ۔

۱، صحت

۲، مرض

۳، لاصحت و لامرض

شیخ الرئیس (ابوعلی سینا بن عبداللہ بن سینا) کے مطابق احوال بدن دو ہیں ۔

۱، صحت

۲، مرض

جالینوس اور شیخ کے نظریہ میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ جالینوس کے نزدیک صحت و مرض کے درمیان تقابل تضاد ہے جس کی بنا پر درمیانی حالت یعنی لاصحت و لامرض ممکن ہے اور شیخ کے نزدیک صحت و مرض کے درمیان تقابل ملکہ و عدم ملکہ ہے اور اس صورت میں درمیانی حالت ممکن نہیں ہے ۔

صحت : یہ وہ ہیئت طبعی ہے جس کی وجہ سے بدن انسان مزاج و ترکیب کے لحاظ سے ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ بدن کے سارے افعال صحیح اور درست طریقے پر انجام پاتے ہیں (یہ تعریف جالینوس کے نظریے کے مطابق ہے) لیکن شیخ کی تعریف میں لفظ سارے کی قید نہیں اس لئے کہ وہ ” لاصحت و لامرض کا قائل نہیں ہے ۔“

مرض : شیخ کے نزدیک مرض کی تعریف یہ ہے کہ مرض بدن انسان کی وہ غیر طبعی ہیئت ہے جس سے بدن کے افعال میں کوئی آفت بالذات و بلا واسطہ پیدا ہو جائے ، چنانچہ مرض غیر طبعی مزاج ہوتا ہے یا غیر طبعی ترکیب بالذات کی قید تعریف

میں اس لیے لگائی گئی ہے کہ مرض سے عرض کو جُدا کرنا مقصود ہے اس لیے کہ عرض کسی حالت کو بالذات پیدا نہیں کر سکتا اور بلا واسطہ کی قید سبب کو مرض سے خارج کرنے کے لیے لگائی گئی ہے اس لیے کہ سبب بلا واسطہ افعال کو خراب نہیں کر سکتا بلکہ بواسطہ مرض افعال بدن کو خراب کرتا ہے۔

لاصحت و لا مرض: جالینوس کے نزدیک بدن انسان کی وہ حالت ہے جس میں نہ غایت درجہ کی صحت ہوتی ہے اور نہ غایت درجہ کا مرض۔ بلکہ یہ حالت بین بین (مٹی جلی) ہوتی ہے۔ مثلاً بچوں کی حالت، بوڑھوں کی حالت، یا ناکھین لوگوں کی حالت، جالینوس کے نظریہ کے مطابق حالت ثالثہ یعنی لاصحت و لا مرض کی مثالیں چند ہیں۔
۱۰۔ وہ لوگ جن کو غایت درجہ کی صحت یا مرض حاصل نہ ہوں۔

۱۱۔ وہ لوگ جن میں صحت و مرض ایک ہی عضو جمع ہو جائیں جن کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) جن میں صحت و مرض الگ الگ اعضاء میں جمع ہوں مثلاً اندھا ننگڑا وغیرہ۔

(ب) وہ لوگ جن میں صحت و مرض ایک ہی عضو میں مجتمع ہوں خواہ دور کی دو جنسوں میں ہوں۔ مثلاً کوئی شخص مزاج کے اعتبار سے تندرست ہو اور ترکیب کے لحاظ سے مریض ہو۔ لاصحت و لا مرض میں داخل ہو گا مثلاً سر کا اعتدال سے بڑا ہونا، ہاتھ کی انگلیوں کا چھ ہونا یا پیروں کا چھ ہونا وغیرہ۔

امراض

امراض کے ساتھ اسباب و اعراض بھی شریک ہوتے ہیں لہذا امراض کو سمجھنے کے لئے ان کے اسباب و اعراض کا سمجھنا ضروری ہے۔

سبب: سبب کی تعریف یہ ہے کہ اوّل ہو اور اس کی موجودگی سے بدن کے اندر کوئی نئی حالت صحت یا مرض سے پیدا ہو جائے یا سابقہ حالت میں قیام اور استقلال نظر آئے۔

مرض: بدن کی وہ غیر طبعی حالت ہے جس کی موجودگی میں بالذات اور بلا واسطہ طریقہ

پرافعال بدن میں خلل پیدا ہو جائے چنانچہ گاہے مرض سود مزاج ہوتا ہے اور گاہے غیر طبعی ترکیب۔

عرض : وہ ہے جو مرض کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ بھی غیر طبعی ہوتا ہے علاوہ ازیں وہ طبیعت کے مخالف اور متضاد ہوتا ہے جیسے درد، مرض وجع القولنج میں اور طبیعت کے موافق بھی ہو سکتا ہے، جیسے ذات الریہ میں رخساروں کی سُرخی۔

خفی : مرض و عرض کی واضح مثال حُمی ہے۔ سبب کی مثال عفونت، مرض کی مثال حُمی اور عرض کی مثال درد سر۔ اور عرض کی علامت۔ اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ اس کے ذریعہ معالج مرض کی شناخت کرتا ہے اور تشخیص مرض میں اس سے مدد لیتا ہے۔

کبھی ایک عرض سبب بھی بن جاتا ہے، مثلاً شدید درد قولنج مرض غشی کا سبب بن جاتا ہے۔

گاہے عرض بالذات مرض بن جاتا ہے جیسا کہ بخار میں پیدا ہونے والا درد سر بخار کے بعد مستقل اور مستحکم ہو کر بالذات مرض بن جاتا ہے۔

کبھی ایک ہی چیز اپنے ذاتی اعتبار سے اپنے ماقبل یا مابعد کے لحاظ سے مرض، عرض یا سبب ہو کر رہتی ہے مثلاً حُمی سستہ خود تو مرض ہے لیکن قرعہ ریوی اور صنف ولاغری بدن کا سبب بن جاتا ہے اور اس طرح سبب مرض کی تینوں صورتیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

امراض کی تقسیم

امراض دو قسم کے ہوتے ہیں۔

۱، امراض مفردہ

۲، امراض مرکبہ

امراض مفردہ

یہ وہ امراض ہیں جن میں سود مزاج سود ترکیب یا تفرق اتصال میں سے کسی ایک نوع سے تعلق رکھتے ہیں۔

امراض مرکبہ

جب مذکورہ انواع میں سے دو یا دو سے زائد قسمیں جمع ہو جائیں اور ان کے اجتماع سے ایک مرض پیدا ہو تو اس کو مرض مرکب کہا جائے گا مثلاً درم جس میں سود مزاج اتصال جمع ہوتے ہیں۔

ما، امراض مفردہ

سود مزاج: اس سے مراد وہ امراض ہیں جو بالذات اعضاء مفردہ میں لاحق ہوتے ہیں اور اعضاء مرکبہ اعضاء مفردہ کے توسط ہی سے لاحق ہوتے ہیں۔ یہ امراض سہل اقسام میں شمار ہوتے ہیں، آٹھ مرکب و مفرد سادہ اور آٹھ مفرد و مرکب مادی۔ (۲) سود ترکیب: سود ترکیب سے مراد وہ امراض ہیں جو اعضاء مرکبہ کو اولاً اور بالذات لاحق ہوتے ہیں۔

(۳) تفرق اتصال: اس سے مراد وہ مرض ہے جو اعضاء مفردہ و مرکبہ دونوں کو براہ راست اور بالذات لاحق ہو، مثلاً بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی جوڑ میں تفرق اس طور پر واقع ہوتا ہے کہ جوڑ کے اعضاء مفردہ محفوظ رہتے ہیں اور بعض اوقات اس طور سے ہوتا ہے کہ اعضاء مفردہ بھی مجروح ہو جاتے ہیں۔

سود مزاج: سود مزاج کی قسمیں مندرج ہوتی ہیں۔

۱، سود مزاج مفرد یعنی سادہ یا ساذج: یہ چار قسم کا ہوتا ہے۔

۱، سود مزاج حار

۲، سود مزاج بارد

۳، سود مزاج رطب

۴، سود مزاج یابس

۲۔ سود مزاج مرکب سادہ۔ یہ بھی چار قسم کا ہوتا ہے۔

۱، سود مزاج حار رطب

۲، سود مزاج حار یابس

۳، سود مزاج بارد رطب

- ۴، سود مزاج بار دیابس
 ۳، سود مزاج مفرد مادی۔ یہ بھی چار قسم کا ہوتا ہے۔
 ۱، سود مزاج حار مادی
 ۲، سود مزاج بار مادی
 ۳، سود مزاج رطب مادی
 ۴، سود مزاج یابس مادی
 ۴، سود مزاج مرکب مادی۔ یہ بھی چار قسم کا ہوتا ہے۔
 ۱، سود مزاج حار رطب مادی
 ۲، سود مزاج حار یابس مادی
 ۳، سود مزاج بار رطب مادی
 ۴، سود مزاج بار دیابس مادی

سود ترکیب :

اس کی چار قسمیں ہیں۔

- ۱، امراض خلقت
 ۲، امراض مقدار
 ۳، امراض عدد
 ۴، امراض وضع
 ۱، امراض خلقت : اس کی پھر چار قسمیں ہیں۔
 ۱، امراض شکل

۲، امراض مجاری

۳، امراض ادعیمہ و تجاولیف

۴، امراض صفائح یا امراض سطوح

۱، امراض شکل : ان سے مراد وہ امراض ہیں جن میں عضو کی طبعی شکل بدل جاتی ہے اور جن سے ان عضو کے افعال میں خلل پیدا ہوتا ہے مثلاً سیدھے عضو کا ٹیڑھا ہونا اور گول عضو کا پیٹا ہونا۔

(۲) امراض مجاری: ان کی تین صورتیں ہیں۔

(الف) مجاری کشادہ ہو جائیں، مثلاً ووالی یا مرض بواسیر

(ب) مجاری تنگ ہو جائیں جیسے مرض دمہ

(ج) مجاری سدود ہو جائیں جیسے سدۃ دموى سدۃ معوی التهاب مرارہ یا حصاة المثانہ کی صورت میں تجسری ابول میں رکاوٹ کا پیدا ہو جانا۔

(۳) امراض ادعیمہ: اس کی تین صورتیں ہیں۔

(الف) عضو کا جو ذک کشادہ ہو جائے مثلاً اتساع القلب

(ب) عضو کے جوف کا تنگ ہو جانا مثلاً تشنج معدہ و امعاء قلب کا تضخم۔

(ج) جوف کا بند ہو جانا مثلاً التهاب مرارہ یا احتباس بول کی صورت میں

مثانہ کا بند ہو جانا۔

(۴) امراض صفائح: ان کی صورتیں دو ہیں۔

(الف) چکنی سطح کا کھردرا ہو جانا مثلاً آنتوں کا خراش یا سحج امعاء۔

(ب) کھردری سطح کا چکنا ہو جانا جیسے زلق الاسعار یا زلق المعویہ۔

(۵) امراض مقدار: ان کی دو قسمیں ہیں۔

۱، زیادتی مقدار

۲، کمی مقدار

۱، زیادتی مقدار: یعنی عضو کی مقدار بڑھ جائے۔

اسکی پھر دو صورتیں ہیں۔

(الف) عمومی زیادتی مثلاً سمن مفرط یا موٹایا۔

(ب) خصوصی زیادتی مثلاً عظیم قلب، عظیم طحال۔

۲، کمی مقدار: اس کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) عمومی کمی مثلاً لاغری

(ب) خصوصی کمی مثلاً ضمور کبد

(۶) امراض عدد: اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱، زیادتی عدد

۲، کئی عدد

۳، زیادتی عدد کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) خلقی زیادتی: مثلاً زائد انگلی کا پیدا ہو جانا یا زیادہ بالوں کا پیدا ہونا۔

(ب) غیر طبعی زیادتی مثلاً۔ اصول

کئی عدد کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(الف) خلقی کمی: مثلاً دو گردوں کا مل کر ایک گروہ ہو جانا۔

(ب) غیر خلقی کمی: مثلاً ایک انگلی کا کٹ جانا یا ایک آنکھ کا خراب ہو جانا۔

(۴) امراض وضع: وضع دو امور پر مشتمل ہے۔

۱، موضع

۲، مشارکت

۱، موضع کے لحاظ سے امراض کی چار قسمیں ہیں۔

(الف) عضو کا پورے طور پر اپنے وضع سے ہٹ جانا مثلاً خلع۔

(ب) عضو کا غیر مکمل طور پر اپنی جگہ سے ہٹ جانا مثلاً قنق۔

(ج) عضو کا اپنے مقام پر طبعی طور سے متحرک ہو جانا مثلاً رعشہ۔

(د) عضو کا فعل کے قابل نہ رہنا مثلاً تھج مفاصل۔

۲، مشارکت سے مراد یہ ہے کہ عضو کے ان تعلقات میں فرق آجائے جو مجاور اعضاء

اور اس عضو کے درمیان ہوتے ہیں، مثلاً عضو کا اپنا قریبی عضو کی جانب حرکت کرنا

ناممکن ہو جائے، جیسا کہ اندمال قرصہ کے بعد بعض انگلیوں میں ایسی صورت پیدا

ہو جاتی ہے۔

دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ عضو کا قریبی عضو سے دور ہونا ناممکن ہو جائے

جب کہ طبعاً عضوں میں اس قسم کی استعداد ہو مثلاً استرخاء الجفن یا کسی عضو

کا مفلوج ہونا۔

تفریق اتصال

یہ مختلف اعضاء میں پیدا ہو سکتا ہے اور اس کی نوعیت طول، عرض، اور عمق کے

لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے اور اسی بناء پر تفریق اتصال سے متعلق امراض کو اطباء نے

مختلف ناموں سے موسوم کیا ہے۔
جلد یا اندرونی اعضاء کی سطحی تفرق اتصال کو جو خراش کے مانند ہو اس کو
خدش یا کج کہتے ہیں۔
گوشت کے تفرق اتصال کو جس میں پیپ نہ پڑ گئی ہو جراثیم کہتے ہیں اور اگر پیپ
پڑ گئی ہو تو قرم کہتے ہیں۔

ہڈی کے تفرق اتصال کو جب کہ عرض میں واقع ہو اس طرح کہ ہڈی چند ٹکڑوں
میں ٹوٹ جائے تو اس کو کسریا تصیت کہتے ہیں اور اگر ہڈی کی لمبائی میں شکاف پیدا ہو جائے
تو اسے صادع کہتے ہیں۔

اعصاب کے عرضی تفرق اتصال کو ہتک اور طوئی تفسر ق اتصال کو شرح کہا
جاتا ہے۔

عضلات کے طول میں تفرق اتصال کو قدغ کہا جاتا ہے اور عرض میں تفرق اتصال
ہو تو اسے خز کہا جاتا ہے۔ اگر گوشت میں چند مقامات پر تفرق اتصال گہرا ہو تو اسے رحن
یا نصح کہا جاتا ہے۔

شرائین کے تفسر ق اتصال کو (جس میں طبقات شریان میں ڈھیلا پن پیدا ہو جاتا
ہے اور خون شریان کے ڈھیلے حصے میں بھر جاتا ہے ام الدم کہا جاتا ہے اور اگر شریان
یا ورید پھٹ جائے یا اگر شریان وریدوں کے منہ کھل جائے تو اس کو انفجار یا انشقاق
کہا جاتا ہے میسا کر فالج میں ہوتا ہے۔ اغشیہ کے تفسر ق اتصال کو قنق کہا جاتا
ہے۔

امراض مرکبہ

جب چند امراض مفردہ اکٹھا ہو کر ایک مجموعی مرض کی صورت اختیار کر لیں تو ایسا مرض ”مرض مرکب“ کہلاتا ہے۔ مثلاً ورم اس لئے کہ ورم میں امراض مفردہ کے مینول اقام یعنی سود مزاج، سود ترکیب اور تفرق اتصال بیک وقت پائے جاتے ہیں۔

ورم اس وقت تک پیدا ہی نہیں ہوتا جب تک کہ سود مزاج مادی بیدانہ ہو اور سود ترکیب کی دلیل یہ ہے کہ ورم کی شکل اس وقت تک واضح ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ عضو کی شکل مقدار اور وضع میں تبدیلی واقع نہ ہو اور تفرق اتصال کا پایا جانا اس لئے ضروری ہے کہ مادہ ورم کے اجتماع کے لیے خلا کی ضرورت ہے اس لیے لازم ہے کہ عضو کی ساخت میں تفرق اتصال پیدا ہوتا کہ زائد مادے کے جمع ہونے کے لیے فضا پیدا ہو سکے لہذا ورم ایک مرکب مرض کہلائے گا اس لئے کہ امراض کی مینول صورتیں اس میں موجود ہیں۔

طب یونانی میں ورم کی اصطلاح نہایت وسیع معنی رکھتی ہے ورم کے تحت ہر قسم کی غیر طبعی سوجن یا ابھار جو اعضاء میں پیدا ہو خواہ وہ سلع کے قسم سے ہو یا نفع یا استفادہ ہو ورم کہلاتا ہے۔

اورام

اورام کی تقسیم مختلف حیثیتوں سے کی جاتی ہے شیخ نے بلحاظ مواد ورم کو چھ قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

۱، ورم صفراوی

۲، ورم بلغمی

۳، ورم دوسوی

۴، ورم سوداوی

۵، ورم مائی

۶، ورم زخمی

اورام کی تقسیم کیفیات کے لحاظ سے بھی کی گئی ہے، شیخ نے لکھا ہے کہ اورام یا تو مازہ

ہوتے ہیں یا غیر حارہ۔

اورام حارہ

یہ وہ اورام ہیں جو نہ صرف خون اور صفراء سے پیدا ہوتے ہیں بلکہ ہر اس مادے سے پیدا ہو سکتے ہیں جس کا جو ہر حار ہو یا جس میں عفونت کی وجہ سے حرارت عارض ہوئی ہو۔ مثلاً مادہ متعفنہ سے ورم حار کا پیدا ہونا خالص دوسری ورم کو فلفغونی اور خالص صفراوی ورم کو عمراء کہا جاتا ہے۔ اور ان دونوں کے مرکب کو فلفغونی عمراء کہا جاتا ہے اور جب ان اورام میں پیپ پڑ جاتی ہے تو اس کو خراج کہا جاتا ہے۔
گٹھلیوں کا ورم جس کا مادہ وبائی ہو اس کو طاعون کہا جاتا ہے اور جب جسم پر شرخ ورم پیدا ہو جاتا ہے تو اس کو شرخ بادہ کہا جاتا ہے اور یہ ورم گندھے ہوئے آٹے کے مانند ہوتا ہے۔

درجات: ورم مار کے چار درجات ہیں۔

(۱) ابتداء: اس حالت میں غلط یا مادہ مقام ورم کی طرف جمع ہوتا ہے اور ورم نمودار ہوتا ہے۔

(۲) ترقید: اس درجہ میں ورم کا حجم بڑھنے لگتا ہے اس لیے کہ مادہ کی آمد برابر جاری رہتی ہے۔

(۳) انتہاء: اس کو حالت وقوف بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ اس درجہ میں ورم انتہائی حالت پہنچ کر رک جاتا ہے۔

(۴) انحطاط: یہ وہ درجہ یا زمانہ ہے جس میں ورم گھٹنے لگتا ہے اور نتیجے کے طور پر تین حالتوں میں سے کوئی ایک حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

(اول) مادہ نضج پاکر تحلیل ہو جائے۔

(دوم) مادہ میں صدید (پیپ) پڑ جائے۔

(سوم) ورم صلابت کی طرف منتقل ہو جائے۔

اورام غیر حارہ

یہ اورام بغیر سودا یا ریخ سے پیدا ہوتے ہیں۔

اورام سودا یہ تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱، ورم ضلب، صقروس

۲، سرطان

۳، خنازیر یا گلیٹیاں یا سلعات

اورام بلفغیہ۔

یہ اورام بلفغی مادہ سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔

۱، ورم نخر یا نرم ورم

۲، سلعات رخو یا نرم رسوبی

ان دونوں میں فرق یہ ہوتا ہے کہ رسوبیاں ملفوف ہوتی ہیں اس کے برخلاف ورم رخو کا مادہ ملفوف نہیں ہوتا بلکہ وہ اعضاء کی ساختوں میں پورست ہوتا ہے۔

بلفغی اورام مادہ کی غلظت اور رقت کے لحاظ سے مختلف ہو سکتے ہیں چنانچہ اگر مادہ سخت ہو تو ورم سخت اور مادہ نرم ہو تو ورم بھی نرم ہوگا۔ اورام مائیسہ: یہ اورام رطوبت کے کسی عضو کی تجویف میں جمع ہونے سے پیدا ہو جاتے ہیں، مثلاً استقاء زرقی قیلہ مائیسہ ماء الرس اور ذات الجنب۔ ان امراض میں جو مادہ پایا جاتا ہے وہ خالص پانی نہیں ہوتا بلکہ یہ وہ رطوبت ہوتی ہے جو عروق دمویہ سے مترشح ہوتی ہے اور اس کو رطوبت لمفاویہ کہا جاتا ہے اس کا قوام پانی سے زیادہ گاڑھا ہوتا ہے لیکن چونکہ پانی کی طرح شفاف ہوتی ہے اس لیے اطباء اس قسم کے اورام کو اورام مائیسہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اورام ترکیبہ: یہ اورام کسی عضو میں ریا ح کے اکٹھا ہونے سے پیدا ہوتے ہیں ان کو نفخہ بھی کہا جاتا ہے مثلاً نفخۃ المعدہ

بشور

اورام بڑے بشور ہیں اور بشور چھوٹے اورام۔ اس لیے بشور کے اقسام بھی بہ لحاظ مادہ چھ ہوتے ہیں۔

۱، بشور دمویہ مثلاً دموی میچک۔

(۲) شور صفراویہ مثلاً شری (پتی اچھلنا)

یادِ گجرِ ثورات جن میں سوزش و جلن پائی جاتی ہے مثلاً خسرہ اور موتی جعفرہ وغیرہ
(یہ بلغمِ غصنِ صفراء آمیز سے پیدا ہوتا ہے)

(۳) شور بلغمیہ مثلاً بلغمی پتی، گرمی دانے

(۴) شور سوداویہ مثلاً نایل یا سیاہ ستے۔

(۵) شور مائیسہ۔ مثلاً وہ ثورات جن میں رطوبت مائی بھری جاتی ہے مثلاً گرمی دانے۔

(۶) شور ریجیہ۔ مثلاً وہ آبلے جن میں ہوا بھری ہوئی ہوتی ہے۔

امراض ظاہرہ و باطنہ

بعض امراض ظاہرہ ہوتے ہیں جو مشاہدہ اور حسِ لامسہ کے ذریعے تشخیص کئے جاسکتے ہیں۔ مثلاً اورام و ثور، جذام برص وغیرہ۔ اور بعض امراض باطنہ ہوتے ہیں خواہ ان کا پہچانا آسان ہو۔ مثلاً دردِ معدہ یا اور خواہ ان کا تشخیص کرنا مشکل ہو مثلاً احتیاس کے امراض باطنہ جن میں تکلیف نہیں ہوتی۔

مرضِ مسلم و غیر مسلم

مرضِ مسلم وہ مرض ہے جس کے مناسب علاج و تدابیر میں کوئی امر مانع نہ ہو جو صحیح تدبیر و علاج میں رکاوٹ پیدا نہ کرے، اور مرضِ غیر مسلم وہ مرض ہوتا ہے جو صحیح تدبیر و علاج کا موقع نہ دے مثلاً استفادہ کی حالت میں بخار کا پایا جانا۔ تو یہ مرض غیر مسلم ہوگا اس لیے کہ استفادہ کا علاج ادویہ حارہ سے کیا جائے گا تو بخار بڑھ جائے گا اور اگر علاج ادویہ بارہ سے کیا گیا تو استفادہ بڑھ جائے گا۔

امراض متعدیہ

یہ وہ امراض ہیں جو ایک شخص سے دوسرے شخص تک بذریعہ عدوہ پہنچتے ہیں مثلاً چیچک، ہیضہ، آتشک، سوزاک، اسل، نزلہ وغیرہ۔

امراض متوارثہ

یہ وہ امراض ہیں جو خاندان میں بطور وراثت منتقل ہوتے رہتے ہیں مثلاً سوزاک، آتشک، بواسیر، استفادہ نزلی وغیرہ۔

امراض جنسیہ

یہ وہ امراض ہیں جو نوع انسان کی مخصوص جنس یا کسی مخصوص قبیلہ یا کسی خاص خطے میں ہوتے ہیں۔ مثلاً کالا آزار، آسام بنگال میں زیادہ پیدا ہوتا ہے گردے و مثانے کی پتھری جیسے راجستھان وغیرہ میں یا مرض ناروا جو ہندوستان کے جنوبی حصے میں ہوتا ہے۔

امراض حادہ و مزمنہ

حدث اور شدت کے لحاظ سے امراض کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا

ہے۔

(۱) امراض حادہ: یہ وہ امراض ہیں جن کی مدت تھوڑی اور عوارض و علامات شدید ہوں اور جن میں ہلاکت کا خطرہ ہو، مثلاً ہیفنہ، نمونیا، سرسام وغیرہ۔

(۲) امراض مزمنہ: یہ وہ امراض ہیں جو زیادہ عرصہ تک قائم رہتے ہیں عوارضات خفیف اور قابل برداشت ہوتے ہیں اور یہ انجسام کے لحاظ سے غیر مہلک بھی ہو سکتے ہیں اور مہلک بھی مثلاً جذام، دق، آتشک اور فیل پا وغیرہ۔

ان دونوں قسموں کے درمیان کچھ ایسے امراض بھی پائے جاتے ہیں جن کو نہ مزمن کہا جاسکتا ہے اور نہ حاد۔ چنانچہ ایسے امراض کو حادہ المزمنات کہا جاتا ہے جیسے مرگی، احتناق الرجم، وجع المفاصل وغیرہ۔

امراض اصلیہ و شرکیہ

بعض امراض اصلیہ (خاصہ) ہوتے ہیں اور بعض شرکیہ۔

مرض اصلی وہ مرض ہے جو کسی عضو میں اصلی طور پر واقع ہو یعنی وقوع کسی دوسرے مرض کے سبب نہ ہو اور خواہ یہ کوئی مرض شرکی پیدا کرے یا نہ کرے لیکن کسی مرض کو مرض اصلی اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب کہ اس کے مقابلے میں مرض شرکی بھی ہو۔

مرض شرکی: اس مرض کو کہتے ہیں جو کسی عضو میں کسی دوسرے مرض کی وجہ سے پیدا ہو، مرض اصلی اور مرض شرکی کی تشخیص فاروقہ معالج کے لیے بہت ضروری ہے اس لیے کہ مرض شرکی کے مقابلے میں مرض اصلی کا علاج مقدم ہے، نیز مرض اصلی

کا علاج زیادہ قوی اور موثر ہونا چاہیے، مرض اصلی اور شرکی میں فرق یہ ہے کہ جو مرض شرکی ہوتا ہے وہ اصلی کے قیام کے ساتھ قائم رہتا ہے اور اصلی کی شدت کے ساتھ بڑھتا رہتا ہے اور مرض اصلی کے زوال کے ساتھ مرض شرکی بھی زوال پذیر ہوتا ہے مرض اصلی کے مضار بھی شرکی سے مقدم ہوتے ہیں لیکن کبھی اس میں مغالطہ ہر جاتا ہے جس کی دو وجوہات ہیں۔

۱، اصلی عضو کی حس بطلی ہو اور شرکی عضو کی حس ذکی ہو۔

۲، اصلی مرض کمزور اور قلیل ہو اور شرکی مرض زیادہ قوی ہو۔

وجوہ شرکت امراض

۱، دونوں اعضاء ایک دوسرے کے قریب متصل ہوتے ہیں مثلاً دماغی امراض میں گردن کا متاثر ہونا۔

۲، ایک عضو دوسرے عضو کا راستہ ہو اگر تا ہے مثلاً پیر کی جراثیم میں کبھران کے غد کا متورم ہونا۔

۳، گاہے شرکت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک عضو دوسرے عضو کا خادم ہوتا ہے چنانچہ مریض عضو کی تکلیف کے ساتھ عضو خادم بھی متاثر ہوتا ہے۔ اور جس مرض میں عضو اصلی مبتلا ہوتا ہے اس سے اس کے اعضاء خادمہ بھی متاثر ہوتے ہیں، مثلاً دماغی امراض کے ساتھ دماغ کے خادم یعنی اعصاب بھی متاثر ہو کر تھکتے ہیں۔

۴، گاہے شرکت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک عضو دوسرے عضو کے فعل کا مبادیہ ہوتا ہے، مثلاً حجاب عاجز میں کوئی تکلیف ہو تو اس سے پیچھے ضرور متاثر ہوں گے۔

۵، گاہے شرکت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک عضو دوسرے عضو کی سیدھ میں واقع ہوتا ہے جیسے معدہ اور قلب، چنانچہ معدہ کے اکثر امراض میں قلب بھی تکلیف محسوس کرتا ہے یا دماغ بھی تکلیف محسوس کرتا ہے مثلاً معدے کا ایک مرض یعنی فم معدہ کا درد جس کو وجع الفواد کہتے ہیں کیونکہ اس درد کی موجودگی میں قلب متاثر ہوتا ہے حتیٰ کہ غشی طاری ہو جاتی ہے۔

۶، بعض اوقات شرکت امراض کی وجہ عروق ہوتے ہیں جو ایک عضو سے

دوسرے عضو کو جاتے ہیں۔ مثلاً گردے کے ماؤف ہونے کی صورت میں دماغ کا متاثر ہونا۔

۷، گاہے شرکت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک عضو کے افراز کا تعلق دوسرے عضو کے فعل سے ہوتا ہے مثلاً جگر اور معدہ کی شرکت صفراء کے ذریعے۔

۸، شرکت کبھی موجب تخفیف مرض بھی ہوتی ہے مثلاً گردوں سے مواد فاسدہ کا افراز بڑھے تو وہ موجب تخفیف ہوا کرتا ہے۔

۹، کبھی شرکت باعث تکلیف مزید ہوتی ہے مثلاً اگر جگر کے ساتھ گیر دے بھی شریک ہو جائیں تو تکلیف بڑھ جاتی ہے پس مرض اصلی و مرض شرکی کے درمیان تشخیص فارقہ نہایت ضروری ہے۔

اسباب مرض

اسباب جمع سبب کی ہے اور سبب وہ ہے جو مقدم اور بالذات ہو اور اس کی وجہ سے بدن انسان میں کوئی نئی حالت پیدا ہو جائے یا کوئی سابقہ حالت برقرار رہے۔ اسباب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱، اسباب بدن

۲، اسباب صحت و مرض

اسباب بدن انسان

جسم انسان کا انحصار مندرجہ ذیل چار اسباب پر ہے۔

(الف) اسباب مادیہ: وہ اسباب ہیں جن میں صحت و مرض موجود ہوتے ہیں یعنی ارکان، اخلاط، اعضاء اور ارواح۔

(ب) اسباب فاعلیہ: وہ اسباب ہیں جو بدن انسان میں تغیر و تبدل پیدا کرتے ہیں یا اس کو تحفظ کرتے ہیں۔ مثلاً اسباب ضروریہ و غیر ضروریہ۔

(ج) اسباب صوریہ: مثلاً مزاج و قوی اور ترکیب

(د) اسباب تمامیہ: اس کی مثال افعال ہیں۔

اسباب صحت و مرض

اسباب بدن انسان اگر اعتدال طبی پر قائم رہیں تو صحت قائم رہتی ہے اور اگر غیر معتدل ہو جائیں تو موجب امراض ہوتے ہیں۔

خراب ہوا، سمیات اور خراب غذا سے جس طرح امراض پیدا ہو سکتے ہیں اسی طرح اچھی غذا، اچھی ہوا اور تازہ پانی سے امراض زائل ہو کر دوبارہ صحت پیدا ہو سکتی

ہے جس طرح نامناسب تدابیر کے اختیار کرنے سے کوئی مرض پیدا ہو سکتا ہے۔ یا کوئی مرض کیفیت برقرار رہ سکتی ہے۔ سبب کوئی بدنی چیز بھی ہو سکتی ہے مثلاً مزاجی کیفیت یا ترکیبی یا غلطی سبب یا بدن سے خارج شے بھی سبب بن سکتی ہے مثلاً غذا کی طرح کوئی چیز، جیسے ماکولات و مشروبات یا حرارت و برودت کی طرح کوئی کیفیت یا کوئی نفسانی کیفیت مثلاً غم غصہ یا انفعالات نفسانیہ وغیرہ۔

اسباب صحت و مرض کو تاثرات کے اعتبار سے مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اسباب سابقہ و واصلہ

اسباب سابقہ: وہ بدنی مزاجی ترکیبی یا غلطی اسباب ہیں جو کسی واسطے کے ذریعے کوئی حالت پیدا کرتے یا قائم رکھتے ہیں مثلاً امتلاء مواد حمی کے لیے اس لیے کہ امتلاء مواد کے بغیر حمی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اسباب واصلہ: یہ بھی بدنی اسباب ہیں لیکن یہ کسی حالت کو بلا واسطہ پیدا کرتے یا قائم رکھتے ہیں مثلاً عفونت حمی کے لیے۔

اسباب بادیہ و بدنیہ

اسباب بادیہ: (اسباب خارجیہ) یہ غیر بدنی اسباب ہیں جو کسی حالت کو بلا واسطہ یا بالواسطہ دونوں طور پر پیدا کرتے ہیں یا کسی حالت کو برقرار رکھتے ہیں۔ مثلاً حرارت، برودت، اجسام غشیہ، انفعالات نفسانیہ، ماکولات و مشروبات اور ضربات وغیرہ۔ اسباب بدنیہ: (اسباب داخلیہ) یہ وہ بدنی اسباب ہیں جو اندرون بدن پیدا ہوتے ہیں مثلاً غیر طبعی مزاج یا غیر طبعی ترکیب۔ اسباب بدنیہ، اسباب بادیہ ہی کے تابع ہوتے ہیں۔

مذکورہ اسباب میں باہم بعض امور میں اشتراک اور بعض امور میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اشتراک

اسباب سابقہ و واصلہ: اسباب سابقہ و واصلہ بدنی امور سے ہوتے ہیں۔
اسباب واصلہ و بادیہ: اسباب واصلہ ہمیشہ بلا واسطہ اور اسباب بادیہ کبھی

بلا واسطہ اثر انداز ہوتے ہیں۔

اسباب بادیہ و سابقہ: اسباب بادیہ کبھی بالواسطہ اور اسباب سابقہ ہمیشہ بالواسطہ تاثرات پیدا کرتے ہیں۔

اختلاف:

اسباب سابقہ و واصلہ: اسباب سابقہ ہمیشہ بالواسطہ اور اسباب واصلہ کبھی بلا واسطہ اثر انداز ہوتے ہیں۔

اسباب واصلہ و بادیہ: اسباب واصلہ بدنی امور سے ہوتے ہیں اور ہمیشہ بلا واسطہ تاثرات پیدا کرتے ہیں۔

اور اسباب بادیہ ہمیشہ خارج از بدن ہوتے ہیں اور کبھی بالواسطہ طور پر تاثرات پیدا کرتے ہیں۔

اسباب مادیہ و سابقہ: اسباب بادیہ ہمیشہ خارج از بدن ہوتے ہیں اور کبھی بالواسطہ طور پر تاثرات پیدا کرتے ہیں۔

اسباب بادیہ و سابقہ: اسباب بادیہ ہمیشہ خارج از بدن ہوتے ہیں اور کبھی بلا واسطہ طور پر تاثرات پیدا کرتے ہیں اور اسباب سابقہ ہمیشہ بدنی امور سے ہوتے ہیں اور ہمیشہ بالواسطہ طور پر تاثرات پیدا کرتے ہیں۔

اسباب مختلفہ و غیر مختلفہ

اسباب مختلفہ وہ ہیں جن کے بدن سے جدا ہونے کے بعد ان کا اثر باقی رہے۔
اسباب غیر مختلفہ وہ ہیں جو ان کے برعکس ہوں یعنی جن کے دفع ہونے کے بعد ان کا اثر بھی باقی نہ رہے۔

شرائط تاثیر اسباب:

سبب کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ بدن میں پہنچے ہی اپنا اثر ضرور کرے اس کے لیے تین شرائط ضروری ہیں۔

۱، سبب کی قوت فاعلہ (قوت موثرہ) قوی ہو۔

۲، بدن میں استعداد بھی ہو۔

۳، سبب اور بدن کی مواصلت اتنی دیر تک قائم رہے کہ اثر ظاہر ہو جائے، انہوں
شرائط میں سے اگر ایک شرط بھی معدوم ہو جائے تو اسباب کا اثر ظاہر نہ ہوگا۔
اسباب کے حالات ان کے اثرات کے لحاظ سے مختلف ہو ا کرتے ہیں چنانچہ
ایک ہی سبب ایک ہی وقت میں مختلف لوگوں پر مختلف اثرات ظاہر کیا کرتا ہے۔ یا
مختلف اوقات میں مختلف امراض پیدا کر دیتا ہے یعنی اسباب کی تاثیر افراد
پر قابلیت اور استعداد کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہو جاتی ہے۔

اسی طرح سبب کا اثر طاقت و انسان میں کچھ اور ہوتا ہے اور کمزور انسان
میں کچھ اور ہوتا ہے۔ ذکی الحس لوگوں میں اثر کچھ اور ہوتا ہے اور بلی الحس لوگوں
میں کچھ اور ہوتا ہے۔

اسباب ضروریہ و غیر ضروریہ

وہ اسباب ہیں جو بدن میں تغیر پیدا کرتے ہیں یا بدن کی حفاظت کرتے ہیں۔

اسباب ضروریہ

وہ اسباب ہیں جن سے انسان کو تاحیات چھٹکارا نہیں ہے۔ یہ اسباب ستہ
ضروریہ بھی کہلاتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔

۱، ہوا

۲، مشروبات و ماکولات

۳، حرکت و سکون بدنی

۴، حرکت و سکون نفسانی

۵، نوم و قیظہ

۶، احتباس و استفراغ

ہوا:

ہوا ہمارے گرد و پیش رہتی ہے اور اس میں ہم سانس لیتے ہیں اور زندگی گزارتے
ہیں، چنانچہ ہوا ہمارے بدن اور روح کے لیے ایک عنصر ہے یعنی جس طرح یہ ہوا
اعضائے ترکیب اور ساخت میں شریک ہوتی ہے اسی طرح روح کے بنانے میں بھی
شریک ہوتی ہے، روح کے لیے ہوا ایک مسلسل اور مستقل امداد ہے جو ہماری روح

کو بذریعہ تنفس پہنچتی رہتی ہے اور ہماری روح کی اصلاح کا سبب بنتی ہے اور اس کے ذریعہ روح کی تبدیل ہوتی ہے۔

تبدیل جو ہماری ارواح میں ہوا سے حاصل ہوتی ہے وہ دو افعال سے پوری ہوتی ہے۔
۱، ترویج

۲، تنقیہ
۱، ترویج: ترویج سے مراد روح کے گرم مزاج کی تبدیل ہے یعنی ٹھنڈک پہونچا کر اس کی گرمی کو توڑنا ہے جو احتقان کی وجہ سے یا کسی دوسری وجہ سے مثلاً ریاضت یا غفہ کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔

تبدیل سے مراد تبدیل اضافی نہیں ہے یعنی تبدیل سے مراد یہ نہیں ہے کہ ہوا کے ذریعہ روح کو معتدل حقیقی بنا دیا جائے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ روح کی زائد گرمی کو زائل کر کے اس کا اصلی مزاج یعنی اعتدال طبعی پر لایا جائے، حقیقتاً روح اپنے اعتدال پر رہنے کے باوجود گرم ہوتی ہے اس لیے کہ اس کا طبعی مزاج اور حقیقی اعتدال ہی ہے کہ وہ زائد گرم نہ ہو۔

تبدیل کے راستے دو ہیں۔

۱، پھیپھڑے کا راستہ

۲، منافذ نبض یعنی مسامات جلد۔

ہوائے محیط: ہوائے محیط روح کے طبعی مزاج کے مقابلے میں بہت بار د ہوتی ہے اور پھر اس روح کے مزاج کے مقابلے میں جو بوجہ احتقان گرم ہوتی ہے اور زیادہ گرم ہوتی ہے اس لیے یہ ہوا روح میں شامل ہوتی ہے تو روح کو ناریت احتقانیدہ (گھٹ جانا) میں تبدیل ہونے سے روک دیتی ہے ورنہ ناریت کے دو نتیجے ہوں گے، ایک تو یہ کہ روح میں سوہ مزاج عار لاحق ہو جائے گا جس سے قوت نفسانی یعنی قوت حس و حرکت کے تاثر کی استعداد باقی نہ رہے گی جو زندگی اور حیات کا ذریعہ ہے۔ دوسرے یہ کہ شدت حرارت کی وجہ سے خود روح کا جوہر بخاری جو رطب ہوتا ہے تحلیل ہو جائے گا اور جس سے موت واقع ہو جائے گی۔

تنقیہ: تنقیہ کے معنی صاف کرنے کے ہیں۔ تنقیہ کے ذریعہ روح کی تعدیل اس طرح ہوتی ہے کہ سانس جب باہر خارج ہوتا ہے تو ہوا کے ساتھ بخارات دُخانہ یعنی فضلات روح بھی خارج ہو جاتے ہیں اور اس بخار دُخانی کی نسبت روح کے ساتھ ایسی ہی ہے جسے کہ غلط فطری بدن کے ساتھ، یعنی جس طرح بدن کے فضلات بدن کے لیے کارآمد نہیں رہتے بلکہ مضر ہوتے ہیں اور ان کا تنقیہ ضروری ہے، اسی طرح بخارات دُخانہ بھی کارآمد نہیں رہتے اور افعال حیات کے مددگار ثابت نہیں ہوتے بلکہ مضر ثابت ہوتے ہیں۔ لہذا ان کا تنقیہ بھی ضروری ہے، تنقیہ کی ضرورت اس لیے ہوتی ہے کہ جس ہوا کو استشفاق کے ذریعہ اندر کھینچا جاتا ہے، اس کی ضرورت محض اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ بالفعل بارور رہتی ہے اور روح کی تعدیل کرتی رہتی ہے اور جب گرم ہو جاتی ہے تو اس کا فائدہ تعدیل باطل ہو جاتا ہے اور پھر اس کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ اس کی حاجت ہوتی ہے کہ وہ بدن سے خارج ہو جائے تاکہ اس کا قائم مقام بننے کے لیے باہر سے پھر ہوا داخل ہو۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو بوجہ احتقان روح میں سمیت بڑھ کر انسان کو ہلاک کر دے گی۔

ترویج اور تنقیہ کا کام انسجہ میں خون کے ذریعہ انجام پاتا ہے خون ٹھنڈی ہوا یا نسیم جذب کر کے انسجہ تنقیہ کو پہنچاتا ہے اور پھر انسجہ سے گرم ہوا کو جذب کر کے عُیون الریہ تک پہنچاتا ہے۔
ہوائے جید اتجواہر:

ہر واجب تک معتدل اور صاف رہتی ہے اور اس کے ساتھ جو ہر غریب جو جو ہر روح کے منافی اور مخالف ہوتا ہے مخلوط نہیں ہوتا اس وقت تک وہ خوشگوار اور حافظہ صحت رہتی ہے اور جب یہ متغیر ہو جاتی ہے تو پھر نہ صحت کو قائم رکھتی ہے اور نہ صحت کی حفاظت کرتی ہے۔

تغیرات ہوا:

ہوایں دو قسم کے تغیرات ہو کرتے ہیں۔

۱. تغیرات طبعیہ

۲. تغیرات غیر طبعیہ

تغیرات غیر طبعی کی دو قسمیں ہیں:

۱، وہ غیر طبعی تغیرات جو طبیعت کے مخالف نہ ہوں یعنی تغیرات غیر طبعیہ غیر مضافہ

۲، وہ غیر طبعی تغیرات جو طبیعت کے مخالف ہوں (یعنی تغیرات غیر طبعیہ مضافہ)

(۱) تغیرات طبعیہ: ان سے مراد تغیرات فصلیہ یعنی موسمی تغیرات ہیں اس لیے کہ ہر موسم مزاج کے لحاظ سے ہوا میں ایک خاص قسم کی تبدیلی پیدا کر دیا کرتا ہے۔

فصول:

فصول (موسم) چار ہوتے ہیں۔

۱، موسم ریح

۲، موسم صیف

۳، موسم خریف

۴، موسم شتاء

مذکورہ بالا چاروں موسموں میں ہوا کے مزاج میں خاص قسم کی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔

فصول (موسموں) کی تبدیلی کے اسباب:

کرۂ ارض (زمین) گیند کے مانند گول ہوتا ہے لیکن شمالی و جنوبی قطبین پر چپٹا ہوتا ہے کرۂ ارض کا محور افقی (ترچھا) ہوتا ہے، کرۂ ارض کے ٹھیک وسط میں عرضاً ایک فرضی خط کو، خط استواء کہا جاتا ہے جس کا فاصلہ دونوں قطبین یعنی قطب شمالی و قطب جنوبی سے مساوی ہوتا ہے، خط استواء کے جانب شمال اور جانب جنوب $۲۲\frac{1}{4}$ درجہ کے فاصلہ پر دو اور خطوط فرض کیے گئے ہیں، شمالی خط کو خط سرطان اور جنوبی خط کو خط جدی کہا جاتا ہے۔

کرۂ ارض میں دو قسم کی حرکات پائی جاتی ہیں۔

۱۔ یومیہ گردش: کرۂ ارض اپنے محور کے گرد مغرب سے مشرق کی جانب چومیس گھنٹوں میں ایک دفعہ گردش کرتی ہے اس گردش کو "یومیہ گردش" کہا جاتا ہے اس گردش کی بناء پر دن رات تبدیل ہوتے ہیں جو حصہ گردش کے دوران آفتاب

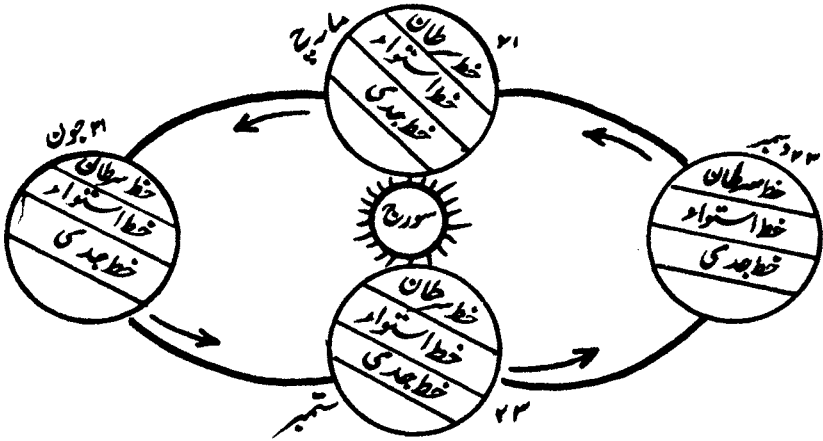
کے سامنے رہتا ہے وہاں دن اور جو حصہ آفتاب کے پیچھے رہتا ہے وہاں رات ہوتی

ہے۔
۲۔ سالانہ گردش: کرہ ارض آفتاب کے گرد تقریباً ۳۶۵ دنوں میں ایک دفعہ گردش کرتا ہے، یہ سالانہ گردش کہلاتی ہے اس گردش کے سبب سے موسم (فصول) تبدیل ہوتے ہیں۔

کرہ ارض پر موسموں (فصول) کی تبدیلی کا انحصار مندرجہ ذیل امور پر ہے۔

- ۱۔ کرہ ارض کا آفتاب کے گرد پورے سال میں ایک بار گردش کرنا۔
- ۲۔ زمین کے محور کا 66.5° ($90^\circ - 23.5^\circ$) پر ایک ہی سمت جھکا رہنا مدار ارضی پر۔
- ۳۔ محور زمین کا ہمیشہ ایک ہی طرف جھکا رہنا اور اس محور پر خود زمین کا گردش کرنا۔

موسموں (فصول) کی تبدیلی



موسمی تغیرات کو سمجھنے کے لیے کرہ ارض کی مختلف وضعوں پر غور کرنا چاہیے۔ مثلاً ۲۱ جون کو کرہ ارض اس وضع پر ہوتا ہے کہ سورج کی شعائیں خط سرطان پر عموداً پڑتی ہیں جس کی وجہ سے شمالی نصف کرہ میں راتیں چھوٹی اور دن بڑے ہوتے ہیں یعنی موسم گرما (صیف) ہوتا ہے اور برعکاس اس کے جنوبی نصف کرہ میں دن چھوٹا

اور راتیں بڑی ہوتی ہیں یعنی موسم سرما (شتاء) ہوتا ہے اس لیے سورج کی شعائیں خط جدی پر تر بھی پڑتی ہیں۔

۲۲ دسمبر کو کرہ ارض اس وضع میں ہوتا ہے کہ خطِ مذی پر سورج کی شعائیں عموداً پڑتی ہیں جس کی وجہ سے جنوبی نصف کرہ میں دن بڑے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں اور موسم صیف ہوتا ہے اور اس کے برخلاف شمالی نصف کرہ میں راتیں بڑی اور دن چھوٹے ہوتے ہیں اور موسم شتاء ہوتا ہے اس لیے خطِ سرطان پر سورج کی شعائیں ترجہی پڑتی ہیں۔

۲۱ مارچ اور ۲۳ دسمبر کو کرہ ارض اس وضع میں ہوتا ہے کہ خطِ استواء پر آفتاب کی شعائیں عموداً پڑتی ہیں جس کی وجہ سے دن رات برابر اور موسم یکساں ہوتا ہے، لیکن ۲۱ مارچ کو موسم ریح ہوتا ہے اور ۲۳ ستمبر کو موسم خریف ہوتا ہے اور دونوں موسموں کے حالات باعتبار کیفیات مختلف ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا جدید نظریہ کے مطابق ایک سال میں کرہ ارض آفتاب کے گرد گردش پوری کر لیتا ہے اور چار موسم ریح، صیف، خریف اور شتاء پیدا ہوتے ہیں۔

فصول اربعہ کے کیفیات

۱) موسم ریح: (موسم بہار) اس کا مزاج معتدل ہوتا ہے یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جس میں زیادہ گرم کپڑے پہننا یا اوڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، پھر اس موسم میں دھڑول کے پتے گرتے ہیں اور نئی پتیاں نکلتی شروع ہو جاتی ہیں اطباء کے نزدیک یہ موسم معتدل ہے خواہ حرارت و برودت کے لحاظ سے معتدل ہو یا ہمارے ابدان اور خون کے لحاظ سے معتدل ہو۔

۲) موسم صیف (موسم گرما) اس کا مزاج ماریا بس ہوتا ہے اس لیے کہ اس موسم میں آفتاب کی شعائیں عموداً پڑتی ہیں جس سے حرارت بڑھ جاتی ہے اور حرارت کی زیادتی کے باعث قحطِ رطوبات ہوتا ہے اور ہوا کا جوہر متغزل ہو جاتا ہے اور اس طرح موسم ہوا کی طبیعت کو ناریت میں تبدیل کر دیتا ہے یعنی لوہنے لگتی ہے اور خشکی بڑھ جاتی ہے نیز

اس موسم میں دن بڑے اور راتیں چھوٹی ہوتی چلی جاتی ہیں جس کی وجہ سے حرارت برصغری چلی جاتی ہے۔

(۳) موسم خریف (موسم خزاں) یہ ایسا موسم ہے کہ اس کا مزاج بھی اعتدال کے قریب ہوتا ہے لیکن یہ لحاظ رطوبت و بیوست معتدل نہیں ہوتا بلکہ حائل بیوست ہوتا ہے اس لیے کہ خریف سے قبل موسم صیف ہوا کو خشک کر دیتا ہے اور موسم خریف میں اسباب مرطوبہ سے کوئی ایسا سبب واقع نہیں ہوتا جو ہوا کو مرطوب بنا دیتا اور اسی طرح برودت کا حال طبعی اصول کے مطابق رطوبت سے مختلف ہوتا ہے اس لیے گرم چیز کا ٹھنڈا ہونا آسان ہے لیکن کسی خشک چیز کا تر ہو جانا آسان نہیں ہے معمولی حرارت خشکی پیدا کر دیتی ہے مگر تنہا برودت رطوبت پیدا کرنے سے عاجز ہوتی ہے۔ اسی سبب سے موسم شتا کی رطوبت کا موسم ریح میں قائم رہنا اور موسم صیف کی بیوست کا موسم خریف میں باقی رہنا یہ دونوں ایک جیسی حالتیں نہیں ہیں۔ موسم شتا کی رطوبت طبعی تقاضے کے مطابق موسم ریح میں بہت جلد گھٹ جاتی ہے لیکن موسم صیف کی بیوست خریف میں زیادہ عرصہ تک قائم رہتی ہے۔

موسم خریف حرارت و برودت کے لحاظ سے بھی معتدل نہیں ہوتا اس لیے کہ خریف یا بس ہونے کی وجہ سے گرمی اور سردی سے متاثر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اس لیے برعکس موسم ریح حرارت اور برودت میں اعتدال کے قریب ہوتا ہے خریف کی ہوا جس قسم کے اسباب سے گرم یا سرد ہو جاتی ہے۔ ریح کی ہوا جلد گرم یا سرد ہونے نہیں پاتی۔

(۴) موسم شتا (موسم سرما) اس موسم کا مزاج بار و رطب ہوا کرتا ہے، ہوا میں بخارات مائیدہ کی کثرت ہوتی ہے جس سے وہ کثیف ہو جاتی ہے اور اس ہوا کی طبیعت پانی کی طبیعت سے مشابہ ہو جاتی ہے اور تحمل اس موسم میں بہت کم ہوتا ہے۔ گرم کپڑے پہننے اور اوراد ڈھننے کی حاجت شدت سے پیش آتی ہے۔

فصول اربعہ کے خواص

موسم ربيع

یہ موسم اگر اپنے مزاج پر قائم رہے تو بہترین اور افضل ہوتا ہے اس لیے کہ ربيع کا مزاج روح اور خون کے مزاج کے مناسب ہوتا ہے۔ ربيع بدن کے رنگ کو سرخ کر دیتا ہے کیوں کہ یہ خون کو اعتدال کے ساتھ جلد کی طرف جذب کرتا ہے اور اس کی گرمی اس حد تک نہیں پہنچتی کہ خون کو تحلیل کر دے جیسا کہ موسم صيف میں ہوتا ہے۔

موسم ربيع خصوصاً بچوں کے لیے نہایت مناسب اور موافق ہوتا ہے اور ان کے مزاجوں کے بھی موافق ہوتا ہے جو بچوں جیسا مزاج رکھتے ہیں موسم ربيع میں امراض مزمنہ ہیجان میں آجاتے ہیں کیونکہ اس موسم میں وہ اخلاط جو شتاء میں ساکن تھے معمولی حرارت سے سیلان میں آجاتے ہیں اور یہ موسم اخلاط میں سیلانی کیفیت پیدا کر دیتا ہے، جن لوگوں کے جسم میں غذا کی زیادتی اور ریاضت کی کمی کے سبب موسم سرما میں غذائی مواد جسم میں بڑھ جاتے ہیں تو پھر ان مواد سے پیدا ہونے والا امراض کے لیے جسم آمادہ ہو جاتا ہے کیونکہ فصل ربيع ان مواد کو حرکت دے جان میں لے آتا ہے۔

امراض ربيع

رعاف بانجھیر، اسہال دموی، نفث الدم، فالج، وجع المفاصل مایخولیا، موسم ربيع میں امراض پیدا ہونے کے دو اسباب ہیں:-

۱، بدن یا نفسانی حرکات مفرط

۲، سخنات یعنی گرم اشیاء کے استعمال کی کثرت

تقدیم بالتحفظ:- ربيع میں پیدا ہونے والے امراض میں مندرجہ ذیل تدایر شفا بخشی ہیں۔

۱، فصد کرنا، ۲، استفراغ کرنا، دس کھانے اور شراب میں کمی کرنا، ۴، حرکات میں کمی کرنا۔ مثلاً چائے، قہوہ، کافی وغیرہ۔

موسم صیف:

یہ موسم اخلاط اور ارواح کو تحلیل کرتا ہے اور تحلل کے باعث قوی اور افعال کو کمزور کرتا ہے اس سے خون اور بلغم میں کمی واقع ہوتی ہے اس لیے کہ صفراء بڑھ جاتا ہے نیز اس موسم کی کیفیت صفراء کے مزاج کے موافق ہوتی ہے جس سے صفراء بڑھتا ہے اور پیمان صفراء ہو جاتا ہے، مثلاً قے متلی وغیرہ ہوتی ہے اور اس موسم کے اخیر میں سودا کی زیادتی اور خون کی کمی ہو جاتی ہے۔ امراض کی مدت بھی اس موسم میں گھٹ جاتی ہے اس لیے کہ گرم آب و ہوا انفعی مواد میں قوت کی معاون ہوتی ہے جس کی وجہ سے مواد مرض باسانی تحلیل ہو جاتے ہیں، لیکن اگر بدن قوت گھٹ جائے اور صیف کی گرمی ہوا ضعف کو مزید بڑھا دے تو مرض کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اگر مرض شدید مہلک ہو اور موسم صیف انتہائی گرم و خشک تو امراض کا فیصلہ جلد ہو جاتا ہے لیکن اگر اس موسم میں بارش ہو جائے اور یہ موسم مرطوب ہو جائے تو امراض کی مدت طویل ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایسے موسم میں پیدا ہونے والے زخم دیر میں مندمل ہوتے ہیں نیز بعض اوقات اعضاء کو تباہ کرنے والے زخموں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

امراض صیف:

یہ وہ امراض ہیں جو انتہائی گرمی کے باعث پیدا ہوتے ہیں مثلاً حمی مطبقہ یا حمی مخرقہ، بخاروں کے علاوہ آشرب چشم سر خبادہ و ثبور صفراء یہ پیدا ہوتے ہیں۔ جلد پر خشونت اور بیوست پیدا ہوتی ہے، پسینہ زیادہ آتا ہے اور جلد کو ڈھیل کر دیتا ہے۔ خسرہ، چیچک وغیرہ امراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ زلق الامعاء اور استسقاء بھی پیدا ہو سکتا ہے؛ چیچک اس موسم میں زیادہ ہوتی ہے، صفراء مزاج والوں کے لیے یہ موسم بہت مضر ہوتا ہے اور اس قسم کے لوگ حیاتِ مادہ اور اور مزمنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس موسم میں صفراء کے احتراق سے سودا بھی پیدا ہو جاتا ہے جو امراض سوداویہ پیدا کرتا ہے۔

موسم خریف:

اس موسم کا مزاج حار و رطب ہے یہ بدترین موسم ہے، اس موسم میں بیماریاں

بجھرت ہوتی ہیں جن کے اسباب حسب ذیل ہیں۔

۱، دن کی گرمی اور رات کی سردی سے جسمانی افعال کا نظام بگڑ جاتا ہے
کیونکہ بدن ایک کیفیت سے مناسبت پیدا نہیں کر پاتا کہ اس کی ضد کیفیت
پیدا ہو جاتی ہے۔

۲، موسم خریف سے قبل موسم صیف میں قوی کمزور ہو جاتے ہیں اور پھر
اس پر خریف کے متضاد کیفیات توارد، امراض پیدا کر دیتا ہے۔
۳، پھل اس موسم میں بجھرت پیدا ہوتے ہیں جو زیادتی رطوبت کے باعث اخلاط
کو فاسد کر دیتے ہیں۔

۴، خریف میں اخلاط کے لطیف اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں اور کثیف اجزاء باقی رہ
جاتے ہیں جو محرق ہو کر باعث امراض بن جاتے ہیں۔

۵، خریف میں خون کی مقدار کم ہو جاتی ہے اس لیے کہ موسم خریف خون کے مزاج
کے خلاف ہوتا ہے اور اس کے علاوہ صیف میں صفرا پیدا ہوتا ہے جس سے جسم میں
خشکی پیدا ہو جاتی ہے، خریف کا ابتدائی حصہ کسی قدر بوڑھوں کے مزاج کے مناسب
ہوتا ہے لیکن اس کا آخری حصہ بوڑھوں کے لیے انتہائی نقصان دہ ہوتا ہے۔
امراض خریف:

جرب و حکہ اور قوبا (داد) قروح خبیثہ، وجع المفاصل، حمی مختلطہ، عسر
ابول، تقطیر ابول، زلق الامعاء، عرق النساء، ورم لوزتین، وجع النظر
دیدان شکم۔

خریف اور خصوصاً خریف یا بس میں چمک زیادہ پھیلتی ہے اس کے علاوہ منسلول
اور مدقوق لوگوں کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔

موسم شتاء:

اس موسم کا مزاج بار در طب ہوتا ہے، یہ ہضم غذا کے لیے بہترین موسم ہے جس کے
اسباب حسب ذیل ہیں۔

۱، سردی حرارت غریزیہ کو جسم کے اندر مختبس کر دیتی ہے اس سے حرارت قوی
ہو جاتی ہے اور ہضم غذا پر قادر ہو جاتی ہے۔

۳، اس موسم میں فواکھات مایہ کم پیدا ہوتے ہیں جس سے رطوبت نہیں بڑھنے پانی نیز خشک میوے بہت پیدا ہوتے ہیں اور زیادہ مقدار میں استعمال کیے جاتے ہیں جو رطوبت کم پیدا کرتے ہیں اور حرارت زیادہ۔

۴، اس موسم میں عموماً مقوی اور گرم غذائیں زیادہ استعمال کی جاتی ہیں مثلاً انڈا، حلوہ، میوہ جات جن سے بدن کا تغذیہ زیادہ ہوتا ہے اور بدن میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔

۵، لوگ گرم کپڑے زیادہ پہنتے ہیں اور گرم مقامات میں رہتے ہیں جس سے جسم گرم رہتا ہے۔

۶، اس موسم میں محنت و مشقت زیادہ کر سکتے ہیں جس سے حرارت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

۷، یہ موسم قاطع صفراء اور مانع صفراء ہونے کے لحاظ سے تمام موسموں سے زیادہ بہتر ہوتا ہے اس لیے کہ اس کا مزاج بار در طب ہوتا ہے۔

۸، اس موسم میں دن چھوٹے اور راتیں بڑی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے استحالہ اچھا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اس موسم میں ملطفات یعنی مواد کو لطیف بنانے والی اور مقطعات یعنی مواد کو کاٹنے والی اغذیہ اور ادویہ کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔

امراض شتاء:

اس موسم میں بلغمی امراض کی کثرت ہوتی ہے، مثلاً نزله، زکام، ذات الحجب، ذات الریہ، اور اوجاع، اس موسم میں جو قے ہوتے ہیں اس میں بھی بلغم زیادہ خارج ہوتا ہے، موسم خریف میں جب خریف جیسی ہوا چلتی ہے تو سردی بہت بڑھ جاتی ہے اور امراض شتاء یعنی نزلاوی امراض زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور یہ تمام امراض مواد بلغمیہ کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں بوڑھے یا ضعیف اور ان جیسا مزاج رکھنے والے لوگ اس موسم میں بہت تکلیف اٹھاتے ہیں۔

کرہ ارض کے مختلف خطوں میں موسمی

کیفیات کا اختلاف

دنیا کے مختلف خطوں میں ایک ہی موسم کے کیفیات مختلف ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر موسم صیف کی کیفیت ہندوستان کے میدانی علاقے میں زیادہ شدید گرم ہوتی ہے اور پہاڑی علاقے میں زیادہ گرمی نہیں ہوتی اور ساحلی علاقے میں مزاج معتدل رہتا ہے اس کے اسباب حسب ذیل ہیں:

۱۔ خط استواء سے فاصلہ: جو علاقے خط استواء سے قریب ہوتے ہیں گرم ہوتے ہیں اور جو علاقے خط استواء سے دور ہوتے ہیں وہ قریبی علاقوں کے مقابلے میں سرد ہوتے ہیں اس لیے کہ خط استواء کے قریبی حصے میں سال کے زیادہ حصے میں سورج کی شعائیں عموداً پڑتی ہیں اور ان علاقوں میں جو خط استواء سے دور ہوتے ہیں ترہی پڑتی ہیں۔

۲۔ سطح سمندر سے بلندی: جو علاقہ سطح سمندر سے زیادہ بلند ہوگا اتنا ہی سرد ہوگا جس کے دو اسباب ہیں۔

(الف) ہوا جو متعدد بخارات کا مجموعہ ہے سورج کی کرنوں سے براہ راست گرمی حاصل نہیں کرتا بلکہ سورج کی کرنیں کرہ ہوا سے گذر کر زمین پر پڑتی ہیں اور زمین کو گرم کر دیتی ہیں اور جب زمین سے گرمی خارج ہوتی ہے تو وہ ہوا کو گرم کر دیتی ہے لہذا سطح سمندر کے قریب جو ہوا ہوگی وہ زیادہ گرم ہوگی اور پہاڑوں کی ہوا اس کے مقابلہ میں زیادہ سرد ہوگی۔

(ب) دوسرا سبب یہ ہے کہ سطح زمین کے قریب کرہ ہوا میں بخارات اور خاک کے ذرات بکثرت ہوتے ہیں، آفتاب کی شعائیں سے زیادہ گرمی جذب کر لیتے ہیں، اس بنیاد پر پہاڑوں کی ہوا میدانوں کی نسبت زیادہ سرد ہوتی ہے، اس لیے کہ پہاڑوں کی ہوا میں بخارات و گرد کے ذرات کم ہوتے ہیں لہذا سورج کی شعائیں اس پر کم پڑتا ہے۔

(۳) سمندر سے فاصلہ: کسی مقام کا سمندر سے فاصلہ بھی وہاں کی آب و ہوا پر اثر انداز ہوتا ہے، چنانچہ جو مقامات سمندر سے نزدیک واقع ہوتے ہیں وہ موسم گرم یا میں کم گرم اور موسم سرما میں کم سرد ہوتے ہیں، ایسی آب و ہوا کو بحری آب و ہوا کہتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ پانی کی خشکی نسبت دیر میں سرد اور دیر میں گرم ہوتا ہے۔

(۴) پہاڑوں کا رخ اور موجودگی: جن علاقوں میں پہاڑوں کا رخ ہواؤں کا متوازن ہوتا ہے تو ہوائیں بغیر پانی برساتے گزر جاتی ہیں اور وہ حصہ ریگستان بن جاتا ہے جیسے راجپوتانہ کا علاقہ، کوہ اراولی کے ہوتے ہوئے بھی بارش سے محروم ہوتا ہے اور جب پہاڑوں کا رخ ہواؤں کے خلاف ہوتا ہے تو بخارات سے بھری ہوئی ہوائیں یعنی مانسون پہاڑوں سے ٹکراتی ہیں اور کثرت سے بارش کرتی ہیں اور پہاڑوں کا مخالف رخ بارش سے محروم رہتا ہے۔

(۵) ہواؤں کا رخ: جو ہوائیں سمندر کی طرف سے آتی ہیں وہ بخارات لاتی ہیں اور بارش کرتی ہیں جیسا کہ مغربی مانسون جو جون سے اگست تک بارش کرتا ہے چونکہ سمندر کی طرف سے آتا ہے۔ لہذا پہاڑوں میں کافی بارش ہوتی ہے لیکن شمالی مشرقی مانسون جو خشکی کی طرف سے آتا ہے بارش نہیں کرتا۔

(۶) سیقلون: بعض علاقوں میں سیقلون تیزی سے چلتے ہیں جن کی کشش کی وجہ سے مانسون ان علاقوں میں کبھی آتے ہیں مثلاً پنجاب جہاں بارش موسم سرما میں سیقلون کی وجہ سے ہوتی ہے۔

(۷) جنگلات: جن علاقوں میں زیادہ جنگلات پائے جاتے ہیں وہاں بارش کی کثرت ہوتی ہے مثلاً افریقہ میں کانگو کے جنگلات۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جنگلات میں پانی کافی مقدار میں پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے سردی و تری ہوتی

(۸) بحری رو: اگر ہوائیں سمندر کی گرم رو سے گزرتی ہیں تو گرم ہو کر پانی کی زیادہ مقدار کو بخارات میں تبدیل کر دیتی ہیں اور یہ بخارات بارش برساتے ہیں، مغربی یورپ میں خلیجی رو کی وجہ سے بارش زیادہ ہوتی ہے اگر ہوائیں سرد رو پر سے

گمذریں تو بارش کم ہوتی ہے۔

(۹) مٹی کا اختلاف: جن مقامات کی مٹی پانی زیادہ جذب کرتی ہے ان مقامات پر سردی زیادہ ہوتی ہے اور جن مقامات کی مٹی پانی کم جذب کرتی ہے وہاں گرمی پڑتی ہے۔

موجباتِ مَسَاکِن

(۱) مَسَاکِن حارہ: گرم علاقوں میں رہنے والے اشخاص کی جلد اور بال سیاہ اور گھونگھریالے ہوتے ہیں، ہضم خراب ہوتا ہے تحلیلِ رطوبات کے باعث بدنی رطوبات کم ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے بڑھاپا جلد آتا ہے اور یہ لنگ بزدل اور ڈرپوک ہوتے ہیں۔

(۲) مَسَاکِن باردہ: سرد علاقوں میں رہنے والے لوگ بہادر اور قوی ہوتے ہیں، ہضم نہایت عمدہ ہوتا ہے گوشت اور چربی بہت ہوتی ہے اور ان کی رگیں نمایاں نہیں ہوتی اور مفاصل پر بھی بہت گوشت ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہڈیاں چھپی رہتی ہیں۔

(۳) مَسَاکِن رطبیہ: تر علاقوں کے لوگ تندرست ہوتے ہیں، جلد نرم اور اعضاء ڈھیلے ہوتے ہیں، زخم زیادہ پیدا ہوتے ہیں، عفونی امراض اور صرع وغیرہ امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔

(۴) مَسَاکِن یابسہ: خشک علاقوں کے لوگوں کا بدن لاغر ہوتا ہے جلد میں خشکی ہوتی ہے، دماغ اور اعضاء میں خشکی کا غلبہ ہوتا ہے، نیز ان مقامات پر سردی یا گرمی بھی شدید ہوتی ہے۔

(۵) مَسَاکِن عالیہ: پہاڑی علاقوں کے باشندے دراز قد اور دراز عمر ہوتے ہیں۔

(۶) مَسَاکِن غائرہ: نفیسی علاقے کے باشندے شکستہ دل ہوتے ہیں، عموماً بیمار رہتے ہیں۔ ان مقامات کا پانی ٹھنڈا نہیں ہوتا۔

(۷) مَسَاکِن حجریہ مکشوفہ: یعنی پتھر بے مقامات جو برف سے ڈھکے ہوئے نہ ہوں

ان مقامات پر گرمی اور سردی سخت ہوتی ہے جس کی وجہ سے باشندوں کا جسم ٹھوس و سخت ہوتا ہے، بدن پر بال زیادہ ہوتے ہیں، مفاصل نمایاں اور قوی ہوتے ہیں، جسم پر خشکی کا غلبہ ہوتا ہے۔

(۸) مساکن بحریرہ :- یعنی ساحل سمندر پر رہنے والے باشندے حرارت اور برودت کے لحاظ سے معتدل لیکن رطوبت و بوسنت کے لحاظ سے مائل بہ رطوبت ہوتے ہیں اگر مسکن سمندر کے شمال میں ہو تو معتدل ہوتا ہے اور اگر جنوب میں ہو تو زیادہ سرد ہوتا ہے۔

(۹) مساکن زیر دامن جبال :- یہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) مساکن شرقیہ :- یعنی وہ علاقے جو مشرق کی طرف پہاڑوں سے کھلے ہوئے ہیں اور مغرب کی طرف پہاڑوں سے ڈھکے ہوئے ہوں ان علاقوں کی آب و ہوا نہایت عمدہ ہوتی ہے، آفتاب طلوع ہو کر ان شہروں کی آب و ہوا کو پاک صاف کر دیتا ہے اور جب ہوا صاف ہو جاتی ہے تو آفتاب ان سے گزر جاتا ہے اور دوپہر کی حدت سے وہ شہر محفوظ رہتے ہیں۔

(۲) مساکن مغربیہ :- وہ علاقے جو مغرب کی سمت کھلے ہوئے ہوں اور مشرق کی جانب پہاڑوں سے ڈھکے ہوئے ہوں ان علاقوں میں طلوع شمس کے وقت شعائیں نہیں پہنچتی جس کی وجہ سے وہاں سردی رہتی ہے، سردی کی وجہ سے ہوا پاک صاف اور مرطوب رہتی ہے، نیز مغربی ہواؤں کا ان شہروں پر اثر ہوتا ہے، تندرستی کے لیے جو خوبیاں مشرقی علاقوں میں ہوتی ہیں وہ مغربی علاقوں میں نہیں ہوتیں، مغربی علاقوں کی بڑی خرابی ایک یہ بھی ہے کہ یہاں سورج کی شعائیں اس وقت تک پہنچتی ہیں جبکہ وہ انتہائی بلندی پر ہوتا ہے اور ان شعاعوں کا رخ عموداً ہوتا ہے اور اس لحاظ سے وہ ان شہروں کو گرم کر دیتا ہے۔ اس لیے یہاں کی آب و ہوا صحت کے لیے مناسب نہیں ہوتی، نزلات زیادہ ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ باشندوں کی آواز صاف نہیں ہوتی بلکہ بیٹھی ہوئی ہوتی ہے۔

مساکن شمالیہ :- وہ مساکن جو کرۂ ارض کے شمال میں واقع ہوں وہ ٹھنڈے ہوتے ہیں اور ان علاقوں میں امراض حصر و جفن پیدا ہوتے ہیں (جن میں سادہ

خپڑ کر خارج ہوتا ہے مثلاً بچپش، نزلہ، بواسیر وغیرہ، صرع کا مرض نہیں پایا جاتا عمر میں دراز ہوتی ہیں۔

مساکن شمالیہ کے اثرات عورتوں پر :- عورتیں حیض سے مکمل طور پر پاک نہیں ہوتی ہیں اور اس طرح عام طور سے عورتیں عاقرہ (بانجھ) ہوتی ہیں لیکن شمالی ممالک مثلاً ترکی میں اولاد بکثرت ہوتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان عورتوں کی حرارت غریزی نہایت قوی ہوتی ہے، بیرونی اسباب مرغیہ اور اسباب مُسیلہ کا تدارک حرارت غریزی کی وجہ سے ہوتا ہے اور ان کے رحم حرارت غریزی کی وجہ سے حیض سے پاک ہو جاتے ہیں۔

ممالک شمالیہ میں اسقاط کی وارداتیں کم ہوتی ہیں، اس لیے کہ ان ممالک کے باشندے قوی ہوتے ہیں، اس کے علاوہ وضع حمل میں بھی دشواری پیش آتی ہے، نیز وضع حمل کے بعد کزاز کا مرض پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وضع حمل کے وقت اس قدر طاقت صرف کرنی پڑتی ہے کہ عضلات میں تشنج پیدا ہو جاتا ہے نیز صدر کی رگیں تنگ پھٹ جاتی ہیں جس سے بل کا مرض پیدا ہو جاتا ہے اور اعصاب و ایاف کے اجزاء میں بھی تفرق و اتصال پیدا ہو جاتا ہے۔

مساکن شمالیہ میں لڑکیوں کو استقذارتی یا قیلہ الرحم جیسا مرض لاحق ہوتا ہے، اسی طرح لڑکیوں میں قیلہ مائیہ پیدا ہو جاتا ہے جو عمر کے بڑھنے پر خود بخود زائل ہو جاتا ہے۔

صرع یا مرگی کا مرض ان ممالک میں پیدا نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ اعضاء صحیح اور تندرست ہوتے ہیں اور حرارت غریزی کی مقدار کافی ہوتی ہے لیکن اگر کسی شخص کو مرض صرع پیدا ہو جائے تو علاج دشوار ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ ان علاقوں میں بغیر سبب قوی کے صرع عارض ہو ہی نہیں سکتا۔

قروح جلد مندمل ہو جاتے ہیں جس کی وجہ بدن کی صحت و قوت اور خون کی خوبی ہے، حرارت کی زیادتی کی وجہ سے اخلاق میں درندگی اور وحشت ہوتی ہے۔

مساکن جنوبیہ :- وہ شہر جو خط جدی کے جنوب میں واقع ہوتے ہیں ان کے

احکامات و اثرات مسکن حارہ اور موسم گرما کے مانند ہوتے ہیں یہاں کے باشندوں کے سروں میں استلا پایا جاتا ہے اور ان کو عموماً دستوں کی شکایت ہوتی ہے، اس لیے کہ سروں سے نزلات معدے کی طرف گرتے ہیں جس سے معدے کے اعصاب نرم اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور بھوک کم ہو جاتی ہے اور نیز حواس ثقیل اور کند ہو جاتے ہیں، عورتوں کو حیض بکثرت آتا ہے اور اکثر اسقاط میں مبتلا ہوتی ہیں، مردوں کو خونی اسہال، بواسیر، آشوب چشم وغیرہ پیدا ہوتا ہے اور پچاس سال کی عمر کے بعد نزلات کی وجہ سے اکثر فالج پیدا ہوتا ہے اور ربوہ یا دُمّ بھی پیدا ہوتا ہے، نیز اس قسم کے بخار پیدا ہوتے ہیں جن کی باری شب کو آتی ہے چونکہ ان لوگوں کو دوست بکثرت آتے ہیں لہذا لطیف اخلاط تحلیل ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہ لوگ حیات مادہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔

مختلف السمات ہوائیں اور ان کے اثرات

شمالی ہوا:

کیفیت: شمالی ہوائیں بار دہوتی ہیں اس لیے کہ وہ ٹھنڈے اور برقیلے پہاڑوں سے آتی ہیں۔

خواص: شمال کی طرف سے پھنے والی ہوا دستوں کو روکتی ہے قبض پیدا کرتی ہے پیشاب زیادہ لاتی ہے دبائی ہوا کے تغصن و فساد کی اصلاح کرتی ہے، شمالی ہوا کی موجودگی میں رطوبات چمڑکراں درون بدن پہنچ جاتے ہیں جس سے بعض اوقات بدنی عروق میں انفجار پیدا ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات سر سے سیلان مواد کی شکایت بڑھ جاتی ہے نیز امراض صدر بھی بکثرت پیدا ہوتے ہیں، مثلاً نزلہ، سعال کھانسی یا سینہ کا درد، یا وجع المفاصل، درد رحم، درد شانہ وغیرہ۔

جنوبی ہوا:

کیفیت: جنوبی ہوا گرم و تر ہوتی ہے اس لیے کہ سمندر کی طرف سے آتی ہے۔ خواص: یہ عام طور پر بدن کے لیے مرنخی ہے مساوات میں کشادگی اور اخلاط میں جوش پیدا کر کے ان کو ظاہر بدن کے لیے بہاتی ہے، زخم اس موسم میں دیر

سے مندرجہ ہوتے ہیں، غارش اور مختلف قسم کے زخم اس ہوا میں زیادہ ہوتے

مشرقی ہوا:

کیفیت - اس قسم کی ہوا گرم و خشک ہوتی ہے اگر یہ ہوا رات کے وقت چلے تو سرد تر ہوتی ہے۔

خواص - اگر مشرقی ہوا صبح کے وقت چلے تو وہ آفتاب کی شعاعوں کی تاثیر سے لطیف ہو جاتی ہے اور اس کی رطوبت کسی قدر زائل ہو جاتی ہے۔

مغربی ہوا:

کیفیت - مغربی ہوائیں کسی قدر رطب ہوتی ہیں اس لیے کہ ان پر آفتاب کا اثر بہت کم ہوتا ہے۔

خواص - یہ اگر صبح کے وقت چلے تو اس پر آفتاب کا اثر نہیں ہوتا جس کی وجہ سے یہ کشیف اور غلیظ ہوتی ہے لیکن اگر رات کو چلے تو لطیف اور ہلکی ہوتی ہے۔

نوٹ :- مشرقی و مغربی ہواؤں کے احکام و قوانین جو شیخ نے بیان کیے ہیں وہ ملک ایران کے لحاظ سے ہیں، ہمارے ملک ہندوستان میں مشرقی ہوا جس کو عوام پورا کہتے ہیں۔ بہت مرطوب ہوتی ہے اس لیے کہ ہمارے ملک کے مشرق میں ایک بڑا سمندر ہے جس سے گزر کر یہ ہوائیں پہنچتی ہیں اور اپنے ساتھ کافی بخارات لاتے ہیں جو سورج کی شعاعوں سے متاثر نہیں ہونے پاتے۔ اس سے ہندوستان میں اعضاء شکنی پیدا ہوتی ہے وجہ المفاصل پیدا ہوتا ہے زخموں کا اندمال جلد نہیں ہونے پاتا، زخموں کے مواد بڑھ جاتے ہیں جس کی بنا پر اندمال میں تاخیر ہوتی ہے، نیز رطوبی اور امراض بڑھ جاتے ہیں جب یہ ہوا ہمارے ملک میں بڑھ جاتی ہے تو صدمہ امحی اور گھٹروں کا پانی جلد ٹھنڈا نہیں ہوتا۔

ہمارے ملک میں مغربی ہوا کے خواص مشرقی ہوا کے خواص سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

مختلف الکلیفیت ہواؤں کے اثرات ہوائے گرم:

اس قسم کی ہوا رطوبت کو تحلیل کر کے پیاس کو بڑھاتی ہے اور روح کو تحلیل کر کے قوی کو کمزور کرتی ہے حرارت غریزی کو بھی تحلیل کرتی ہے جس سے ہضم خراب ہو جاتا ہے نیر بدن میں سرخی پیدا کرنے والے اخلاط کو تحلیل کرتی ہے جس سے صفراء بڑھتا ہے اور بدن کا رنگ زرد ہو جاتا ہے، قلب میں غیر طبعی حدت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ حدت اخلاط کے بہاؤ کو تیز کرتی ہے حتیٰ کی وہ ضعیف اعضاء میں نفوذ کر جاتے ہیں جس سے کفرسا پیدا ہو جاتا ہے لیکن یہ ہوا کزاز، فالج، نزلہ، بارد، تشنج رطب استقاء وغیرہ کے لیے مفید ہوتی ہے۔

ہوائے سرد: یہ حرارت کو بدن کے اندر تھپس کرتی ہے، مواد کو بہاؤ سے روکتی ہے اور ساختوں کے مسامات کو بند کر دیتی ہے، ضعف اعصاب اور نزلاوی امراض کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے ہضم کو قوی کرتی ہے، بھوک کو بڑھاتی ہے صحت مند لوگوں کے لیے گرم ہوا کے مقابلے میں زیادہ مفید ہوتی ہے، سرد ہوائیں ایسے تمام افعال کو نقصان پہنچاتی ہیں جن کا تعلق اعصاب سے ہوتا ہے اور یہ قاطعہ صفراء بھی ہے۔

ہوائے رطب: یہ اکثر مزاجوں کے لیے مناسب ہوتی ہے، جلد کے رنگ کو نکھارتی ہے اور جلد کو نرم کرتی ہے۔ مسامات کو کھولتی ہے لیکن ہوائے رطب جسمانی مواد میں عفونت پیدا کرتی ہے۔
ہوائے یابس: یہ ہوائے رطب سے بالکل مخالف ہوتی ہے اور اس کے برعکس عوارضات پیدا کرتی ہے۔

تغیرات غیر طبعیہ مُضَادّہ

یعنی ہوا کے وہ تغیرات جو دشمن حیات ہوتے ہیں ان کی دو صورتیں

ہیں:

(۱) تغیر کیفی: یعنی ہوا کی کیفیت میں تغیر پیدا ہو جائے اور وہ سخت گرم یا سرد ہو جائے۔

(۲) تغیر جوہری: یعنی جوہر ہوا میں ایسا تغیر پیدا ہو جائے جس کو ہوائے دہائی کہا جاتا ہے۔

(۳) تغیر کیفی: اس کے معنی یہ ہیں کہ ہوا کی گرمی و سردی ناقابل برداشت ہو جائے، حتیٰ کہ اس سے کاشت اور حیوانات تباہ ہو جائیں پھر اس کی دھوئیں ہیں:

(الف) استحالة جانیہ: یعنی موسم موجودہ کے مطابق تغیر واقع ہو مثلاً موسم گرمیوں میں ہوا کی حرارت اس حد تک بڑھ جائے کہ جس سے نباتات حیوانات تباہ ہوں۔

(ب) استحالة غیر جانیہ یا مضافہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہوا میں موجودہ موسم کی کیفیت کے مخالف تبدیلی واقع ہو مثلاً گرمیوں میں عارضی اسباب کی وجہ سے سردی پڑنے لگے۔

تغیر کیفی کی مثال وہ سخت سرد اور مرطوب ہوا ہے جو نزلہ، سعال، نمونہ یا ذات الجنب وغیرہ امراض پیدا کرتی ہے یا جو آنکھ، کان، ناک وغیرہ میں زخم پیدا کرتی ہے، اسی طرح ٹو جو سخت گرم ہوتی ہے جس کو بادِ سموم کہتے ہیں، یہ ضربۂ اشس پیدا کرتی ہے جس میں شدید بخار اور سرسام پیدا ہو جاتا ہے۔

تغیر جوہری: یہ وہ تغیر ہے کہ ہوا کا جوہر ردی ہو جائے یا کوئی خراب قسم کا مادہ یا مادہ متعفنہ ہوا میں شامل ہو جائے جس سے ہوا فاسد اور متعفن ہو جاتی ہے اور جسم میں داخل ہو کر قلب کو متاثر کرتی ہے اور اخلاط کو فاسد کرتی ہے اور خون میں داخل ہو کر قلب کو متاثر کرتی ہے اور یہ فساد اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ موت تک واقع ہو جاتی ہے۔

وباء:

حکماء متقدمین نے وبا کی تعریف یہ کی ہے کہ کسی ملک کے بہت سے افراد بہ یک

وقت ایک ہی مرض میں مبتلا ہو جائیں۔
وباء کے ذرائع آب و ہوا غذا کے تعفن کے علاوہ مکھیاں اور دیگر حشرات الارض ہیں۔

وباء اس مخصوص تعفن کو کہا جاتا ہے جو ہوا میں پیدا ہو جاتا ہے اس قسم کا تغیر زیادہ تر موسم خریف میں ہوتا ہے۔

مشروبات و ماکولات پانی:

پانی (ماء) بدن کی ترکیب میں شامل ہوتا ہے اور بدن کے تغذیہ کا ذریعہ بنتا ہے اس طرح کہ اغذیہ کے قوام کو رقیق کر کے اور محلول کر کے غذا کو باریک عروق میں نفوذ کراتا ہے اور پھر خارج ہو جاتا ہے۔

پانی بدن کی ترکیب میں اس طرح شامل ہوتا ہے کہ اس کی صورت نوعیہ تبدیل نہیں ہوتی نہ یہ جزو بدن ہوتا ہے یہ ایک ایسا مرکب ہے جو غذا کو رقیق کرنے اور تنگ راستوں میں نفوذ کرانے کا ذریعہ بنتا ہے اور پھر بدن سے خارج ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں پانی مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

- ۱، غذا کو پکانے اور اس میں استحالی تغیرات پیدا کرنے کے لیے۔
- ۲، غذا کو رقیق اور سیال بنانے کے لیے۔
- ۳، غذا میں احتراق کو روکنے کے لیے۔
- ۴، غذا کے لیے بدرقہ کی حیثیت سے۔
- ۵، بدتی فضلات کو رقیق بنانے کے لیے تاکہ وہ بول و براز اور پسینے کے ذریعہ سے خارج ہو جائیں۔
- ۶، جسمانی حرارت و جدت اور سوزش کو تسکین دینے کے لیے۔
- ۷، جسمانی اعضاء کو تروتازہ رکھنے کے لیے۔

پانی کے اقسام:

۱۱) مابوجید الجوہر۔ بہترین پانی شیریں چشموں کا ہوتا ہے خصوصاً ان چشموں کا پانی جن کی مٹی خالص ہو یا جن کی مٹی پتھر ملی ہو، یہ خالص مٹی کے مقابلے میں عفونت سے کسی حد تک محفوظ رہتی ہے ایسے چشمے کا پانی زیادہ بہتر ہوتا ہے جو جاری رہے اور جس پر دھوپ اور ہوا کا گذر ہو، اگر چشمہ رکا ہوا ہے، تو بہتر ہے کہ چاروں طرف سے گھرا ہوا ہو تاکہ روایت سے محفوظ رہے، بہتے ہوئے چشمے کا پانی اس لیے بہتر ہوتا ہے کہ مٹی پانی کو صاف کرتی رہتی ہے اور جو چیزیں بہاؤ کے باعث پانی میں غریک ہوتی رہتی ہیں وہ تہ نشین ہو کر مٹی میں جذب ہوتی رہتی ہیں، نیز چشموں کا بہاؤ آفتاب کی طرف ہو، خصوصاً مشرق صیفی کی طرف۔ یعنی موسم صیف میں جس مقام پر سورج نمودار ہوتا ہے۔

مابوجید الجوہر کے خصوصیات:

- ۱، یہ پانی بے ذائقہ ہوتا ہے جس کو عرف عام میں میٹھا پانی کہتے ہیں۔
- ۲، یہ پانی بے بو ہوتا ہے۔
- ۳، اس پانی کی تھوڑی مقدار شراب کی تیزی کو توڑ دیتی ہے۔
- ۴، ایسا پانی لطافت کی وجہ سے گرمی و سردی سے جلد متاثر ہوتا ہے۔
- ۵، یہ پانی معدے میں زیادہ دیر تک نہیں ٹھہرتا ہے بلکہ معدے سے جلد اتر جاتا ہے۔

۶، اس پانی میں چیزیں جلد یک جاتی اور گل جاتی ہیں۔

۷) ماء مطر یہ یا بارش کا پانی: یہ پانی بھی اچھا ہوتا ہے خصوصاً موسم گرما کی بارش کا پانی جو بغیر آندھی کے برسا ہوا اور گر جتے ہوئے ابر سے برسا ہو، لیکن اس پانی میں عفونت جلد پیدا ہو جاتی ہے چونکہ یہ پانی نہایت رقیق و لطیف ہوتا ہے اس لیے اس میں مفسد ارضی (جو ارض پر فساد پیدا کرے) اور مفسد ہوائی کا اثر جلد ہوتا ہے پھر اس پانی کی عفونت بدنی اخلاط کی عفونت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

بقراط نے کتاب الاہویہ والیساہ میں لکھا ہے کہ بارش کا پانی دوسرے پانیوں

کے مقابلے میں ہلکا صاف شیریں و تلخ ہوتا ہے اس لیے کہ یہ پانی بخارات سے بنتا ہے جس کو آفتاب اپنی گرمی سے رقیق کر کے اور چڑھنے پر مجبور کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ بارش کا پانی بمقابلہ دوسرے پانیوں کے اپنی لطافت کی وجہ سے جلد متعفن ہو جاتا ہے۔

(۳) کنوؤں کا ریزہ (زمین دوز نالیاں) ونلوں کا پانی: نلوں کا پانی چشموں کے پانی کے مقابلے میں ہلکا صاف شیریں و تلخ ہوتا ہے اس لیے کہ یہ پانی بخارات سے بنتا ہے جس کو آفتاب اپنی گرمی سے رقیق کر کے اور چڑھنے پر مجبور کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ بارش کا پانی بمقابلہ دوسرے پانیوں کے اپنی لطافت کی وجہ سے جلد بدترین پانی وہ ہے جو نلوں سے گزارا جائے کیونکہ اس میں قلعی کا اثر آجاتا ہے اور یہ پانی قروح امعاء و معدہ پیدا کرتا ہے۔

(۴) ماء نر: یہ کنوؤں کے پانی سے بھی بدتر ہوتا ہے کیونکہ کنوؤں میں پانی سوتوں کے ذریعہ آتا جاتا ہے اس لیے یہ پانی ماء نر سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ کنوؤں کے پانی میں حرکت جاری رکتی ہے۔ اس کے برعکس مناک زمین کا پانی ٹھہرا ہوا ہوتا ہے اس میں حرکت کم ہوتی ہے اس لیے تعفن جلد پیدا ہو جاتا ہے۔

(۵) ماء جلید یہ یا غلیجیہ: (اول یا برف کا پانی) یہ پانی غلیظ ہوتا ہے لیکن پیاس کو فوراً تسکین دیتا ہے، اعصابی و ردوں کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے لیکن اگر اس کو کوا بال کر پیا جائے تو اس کی مضرت دفع ہو جاتی ہے۔

(۶) ماء کدر: (سجاری پانی) یہ پانی ان مریضوں کو مفید ہوتا ہے جو دستوں میں مبتلا رہتے ہیں، اس لیے کہ یہ قبض پیدا کرتا ہے نیز اس کے استعمال سے شدے و پتھری پیدا ہوتی ہے۔ اس پانی کے مصلح چکنائی و شیرینی ہیں۔

(۷) ماء راکد (رکا ہوا اور غیر متحرک پانی)۔ اس قسم کا پانی نیستائیں میں پایا جاتا ہے جس کے گرد سرکنڈے، باض، جیگاڑے، آگے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ پانی جس پر کائی وغیرہ جمی ہوئی ہو، اس قسم کا پانی کمیشن ہوتا ہے اور اس میں اجزاء روئے مشاغل ہوتے ہیں اس قسم کا پانی استعمال کرنے میں طحال کے امراض عموماً لاحق ہوتے ہیں، یا استفادہ زنی یا پھر استفادہ طبعی لاحق ہوتا ہے جگر کمزور ہوتا

ہوتا ہے، عورتوں کو وضع حمل میں دشواری ہوتی ہے بچے منورم پیدا ہوتے ہیں اور بعض عورتوں کو مرض رجاء ہوتا ہے۔

(۸) میاہ معدنیہ - (جس پانی میں معدنیات شامل ہوں) اس کی مختلف قسمیں ہیں۔

(الف) ماء نمکین - یہ بدن کو لاغر کرتا ہے اور بدن میں خشکی پیدا کرتا ہے قوت جلاء کے باعث دست لاتا ہے لیکن بعد میں قبض پیدا کرتا ہے نیز جرب و حکہ پیدا کرتا ہے۔

(ب) ماء نوشادری: یہ معین شکم ہوتا ہے خواہ اس کو پیاجائے یا اس میں آب زن کیا جائے یا اس سے حقنہ لیا جائے۔

(ج) ماء ششیہ: (پشکری کا پانی) یہ نفث الدم، بواسیر اور کثرت حیض کی صورت میں مفید ہوتا ہے، آنکھوں کے دھونے کے لیے بھی مفید ہوتا ہے یہ جریان الدم کو روکتا ہے۔

(د) ماء حدیدہ ونحاسیہ: جس پانی میں لوہا یا تانبا ملا ہوا ہو یہ طحال کے لیے نافع ہے جگر کی اصلاح کرتا ہے اور استسقاء کے لیے بھی مفید ہے۔

(۹) ٹھنڈا گرم پانی: اوسط درجہ کا ٹھنڈا پانی دستوں کے لیے مفید ہوتا ہے معدہ کو قوی کرتا ہے، بھوک بڑھاتا ہے اور پیاس کو تسکین دیتا ہے یہ پانی ان لوگوں کے لیے مضر ہے جن کے احشاء میں ورم ہوا اور زلاوی امراض میں مبتلا ہوں۔

گرم پانی سے متلی ہوتی ہے لیکن اگر زیادہ گرم پانی نہار منہ گھونٹ گھونٹ پیاجائے تو قبض کو رفع کرتا ہے لیکن اس قسم کا پانی معدے کو کمزور اور زہم کو خراب کرتا ہے اور پیاس کو تسکین نہیں دیتا۔

متن اولات

(پینے یا کھانے کی چیزیں)

متن اولات تین طور سے اثر کرتے ہیں۔

(۱) فاعل بالکیفیت : یعنی اپنی حرارت سے بدن کو گرم اور برودت سے بدن کو سرد کرتے ہیں۔

(۲) فاعل بالعنصر : یعنی مادے کے ذریعے اثر کرنے والے۔ یعنی جسم انسان میں داخل ہونے کے بعد خود بھی تبدیل ہو جاتے ہیں اور اعضاء انسان کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

(۳) فاعل بالجوہر : یعنی جوہر سے یا صورت نوعیہ سے اثر کرنے والے جس سے ہر شے کی ماہیت اور حقیقت بنا کرتی ہے صورت نوعیہ سے مراد نہ تو عناصر کی کیفیت ہے اور نہ عناصر کے ملنے سے پیدا ہونے والا مزاج ہے بلکہ یہ ایک تیسری چیز ہے یعنی یہ ایک کمال ہے یعنی عنصر یا مادے کو حسب استعداد مزاج حاصل ہوتا ہے جس طرح قوت جا ذہ جو مقناطیس میں تکمیل مزاج کے بعد پیدا ہوتی ہے اسی طرح صورت نوعیہ دیگر مرکبات میں تکمیل مزاج کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

متن اولات کے حالات بدن انسانی میں : جو اشیاء بدن میں داخل ہوتی ہیں اور پھر ان کے اور اعضاء بدن انسان کے درمیان جو فعل و انفعال ہوتا ہے اس کا نتیجہ تین طرح ظاہر ہوتا ہے۔

(الف) داخل شدہ چیز خود تبدیل ہو جائے لیکن بدن میں کسی طرح کی تبدیلی پیدا نہ کرے۔

(ب) داخل شدہ شے خود بھی تبدیل ہو جائے، لیکن بدن میں کسی طرح کی تبدیلی پیدا نہ کرے۔

(ج) داخل شدہ ہونے والی شے تبدیل نہ ہو لیکن بدن کے اندر تبدیلیاں پیدا کرے۔

(الف) جو چیز بدن میں داخل ہونے کے بعد خود تبدیل ہو جاتی ہے لیکن بدن میں کوئی نمایاں تبدیلی پیدا نہیں کرتی تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں :

۱۔ داخل شدہ شے بدن کے مشابہ ہو جائے اور جزو بدن ہو جائے تو اس کو غذائے مطلق کہتے ہیں۔

۲۔ اگر بدن کے مشابہ نہ ہو تو اس کو دوائے معتدل کہتے ہیں۔

(ب) جو شے جسم میں داخل ہونے کے بعد خود بھی تبدیل ہو اور بدن میں بھی تبدیلی پیدا کرے تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں:

۱۔ اس شے میں جزو بدن ہونے کی قابلیت ہو۔

۲۔ اس شے میں جزو بدن ہونے کی قابلیت نہ ہو۔

اگر جزو بدن ہونے کی صلاحیت موجود ہو تو اس کو دوائے غذائی اور اگر جزو بدن ہونے کی صلاحیت نہ ہو تو اس کو دوائے مطلق کہیں گے۔ اگر بدن میں داخل ہونے والی شے خود بھی تبدیل ہو اور بدن میں بھی تبدیلی پیدا کرے اور یہ تبدیل کرنے کا فعل جاری رہے ختم نہ ہو تو اس کو دوائے سکتی کہیں گے، یہ بدن کو فاسد کر دیتی ہے۔

(ج) اگر داخل شدہ شے خود تبدیل نہ ہو لیکن بدن کو تبدیل کر دے اور اس حد تک تبدیل کر دے کہ بدن میں فساد لاحق ہو تو اس کو سم مطلق یا زہر خالص کہتے ہیں خود تبدیل ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ بدنی حرارت غریزیہ سے متاثر ہونے کے بعد بدن کے اندر گرم بھی نہ ہو، اس لیے کہ اکثر سموم کی حالت یہ ہے کہ جب تک وہ حرارت غریزیہ کے عمل سے گرم نہیں ہوتے ہیں وہ برابر عمل کرتے چلتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آخر کار بدن فاسد ہو جاتا ہے، یہی حال تریاق اور فاذرہر کا بھی ہے اور وہ بھی اسی قسم میں شامل ہے۔

الغرض جو چیزیں بدن کے اندر پہنچتی ہیں اور ان میں اور بدن کے افعال میں فعل و انفعال ہوتا ہے ان کی چھ قسمیں ہیں:

۱۔ غذائے مطلق

۲۔ دوائے معتدل

۳۔ دوائے سکتی

۴۔ دوائے غذائی

۵۔ دوائے مطلق

۶۔ سم مطلق

غذا کے اقسام: غذائیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔

۱۔ غذائے لطیف

۲۔ غذائے کثیف

۳۔ غذائے معتدل

غذائے لطیف وہ ہے جس سے خون لطیف پیدا ہو۔

غذائے کثیف وہ ہے جس سے خون کثیف پیدا ہو۔

غذائے معتدل وہ ہے جس سے اس قسم کا خون پیدا ہو جس کا قوام نہ زیادہ قوی ہو نہ زیادہ گاڑھا یا غلیظ ہو۔

پھر ہر ایک قسم میں سے بعض کثیر التغذیہ ہوتی ہیں جن سے خون کم پیدا ہوتا ہے، طاقت اور غلاظت کے لحاظ سے غذا کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

۱۔ غذائے لطیف کثیر التغذیہ مثلاً ماد اللحم، زردی بیضہ نیم برشت شراب یا انگور کا جوہر۔

۲۔ غذائے لطیف قلیل التغذیہ مثلاً پھل۔

۳۔ غذائے کثیف قلیل التغذیہ مثلاً کائے و بھینس کا گوشت۔

۴۔ غذائے کثیف قلیل التغذیہ مثلاً سوکھا گوشت و چربیوں۔

مذکورہ غذاؤں میں سے بعض غذائیں جید الکیموس اور بعض ردی الکیموس ہوتی ہیں۔

۵۔ غذائے لطیف کثیر التغذیہ جید الکیموس، مثلاً ماد اللحم، زردی بیضہ نیم برشت۔

۶۔ غذائے لطیف کثیر التغذیہ ردی الکیموس مثلاً کلیجی و پیچہ پڑے۔

۷۔ غذائے لطیف التغذیہ جید الکیموس مثلاً سیب انار وغیرہ پھل۔

۸۔ غذائے لطیف التغذیہ ردی الکیموس مثلاً ساگ وغیرہ۔

۹۔ غذائے کثیف التغذیہ جید الکیموس مثلاً بلا ہوا اندایا بھتر کے بچے کا گوشت۔

۱۰۔ غذائے کثیف کثیر التغذیہ ردی الکیموس مثلاً بطخ کا گوشت، گھوڑے کا گوشت۔

- ۱۱۔ غذائے کثیف قلیل التغذیہ جیسا کہ کیموس مثلاً دبلے بیل کا گوشت۔
۱۲۔ غذائے کثیف قلیل التغذیہ ردی الکیموس مثلاً سوکھا گوشت۔

حرکت و سکون بدنی

حرکت بدنی: حرکت بدن انسان پر مختلف طریقوں سے اثر کرتی ہے۔

- ۱۔ بہ لحاظ قوت یعنی قوی یا ضعیف حرکت۔
- ۲۔ بہ لحاظ مدت یعنی حرکت کثیر یا قلیل یا معتدل۔
- ۳۔ بہ لحاظ رفتار یعنی حرکت کے ساتھ سکون بھی شریک ہے یا نہیں۔
- ۴۔ بہ لحاظ شمولیت نوہار کی حرکت کے ساتھ بھی یعنی آگ، دھو بی کی حرکت کے ساتھ پانی۔

تمام حرکات کے اقسام تولید حرارت میں متحد اور مشترک ہیں لیکن دوسرے لحاظ سے مختلف، چنانچہ وہ حرکت جو شدید سریع اور قلیل ہو وہ تحلیل سے زیادہ تسخین پیدا کرتی ہے۔ یعنی اس قسم کی حرکت بدن کے مواد کو اس قدر تحلیل نہیں کرتی جس قدر بدن کو گرم کر دیتی ہے اور جو حرکت ضعیف، بطی کثیر ہوتی ہے اس کا اثر اس کے برعکس ہوتا ہے یعنی وہ تسخین سے زیادہ تحلیل پیدا کرتی ہے، مثلاً چار میل تک چہل قدمی۔

جب حرکت کے ساتھ کوئی مادہ بھی شریک ہوتا ہے تو گاہے یہ مادہ حرکت کی تاثیر میں مزید امداد پہنچاتا ہے۔ مثلاً نوہار کی حرکت کے ساتھ آگ کی موجودگی تحلیل و تسکین میں کمی پیدا کر دیتی ہے، لیکن جب کسی حرکت کی تاثیر میں کمی ہو جاتی ہے جیسا کہ دھو بی کی حرکت کے ساتھ پانی کی موجودگی تحلیل و تسکین میں کمی پیدا کر دیتی ہے، لیکن جب کسی حرکت میں افراط پیدا ہو جائے خواہ وہ کسی قسم کی ہو حرارت غریبزی بڑھنے لگتی ہے جس سے رطوباتِ اصلیہ تحلیل ہو جاتے ہیں اور بدن میں برودت و بیہوشی پیدا ہو جاتی ہے۔

سکون بدنی: سکون ہمیشہ اور ہر صورت میں مبرد اور مرطب ہوتا ہے، مبرد تو اس لیے کہ سکون حالت میں انتعاش حرارت نہیں ہوتا اور اس لیے بھی کہ سکون

کی صورت میں مواد کا احتباس ہوتا ہے جس سے حرارت گھٹ جاتی ہے اور مادے کی زیادتی سے حرارت بچھ جاتی ہے اور مرطب اس لیے ہوتا ہے کہ سکون کی حالت میں فعلیات و رطوبات کا استفراغ اور قتل نہیں ہوتا اس لیے بدن کے اندر رطوبت کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

حرکت و سکون نفسانی

حرکت نفسانی میں خون اور روح دونوں ساتھ ساتھ ظاہر یا باطن بدن کی طرف مائل ہوتے ہیں جن کی پانچ صورتیں ہیں:

- (۱) ظاہر بدن کی طرف دفعۃً حرکت جیسا کہ غصہ میں ہوتا ہے۔
- (۲) ظاہر بدن کی طرف تدریجاً حرکت جیسا کہ فرحت و انبساط کے وقت ہوتا ہے۔
- (۳) باطن بدن کی طرف دفعۃً حرکت جیسا کہ خوف کی حالت میں ہوتا ہے۔
- (۴) باطن بدن کی طرف تدریجاً حرکت جیسا کہ رنج و غم کی صورت میں ہوتا ہے۔
- (۵) ظاہر و باطن ایک ہی وقت میں حرکت۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب کہ دو قسم کے عوارض نفسانی ایک ساتھ عارض ہوتے ہیں مثلاً پیشانی جس کے ساتھ کبھی غصہ آتا ہے تو روح اور خون ظاہر بدن کی طرف حرکت کرتے ہیں، چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے اور کبھی غم پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے روح و خون باطن کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تمام حرکات نفسانہ روح و خون جس طرح حرکت کرتے ہیں، اس طرف حرارت بڑھتی ہے اور جس طرف سے حرکت کرتے ہیں اس طرف برودت بڑھتی ہے۔ اور حرارت اور برودت کا یہ دور غیر معتدل ہو جاتا ہے تو باعثِ امراض ہوتا ہے۔ اگر حرکات نفسانہ میں افراط ہو جائے تو اس کا نتیجہ ہلاکت ہو سکتا ہے خوشی کی افراط سے بھی موت ہو سکتی ہے جس کو شادی مرگ کہا جاتا ہے اور خوف و غم کی زیادتی سے بھی موت واقع ہو سکتی ہے جس کو صدمہ کہا جاتا ہے۔

سکون نفسانی:

سکون نفسانی کی افسراط ہمیشہ مبرداور مبلد ہوتی ہے یعنی اس سے نفس میں برودت و بلادت پیدا ہوتی ہے چنانچہ ایسے لوگ ٹھنڈے مزاج کے لوگ کہے جاتے ہیں۔

نوم و یقظہ (نیند و بیداری)

نوم (نیند)

- (۱) نیند سکون سے قوی مشابہت و مناسبت رکھتی ہے اس لیے کہ روح اور اعضاء نیند کی حالت میں ساکن رہتے ہیں اور روح باطن کی طرف مائل ہوتی ہے جیسا کہ سکون کی حالت میں ہوتا ہے۔
- (۲) نیند کی حالت میں بحون کی مانند، تحمل کی کمی کے باعث بدن میں رطوبت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔
- (۳) بیداری سے پیدا ہونے والی تکان نیند سے اسی طرح زائل ہو جاتی ہے جس طرح کہ حرکت سے پیدا ہونے والی تکان سکون سے زائل ہو جاتی ہے۔
- (۴) نیند میں بھی سکون کی مانند غذا اچھی طرح ہضم ہوتی ہے۔
- (۵) مواد بدن کا اخراج سکون کی مانند نیند کی حالت میں رک جاتا ہے۔

یقظہ (بیداری) بیداری حرکت سے قوی مشابہت رکھتی ہے کیونکہ

- (۱) حرکت سے جس طرح حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح بیداری سے بھی حرارت پیدا ہوتی ہے اس طرح کہ یہ حالت بیداری اعضاء بدن متحرک رہتے ہیں جس سے حرارت پیدا ہوتی ہے بحالت بیداری روح و خون کی ظاہر بدن کی طرف مائل ہوتے ہیں۔
- (۲) حرکت کے مانند بیداری میں بھی تحمل زیادہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہوسٹ پیدا ہو جاتی ہے۔
- (۳) بیداری روح نفسانی کے لیے وہی شان رکھتی ہے جو بدن کے لیے

حرکت رکھتی ہے چنانچہ جس طرح حرکت بدن کو انتقال مکانی کے لیے عبور کرتی ہے، اسی طرح بیداری روح کو باطن کی طرف خارج کی طرف حرکت دیتی ہے۔

احتباس واستفراغ

احتباس مواد کے بدن میں ٹھہرنے کو کہا جاتا ہے اور استفراغ سے مراد مواد بدن کا خارج ہونا ہے خواہ مادہ کسی طرح خارج ہو پیشاب، پائخانہ، تھے و پسینہ نکیر، حیض، بواسیر کی صورت میں مواد بدن جب غیر طبعی صورت میں نیز زائد مقداروں میں خارج ہوتے ہیں تو اس صورت کو استفراغ کہا جاتا ہے احتباس واستفراغ جب تک اعتدال پر رہتے ہیں صحت قائم رہتی ہے اور جب اعتدال سے بڑھ جاتے ہیں یا گھٹ جاتے ہیں تو سبب آفات و امراض بن جاتے ہیں۔

احتباس غیر طبعی

یعنی جن فضلات کا طبعی طور پر استفراغ ہونا چاہیے وہ اگر بدن میں رک جائیں تو اس کو احتباس غیر طبعی کہا جاتا ہے جس کے اسباب حسب ذیل ہیں :-

- (۱) قوت یا فعل ضعیف ہو جائے۔
- (۲) قوت ماسکہ قوی ہو جائے اور مواد کو خارج ہونے سے روک دے۔
- (۳) مجازی تنگ اور مسدود ہو جائیں۔
- (۴) خارج ہونے والا مادہ غلیظ اور لیسدار ہو جائے۔
- (۵) قوت ہاضمہ ضعیف ہو جائے اور ہضم ہونے والی شے دیر تک معدے میں پڑی رہے۔
- (۶) مادے کی مقدار بڑھ جائے کہ قوت دافعہ اس کو دفع کرنے پر قابو نہ

پا سکے۔

۱۷. احساس دفع کسی سبب سے مفقود ہو جائے۔

۱۸. قوت طبعیہ کسی دوسری طرف متوجہ ہو جائے جیسا کہ بحالت بحسراں ہوتا

ہے۔
احتباس غیر طبعی سے پیدا ہونے والے امراض:

۱۹. امراض سوء مزاج جیسے عفونت حرارت غریزی کا احتقان، حرارت غریزی کا

بڑک جانا یا حرارت غریزی کا سمجھ جانا۔

۲۰. امراض سوء ترکیب مثلاً سذہ یا اعصاب میں ٹھیلہ پن پیدا ہو جانا۔

۳۱. امراض تفرق اتصال مثلاً انفجار مجاری یعنی مجاری کا چھٹنا جیسا کہ فالج

میں ہوتا ہے۔

۴۱. امراض مرکبہ مثلاً اورام ثور (دانے کھلی کے مانند)

استفراغ غیر طبعی

جن رطوبات و مواد کو بدن میں رکنا چاہیے وہ اگر بدن سے خارج ہونے

لگیں تو یہ استفراغ غیر طبعی یا غیر ضروری کہلاتا ہے اس کے اسباب

مندرجہ ذیل ہیں:-

۱. قوت دفعہ قوی ہو جائے۔

۲. قوت ماسکہ کمزور ہو جائے۔

۳. اندرون بدن جو مواد پیدا ہو جائیں وہ موذی اور لازع ہوں خواہ زیادتی

مقدار کے باعث یا ریاحی ہونے کے باعث تناؤ پیدا کرتے ہیں یا اپنی حدت

کی وجہ سے سوزش و جلن کی پیدا کرتے ہوں۔

۴. مادہ اس قدر تپلا ہو جائے کہ خود بخود جھپٹنے لگے۔

۵. مجاری کشادہ ہو جائیں۔

۶. انفجار، مجاری پھٹ جائیں یا ان کے منہ کھل جائیں۔

استفراغ غیر طبعی سے پیدا ہونے والے امراض:

استفراغ غیر طبعی سے عموماً مزاج میں برودت پیدا ہوتی ہے لیکن بعض اوقات حرارت بھی عارض ہو جاتی ہے جب کہ خارج ہونے والا مادہ بلغم یا خون ہو اس لیے کہ ایسی صورت میں صفراء کا غلبہ ہوتا ہے اسی طرح استفراغ غیر طبعی رطوبت پیدا کرتا ہے جب کہ سودا و میسا خشکی پیدا کرنے والا بار دمادہ بدن سے خارج ہوتا ہے، ایسی صورت میں حرارت غریزی کم ہو جاتی ہے اور ہضم غذا مکمل نہیں ہوتا لہذا بدن میں بلغم کی زیادتی ہوتی ہے۔

استفراغ اگر افراد کے ساتھ ہو تو اعضاء میں برودت و بے ہوشی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اعضاء میں تشنج وغیرہ عوارضات پیدا ہو جاتے ہیں۔

اسباب غیر ضروریہ غیر مضادہ

وہ اسباب جو اپنی جنس کے اعتبار سے نہ طبیعت انسانی کے پیغرو کی ہیں اور نہ مخالفت یہ وہ چیزیں ہیں جو بدن سے ماسواہ ہیں مثلاً حمام، دنک اور ورزش وغیرہ۔

حمام:

حمام کا طبعی فعل یہ ہے کہ حمام کی ہوا بدن میں گرمی پیدا کرتی ہے اور اس کا پانی بدن میں تری پیدا کرتا ہے۔

حمام کی خصوصیت :- یہ ہے کہ حمام پرانا تعمیر شدہ ہو اور اس کے کمرے کشادہ ہوں، ہوا عمدہ اور پانی شیریں، نیز حمام کی بھٹی میں آگ اتنی ہو کہ حرارت انسانی مزاج کے موافق اور مناسب ہو حمام کے پہلے کمرے کی ہوا معتدل، دوسرے کمرے کی ہوا گرم اور تیسرے کمرے کی ہوا گرم خشک ہونی چاہیے۔ حمام کے اثرات :- حمام کا ذاتی فعل اگرچہ تسخین (گرمی) اور ترطیب (تری) ہے لیکن کبھی یہ اثر تبدیل بھی ہو جاتا ہے چنانچہ بعض اوقات حمام کی گرم ہوا جو حرارت غریزی کو کثرت تحلیل کر دیتی ہے جس کے نتیجہ میں بالعرض (بلا واسطہ اور

بالواسطہ) برودت پیدا ہو جاتی ہے، نیز رطوبت اصلیدہ کے گھٹ جانے سے مزاج میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے جب حمام کا پانی زیادہ گرم ہوتا ہے تو اس سے جلد کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جس کو تشعیریدہ (لرزہ) کہا جاتا ہے، نیز مسامات جلد بند ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے حمام کی رطوبت کا اثر بدن میں داخل ہوتے نہیں پاتا اور نہ تحلیل رطوبت کا فعل ابھی طرح انجام پاتا ہے۔

حمام کا پانی جسم کے اندر حرارت و برودت دونوں کیفیات پیدا کرتا ہے حرارت پیدا کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے پانی بجائے نیم گرم ہونے کے خاصا گرم ہوتا ہے تو اپنی حرارت کے باعث گرمی پیدا کرتا ہے لیکن نیم گرم پانی سردی و تری پیدا کرتا ہے اگر پانی سرد ہو تو اس سے حرارت پیدا ہونے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ حرارت کو بدن کے اندر نفوذ کرا دیتا ہے جس سے حرارت جسم بڑھ جاتی ہے۔

اس طرح یہ حرارت حمام سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ حمام کے سرد پانی سے پیدا ہوتی ہے۔

حمام گناہے ہضم کے ذریعے بدن کو گرم کرتا ہے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب کوئی غذا غیر منہضم معدے میں موجود رہتی ہے یا غلط بار د موجود ہوتی ہے تو حمام کی گرمی سے ہضم پاکر خون بن جاتی ہے، نیز دوران خون تیز بدن میں تیز ہو جاتا ہے اور مواد فاسدہ دفع ہوتے ہیں اس طرح جسمانی حرارت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

حمام یا بس خشکی پیدا کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے ایسی صورت میں صرف گرم کمروں میں بیٹھا جاتا ہے اور پانی نہیں ڈالا جاتا اس طریقے سے جسم میں خشکی پیدا ہوتی ہے اور یہ طریقہ تسبیح، یا استقاء اور دیگر رطوبتی امراض میں نفع بخش ثابت ہوتا ہے، گناہے حمام رطب استعمال کیا جاتا ہے جس سے بدن میں رطوبت حاصل ہوتی ہے۔

مدت حمام کا اثر :- جب حمام میں دیر تک ٹھہرتے ہیں تو کثرت تعریق و تحلیل سے بدن میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے اور کم ٹھہرتے ہیں تو رطوبت پیدا

ہو جاتی ہے۔ تشکم پری کی حالت میں جسم پر حمام کا اثر:

خلوہ معدہ کے وقت حمام کرنے سے بدن میں لاغری اور قوت میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور بہ حالت امتلاء معدہ حمام کرنے سے بدن فرہ ہوتا ہے، لیکن ایسی صورت میں سڈے پیدا ہونے کا امکان ہے اور اگر حمام ہضم معدہ کے بعد کیا جائے تو مفید ثابت ہوتا ہے اور فرہ ہی پیدا کرتا ہے۔

مضر ت حمام :- جو اعضاء ضعیف ہوتے ہیں حمام کی حالت میں ان کی طرف فضلات کا انقباض ہوتا ہے، نیز حمام بدن کو ڈھیلا اور کمزور کرتا ہے حرارت غریزی کو تحلیل کرتا ہے اور اعصاب کو بھی کمزور کرتا ہے، اور بطلان شہوت پیدا کرتا ہے۔

دھوپ کھانا:

گرم تیز دھوپ میں اگر شدید محنت کی جائے تو فضلات کثرت سے تحلیل ہوتے ہیں، پسینہ بکثرت آتا ہے، عضلات ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور استقامت جیسے رطوبتی امراض میں فائدہ ہوتا ہے اور دم کے لیے بھی مفید ہے۔ بارہ المزاج لوگوں کو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے، نیز اکثر دھوپ میں بیٹھنا مختلف قسم کے اوجاع و اورام بارہ میں فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔

دھوپ میں زیادہ دیر تک کام کرنے سے جلد سیاہ یا کیشف ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جلد جھلس گئی ہے اور مواد تحلیل ہونے سے رک جاتے ہیں بہت سے جلدی امراض میں دھوپ میں بیٹھنا مفید ثابت ہوتا ہے۔

پانی چھڑکنا:

سرد چہرہ کو پانی سے دھونا یا چہرہ پر پانی کی چھینٹیں مارنا ایسے امراض میں مفید ہے جو کرب، بے چینی اور غشی پیدا کرتے ہیں، خصوصاً جب کہ

پانی کے ساتھ عرق گلاب و عرق کیوڑہ شامل کر لیا جائے۔
جب طفل نو مود بعد وضع حمل سانس نہ لے تو سرد و گرم پانی ملا کر اس کی چھتیش بچہ کے چہرے و سر پر مار کی جاتی ہیں جس سے وہ سانس لینے لگتا ہے اور رونے لگتا ہے۔
تدہین (تیل ملنا)

روغنیات مثلاً روغن زیتون وغیرہ کی مالش کرنا اعصابی و ردوں تشنج، بلغمی امراض و ادجاء کے لیے نفع بخش ہوتا ہے جلد اور عضلات کی خشکی کو دور کر دیتا ہے، روغنیات مثل روغن اہلیاروغن گل کی مالش صداع میں بہت مفید ہوتی ہے۔

روغنیات بارہ مثلاً روغن کدو، روغن کاہو کی مالش امراض حارہ و یابسہ و صداع حار میں مفید ثابت ہوتی ہے۔

دک (مالش)

مالش جو خشک ہاتھوں سے کی جاتی ہے یا تیل سے کی جاتی ہے اس کی قسمیں حسب ذیل ہیں:-

- ۱- دک صلب (سخت مالش) جو سختی یا زور کے ساتھ کی جائے اس سے اعضاء میں سختی پیدا ہوتی ہے۔
- ۲- دک لئین (نرم مالش) جو نرم ہاتھوں سے آہستہ آہستہ کی جائے اس سے اعضاء میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔
- ۳- دک کثیر (زیادہ مالش) جو زیادہ دیر تک کی جائے اس سے اعضاء میں دہلا پن آتا ہے۔
- ۴- دک قلیل (کم مالش) جو کم مدت میں ختم کر دی جائے اس سے اعضاء میں سرخی و گرمی پیدا ہوتی ہے۔
- ۵- دک معتدل: جو مدت اور قوت کے لحاظ سے اوسط درجہ کی ہو اس سے اعضاء موٹے ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ قسموں کو اگر مرکب کیا جائے تو دھک کی نو صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔

۱، صلب کثیر	۲، صلب قلیل	۳، صلب معتدل
۴، لین کثیر	۵، لین قلیل	۶، لین معتدل
۷، معتدل کثیر	۸، معتدل قلیل	۹، معتدل معتدل

دھک کی کچھ اور مخصوص قسمیں حسب ذیل ہیں :-

(۱) دھک پھوٹن :- وہ مالش جو کم درجے کے پٹے سے کی جائے اس سے مالش کے مقام پر جلد اجتماع دھوک ہوتا ہے۔

(۲) دھک انگس :- جو نرم ہاتھوں یا نرم کپڑے سے کی جائے اس سے مقام مالش پر خون بآہستگی جمع ہوتا ہے۔

(۳) دھک استعداد :- یہ مالش ورزش سے قبل بدن کو ورزش کے لیے آمادہ کرنے کے لیے کی جاتی ہے، یہ نرمی سے شروع کی جاتی ہے اور رفتہ رفتہ سختی اختیار کی جاتی ہے یہاں تک کہ آخر میں خوب زور کے ساتھ مالش کر کے جسم کو گرم کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد ورزش شروع کی جاتی ہے یہ مالش کبھی خالی ہاتھوں سے اور کبھی ہاتھوں میں تیل لگا کر کی جاتی ہے۔

(۴) دھک استرداد :- یہ مالش ورزش ختم کرنے کے بعد کی جاتی ہے تاکہ جو عضلات ورزش سے خارج نہ ہوئے ہوں اور جلد میں جمع ہوں وہ بھی خارج ہو جائیں، یہ مالش دھک استعداد کے برخلاف زور اور سختی کے ساتھ شروع کی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ نرمی کی طرف ختم کی جاتی ہے یہاں تک کہ آخر میں قوت اور دباؤ بالکل نہیں ہوتا۔

اغراض دھک

۱، ذیلے بدن کو مضبوط بنانا۔

۲، نرم عضلات کو سخت بنانا۔

۳، سخت عضلات کو نرم اور ڈھیلا بنانا۔

- (۴) دبے اعضاء کو موٹا کرنا۔
- (۵) موٹے اعضاء کو دبلّا کرنا۔
- (۶) چھوٹے اعضاء کو بڑا کرنا۔
- (۷) اعصاب کو تقویت پہنچانا۔
- (۸) جلد اور عضلات میں شحمیات کا جذب کرنا۔
- (۹) جلد کی فضلات کا دفع کرنا اور اور جلدی امراض سے محفوظ رکھنا۔

ریاضت (ورزش یا کسرت)

ریاضت بدن کی وہ ارادی اور سخت حرکت ہے جس کے سبب سے سانس لمبی اور تیز چلنے لگتی ہے۔
ریاضت کے فوائد

- (۱) سانس لمبی تیز اور گہری چلتی ہے اور اس طرح ہوا کا جزو لطیف (روح، آکسیجن) زیادہ جذب ہوتا ہے جو صاف خون کی مقدار میں اضافہ کرتا ہے۔
- (۲) دورانِ خون تیز ہوتا ہے اور اس طرح ہر عضو کو غذا حاصل کرنے کا بہتر موقع باسانی ملتا ہے۔
- (۳) فضلات دفع ہوتے ہیں اور اس طرح اجتماع فضلات سے پیدا ہونے والے امراض سے انسان محفوظ رہتا ہے۔
- (۴) حرارتِ اصلیہ بڑھتی ہے اور براہِ نگینہ ہو کر اعضاء کی صلاحیت بڑھاتی ہے۔
- (۵) اعضاء کی قوتِ جاذبہ اور ہاضمہ قوی ہوتی ہے۔
- (۶) بدنی رطوبت رقیق ہو کر اعضاء کے جوہر تک نفوذ کرتی ہے جس کے نتیجے میں اعضاء نرم اور چست ہوتے ہیں۔
- (۷) مسامات کشادہ ہو کر اخراج فضلات میں مدد دیتے ہیں۔
- (۸) عضلات و مفاصل مضبوط ہوتے ہیں۔

ترک ریاضت کے نقصانات

ایک عرصہ تک ریاضت کر کے چھوڑ دینا نہایت نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں حرارتِ اصلیہ کمزور ہو جاتی ہے اور اس طرح اعضاء و قوای کمزور ہو کر ہر قسم کے امراض قبول کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

ریاضت کی قسمیں۔۔۔ عملاً ریاضت کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(۱) ریاضتِ عرضیہ

(۲) ریاضتِ ذاتیہ (خالص)

ریاضتِ عرضیہ۔۔۔ وہ ہے جو بلا ارادہ روزِ مَرّہ کے معمولات، دوڑ دھوپ اور مختلف پیشوں کے نتیجہ میں ہوتی رہتی ہے جیسے کاشتکاری، مزدوری وغیرہ۔

ریاضتِ ذاتیہ۔۔۔ وہ ہے جو قصد و ارادہ کے ساتھ مطلوبہ فوائد حاصل کرنے کے لیے کی جائے۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔

(۱) **ریاضتِ عامّہ**۔ جس کے ذریعہ سارے بدن کی ورزش ہوتی ہے۔

(۲) **ریاضتِ خاصّہ**۔ جس سے کسی خاص عضو یا کسی خاص حصّہ بدن کی ورزش مقصود ہوتی ہے۔

(۱) **ریاضتِ قلیلہ**۔ جو کم مدت میں ختم کر دی جائے۔

(۲) **ریاضتِ قویہ**۔ جو زیادہ وقت تک کی جائے۔

(۳) **ریاضتِ ضعیفہ**۔ جس میں کم وقت صرف کی جائے۔

(۴) **ریاضتِ سریعہ**۔ جس میں حرکات جلد جلد واقع ہوں۔

(۵) **ریاضتِ بطیّہ**۔ جس میں حرکات سست اور بدیر واقع ہوں۔

(۶) **ریاضتِ خشیشہ**۔ وہ ہے جس میں حرکت قوی اور جلد واقع ہوں۔

(۷) **ریاضتِ تراخیمہ**۔ وہ ریاضت جس میں حرکت دیر میں اور آہستہ

آہستہ واقع ہوں۔

ورزش کے طریقے

۱، ٹہلنا ۲، دوڑنا ۳، تیرنا ۴، پہاڑی پر چڑھنا ۵، لکڑی چلانا ۶،
بن اوٹ کی مشق ۷، کشتی چلانا ۸، ٹھوڑے پر سواری کرنا ۹، کشتی چلانا
۱۰، کھیل مشلا ٹینس، کرکٹ، فٹ بال، ہاکی، بیڈمنٹن ۱۱، ڈنڑھ بیٹھک لگانا
ڈمبلز کی ورزش ۱۲، مکدر ہلانا ۱۳، ڈنڑھ بیٹھک لگانا ۱۴، اٹھنا کودنا ۱۵،
دوڑنی پتھر یا لوہا اٹھانا اور پھینکنا وغیرہ۔

اوقات ورزش

ورزش کرنے کے واسطے بہترین وقت صبح کی ضروریات سے فراغت
کے بعد ہے، لیکن بہت سے لوگ شام کے وقت ورزش کرنے کو ترجیح
دیتے ہیں لہذا ان دونوں اوقات میں سے کسی ایک وقت ورزش کرنا
چاہئے۔

خالی پیٹ یا غذا کھانے کے فوراً بعد ورزش کرنا مضر ہے سب سے
بہتر وقت ورزش کے لیے وہ مناسب ہے کہ جب کھانا معدہ آنتوں
میں ہضم ہو چکا ہو اور اعضاء میں جذب ہو رہا ہو اور جسم و بدن ہو
رہا ہو۔

اعضا شکم میں کمی غذا کی صورت میں بھی ہرگز ورزش نہ کرنی چاہئے اس لیے
کہ ایسی صورت میں ردی مواد اور اخلاط سارے بدن میں پھیل کر امراض کا
باعث ہوتے ہیں۔

مقدار ورزش

ہر شخص کو اپنی طاقت قوت ہضم اور دیگر جسمانی حالات کے لحاظ
سے ورزش کرنی چاہئے اور اس سلسلے میں صبر و تحمل اور کوشش
نظر رکھنا چاہئے۔

۱، جلد کارنگ - جب تک جلد کی سرخی بڑھتی رہے ورزش جاری

رکھی جائے اور جب زردی نمودار ہو تو ورزش ترک کر دی جائے۔

(۲) حرکات اعضاء۔ جسمانی حرکات جب تک آسانی کے ساتھ جاری رہیں ورزش جاری رکھی جائی اور جب حرکات میں نستی اور جسم میں تکان محسوس ہو ورزش روک دی جائے۔

(۳) جب تک اعضاء پھولتے رہیں اور پسینہ خشک ہوتا رہے ورزش جاری رکھی جائے اور جب اعضاء کا پھولنا بند ہو جائے اور پسینہ بہنے لگے تو ورزش روک دی جائے۔

ورزش کے لیے ضروری ہدایات۔

۱۔ غلوئے معدہ میں سخت ورزش سخت مضر ہے اس لیے ورزش سے پہلے گرمیوں میں لطیف سردیوں میں ٹھوس غذا کچھ استعمال کر لینا چاہیے۔

۲۔ امتلاء معدہ کے مقابلہ میں غلوئے معدہ کی حالت میں ورزش زیادہ مضر ہوتی ہے۔

۳۔ گرمی و سردی کے لحاظ سے جسم کو ورزش کے وقت معتدل ہونا چاہیے۔

۴۔ ورزش سے قبل بول و براز کی حاجت سے فراغت پالینا ضروری ہے۔

۵۔ ورزش سے پہلے حرارت غریزیہ کو تحریک دینے اور مسامات بدن کو کھولنے کے لیے دلک استعداد کرنا ضروری ہے اور ورزش کرنے کے بعد تکان دور کرنے کے لیے دلک استعداد کرنا ضروری ہے۔

۶۔ اگر کوئی عضو کمزور یا مریض ہے تو ورزش ایسی کرنی چاہیے کہ مریض عضو پر زور کم پڑے۔

۷۔ قوی اور شدید ورزش زیادہ دیر تک مسلسل نہ کرنی چاہیے بلکہ دیر میں میں تھوڑا تھوڑا وقفہ کر ورزش کرنی چاہیے۔

- ۸۔ ورزش میں تبدیلی بھی ضروری ہے کچھ دن کے بعد سابقہ ورزش میں کچھ نہ کچھ ترمیم ضروری ہے۔
- ۹۔ ورزش ہمیشہ ہوادار کرے یا کھلے ہوئے مقام پر کرنی چاہئے۔
- ۱۰۔ ورزش آہستہ آہستہ بڑھائی جائے اور ہمیشہ وقت مقررہ پر کی جائے۔

ریاضت خاصہ یا ریاضت عضویہ:

ہر عضو بدن اپنی ساخت اور وظائف کے اعتبار سے مختلف قسم کی ورزش چاہتا ہے بعض عضوی ورزشیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سینہ اور اعضائے تنفس کی ورزش :- آواز کو پست اور بلند کرنے سے ہوتی ہے، اسی طرح سانس روک کر پھونک مارنے سے بھی اعضائے تنفس کی ورزش ہوتی ہے اس سے سینہ کے فضلات بھی پاک ہوتے ہیں۔

۲۔ باصرہ کی ورزش - باریک اور چمک دار چیزوں کی طرف تھوڑی تھوڑی دیر دیکھنے سے آنکھوں کی اچھی خاصی ورزش ہو جاتی ہے۔ لیکن زیادہ دیر تک ان چیزوں پر نظر جمانا نقصان دہ ہوتا ہے۔

۳۔ سامعہ کی ورزش :- ہلکی اور باریک آوازوں کو سننا ساتھ ہی تیز اور بھاری آوازوں کا سامنا سامعہ کی ورزش میں شامل ہے۔

۴۔ اعضائے غذا کی ریاضت :- یہ بدنی ریاضت کے تابع ہوتی ہے، اعضائے غذا کی الگ کوئی مخصوص ریاضت نہیں ہے بلکہ ان کی ریاضت یہی ہے کہ کسی قسم کی بدنی ریاضت کی جائے، یہی سبب ہے کہ تمام جسمانی ریاضتوں اور دوڑ دھوپ کے کاموں سے غذا خوب ہضم ہوتی ہے اور بھوک خوب لگتی ہے۔ اور اعضاد غذا خوب کام کرتے ہیں۔

اعیاء (تکان)

تکان کی اصلی قسمیں تین ہیں۔ قروچی، تمددی اور دورمی

۱۔ اعیاء قروچی :- اس تکان کو کہتے ہیں جس کے ساتھ جلد میں ایسی محکمن محسوس ہو۔ جیسے قرمہ یا گھاؤ میں ہوتی ہے۔ اس کی شدت کے وقت قشریہ (پھریری) بھی محسوس ہوتا ہے اس تکان کا سبب ایسے اخلاط رویہ اور مواد فاسدہ ہوتے ہیں جو اگر عروق میں داخل ہو جائیں تو اچھے خون میں ملنے سے ان کی آفت اور حدت ٹوٹ جائے لیکن چونکہ طبیعت اسخیں جلد کی طرف دفع کر دیتی ہے اس لیے وہاں یہ ایسی خالص صورت میں پہنچتے ہیں کہ ان کی اذیت (حدت) ٹوٹی ہوئی نہیں ہوتی ہے، پس ان مواد فاسدہ سے کم سے کم جو اذیت پہنچ سکتی ہے وہ یہی تکان ہے لیکن یہ مواد اگر کسی قدر حرکت و جریان میں آجائیں تو پھر ان سے قشریہ پیدا ہوگا اور اگر ان کا یہ جان بڑھے گا تو لرزہ عارض ہوگا۔ مواد فاسدہ کے تفتیح و پختگی کے لیے ایک مدت چاہیے، اور جب تک کہ یہ مواد نفع نہ پا جائیں قابل اندفاع نہیں ہوتے ہیں، ان مواد ہی کو اخلاط خامہ کہا جاتا ہے، یہ مواد بعض اوقات کچھ عروق میں داخل ہو جاتے ہیں اور لحم (عضلات) کے اندر بھی خام حالت میں پڑے رہتے ہیں۔

۲۔ اعیاء تمددی :- میں انسان کو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا اس کا بدن کچل دیا گیا ہے، نیز اسے حرارت و تباؤ کا احساس بھی ہوتا ہے۔ اس حالت میں انسان کو حرکت ناگوار ہوتی ہے حتیٰ کہ انگڑائی کو بھی جی نہیں چاہتا ہے، علی الخصوص جب کہ یہ تکان و تعب (کثرت کام) کی وجہ سے ہو۔

اعیاء تمددی کا سبب وہ فضلات ہوتے ہیں جو عضلات کی ساخت میں رکے ہوئے ہوتے ہیں مگر یہ فضلات بلحاظ جوہر کے ایسے بڑے نہیں ہوتے اور نہ ان میں لذع ہوتا ہے اور گاہے اس کا سبب ریخ ہوتی ہے۔ اعیاء مادی و ریخی میں فرق نفقت اور نقل کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ مادی میں نقل ہوتا ہے اور ریخی میں نفقت ہوتی ہے۔

اس قسم کی تکان با اوقات نیند پور کی نہ ہونے کی وجہ سے

لاحق ہوتی ہے، چنانچہ نیند پوری ہونے کے بعد یہ تکان دور ہو جاتی

۳۔ اعیاء ورمی۔ وہ تکان ہے جس میں بدن طبعی حالت سے زیادہ گرم ہو جاتا ہے، اعضائے بدن بلحاظ حجم و رنگ کے پھولے ہوئے عضو کی طرح ہوتے ہیں اور اسی طرح چھونے اور حرکت کرنے سے متاثر ہوتے ہیں، نیز اعضاء میں تناؤ کی کیفیت بھی محسوس ہوتی ہے۔

پھولے ہوئے عضو کی رنگت میں سرخی اور چمک ہو ا کرتی ہے کیونکہ تناؤ کی وجہ سے جلد تن جاتی ہے جس سے جلد کی چمک بڑھتی ہے۔

اعیاء ورمی زیادہ دیر تک کھڑے ہونے اور چلنے پھرنے سے عارض ہوتی ہے۔ (گیلانی)

اعیاء کی اضافی قسمیں اعیاء کٹھنی ہے جس میں انسان یہ محسوس کرتا ہے گویا کہ اس کے بدن میں غیر معمولی خشکی اور بیوسٹ لاحق ہو گئی ہے۔ اس کا سبب ریاضت کی زیادتی اور اس کے بعد دیکھ حش بطور دیکھ استراحت ہوتا ہے گا ہے اس کا سبب کئی غذا روزہ یا فاقہ اور گاہے افراط جماع اور استفراغ ہوتا ہے۔

اسباب باعتبار کیفیت اربعہ

اسباب مسخنة :

وہ اسباب جو بدن میں حرارت پیدا کرتے ہیں حسب ذیل ہیں :-

- (۱) حرکت مفراط۔
- (۲) اعتدال کے ساتھ حرارت پیدا کرنے والی چیزوں کا بدن سے ملنا ہونا۔
- (۳) گرم ماکولات و مشروبات۔
- (۴) تکاثف جو کسی سبب سے ہو۔
- (۵) عفونت پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال۔

اسباب مبردہ:

وہ اسباب جو بدن میں برودت پیدا کرتے ہیں حسب ذیل ہیں۔

- ۱، سکونِ مفرط
- ۲، مبردات کا بدن سے ملاقی ہونا۔
- ۳، یار دما کولات و مشروبات
- ۴، تقلیلِ غذا (غذا میں کمی)
- ۵، تکثیرِ غذا (غذا میں زیادتی)

اسباب محففہ:

وہ اسباب جو بدن میں رطوبت پیدا کرتے ہیں حسب ذیل ہیں۔

- ۱، سکون و آرام
- ۲، کثرتِ نوم یا نیند کی زیادتی۔
- ۳، رطوبات غیر طبعی کا بدن میں احتباس۔
- ۴، غلط یا بس کا جسم سے اخراج مثلاً صفراء۔
- ۵، تکثیرِ غذا (غذا میں زیادتی)
- ۶، رطوبت پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال ظاہر جسم پر۔
- ۷، مرطبات کا استعمال۔
- ۸، ہلکے مسکنات کا استعمال۔
- ۹، مبردات کا استعمال۔
- ۱۰، فرحت معتدل۔

اسباب مرطبہ:

وہ اسباب جو بدن میں میوست پیدا کرتے ہیں، حسب ذیل ہیں:-

- ۱، حرکت
- ۲، بیداری یا جاگنا
- ۳، کثرتِ استفراغ
- ۴، تقلیلِ غذا (غذا میں کمی)

- (۵) دوائے یا بس یا غذائے یا بس کا استعمال۔
 (۶) حرکات نفسانی کی زیادتی مثلاً کثرت جماع۔
 (۷) خشکی پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال ظاہر جسم پر۔
 (۸) گرم اشیاء کے استعمال کی زیادتی جو کثرت تخلل کی وجہ سے خشکی پیدا کرتی ہیں مثلاً پائے کافی یا قہوہ وغیرہ۔

مفادات شکل

- یہ وہ اسباب ہیں جو بدن کی شکل کو بگاڑ دیتے ہیں نو قسم کے ہوتے ہیں۔
- (۱) بعض اسباب جینی زندگی سے متعلق ہوتے ہیں اور قوت مصورہ میں خلل ڈالتے ہیں۔
 (۲) وہ اسباب جو وضع حمل کے وقت غیر طبعی ٹوٹی سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً بچے کا پیروں کی طرف سے پیدا ہونا۔
 (۳) بعض اسباب وہ ہیں جو وضع حمل کے وقت بچے کی غلط گرفت سے تعلق رکھتے ہیں یہ بچے کی شکل کو بگاڑ دیتے ہیں۔
 (۴) اسباب بادیہ یا خارجیہ مثلاً ضرب یا سقط۔
 (۵) وہ اسباب جو قبل از وقت ولادت جنین کو گھمانے پھرانے سے پیدا ہوتے ہیں۔
 (۶) بعض اسباب عصبی ہوتے ہیں مثلاً لقوہ، فالج، استقار، عرشہ، تشنجی کیفیت یا تشنجی لقوہ وغیرہ۔
 (۷) کبھی درم سلعات یا زخم کے اندمال و اتحام کے بعد بھی شکل میں خرابی پیدا ہو جایا کرتی ہے۔
 (۸) دیگر امراض جو شکل کو بگاڑ دیتے ہیں۔ مثلاً جذام، آتشک، ہیچک وغیرہ۔
 (۹) زیادہ بڑھاپا اور زیادہ لاغرئی۔

اسباب سد و ضیق مجاری

- ۱، سدہ کبھی اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ کوئی جسم غریب مجاری میں رک جائے جس کی دو صورتیں ہیں۔
- (الف) وہ چیز بلحاظ ساخت غریب ہو جسے پتھری یا اس کی مقدار زیادہ ہو مثلاً کثیر مقدار میں نفل کا آنتوں میں رک جانا۔
- (ب) وہ چیز بلحاظ کیفیت اجنبی ہو مثلاً نحسی چیز کا زیادہ غلیظ یا زیادہ لیردار ہو جانا۔
- ۲، کبھی سدہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ کسی قرح کے اندمال کے بعد مجاری تنگ ہو جاتے ہیں مثلاً آنتوں کے زخم کے بعد آنتیں تنگ ہو جاتی ہیں۔
- ۳، گاہے (رسولی) یا کسی دوسری ساخت کا مجاری کے اندر پیدا ہو جانا۔
- ۴، گاہے ورم یا رسولی مجری کی قریبی ساختوں میں پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے دیائے سے بھی مجری تنگ ہو جاتا ہے۔
- ۵، شدت برودت کے سبب سے بھی مجاری تنگ ہو جاتے ہیں۔
- ۶، قابضات قویہ کا استعمال۔
- ۷، کسی پٹی یا بندہ وغیرہ کا کس کر باندھنا۔

اسباب اتساع

- ۱، قوت ماسکدہ کا کمزور ہونا۔
- ۲، قوت دافعہ کا قوی ہو جانا۔
- ۳، ادویہ مسہلہ کا استعمال۔
- ۴، ادویہ مرخیہ کا استعمال۔

اسباب خشونت

- ۱، مقطعات یا جالی ادویہ کا استعمال۔
- ۲، یابس اور قابض ادویہ کا استعمال۔

(۳) بارد اور کثیف ادویہ کا استعمال۔

اسباب ملامت

- (۱) ادویہ مفردیہ کا استعمال
- (۲) لطیف محملات کا استعمال جو رطوبت میں سیلان پیدا کرتا ہے۔
- (۳) خلع اور مفارقت وضع کے اسباب۔
- (۱) کوئی سبب جس سے کمپناؤ پیدا ہو جس سے جوڑ کھڑا ہو جائے یا ساختوں میں غلا پیدا ہو جائے۔
- (۲) حرکت کے وقت عضو کا سہارا غلط ہو جائے جس سے مفارقت وضع پیدا ہو جاتی ہے جیسے مونچ آجانا۔
- (۳) کوئی سبب مرتحی اور مرطب جس سے ساخت یاریشے ڈھیلے ہو جائیں مثلاً مرض فتن کا پیدا ہو جانا۔
- (۴) کوئی ایسا سبب جو ساخت کو گلا دے یا سٹرا دے۔

اسباب سوء مجاورت

- (۱) ورم
- (۲) اندمال قرح
- (۳) کسریا خلع
- (۴) تشنج
- (۵) استرخاء
- (۶) تجمع مفاصل
- (۷) خلل سبب

اسباب حرکت غیر طبعیہ۔

یہ وہ اسباب ہیں جن سے جسمانی اعضاء میں غیر طبعی حرکتیں پیدا ہوتی ہیں، مثلاً عشاء، تشنج، فواق، قشعریرہ یا لرزہ، جثا (ڈکار)، عطاس (چھینک)، تمطی، تشاؤب وغیرہ وغیرہ غیر طبعی حرکات ان کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

- (۱) اس درجہ یورست پیدا ہو جائے کہ صنف پیدا کر کے ریشہ کا سبب بنے۔
- (۲) تلخ پیدا کرنے والی یورست چکی پیدا کرتی ہے اور تلخ اعصاب کی چکی سے پیدا ہوتا ہے۔
- (۳) ایسے فضلات جو تلخ پیدا کرتے ہیں۔
- (۴) وہ فضلات جو عصبی قوت کو مدد دیتے ہیں مثلاً ریشہ، امتلائیہ اگر انسداد مکمل ہو جاتا ہے تو اُس سے فالج یا سکتہ پیدا ہوتا ہے۔
- (۵) وہ فضلات جو اپنی بروقت یا کیفیات سے اذیت پہنچاتے ہیں مثلاً رزہ اور قشریرہ یا پھر یریاں۔
- (۶) حرارت غریزیہ کا جسم کے اندر احتباس، جس سے ظاہر جسم سرد اور باطن جسم گرم ہو جاتا ہے۔
- (۷) عضلات میں جس ریا ح جس کی وجہ سے اعضاء میں اختلافی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔
- (۸) اور اسی طرح ریا حی اور بخاری مادوں کے اجتماعی سے تمطی و میناؤب پیدا ہوتا ہے۔

زیادتی مقدار و تعدد اعضاء کے اسباب:

- (۱) مادہ کی کثرت
- (۲) قوت جاذبہ کا مصنوعی طور پر قوی کرنا مثلاً دلیک کے ذریعہ۔
- (۳) قوت مصورہ کا فعل بجز جانا اور یہ صورت خلقی یا پیدائشی۔
- (۴) ہوتی ہے لیکن مرضی بھی ہوتی ہے مثلاً چہرہ و جسم پر مسے نکل آنا۔

اسباب تفرق اتصال

اندرونی اسباب :- غلط اٹال۔ محرق، مَرخ، مرطب، مجفف اور ریا ح کا امتلائیہ اسباب گاہے شدت حرارت کی وجہ سے یا گاہے کثرت مادہ کے باعث تفرق اتصال پیدا کرتے ہیں چونکہ شدت حرارت اور کثرت مادہ

کی وجہ سے قوت، دافعہ قوی ہو جاتی ہے اور عروق پھٹ جاتے ہیں یا ورم پیدا ہو جاتا ہے یا ورم میں انفجار پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ بیرونی اسباب

- ۱، شتھاؤ پیدا کرنے والے اسباب
- ۲، قطع کرنے والے اسباب
- ۳، آگ کے مانند جلانے والے اسباب
- ۴، کینے والے اسباب
- ۵، چھیننے والے اسباب
- ۶، چھونے والے اسباب

اسباب قرہ

تقرح : قرہ بننے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی ورم پھٹ کر پھوٹ جائے مثلاً شولات خراج و سلعہ خبیثہ کے سبب قرعات کا پیدا ہو جانا۔

اسباب ورم

ورم کے بعض اسباب مادہ سے متعلق ہوتے ہیں اور بعضے اعضاء سے متعلق ہوتے ہیں۔

چنانچہ مادہ کے لحاظ سے ورم کے اسباب چھ ہوتے ہیں جن کو کلیات امراض میں بیان کیا جا چکا ہے۔

اعضاء میں ورم پیدا ہونے کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں :-

۱، عضو کی قوت دافعہ اگر کمزور ہو تو قوی عضو میں مادہ دفع ہو کر ورم پیدا کرتی ہے۔

۲، قبول کرنے والے عضو میں اگر ضعف پیدا ہو جائے تو مادہ کو دفع کرنے سے معذور ہو گا اور مبتلا ہو گا۔

۳، وہ عضو فضلات کے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے اس کی چند

صور تیں ہیں۔

(الف) طبعاً جو ہر اس قسم کا ہو یا خلقاً اسی مقصد کے لیے بنایا گیا ہو مثلاً جلد فضلات کو جذب کرتی ہے اور وہ بصورت میل اس پر جم جاتے ہیں اور جب تک دھویا نہ جائے صاف نہیں ہوتے یہی مادے بعض اوقات اس قدر فاسد اور تیز ہوتے ہیں کہ بثورات اور اورام پیدا کر دیتے ہیں۔

(ب) اس عضو کا جو ہر ڈھیلا ہو، مثلاً غدہ خلف الاذن یا بغل اور ران کی یا کنجران کی گلیاں۔

(ج) اس عضو کی طرف مواد آنے کا راستہ کشادہ ہو مگر خارج ہونے کا راستہ تنگ ہو جائے۔

(د) عضو نیچے کی طرف واقع ہو کہ جس کی وجہ سے مواد اس پر نہ نشین ہو جائیں۔

(ه) عضو پیمائش میں چھوٹا ہو اور مادے کی مقدار زیادہ ہو اور عضو اس مادے کو دفع بھی نہ کر سکے۔

(و) کسی ضعف کی وجہ سے وہ عضو غذا کو ہضم اور جذب نہ کر سکے۔ اور اس غذا کو اپنے مشابہ نہ بنا سکے گا تو متورم ہو جائے گا۔

(ز) ترک ریاضت کے باعث مواد کا تحلیل رک جائے، چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ پہلوان جب ورزش کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو ان کو وجع المفاصل اور تحلیل شکم اور اس قسم کے عوارضات اور اورام پیدا ہو جاتے ہیں۔

(ح) اگر کسی عضو میں بکثرت حدت و حرارت پیدا ہو جائے خواہ یہ حرارت طبعی ہو یا مصنوعی تو یہ ورم پیدا کرتی ہے۔

اسباب وجع

درد اور لذت :- کسی مخالف اور منافی چیز کا احساس اگر منافی ہونے کی

جیثیت سے ہو تو اس احساس کو درد کہا جاتا ہے اور اگر مثبت ہونے کی جیثیت سے ہو تو اسے لذت کہا جاتا ہے۔

وجع کے اسباب دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) سور مزاج مختلف

(۲) تفرق اتصال

سور مزاج مختلف کے معنی یہ ہیں کہ اعضاء کے مزاج کے مخالف اور متضاد ہو اور اعضاء کے مزاج پر غالب آجائے اور اس منفی مزاج کا احساس منفی ہونے کی جیثیت سے محسوس ہو۔

رہا سور مزاج مستوی تو یہ درد کا سبب اس لیے نہیں بنتا کہ یہ تدریجاً پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ طبیعت اس کی عادی ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ حمی دق کی حرارت کا احساس مریض کو نہیں ہوتا اور حمی یوم کا احساس بہت زیادہ ہوتا ہے پس سور مزاج مستوی باعث وجع نہیں ہوتا۔

جالیئوس کے نزدیک درد کا حقیقی سبب تفرق اتصال ہے اس لیے کہ سور مزاج عاریا لبس یا بار دیا لبس اگر درد کا سبب بنتے ہیں تو وہ تفرق اتصال ہی کے ذریعے بنتے ہیں۔

اسباب وجع اور ان کے اسباب

جالیئوس کے نزدیک اقسام وجع پندرہ ہیں۔

(۱) وجع حکاک (کھجانے والا درد) یہ غلط حریف یا مالج سے پیدا ہوتا ہے۔

(۲) وجع خشن (چھنے والا درد) یہ غلط خشن سے پیدا ہوتا ہے۔

(۳) وجع ناخس (چھنے والا درد) مثلاً ذات الحنب۔ یہ اغشیہ کے تمدد

اور درم سے پیدا ہوتا ہے۔

(۴) وجع ممدو (تناؤ کا درد) یہ گاہے ریج کی وجہ سے ہوتا ہے اور گاہے

غلط کی وجہ سے جو عصب یا عضلہ میں تمدد پیدا کرے، مقام وجع پر

صلابت پائی جاتی ہے۔

(۵) وجع ضاغظ - (دباؤ پیدا کرنے والا درد) یہ اس مادہ یاریح سے پیدا ہوتا ہے جو عضو میں تنگی پیدا کرتی ہے اور عضو کو ہر طرف سے گھیر لیتی

(۶) وجع منفسخ - (بھاڑنے والا درد) یہ اس مادہ سے پیدا ہوتا ہے جو عضلات اور ان کی جھلی میں سخت تناسل پیدا کر جاتا ہے اور ان ساختوں کو بھاڑ

(۷) وجع مکشتر - (ہڈی توڑ درد) یہ اس مادہ یاریح سے پیدا ہوتا ہے جو ہڈی اور اس پر استر کرنے والی جھلی (غشاء عظمیٰ، غشاء محلل) کے درمیان حائل ہو جاتی ہے اور گاہے یہ درد بردت سے پیدا ہوتا ہے جو اس جھلی میں قبض (سکڑن) پیدا کرتی ہے۔

(۸) وجع رخو - (ڈھیلا درد) یہ اس مادہ سے پیدا ہوتا ہے جو عضلات کے گوشت (لحم عضلہ) میں تناسل پیدا کرتا ہے نہ کہ اس کے وتر میں۔ اس درد کا نام رخو (ڈھیلا) اس لیے رکھا گیا کہ گوشت (لحم) بمقابلہ عصب و تر اور غشاء کے نرم ہوتا ہے۔

(۹) وجع شاقب - (چھیدنے والا درد) یہ کسی غلیظ مادہ یاریح کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو جرم قولون کی طرح سخت اور غلیظ عضو کے طبقات کے درمیان بند ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) وجع منسلی - (تنگہ والا درد) یہ اس مادہ یاریح سے پیدا ہوتا ہے جو اعضاء کی ساختوں کو بھاڑتے اور گھستے چلے جاتے ہیں اس لیے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی تنگہ گھسیڑ رہا ہے۔

(۱۱) وجع خڈری - (بے جس اور شن کرنے والا درد) یہ عضو کے مزاج میں بردت کے غلبہ سے یا، روح کے باریک راستوں کے بند ہو جانے کے سبب سے عضو مآؤف تک نہ پہنچ سکے پر یا اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ رگوں میں امتلاء ہوتا ہے اور رگیں مواد سے پُر ہو کر اعصاب

پہ دباؤ ڈالتی ہیں۔

(۱۲) وجع ضربانی (نیس کا درد) یہ ورم حار کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ورم بارد سے پیدا نہیں ہوتا۔

(۱۳) وجع الثقیل (بوجھل درد) یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ ورم کسی بے حس عضو میں ہو، مثلاً پھیپھڑے، گردے، طحال، یہ حساس عضو میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ ورم عضو حساس کی حس کو باطل کر دے مثلاً جب کہ سرطان فم معدہ پر ہو اور فم معدہ کی حس باطل ہو جائے تو فم معدہ پر بوجھل درد پیدا ہوتا ہے۔

(۱۴) وجع اعیانی (تکان کا درد) یہ کثرتِ کار کی بنا پر تعب و تکان سے پیدا ہوتا ہے اس کو اعیاءِ ثقیلی کہا جاتا ہے اور لگا ہے یہ کسی خلطِ ممد کی وجہ سے بھی پیدا ہوتا ہے اور اس کو اعیاءِ تمددی کہا جاتا ہے اور لگا ہے یہ ریج کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اس کو اعیاءِ نافع (نفخ پیدا کرنے والا درد) کہا جاتا ہے اور لگا ہے یہ خلطِ لاذع (تیز اور جلانے والی یا سوزش پیدا کرنے والی خلط) سے پیدا ہوتا ہے اسے اعیاءِ قروحی کہا جاتا ہے کیونکہ حرکت کے وقت ایسی دنگھن پیدا ہوتی ہے جیسے قروح میں ہوا کرتی ہے۔

مذکورہ بالا اقسام کی ترکیب سے وجع اعیانی کی مرکب قسمیں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً اعیاءِ ورمی جو اعیاءِ تمددی اور اعیاءِ قروحی سے مرکب ہوتا ہے۔

(۱۵) وجع لاذع۔ یہ بھی وجع اعیانی کی قسموں میں سے ہے یہ اس خلط سے پیدا ہوتا ہے جس میں کوئی تیز کیفیت پائی جاتی ہے جو اعضا میں سوزش و جھکن پیدا کرتی ہے۔

اسبابِ تسکین وجع

(الف) سبب درد کا ازالہ و امالہ ہو جائے۔

(ب) رطوبت بڑھ جائے (رطوبت باعث درد کبھی نہیں ہوتی) یا منومات کا استعمال مثلاً افیون جس سے نیند آجائے۔

(ج) مجذرات کا استعمال جس سے عضو بے حس ہو جائے۔

(د) نفس کی توجہ ہٹا دی جائے
درد کے اثرات و نتائج؛

درد قوت کو تحلیل کرتا ہے جس سے ضعف یا غشی پیدا ہوتی ہے مثلاً وجع القویج یا وجع القلب یا وجع الکلیہ۔

(۲) اعضاء کو ان کے مخصوص افعال و وظائف سے روک دیتا ہے۔

(۳) درد کی وجہ سے پہلے عضو میں حرارت پیدا ہوتی ہے پھر سرد ہو جائے۔

حرکت موجب درد ہوتی ہے:

حرکت سے عضلات و اعصاب میں تمدد پیدا ہوتا ہے جس سے ساختوں میں تفرق اتصال پیدا ہو جاتا ہے جو موجب درد ہوتا ہے۔

اخلاط ردیہ کیوں کر موجب درد ہوتے ہیں:

(۱) اخلاط ردیہ گاہے اپنی کیفیت کی وجہ سے درد پیدا کرتے ہیں مثلاً غلط لاذع یا خلط حار۔

(۲) گاہے اخلاط اپنی کثرت یا مقدار کی زیادتی سے اعضاء میں کھنچاؤ یا تفرق اتصال پیدا کر کے موجب درد ہوتے ہیں۔

(۳) گاہے اخلاط اپنی کثرت و کیفیت دونوں کی وجہ سے درد پیدا کرتے ہیں۔

ریاح کیوں کر موجب درد ہوتی ہے:

ریاح ہمیشہ تمدد کی وجہ سے درد پیدا کرتی ہے جس کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً ریا ح کبھی اعضاء کے جوف میں مجتمع ہو کر تناؤ پیدا کرتے ہیں مثلاً نفخہ

المعدہ اور کبھی آنتوں کے طبقات کے درمیان سرایت کر کے باعث وجع ہوتے ہیں، مثلاً مشانہ وغیرہ کا درد، ریا ح و بخارات کا جلد پر پر اگندہ اور

تحلیل ہو جانے یا دیر تک قائم رہنے پر موقوف ہے کہ مادہ زیادہ ہے یا کم، اور غلیظ ہے یا رقیق، اور وہ عضو جس پر اجتماع ریاح ہوا ہے وہ مخفف ہے یا شعوس ہے یا متخلل۔

اسباب امتلاء

یہ دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) خارجی

(۲) داخلی

خارجی اسباب

(۱) کسی ایسی چیز کا استعمال کرنا جو بدن میں رطوبت پیدا کرے مثلاً حمام بعد غذا۔

(۲) آرام و سکون کی زیادتی

(۳) ریاضت اور استفراغ کا ترک کرنا

داخلی اسباب

(۱) قوت ہاضمہ کا ضعیف ہو جانا

(۲) قوت ماسکہ کا قوی ہو جانا اور مجاری کا تنگ ہو جانا۔

اسباب عفونت

حکیم محمد آعظم خاں فرماتے ہیں۔ شیخ الرئیس وغیرہ کے قول کے مطابق عفونت وغیرہ کے اسباب تین قسم کے ہیں۔
اول۔ ردی غذا کے استعمال سے عفونت کا پیدا ہونا۔

دوم۔ عروق میں سددہ ہوتا ہے جو مواد کو عروق و مجاری میں محتبس کر دیتا ہے اور سود مزاج پیدا کر دیتا ہے جس کی بناء پر مسامات سے تنفس اور ترشح مجاری نہیں رہتے نیز سود مزاج کے باعث ہضم حید اعضاء میں نہیں ہو پاتا اور یہی

اسباب تولید مدد اور عفونت کے ہیں۔
سوم۔ ردی ہوائیں بادبائی ہوائیں اور ٹھہرے ہوئے بدبودار پانی سے مس شدہ
بدبودار ہوائیں ہیں جو براہ مسامات و تنفس اخلاط و ارواح تک پہنچ کر مواد
کو متعفن کر دیتی ہیں۔

۸۔ مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں واضح ہے کہ بدنی بخارات (اخلاط) میں جو
عضلات واقع ہوتی ہے اس کے اسباب دو ہوتے ہیں، ایک ردی غذا اور
ردی ہوا سے عفونت کا پیدا ہونا دوم سود مزاج کے باعث سود ہضم۔

اسباب ضعف اعضاء

ضعف تین طور پر واقع ہوتا ہے۔ جرم عضو متاثر ہو یا وہ روح متاثر ہو
جو اصلی قوت کی حامل ہے یا اصلی قوت متاثر ہو۔

(۱) جرم عضو کا متاثر ہونا، وہ اسباب جو براہ راست جرم عضو پر اثر انداز ہوتے
ہیں اور ضعف پیدا کرتے ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں:-

(الف) سود مزاج

(ب) سود ترکیب

سود مزاج خصوصاً سود مزاج بارد زیادہ مضر ہوتا ہے اور سود مزاج حار بھی
ضعف پیدا کرتا ہے، مثلاً شدید گرمی کا جسم پر اثر یا حمام کی طوالت جس
سے بعض اوقات غشی لاحق ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سود مزاج یا بس کشافت
و مسامات کی تنگی کی وجہ سے مُضعف ہوتا ہے اور سود مزاج رطب اعضاء کو
ڈھیلا کرتا ہے جس سے اعضاء کے مسامات تنگ ہو جاتے ہیں اور ان میں
کوئی قوت سرایت نہیں کرتی۔

(ب) اس میں سب سے زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ ساخت ڈھیلی ہو جائے اس حالت
میں مریض کو کسی خاص تکلیف کا احساس نہیں ہوتا لیکن ضعف بڑھ
جاتا ہے۔

(۲) روح کا متاثر ہونا۔

جو اسباب براہ راست روح کو متاثر کر کے مُضعف ہوتے ہیں ان میں اول روح کا سود مزاج ہے اور دوم روح کا تحلیل ہے خواہ یہ تحلیل انفعالات نفسانیہ کی وجہ سے ہو یا استفراغِ فصد کی وجہ سے ہو۔
۱۔ اصلی قوت کا متاثر ہونا۔

وہ اسباب جو براہ راست اثر کرتے ہیں وہ افعال کی کثرت اور ان کی تکرار و شدت ہے جو قوی کو کمزور کر دیتی ہے اس لیے کہ روح اور اعضاء کثرتِ افعال اور کثرتِ حرکت سے تحلیل ہوتے ہیں جب کہ بدل مایہ تحلیل حاصل نہ ہو۔
ضعف کے اسباب بعیدہ۔

ہوا، پانی اور غذا کی خرابی بھی ان اسباب میں شامل ہیں جو خون روح اور اعضاء کے مزاج کو فاسد کر کے ضعف پیدا کرتے ہیں۔

ضعف کے اسباب میں سے بعض وہ چیزیں بھی ہیں جو استفراغ سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً نزف الدم یا جریان الدم یا اسہال یا استسقاء کی رطوبت کا خارج ہونا یا ذبیہ کے مواد کا خارج ہونا۔

ہر قسم کے اوجاع ضعف پیدا کرتے ہیں مثلاً وجع المعدہ اور وجع القولنج، وجع القلب وجع الکلیہ۔

بخاروں کی وجہ سے بھی ضعف پیدا ہوتا ہے اس کا سبب بھی روحانی تحلیل ہوتا ہے اس لیے کہ بحالت بخار روح کا سود مزاج مہر پیدا ہوتا ہے۔
جلدی مسامات کی کشادگی بھی تحلیل میں متعین ہوتی ہے اور اس لحاظ سے مُضعف ہوتی ہے۔

بھوک کی شدت بھی مُضعف ہوتی ہے۔

بعض اعضاء خلقتاً ضعیف ہوتے ہیں۔ مثلاً دماغ آنکھ اور قلب وغیرہ۔ کہ ان کو قدرت نے بلحاظ ضعف محفوظ مقام پر رکھا ہے تاکہ یہ آفات و صدمات سے محفوظ رہیں۔

اعراض امراض

- اعراض عرض کی جمع ہے اور عرض کے معنی علامت ہیں۔
 جن علامتوں سے صحت کو پہچانتے ہیں ان کو علامات صحت کہتے ہیں اور جن
 علامتوں سے مرض کو پہچانتے ہیں ان کو علامات مرض کہتے ہیں۔
 علامات صحت - یہ تین قسم کے ہوتے ہیں۔
 (۱) وہ علامات جو بدن کی ترکیب کی درستی کو ظاہر کرتے ہیں ان کو علامات جوہرہ
 یعنی ساخت سے تعلق رکھنے والے علامات کہا جاتا ہے یہ علامات اعضاء
 کی خلقت وضع مقدار اور عدد سے متعلق ہوتے ہیں۔
 (۲) وہ علامات جو مزاج کے اعتدال کو ظاہر کرتی ہیں ان کو علامات امزجہ کہا
 جاتا ہے، ان کا تعلق اعضاء کے شکل و شمائل اور حسن و جمال سے
 ہے۔
 (۳) وہ علامات جن کا تعلق اعضاء کے افعال سے ہوتا ہے اس قسم کے علامات
 کو علامات تمامیہ کہا جاتا ہے۔
 مزاج کی صحت اور اعتدال کے لیے بھی یہی تین علامتیں ہوتی ہیں۔
 علامات مرض :- بعض علامتیں نفس مرض کو ظاہر کرتی ہیں، مثلاً بخار میں
 نبض کی سرعت بخار کی تیزی کو ظاہر کرتی ہے۔ بعض علامتیں مقام مرض کو ظاہر
 کرتی ہیں۔ مثلاً نبض کی انتشاریت نواحی صدر کے دریا و یرم یا ذات الجنب
 کو ظاہر کرتی ہے، اسی طرح بعض علامتیں مرض کو ظاہر کرتی ہیں، مثلاً امتلاء

کے علامات امتلاء کو ظاہر کرتے ہیں، بعض علامات ایک خاص وقت کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں اور پھر ختم ہو جاتی ہیں ان کو علامات و قیقہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً ذات الجنب میں بخار کا تیز ہو جانا۔ سعال یا بس، خشک کھانسی، ضیق النفس و جع ناقص یا چھینے والا درد اور بعض منشاری، یہ علامتیں مرض کے ساتھ شروع ہوتی ہیں اور اسی کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کے برخلاف بعض علامتیں دائمی ہوتی ہیں۔ مثلاً درد سر جو بخار کے ساتھ پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے بعد بھی قائم رہتا ہے بعض علامتیں بحرانی ہوتی ہیں جو مرض کے انتہائی درجہ میں پیدا ہوتی ہیں بعض علامتیں بیرونی اعضاء کے امراض کا پتہ دیتی ہیں مثلاً اعضاء کے رنگ کا تبدیل ہو جانا، اعضا کی نرمی یا سختی اور اعضاء کی سردی یا گرمی۔

بعض علامتیں حرکات سے تعلق رکھتی ہیں اور یہ علامات اندرونی امراض کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً ہونٹوں کا پھڑکنا، لعوہ یا فالج کو ظاہر کرتا ہے۔ بعض علامتیں سکون سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً صرع یا مرگی، سکنتہ، غشی، فالج۔

جو علامات حرکت سے تعلق رکھتے ہیں ان کی مثال لرزہ یا کپکپی، چھینک، ہچک، سعال، اشتلاج یعنی حرکات کا تیز ہونا۔

ان حرکات میں سے بعض وہ ہیں جن کا فعل طبیعت کے مطابق ہوتا ہے مثلاً چھینک اور ہچک وغیرہ جو تندرستی کی حالت میں بھی پیدا ہوتی ہے اور بعض علامتیں طبیعت کے عارضی فعل سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً قشعریرہ، رعشہ، یکنج وغیرہ۔

امراض باطنہ کے علامات

ان علامات کو سمجھنے کے لیے اعضاء جسم کی تشریح جاننا ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل امور تشریح الاعضاء کے سلسلے میں قابل غور ہیں۔

- (۱) عضو کی شکل و شباهت
- (۲) عضو کی صیغ وضع اور صیغ مقام
- (۳) عضو ماؤف کی دوسرے اعضاء سے مشارکت اور تعلق

(۴) عضو کا جو ہر کیسا ہے (یعنی ٹخمی ہے) عضلی ہے یا غضرونی
 (۵) عضو کے عروق و اعصاب اور مجاری کہ جن سے واضح ہو کر عضو میں کوئی شے
 رک سکتی یا خارج ہو سکتی ہے کہ نہیں۔
 اعضاء کی تشریح جاننے کے بعد امراض باطنہ کی تشخیص کے لیے حسب ذیل امور
 سے استدلال ضروری ہے۔

(۱) افعال اعضاء سے استدلال

(۲) استفراغ و احتباس سے استدلال

(۳) وجع یا درد سے استدلال

(۴) ورم سے استدلال

(۵) وضع سے استدلال

(۶) دیگر مناسب امراض و دلائل سے استدلال۔

افعال اعضاء سے استدلال: جب کسی عضو کے افعال طبعی حالت پر قائم
 نہ رہیں تو اس کا سبب کوئی نہ کوئی مرضی کیفیت ہوتی ہے افعال کی خرابی کی
 تین صورتیں ہیں۔

(۱) نقصانِ فعل

(۲) تغیرِ فعل

(۳) بطلانِ فعل

نقصانِ فعل سے مراد فعل میں کمی واقع ہونا مثلاً ضعف بصارت جس سے
 اشیاء صاف نظر نہ آئیں، یا ضعف معدہ جس سے غذا دیر میں ہضم ہو۔

تغیرِ فعل سے مراد یہ ہے کہ فعل کی نوعیت تبدیل ہو جائے مثلاً ایک چیز دو نظر آنے
 لگے یا آنکھوں کے سامنے بھگکے سے نظر آنے لگیں یا چھوٹی چیز بڑی نظر آنے لگے۔
 اسی طرح کانوں میں وہ آواز سنائی دیں جن کا خارج میں وجود نہ ہو۔

بطلانِ فعل سے مراد یہ ہے کہ عضو کا فعل بالکل ختم ہو جائے۔

استفراغ و احتباس سے استدلال :- استفراغ و احتباس کے لحاظ سے
 امراض کو تشخیص کرنے کی چند صورتیں ہیں۔

(الف) احتباس غیر طبعی ہو مثلاً بول و براز کا رک جانا جس کی پھر چند صورتیں ہیں ،
اول خارج ہونے والی چیز جو ہر عضو سے ہو یا جو ہر عضو سے نہ ہو ، چنانچہ اگر
خارج ہونے والی چیز جو ہر عضو سے ہوگی تو اس سے رہنمائی کی تین صورتیں
ہوں گی۔

(۱) وہ چیز جو اپنے اصل جوہر سے رہنمائی کرے مثلاً کھانسی میں غشاء الریہ کے
ٹکڑوں کا خارج ہونا قضاۃ الریہ کے زخموں کی دلیل ہے۔

(۲) وہ چیز اپنی مقدار کے لحاظ سے رہبری کرے مثلاً ہیچش یا سچ امعاء میں خارج
ہونے والے قشور (پھلکے) قرع قویونی پر دلالت کرتے ہیں۔

(۳) وہ چیز اپنے رنگ سے رہبری کرے مثلاً سرخ رسوب جو بول میں خارج ہو وہ طریض
گرمہ پر دلالت کرتا ہے ، اسی طریقے پر سفید رسوب امراض مثانہ پر دلالت
کرتا ہے۔

اگر خارج ہونے والی چیز جو ہر عضو سے نہ ہو تو اس کی رہبری کی بھی چند
صورتیں ہیں۔

(۱) کسی طبعی چیز کا خارج ہونا غیر طبعی صورت میں ، مثلاً خون کا کھانسی کی صورت
میں خارج ہونا پیچھے پٹے کے زخم پر دلالت کرتا ہے ، قے اور دست میں
خون کا شامل ہونا قروح معدہ و امعاء پر دلالت کرتا ہے۔

(ب) اگر خارج ہونے والی چیز کی کیفیت غیر طبعی ہو مثلاً خون فاسد کا فضلہ کے ساتھ
اخراج تو وہ بواسیر کی دلیل ہے۔

(ج) خارج ہونے والی چیز کا جو ہر غیر طبعی ہو مثلاً پتھری تو وہ گردے اور مثانے کی
پتھری پر دلالت کرتی ہے۔

(د) خارج ہونے والی چیز کی کیفیت غیر طبعی ہو جائے اگرچہ اس کا اخراج طبعاً غیر ضروری
ہو مثلاً بول و براز کا سیاہ ہو جانا۔

(ه) خارج ہونے والی چیز کا راستہ غیر طبعی ہو جائے اگرچہ اس شے کا اخراج
طبعاً ضروری ہو مثلاً ایلاؤس جو شدید مہلک مرض ہوتا ہے۔ (براز کا منہ سے

خارج ہونا)

وجع سے استدلال۔ درد سے متعلق علامات دو جنسوں پر مشتمل ہے۔
 اول مقام درد سے رہبری حاصل کرنا۔ مثلاً اگر دائیں جانب پسلیوں کے نیچے
 حصہ میں درد ہے تو یہ درد جگر کی علامت ہے یا ذات الجنب کی۔
 دوم درد کی نوعیت سے بھی سبب مرض کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً وجع ثقیل اس امر کو ظاہر
 کرتا ہے کہ ورم کسی بے حس عضو میں ہے، اسی طرح وجع لاذع تیز مائے یا
 بھجان کی علامت ہے۔

ورم سے استدلال؛ جو ورم سے متعلق علامات ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔
 (الف) ورم کے جوہر سے رہبری حاصل کرنا، مثلاً ورم سرخ مادہ دموی پر دلالت
 کرتا ہے۔ ورم زرد مادہ صفراوی پر سیاہ مادہ سوداوی پر اور ورم سفید
 مادہ بلغمی پر دلالت کرتا ہے۔

(ب) ورم کے مقام سے رہبری حاصل کرنا مثلاً داہنی جانب ہڈی شکل کا اگر ورم
 ہو تو یہ ورم جگر کو ظاہر کرتا ہے اور ورم کی شکل طوی ہے تو یہ عضلات شکم
 کے ورم پر دلالت کرتا ہے۔

وجع سے استدلال؛ وجع مشارکت سے بھی رہبری حاصل ہوتی ہے۔
امراض اصلیہ و شرکیہ کے علامات فارقہ:

(۱) یہ دیکھنا چاہیے کہ دونوں امراض میں سے کون سا مرض پہلے لاحق ہوا ہے کون
 سا بعد میں۔ چنانچہ پہلے پیدا ہونے والا مرض اصلی اور بعد میں پیدا ہونے والا
 شرکی ہوگا۔

(۲) اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ ایک مرض کے زائل ہونے کے بعد کون سا مرض
 باقی رہتا ہے، چنانچہ باقی رہنے والا مرض اصلی ہوگا اور زائل ہونے والا
 شرکی ہوگا۔

(۳) یہ بھی دیکھا جائے کہ ایک مرض کے اسباب کے باعث کون سا مرض زائل ہوتا
 ہے چنانچہ زائل ہونے والا مرض شرکی اور دوسرا مرض اصلی ہوگا۔

(۴) جب ایک مرض غیر محسوس ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی کوئی شرکی مرض پیدا
 ہوتا ہے تو اصلی مرض بھی شدت اختیار کر جاتا ہے، پس ایسی صورت میں

معالج کو چاہئے کہ مرض اصلی و شرکی کا فرق سمجھنے کے لیے اعضاء کی مشارکت اور مشارکت پیدا ہونے والے امراض اور ان کے اعراض قریبہ و بعیدہ سے بخوبی واقف ہوتا کہ تشخیص میں غلطی کا امکان نہ ہو۔

علامات امزجہ۔

جن عوارض سے مزاجوں کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ ان کی دس قسمیں

ہیں۔

- (۱) ملمس
- (۲) لحم و شحم کی مقدار
- (۳) بالوں کی نوعیت
- (۴) بدن کی رنگت
- (۵) ہیئت اعضاء
- (۶) اعضاء کا جلد یا بدیر متاثر ہونا
- (۷) میند و بیداری
- (۸) افعال اعضاء
- (۹) فضلات بدن

(۱۰) انفعالات نفسانیہ

(۱) ملمس :- جلد کو چھو کر مزاجی کیفیت اس طرح سمجھی جاتی ہے کہ اگر اعضاء کا ملمس معتدل ہو تو وہ شخص صیح المزاج ہوگا اور اگر بارد ہے یا جارہے تو مزاج اس کے مطابق ہوگا۔ اسی طرح ملمس کی ہوسٹ اور سختی مزاج کی ہوسٹ پر اور ملمس کی نرمی اور رطوبت مزاج کی رطوبت کی دلالت کرتی ہے۔

(۲) لحم و شحم کی مقدار :- لحم کی زیادتی حرارت و رطوبت کی دلیل ہے اور شحم کی زیادتی برودت کی دلیل ہے۔ ایسے شخص کا بدن ڈھیلا ہوگا، عروق دمویہ تنگ ہوں گے اور جسم میں حرارت کم ہوگی، بدن کی لاغری برودت و ہوسٹ کے غلبے کی دلیل ہے۔

(۳) بالوں کی نوعیت :- سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں پر غور کیا

جاتا ہے۔

- (۱) بالوں کا جلد یا دیر سے اگنا۔
- (۲) بالوں کی قلت و کثرت۔
- (۳) بالوں کا باریک یا موٹا ہونا۔
- (۴) بالوں کا سیدھا یا گھونگھریالا ہونا۔
- (۵) بالوں کی رنگت

بالوں کا دیر سے نکلنا یا نہ نکلنا مزاج کے مرطوب ہونے کی دلیل ہے اور بالوں کا جلد نکلنا بیہوشی کی دلیل ہے اور جب حرارت و بیہوشی دونوں موجود ہوں تو بال بکثرت جلد اور موٹے نکلتے ہیں بالوں کا باریک ہونا رطوبت و بیہوشی کی دلیل ہے اور بالوں کا گھونگھریالا ہونا حرارت و بیہوشی کو ظاہر کرتا ہے اور مسامات جلد کی پیچیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔

بالوں کے رنگ کے لحاظ سے سیاہی حرارت مزاجی اور سمجھور یا سفید رنگ برودت مزاج کو اور سرخی اور شقرت (سیاہی) اعتدال مزاج کو ظاہر کرتا ہے۔

(۴) بدن کی رنگت :- بدن کی سفیدی برودت اور قلت خون کی دلیل ہے حرارت یا غلط صفراوی کا غلبہ ہو تو بدن کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے بدن کی سرخی کثرت خون و حرارت کی دلیل ہے، بدن کا نیلا ہو جانا شدت برودت کی علامت ہے اور گندمی رنگ اعتدال حرارت کی دلیل ہے۔

(۵) ہئیت اعضاء :- جس شخص کا مزاج گرم ہو گا اس کا سینہ فراخ یا چوڑا ہو گا، ہاتھ پاؤں لمبے لمبے ہوں گے، نبض عظیم اور قوی ہوگی، عضلات موٹے ہوں گے اور بارد المزاج اشخاص کی ہئیت ان کے خلاف ہوگی یعنی سینہ ان کا تنگ گھٹا ہوگا، جلد میں خشکی اور رگیں ابھری ہوئی مفاصل نمایاں ہوتے ہیں۔

(۶) اعضاء کا جلد یا بہ دیر متاثر ہونا :- جس شخص کے اعضاء جلد کسی سبب سے گرم ہو جائیں تو اس شخص کا مزاج حار ہو گا اور اگر سرد ہو جائیں تو اس کا مزاج بارد ہو گا اور جلد متاثر نہ ہوں تو یہ اعتدال مزاج کی علامت ہے۔

(۷) نیند و بیداری :- نیند و بیداری کا اعتدال پر قائم رہنا اعتدال مزاج کی علامت ہے، نیند کی زیادتی رطوبت و برودت کی علامت ہے اور بیداری کی زیادتی حرارت اور بیوست کی دلیل ہے۔

(۸) افعال اعضا :- جب تک اعضاء کے افعال طبعی رفتار پر جاری رہیں تو یہ اعتدال مزاج کی علامت ہے اور جب افعال کی رفتار میں سرعت پیدا ہو تو یہ حرارت کی علامت ہے مثلاً اعضاء کا نشوونما تیزی سے ہونا یا ناخنوں یا بالوں کا تیزی سے بڑھنا بہت سے طبعی افعال شدت حرارت کی وجہ سے ناقص ہو جاتے ہیں۔ مثلاً سود مزاج حار کی وجہ سے عیند کا نہ آنا یا کم آنا۔

اگر افعال میں بلادت یعنی سستی اور ضعف ہو تو یہ برودت مزاج کی دلیل

ہے۔
(۹) فضلات بدن :- جو فضلات طبعاً خارج ہوتے ہیں وہ اگر صحیح کیفیت اور طبعی تقاضے کے مطابق خارج ہوں تو سمجھنا چاہیے کہ بدن کا مزاج اعتدال پر ہے اور اگر اعتدال سے تجاوز کر جائیں تو اس کے برعکس سمجھنا چاہیے، تفصیل بول و برازیں دیکھیے۔

(۱۰) انفعالات نفسانیہ :- مثلاً غصہ، خوشی، رنج و ملال وغیرہ۔ صبر و استقلال و جوش و بہادری اعتدال مزاج کی علامتیں ہیں اور اس کے برعکس غیر طبعی مزاج کی علامتیں ہیں۔

مزاج معتدل کے علامات

- (۱) حرارت، برودت، بیوست، رطوبت، نرمی اور سختی میں متکس کا معتدل ہونا۔
- (۲) جلد کی رنگت کا سفیدی و سرخی کے درمیان ہونا۔
- (۳) جسم کا نہ زیادہ لاغر ہونا اور نہ زیادہ موٹا ہونا۔
- (۴) بدن کی رگوں کا زیادہ ابھرا ہوا ہونا اور نہ زیادہ دبا ہوا ہونا۔
- (۵) بالوں کی کثرت و قلت اور مجموعت یا گھونگھریالہ پن کے اعتبار سے درمیانی حالت کا ہونا۔

(۷) نیند و بیداری کے لحاظ سے معتدل ہونا، نیند و بیداری کے لحاظ سے معتدل ہونا۔

(۷) تخیلات کے لحاظ سے درمیانی حالت پر ہونا۔

(۸) اخلاق و عادات و اطوار کا بہترین حالت میں ہونا۔

علامات امتلاء

امتلاء کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) امتلاء بحسب الادعیہ

(۲) امتلاء بحسب القوة

(۱) امتلاء بحسب الادعیہ :- اس سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ اخلاط و ارواح کی کیفیت درست ہوں مگر ان کی کیفیت 'یعنی مقدار میں اضافہ ہو جائے، جس سے عروق متلی ہو جائیں اور ان میں تمدد یا تناؤ پیدا ہو جائے اس قسم کا امتلاء جس شخص کو لاحق ہو اس کے لیے حرکت کرنا خطرناک ہوتا ہے کیونکہ امتلاء کی حالت میں حرکات سے رگیں پھٹ جاتی ہیں اور خفقان، صرع اور فالج جیسے مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

علامات امتلاء بحسب الادعیہ :- اعضاء کا بوجھل ہونا (گراتی) اور اعضاء میں کسل یا تکان پایا جانا، بدن کا رنگ سرخ ہو جانا، رگوں کا متلی ہو جانا یعنی پھول جانا اور ان میں تناؤ کا پیدا ہو جانا اور نبض کا متلی ہونا، قارورے کا رنگین اور گاڑھا ہو جانا، بصارت میں کمزورت پیدا ہو جانا سرد و وار (آنکھوں کے نیچے اندمیر اور چکڑ) کا پیدا ہونا۔

(۲) امتلاء بحسب القوة :- اس سے مراد یہ ہے کہ محض اخلاط کی مقدار کی زیادتی کے باعث اذیت محسوس نہ ہو بلکہ ان کی کیفیت ردی ہو جائے اور اس روایت کی وجہ سے جسمانی قوتیں مغلوب ہو جائیں اور افعال ہضم و نفیج بگڑ جائیں۔ لیکن اگر اخلاط کی مقدار بھی زیادہ عفوئیہ لاحق ہوتے ہیں یا تلحیح الدم یا سم دم یا عھونت دم وغیرہ۔

علامات امتلاء بحسب القوة :- امتلاء اگر خالص ہو یعنی اخلاط کی مقدار زائد نہ

ہو محض کیفیت روی ہو تو مذکورہ علامتیں معمولی ہوتی ہیں، لیکن اگر اخلاط کی مقدار بھی زیادہ اور کیفیت بدل جائے تو پھر امراض عفونیہ پیدا ہو جاتے ہیں۔

اخلاط اربع کے امتلاء کی علامتیں

۱۔ علامات غلبہ دم :- آنکھوں کی جڑوں میں اور کنپٹیوں میں بوجہ غنودگی جو اس میں محذور زبان اور آنکھوں کی سرخی، بدن پر بثورات کا نکلنا، ناک یا مقعد سے خون کا جاری ہو جانا (نکسیر یا بواسیر) جو لوگ فصد کے عادی ہوں اور فصد نہ کرا سکیں تو ان میں غلبہ دم کی علامات زیادہ پائی جاتی ہیں۔

علامات غلبہ بلغم :- بدن کا رنگ سفیدی مائل یا زردی مائل ہوتا ہے، لمس نرم اور سرد ہوتا ہے، کثرت بزاق زیادہ (تھوکلنا) اور پیاس کم ہوتی ہے، ہضم ضعیف ہوتا ہے۔ کٹھنی دکھائی آتی ہیں، کسل یا بدن کا گرنا زیادہ ہوتا ہے، ذہن کند ہوتا ہے، نبض لین اور بطنی ہوتی ہے۔

علامات غلبہ صفراء :- آنکھوں اور بدن کا رنگ زرد، منہ کا مزہ کڑوا، زبان اور جلد پر خشونت (کھردرا پن) و خشکی، نتھنوں میں خشکی ٹھنڈی ہوا اور ٹھنڈے پانی سے تسکین ہوتی ہے، پیاس زیادہ ہوتی ہے، نبض سریع اور متلی ہوتی ہے، صفراوی قے اور دست ہوتے ہیں حلق و معدے میں سوزش ہوتی ہے بدن میں قشعریرہ یعنی لرزہ ہوتا ہے یا سونگی کی سی چھین ہوتی ہے۔

علامات غلبہ سوداء :- جسم کا رنگ سیاہ بدن میں خشکی اور حواس مختلف سوزش و جلن کا احساس، پیشاب غلیظ اور سیاہی مائل، جسم پر بالوں کی کثرت، جلد پر سیاہ دھبوں کا پیدا ہونا اور امراض طحال کی کثرت۔

علامات سُدد

جب بدن میں مواد رک جائیں اور تمدد کا احساس ہو تو بدن میں امتلاء پایا جاتا ہے، ایسی صورت میں سمجھنا چاہیے کہ یقیناً سُدد موجود ہیں، سُدد کا امتیاز ورم سے اس طرح ہو سکتا ہے کہ سُدد میں بخار نہیں ہوتا اور اگر سُدد باریک مجاری میں

پیدا ہوں تو بوجھ کا احساس نہیں ہوگا، البتہ اعضاء کے افعال میں کچھ نہ کچھ خلل پیدا ہو جاتا ہے اور کچھ نہ کچھ فقر الدم کے علامات پائے جاتے ہیں۔

علامات اور ام

اور ام ظاہرہ :- حس اور مشاہدے سے معلوم ہو جاتے ہیں لیکن اور ام باطنہ حسب ذیل علامات سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

اور ام حارہ کے علامات :- بخار لازمی ہوگا بوجھ محسوس ہوگا بشرطیکہ عضو متورم بے حس ہو اور اگر باحس ہو تو بوجھ کے ساتھ درد بھی پایا جائے گا، نیز اس کے فعل میں کوئی نہ کوئی خلل ضرور لاحق ہوگا۔

علامات اور ام بارودہ :- ان کے ساتھ درد ہونا لازم نہیں اور نہ بخار پایا جاتا ہے لیکن بوجھ اور گرانی جس کے ساتھ درد نہ ہو اور ام بارودہ کی خاص علامت ہے ورم میں لینت یا نرمی پائی جائے تو یہ ورم بلغمی کی علامت ہے اور اگر سختی پائی جائے تو یہ ورم سوداوی کی علامت ہے۔

سارے اور ام یعنی جملہ قسم کے اور ام جو احشاء اور مرقاق و صفاق اور دیوار بطن کو لاغر کر دیتے ہیں اور پھوڑے کی طرح دکھنے لگتے ہیں درد اور بخار میں شدت ہوتی ہے جس سے بدن میں لاغری اور سستی پیدا ہوتی ہے اور گاہے چھین یا ٹیس محسوس ہوتی ہے۔ نیز آنکھوں کے حلقے گہرے ہو جاتے ہیں۔ جب ورم میں پیپ پڑ جاتی ہے تو درد بخار اور ٹیس میں کمی ہو جاتی ہے اور درد کے بجائے خارش جیسی کیفیت محسوس ہونے لگتی ہے نیز بوجھ بڑھ جاتا ہے۔

جب ورم پھوٹ جاتا ہے (انفجار) تو لذیذ مادہ صمدید کے سبب قشر پرہ یا لڑہ پیدا ہو جاتا ہے اور بخار بھی بڑھ جاتا ہے (سُم دم) مادے کے استفراغ کی وجہ سے ضعف لاحق ہو جاتا ہے، نبض صغیر بطنی اور متفاوت ہو جاتی ہے اور بھوک ختم ہو جاتی ہے، بعض اوقات اور ام کے پھوٹنے پر ہاتھ پاؤں گرم ہو جاتے ہیں اور کبھی پیپ کا اخراج پانچھانے کی راہ اور کبھی پیشاب کی راہ اور کبھی منہ کی راہ ہوتا ہے۔

اور ام کا پھوٹنا کبھی اچھا ہوتا ہے اور کبھی خراب ہوتا ہے چنانچہ انفجار عمودہ کے علامات یہ ہیں کہ بخار پورے طور پر ختم ہو جائے سانس میں تنگی ہو تو آسانی ہو جائے ہدنی قوتیں بحال ہو جائیں اور مواد بھی مجرائے طبعی (پاخانے کی راہ) خارج ہو جائیں۔

انتقال ورم :- گاہے ورم اختشاء کا مادہ دوسرے عضو کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ یہ کبھی بہتر اور کبھی بدتر ہوتا ہے، بہتر اس وقت ہوتا ہے کہ جب مادہ عضو شریف سے عضو خفیس کی طرف منتقل ہو مثلاً دماغی ورم کا مادہ غد دغلف الاذن کی طرف منتقل ہو جائے اور بدتر اس وقت رہتا ہے جب کہ مادہ خفیس سے عضو شریف کی طرف منتقل ہو جائے مثلاً ذات الجنب کا مادہ رشتین یا قلب کی طرف منتقل ہو جائے۔

اور ام باطنہ :- اور ام باطنہ جب اوپر یا نیچے کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو چند علامتیں ظاہر ہوتی ہیں، چنانچہ مادہ کا میلان جب استفل کی طرف ہوتا ہے تو شرا سیف میں تناؤ اور بوجھ محسوس ہوتا ہے اور جب مادہ اعلیٰ کی طرف منتقل ہوتا ہے تو سانس کی حالت بگڑ جاتی ہے درد سر ہوتا ہے اور اگر اوپر منتقل ہوتا ہے تو سانس کی حالت بگڑ جاتی ہے درد سر ہوتا ہے اور اگر اوپر منتقل ہونے والا مادہ دماغ تک پہنچ جائے تو پھر یہ صورت خطرناک ہوتی ہے۔ ہاں اگر ایسی صورت میں نکمیر جاری ہو جائے یا غد دغلف الاذن متورم ہو جائیں تو یہ بہتری کی علامت ہے۔

علامات ریا ح

ریا ح کا پتہ کبھی اس درد سے چلتا ہے جو اعضائے حساسہ میں پیدا ہوتا ہے جو اس امر کی دلیل ہے تفرق اتصال پیدا کرتا ہے، گاہے ریا ح کا علم عضو کی حرکات سے ہوتا ہے اور کبھی ریا ح کی آوازوں سے ریا ح کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے مثلاً اترق اور کبھی ٹھوکنے یا ٹٹولنے سے پتہ چلتا ہے جن دردوں کا ریا ح سے پتہ چلتا ہے وہ ان اعضاء کے قبیلے سے ہوتے ہیں جن میں نقل کے جائے تناؤ پیدا ہوتا ہے۔

حرکات اعضاء سے ریا ح کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ بعض اوقات اختلاج پیدا ہوتا ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ ریا ح تحلیل ہو رہے ہیں یا خارج ہونے کے لیے

آمادہ ہو رہے ہیں آوازوں سے ریاح کی رہبری اس طرح ہوتی ہے کہ بعض اوقات ریاح براہ راست آواز پیدا کرتے ہیں مثلاً قراقرم ٹیمک اور بعض اوقات پیٹ کو ٹٹولنے سے ریاح کا علم اس طرح سے ہوتا ہے کہ ٹٹول کر یہ محسوس کیا جائے کہ یہ نفع ہے یا رسولی ہے یا درم ہے تو انگلیوں کے ٹٹولنے پر ریاح کسی قدر دباؤ کو برداشت کرتے ہیں لیکن رسولی (سلعہ) یا درم دباؤ کو برداشت نہیں کرتا۔

علامات تفرق اتصال

تفرق اتصال جو بیرونی اعضاء میں پیدا ہوتا ہے مشاہدے سے معلوم ہو جاتا ہے لیکن اگر باطنی اعضاء میں تفرق اتصال پیدا ہو تو اس کے علامات حسب ذیل ہوتے ہیں:-

(۱) وجع ثاقب

(۲) وجع ناخس (چھینے والا درد)

(۳) مکمل یا غیر مکمل خلع کے علامات

(۴) خفق یا کسر کے علامات

کبھی مجاری سے خارج ہونے والے فضلات کا احتباس غیر طبعی تفرق اتصال کی علامت بنتا ہے، مثلاً مجبوری بول کے پھٹنے سے پیشاب کا احتباس بعض اوقات تفرق اتصال مخفی ہوتا ہے جس کی چند صورتیں ہیں:-

(۱) عضو بے حس ہو

(۲) کسی ایسے عضو پر سہارا نہ رکھتا ہو جس میں علامہ ہو عضو مأوف میں کوئی

رطوبت نہ ہو۔

(۳) عضو اپنی جگہ سے ٹٹلنے کی استعداد نہ رکھتا ہو۔

(۴) شدید احساس اعضاء کا تفرق اتصال بہ لحاظ عوارض نہایت تکلیف دہ اور مہلک

ہوتا ہے اس قسم کے تفرق اتصال سے اکثر اورام اور غشی اور تشنج جیسے عارضی

پیدا ہو جاتے ہیں۔

جوڑوں کے تفرق اتصال اور اورام جلد صعیاب نہیں ہوتے اس لیے کہ ایلیں متواتر حرکت ہوتی ہے۔

باب سوم

کلیات نبض و بول و براز

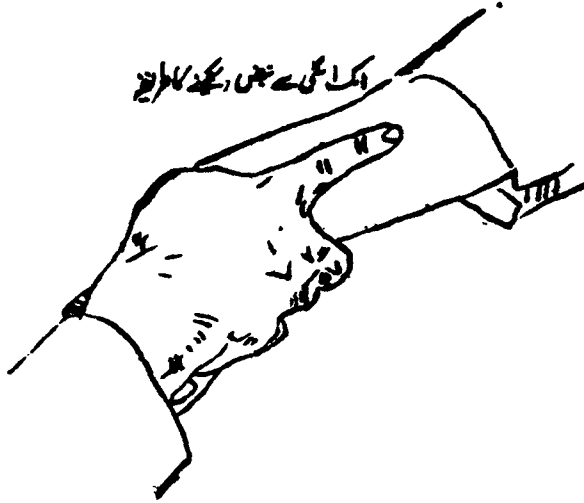
فن طب میں تشخیص مرض کے لیے معائنہ نبض و بول و براز کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس موضوع پر مختلف رسائل لکھے گئے جو نایاب ہیں لہذا طلبائے علم طب کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک جدید رسالہ میں نے تصنیف کیا جو بنیاد نصاب تعلیم ہونے کے ساتھ طلباء کے لیے قریب الغم بھی ہے۔

مضمون کلیات نبض و بول و براز، نصاب طب میں ایک جداگانہ مستقل مضمون کی حیثیت سے شامل تھا لیکن موجودہ نصاب میں سریریات کے ذیل میں اسے شامل کیا گیا ہے۔

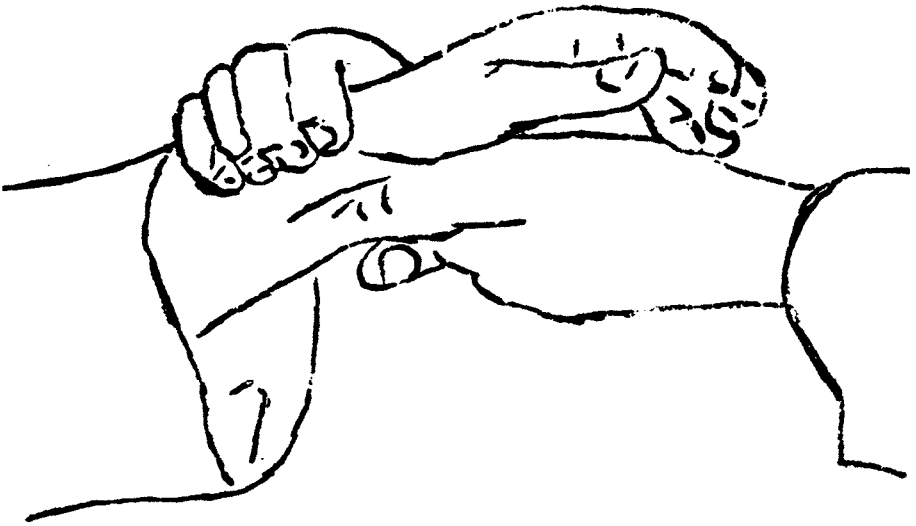
اس رسالہ میں میں نے کوشش کی ہے کہ نبض و بول و براز کے متعلق جبکہ قوانین کلیہ اور ان کی کل قسموں کا خلاصہ احاطہ تحریر میں لے آؤں اور رسالہ کی ترتیب اور طرز بیان سہل اور عام فہم ہو تاکہ طلباء کو اس فن کے حصول میں آسانی ہو۔ میں نے اس رسالہ میں اختلافی مسائل کی تفسیروں سے طلباء کو محفوظ رکھنے کے لیے متفقہ عقائد کو سلجھے ہوئے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے کہ ابتداءً طالب علم کے لیے نبض و بول و براز کے متعلق بنیادی اصول و قوانین ہی کا سمجھنا ضروری ہے۔

تشخیص بذریعہ نبض و بول و براز ایک ایسا فن ہے جو ماہرین معالجین کی رہبری و رہنمائی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ لہذا طلباء اگر اس فن میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کو مطب میں مریضوں پر معالجین کی نگرانی میں مشق کرنا چاہیے۔

لیکن طلباء مطب میں اسی وقت فن شخص میں مہارت حاصل کر سکیں گے جب کہ وہ بنی و بول و براز سے متعلق بنیادی اصول و قوانین ذہن نشین اور حفظ کر لیں۔ اور رسالہ ہذا اسی مقصد کے لیے میں نے تالیف کیا ہے۔



چار انگلیوں سے نبض دیکھنے کا طریقہ



ماہیت نبض

تشخیص مرض کے لیے معائنہ نبض کی کیفیت و ماہیت سے استدلال ضروری ہے اس لیے اکثر امراض ایسے ہیں کہ ان کے سبب سے نبض کی ترکیب و رفتار میں غیر طبعی تغیر پیدا ہو جاتا ہے جس کے ذریعہ سے ان امراض کی تشخیص میں معاونت حاصل ہوتی ہے۔

تعریف نبض: نبض ادویہ روح (شرائیں) کی حرکت کا نام ہے۔ جو انبساط اور انقباض سے مرکب ہوتی ہے اور اس حرکت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نسیم کے ذریعہ روح کی تدبیر یعنی تعدیل و اصلاح حاصل ہو (شیخ الرئیس)

ادویہ روح یعنی روح کے ظروف میں اگرچہ شرائیں کے ساتھ قلب بھی شریک ہے اور وریدوں میں بھی کمی کے ساتھ روح حیوانی پائی جاتی ہے مگر یہاں نبض سے مراد محض شرائیں کی حرکت ہے اور قلب خارج از مقصود ہے اس لیے کہ نبض کے دلائل کی قسمیں قلب میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

ترکیب نبض: نبض کا ایک نبضہ چار اجزاء یعنی دو حرکت اور دو سکون سے مرکب ہوتا ہے۔ (۱) حرکت انقباضی (۲) سکون (۳) حرکت انبساطی (۴) سکون انقباض کے بعد والے سکون کو سکون داخلی یا سکون مرکزی کہا جاتا ہے اور انبساط کے بعد والے سکون کو سکون خارجی یا سکون محیطی کہا جاتا ہے۔

طبیعیات کا یہ مسئلہ ہے کہ حرکات متضادہ کے بعد سکون لازم ہوتا ہے اور دلیل یہ ہے کہ کوئی حرکت اپنی انتہا کو کسی ایک آن میں پہنچتی ہے۔ اب جو دوسری حرکت

شروع ہوگی تو یقیناً دوسری آن میں شروع ہوگی اور ہر دو آن کے درمیان زمانہ کا حامل ہونا ضروری ہے جس میں سکون ہوگا۔ یہ ناممکن ہے کہ دو آن اس طرح اکٹھا ہو جائیں کہ بیچ میں زمانہ حامل نہ ہو۔ آن اصل میں زمانے کے سرے اور کنارے کا نام ہے۔ اس لیے ہر دو متضاد حرکات کے درمیان ایک سکون کا ہونا ضروری ہے۔ خواہ یہ سکون کتنا ہی مختصر کیوں نہ ہو۔

اطباء نے مذکورہ دونوں سکونوں کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ طبیعت ہر حرکت انبساطی و انقباضی کے بعد تنک جاتی ہے لہذا وہ آرام کرنے کی غرض سے سکون حاصل کرتی ہے۔

محرك ۲ نبض

علامہ قرشی کا قول ہے کہ قلب کے انبساط (پھیلنے) کے وقت شریانی نبض ہوتی (سکڑتی) ہیں اور قلب کے انقباض (سکڑنے) کے وقت شریانی نبض ہوتی (پھیلتی) ہیں۔ اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ نبض کی حرکت قلب کی حرکت کے تابع ہے اور اس لحاظ سے نبض کی حرکت ”حرکت قمریہ“ ہے۔

قلب کی حرکت یعنی قلب کا انقباض (انبساط) قلب کی ذاتی قوت سے وابستہ ہے جس کو اطباء ”قوت حیوانیہ“ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ قوت محرکہ دیگر امور سے بھی متاثر ہوا کرتی ہے۔ مثلاً جب آنکھوں کے سامنے جب کوئی خوف ناک صورت آتی ہے تو دماغ و اعصاب کے توسط سے قلب متاثر ہوتا ہے اور چونکہ نبض کی حرکت قلب کی حرکت کے تابع ہوا کرتی ہے۔ اس لیے ان تمام صورتوں میں قلب کے تاثرات کے تناسب سے نبض کی چال طبعی رفتار سے بدل جاتی ہے۔

اس مقام پر یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ شریانوں میں قمری وجہری حرکت کے علاوہ ایک اور ذات قوت بھی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے شریانیں اس امر پر قادر رہتی ہیں کہ حسب ضرورت وہ اپنے قطر کو کم و بیش کر سکیں۔ چنانچہ ورم درد اور چوٹ کے مقامات پر شریانیں بمقابلہ دیگر مقامات کے پھیل جایا کرتی ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ وہاں اس حالت میں خون اور روح زیادہ مقدار میں پہنچتی ہے

اور وہاں اجتماع خون کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اسی کے مقابل دوسرے حالات میں شریانیں سکڑ جایا کرتی ہیں جس سے متعلقہ اعضاء میں خون و روح کی سیرابی کم ہو جاتی ہے۔ شریانوں کی یہ ذاتی حرکت گاہے سارے بدن میں عام بھی ہو جاتی ہے۔ مثلاً غمّی سبب سے بیک وقت سارے بدن کی شریانیں زیادہ پھیل جاتی ہیں یا سکڑ جاتی ہیں۔

چونکہ قلب کی حرکت نہ ارادی ہے اور نہ تنفس کی طرح طبعی ارادی۔ پس ظاہر ہے کہ نبض کی حرکت بھی نہ ارادی ہے اور نہ طبعی ارادی۔

نبض کی حرکت کس قسم کی ہے؟ حرکت کی قسمیں چار ہیں؟

(۱) حرکت آئینہ اس سے مراد حرکت مکانیہ ہے جس میں حرکت کے ساتھ جسم متحرک کا امکان اور اس کی جگہ بدلتی رہتی ہے۔ مثلاً چلنے پھرنے کی حرکت۔

(۲) حرکت وضعیہ :- جس میں جسم اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے مگر اس کی وضع بدلتی رہتی ہے مثلاً چمکی کے گھومنے کی حرکت۔

(۳) حرکت کمیتی :- جس میں جسم کی مقدار بدلتی رہتی ہے جس کی پھر دو صورتیں ہیں (۱) جسم کی مقدار بڑھے (۲) جسم کی مقدار گھٹے۔

(۴) حرکت کیفیہ :- جس میں جسم کی کیفیت بدل جاتی ہے مثلاً کسی کا گرم یا سرد ہو جانا۔

اس امر پر تو سب کا اتفاق ہے کہ نبض کی حرکت، حرکت کیفیہ کے قبیلہ سے نہیں ہے باقی تینوں حرکتوں میں اختلاف ہے۔ جہور اطباء کا مذہب تو یہ ہے کہ نبض کی حرکت، حرکت آئینہ ہے لیکن شیخ الرئیس اور علامہ قرشی وغیرہ کی رائے ہے کہ نبض کی حرکت حرکت وضعیہ ہے اس لیے کہ وضع ایک ایسی چیز ہے اور ایک ایسی حالت ہے کہ کسی شے کے اپنے مکان پر قائم رہتے ہوئے اس شے کے جسم میں کمی بیشی اور تبدیلی ہو سکتی ہے اور یہی حال شریانوں کا بحالت حیات ہوتا ہے کہ شریانوں کا جسم اپنے مکان پر قائم رہتے ہوئے چھوٹا یا بڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس حرکت آئینہ میں ضروری ہے کہ جسم متحرک کے سارے اجزاء اپنے سارے مکان سے باہر آجائیں

مثلاً چلنے پھرنے کی حرکت۔

معائنہ نبض کے شرائط

۱) معائنہ نبض کے وقت مریض کا ہاتھ اس وضع میں طبیب کی طرف بڑھا ہوا ہو کہ انگوٹھا اوپر کی طرف اٹھا رہے۔ اگر مریض کا ہاتھ چت یا پٹ ہو گا تو طبیب نبض کو صحیح طور سے محسوس نہ کر سکے گا۔ نیز نبض کی طبعی وضع اور طول و عرض میں بھی فرق آجائے گا۔

۲) نبض ایسے وقت دیکھی جائے کہ مریض انفعالاتِ نفسانیہ سے متاثر نہ ہو۔ نہ شکم پُر کی ہو اور نہ سبک کی شدت اور نہ مریض اپنی کسی عادت کو چھوڑے ہوئے ہو۔

۳) نبض دیکھتے وقت مریض کی نبض کا مقابلہ اور امتحان صحت مند اور معتدل شخص کی نبض سے کیا جائے یعنی نبض معتدل کو پیمانہ اور معیار قرار دیا جائے۔

۴) طبیب چاروں انگلیاں (سبابہ) وسطی، بنصر، خنصر، مریض کی شریانِ نبض کے اوپر باہم ملا کر کلائی کے آخری حصہ میں اس طرح کہ سبابہ اوپر انگوٹھے کی طرف اور خنصر نیچے کہنی کی طرف رہے اور پھر یہ اطمینان محسوس کرتے ہیں کہ نبض کس قسم کی ہے۔

۵) دائیں ہاتھ سے دائیں کی اور بائیں ہاتھ سے مریض کے بائیں ہاتھ کی نبض دیکھی جائے۔ طبیب کو چاہیے کہ اپنا خالی ہاتھ مریض کے ہاتھ کے نیچے سہارے کے لیے رکھے جس کی نبض محسوس کر رہا ہے۔

۶) طبیب کی انگلیاں اور خصوصاً پورے سخت اور کھردرے نہ ہوں بلکہ ان کا بشرہ نازک اور ملائم ہو۔

۷) نبض دیکھتے وقت ایسے تمام عوارضِ بدنی و نفسانی سے خالی ہو جو اس کی توجہ کو کم اور ذہن کو مختل کرنے والے ہوں۔

۸) نبض قوی کو زور سے اور ضعیف کو ہلکے سے دبا کر دیکھا جائے تاکہ نبض کی قوت اور ضعف کا اندازہ ہو سکے۔

(۹) نبض دکھاتے وقت مریض کا ہاتھ متحرک نہ ہو اور نہ اس کا ہاتھ کسی ہڈی یا ہڈی وغیرہ سے بندھا ہوا ہو۔ اس قسم کی بندھیں کھول دینا چاہئیں۔ جن کے دباؤ کا اثر نبض پر پڑے۔

(۱۰) مریض کو تھوڑی دیر سکون سے مطب میں بٹھا کر نبض دیکھی جائے۔ مریض کے آتے ہی فوراً نبض نہ دیکھی جائے اور اگر طبیب مریض کو دیکھنے جائے تو کچھ دیر مریض کے پاس بیٹھ کر نبض دیکھے۔

(۱۱) طبیب کو چاہیے کہ مریض کی نبض اتنی دیر تک دیکھے کہ نبض کا صحیح حال معلوم ہو جائے۔ بعض اطباء نے بتایا ہے کہ کم از کم سیس نبض کی مدت نبض دیکھنا ضروری ہے۔

(۱۲) طبیب اور مریض دونوں آرام کے ساتھ پرسکون طریقے سے بیٹھیں۔ نیز دونوں خاموش ہوں اور کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہوں۔ طبیب مریض کی صورت اور آنکھوں کو دیکھتا رہے اور کمال فہم و فراست سے احوال نبض پر غور کرتا رہے۔ نیز جس مکان میں نبض دیکھی جائے وہاں بھی کسی قسم کا شور و غل یا پریشانی نہ ہو کیوں کہ نبض کا ادراک اور اس کے حالات و نکات اسی وقت معلوم ہو سکتے ہیں جب کہ طبیب کو پورا اطمینان حاصل ہو۔

(نیر اعظم)

معائنہ نبض کے طریقے

معائنہ نبض کے مختلف طریقے اطباء نے بیان کیے ہیں۔

(۱) ایک انگلی سے نبض محسوس کرنا۔ کلمہ کی انگلی کو شریان نبض پر اس طرح رکھتے ہیں کہ انگلی کی میسرے پور کلائی کی طرف رہتی ہے۔ اس طرح نبض کے مختلف اجزاء کا احساس ایک ہی انگلی سے کیا جاتا ہے جو زیادہ قابل اعتماد ہوتا ہے اس لیے کہ تین یا چار انگلیوں سے نبض محسوس کرنے کی حالت میں چونکہ چاروں انگلیاں قوتِ حس کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں لہذا یہ اختلاف احساس کے اختلاف کا باعث ہوتا ہے جس کی وجہ سے نبض کے متعلق کوئی یقینی اور صحیح

فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

(۲) تین انگلیوں سے نبض محسوس کرنا۔ یہ طریقہ ہندوستان میں رائج ہے۔ اکثر اطباء اسی طریقے سے نبض دیکھتے ہیں۔ اس طریقہ میں کلمہ کی انگلی کلائی کی طرف بٹکا ہے اور بقیہ انگلیاں اس سے ملی ہوئی شریان نبض پر رکھی ہوتی ہیں بعض اطباء کلمہ کی انگلی کہنی کی طرف اور باقی انگلیاں اس سے ملی ہوئی انگوٹھے کی طرف رکھتے ہیں۔

(۳) چار انگلیوں سے نبض محسوس کرنا۔ یہ اُن لوگوں میں دیکھی جاتی ہے۔ جن میں شریان نبض کا طول زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) مریض کے دونوں ہاتھوں کی عموماً بعض طبیب ایک ہاتھ یعنی دائیں ہاتھ سے محسوس کرتے ہیں اور بعض مریض کے دائیں ہاتھ کی نبض اپنے دائیں ہاتھ سے اور بائیں ہاتھ کی نبض بائیں ہاتھ سے محسوس کرتے ہیں۔

کلائی کی نبض دیکھنے کا سبب۔

(۱) شریان زندگی اعلیٰ پر نبض دیکھنا آسان ہے اور یہ نبض نہایت واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے۔

(۲) دیگر شریانوں کی نسبت شریان زندگی اعلیٰ قلب سے زیادہ قریب اور متصل ہوتی ہے۔

(۳) اگر مریض عودت ہو تو بھی اس شریان کے دکھانے میں شرم و حیا دامن گیر نہ ہوگی۔

(۴) شریان زندگی اعلیٰ زیر جلد سطحی ہوتی ہے۔ یہ عضلات سے پوشیدہ نہیں ہوتی جس کی وجہ سے نبض کا احساس آسان ہوتا ہے۔

(۵) اس شریان میں خون و روح کی مقدار باریک شریانوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے۔

ادلہ نبض

ادلہ نبض سے مراد نبض سے متعلق وہ امور ہیں جن کے ذریعہ بدن کے حالات پر استدلال کیا جاتا ہے اور وہ دس ہیں۔
 (۱) مقدار انبساط (۲) کیفیت قرع (۳) زمانہ حرکت (۴) زمانہ سکون
 (۵) قوام آلہ (۶) غلاد و امتلا (۷) تلسس (۸) استواء و اختلاف (۹) نظام و عدم نظام (۱۰) وزن

نبض کی قسمیں بلحاظ ادلہ نبض

مقدار انبساط

مقدار انبساط کے لحاظ سے نبض کی مفرد یا بسیط قسمیں نو ہیں۔

(۱) طویل (۲) قصیر (۳) معتدل (۴) عریض (۵) ضیق (۶) معتدل (۷) مخفض (۸) مشرف (۹) معتدل

ان میں سے ہر ایک کی تعریف حسب ذیل ہے۔
 نبض طویل: وہ نبض ہے جس کے اجزاء مریض کی طبعی معتدل نبض سے زیادہ طویل ہوں۔

نبض قصیر: نبض طویل کی ضد ہے۔

نبض معتدل: وہ نبض ہے جو بلحاظ درازی و کوتاہی، اوسط درجے پر ہوتی ہے۔

نبض عریض: وہ نبض ہے جو عرض میں معتدل سے زیادہ محسوس ہو۔

نبض ضیق: نبض عریض کی ضد ہے۔

نبض معتدل: وہ نبض ہے جو عرض و ضیق کے درمیان ہو۔

نبض مشرف: وہ نبض ہے جس کے اجزاء بلندی میں معتدل سے زیادہ بلند محسوس ہوتے ہیں۔

نبض مخفض: نبض مشرف کی ضد ہوتی ہے۔

نبض معتدل: وہ نبض ہے جو مشرف و مخفض کے درمیان ہو۔

طول و عرض و اشرف کے اعتبار سے نبض کی تین قسمیں ہیں (۱) نبض طویل

عریض و مشرف (۲۱) نبض قصیر، عریض و مشرف (۲۲) نبض معتدل، عریض و مشرف پھر ان میں سے ہر ایک قسم نو صورتیں اختیار کر سکتی ہیں۔ اس طرح بلحاظ مقدار انبساط (۲۴ = ۹ x ۳) کہیں نبض کی بنتی ہی جیسا کہ حسب ذیل جدول سے واضح ہوتا ہے۔

طویل	طویل	طویل	طویل	طویل	طویل	طویل	طویل	طویل
عریض	عریض	عریض	ضیق	ضیق	ضیق	عریض	عریض	عریض
مشرف	منخفض	معتدل	مشرف	منخفض	معتدل	مشرف	منخفض	معتدل
قصیر	قصیر	قصیر	قصیر	قصیر	قصیر	قصیر	قصیر	قصیر
عریض	عریض	عریض	ضیق	ضیق	ضیق	عریض	عریض	عریض
مشرف	منخفض	معتدل	مشرف	منخفض	معتدل	مشرف	منخفض	معتدل
معتدل	معتدل	معتدل	معتدل	معتدل	معتدل	معتدل	معتدل	معتدل
عریض	عریض	عریض	ضیق	ضیق	ضیق	عریض	عریض	عریض
مشرف	منخفض	معتدل	مشرف	منخفض	معتدل	مشرف	منخفض	معتدل

مذکورہ بالا ستائیس قسموں میں سے چھ قسموں کے نام مخصوص ہیں۔

- (۱) نبض عظیم: نبض طویل، عریض اور مشرف کو نبض عظیم کہتے ہیں۔
 (۲) نبض صغیر: نبض عظیم کے مقابلہ میں نبض قصیر، ضیق اور منخفض کو نبض صغیر کہتے ہیں۔

(۳) نبض معتدل: وہ نبض جو نبض عظیم و صغیر کے درمیان ہو۔

(۴) نبض غلیظ: وہ نبض عرض اور شہوق میں معیار مقررہ سے کم یا زیادہ ہوا ہے کہا غلیظ کہا جاتا ہے۔

(۵) نبض رقیق: جو نبض عرض اور شہوق میں معیار مقررہ سے کم ہوا ہے رقیق کہا جاتا ہے۔

(۶) نبض معتدل: وہ نبض جو نبض غلیظ اور نبض رقیق کے درمیان ہو۔

کیفیت قرع

کیفیت قرع یعنی اس لحاظ سے کہ پوروں میں شریان کی ٹھوکر کس طرح لگتی ہے نبض کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) نبض قوی: وہ ہے جو انبساط کے وقت انگلیوں کو زور سے ٹھوکر لگاتی ہے اور دبانے سے دب کر غائب نہیں ہوتی۔

(۲) نبض ضعیف: نبض قوی کی ضد ہوتی ہے۔ یہ انگلیوں کو زور سے ٹھوکر نہیں لگاتی نیز ذرا سادبانے سے بالکل دب جاتی ہے۔

(۳) نبض معتدل: یہ نبض قوی اور ضعیف کے درمیان ہوتی ہے۔ قوت اور ضعف کے لحاظ سے نبض معتدل بہتر نہیں ہوتی بلکہ نبض قوی بہتر ہوتی ہے کہوں کہ قوت جس قدر زیادہ ہو۔ اسی قدر بہتر ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف دوسری جنسوں کی معتدل نبضیں بہتر ہوتی ہیں۔

زمانہ حرکت

زمانہ حرکت کے لحاظ سے نبض کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) نبض سریع: وہ نبض ہے جو معیار مقررہ کے مقابلہ میں تھوڑی مدت میں اپنی حرکت ختم کر لیتی ہے۔ اس میں حرکات نبض کے زمانے میں کمی واقع ہوتی ہے۔

(۲) نبض بطی: نبض سریع کی ضد اور اس کے مقابل ہے۔ یعنی حرکات نبض کا زمانہ زیادہ ہوتا ہے۔

(۳) نبض معتدل: نبض سریع اور بطی کے درمیان ہوتی ہے۔

زمانہ سکون

زمانہ سکون سے مراد سکون مجازی ہے جو نبض کی دو حرکات کے درمیان ٹہراؤ

کے وقت محسوس ہوتا ہے۔ زمانہ سکون کے لحاظ سے نبض کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) نبض متواتر: وہ نبض ہے جس میں دو قرعات (دو ٹھوکروں) کے درمیان سکون

کا زمانہ تھوڑا محسوس ہو۔ نبض متواتر کو نبض متدارک اور نبض مشکاف بھی کہا جاتا

(۲) **نبض متفاوت**: وہ نبض ہے جو متواتر کی ضد اور مقابل ہو یعنی جس میں دو قرعات کے درمیان کا زمانہ لمبا محسوس ہو۔

(۳) **نبض معتدل**: متواتر اور متفاوت کے درمیان نبض معتدل کہلاتی ہے۔ نبض سریع و متواتر میں فرق: نبض متواتر تو زمانہ سکون سے متعلق ہے۔ اس میں دو قرعات کے درمیان زمانہ سکون کی کمی کو دیکھا جاتا ہے اور نبض سریع زمانہ حرکت سے ماخوذ ہے اس میں قرع (ٹھوکر) کے زمانہ حرکت کی کمی مقصود ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ نبض متواتر دو حرکت کے احساس سے محسوس ہوتی ہے اور نبض سریع ایک ہی حرکت کے احساس سے محسوس ہو سکتی ہے۔

قوام آلہ

قوام آلہ یعنی شریان کی سختی و نرمی کے لحاظ سے نبض کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) **نبض لین**: وہ نبض ہے جو دبانے سے بآسانی دب جاتی ہے۔

(۲) **نبض صلب**: نبض لین کی ضد اور اس کے مقابل ہے۔

(۳) **نبض معتدل**: نبض لین اور صلب کے درمیان ہوتی ہے۔

خلاء و امتلاء

خلاء و امتلاء کے لحاظ سے نبض کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) **نبض متلی**: وہ نبض ہے جس میں ایسا محسوس ہو گویا شریان نبض کے اندر کافی رطوبت بھری ہوئی ہے۔

(۲) **نبض خالی**: نبض متلی کی ضد اور اس کی مقابل ہے جس میں اس طرح محسوس ہوتا ہے۔ گویا شریان نبض رطوبت سے خالی ہے۔

(۳) **نبض معتدل**: متلی اور خالی ہونے کے لحاظ سے درمیان ہوتی ہے۔

ملمس

اس لحاظ سے کہ جب نبض پر انگلیاں رکھی جاتی ہیں تو وہ انگلیوں کو گرم معلوم ہوتی ہے یا سرد نبض کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) نبض حار: وہ نبض ہے جس سے نبض کا مقام بدن کے دوسرے مقام سے زیادہ گرم محسوس ہو۔

(۲) نبض بارد: وہ نبض ہے جس سے نبض کا مقام بدن کے دوسرے مقام سے زیادہ سرد محسوس ہو۔

(۳) نبض معتدل: وہ نبض ہے جو چھونے سے حرارت و برودت کے درمیان معتدل محسوس ہو۔

استواء و اختلاف

اس جنس کی نبض دو ہیں (۱) مستوی (۲) مختلف میں کیا جائے۔
استواء و اختلاف کا اعتبار مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت

(۱) مختلف نبضات میں (۲) ایک ہی نبضہ کے مختلف اجزاء ہیں۔ (۳) نبضہ کے کسی ایک ہی جزو ہیں۔

مندرجہ ذیل امور خمسہ میں استواء یا اختلاف کا لحاظ با سائی کیا جاسکتا ہے۔

(۱) عظم و صغر (۲) قوت و ضعف (۳) سرعت و بطور (۴) تواثر و تفاوت (۵)

صلابت و لینت
نبض مستوی کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) نبض مستوی مطلق: وہ ہے جو امور خمسہ مذکورہ بالا میں مستوی ہو یعنی مستوی کامل ہو۔

(۲) نبض مستوی مفید: وہ ہے جو امور خمسہ مذکورہ بالا میں سے محض کسی ایک میں

مستوی ہو اور بقیہ امور میں مستوی نہ ہو۔ ایسی نبض کو محض اسی چیز میں مقید کر کے مستوی کہا جائے گا۔ مثلاً جو نبض محض قوت کے لحاظ سے مستوی ہو تو اس نبض کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ نبض قوت میں مستوی ہے۔

نبض مختلف وہ ہے جو مستوی ہو اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔
(۱) نبض مختلف مطلق: وہ نبض ہے جو بلا قید مختلف نہ ہو بلکہ مذکورہ پانچوں امور سے ہر ایک میں اختلاف پایا جائے۔

(۲) نبض مختلف مقید: وہ نبض ہے جو بلا قید مختلف نہ ہو بلکہ اس کا اختلاف محض اس چیز میں ہو جس میں کہ وہ مستوی نہیں ہے مثلاً اگر وہ سرعت میں مستوی نہیں ہے تو وہ سرعت میں مختلف کہلائے گی۔

مذکورہ بالا اختلاف نبض کے دو اجزاء میں بھی ہو سکتا ہے تین اجزاء میں بھی اور چار اجزاء میں بھی، ان اجزاء سے مراد نبض کے وہ اجزاء ہیں جہاں انگلیاں رکھی جاتی ہیں۔ خصہ۔ بنصرہ۔ وسطی۔ سیاہ۔

انگلیوں کے لحاظ سے نبض کے اجزاء چار ہیں اور ان چاروں اجزاء میں اختلاف کی صورتیں تین ہیں۔

(۱) اختلاف ثنائی: یعنی دو اجزاء میں اختلاف ہو اور دو اجزاء میں اختلاف نہ ہو۔

(۲) اختلاف ثلاثی: یعنی تین اجزاء میں اختلاف ہو اور ایک میں نہ ہو۔

(۳) اختلاف رباعی: یعنی چاروں اجزاء میں اختلاف ہو۔

پھر نبض کے مختلف اجزاء کا اختلاف لگا ہے ان کی وضع میں ہوتا ہے اور وضع کے اختلاف کی صورتیں جہات ستہ (اوپر نیچے، آگے پیچھے، دائیں بائیں) کی وجہ سے چھ ہیں اور لگا ہے حرکت میں اختلاف ہوتا ہے۔ حرکت کا اختلاف (۱) سرعت و بطو (۲) تقدم و تاخر (۳) قوت و ضعف (۴) عظم و صغر ہیں ہو سکتا ہے بایں معنی کہ ان چاروں میں سے ایک میں اختلاف ہو یا دو میں یا تین میں یا چاروں میں الغرض اگر ان سب صورتوں کو جمع کیا جائے تو نبض کی ان مرکب قسموں کی تعداد بے شمار ہو جاتی ہے۔

لیکن جب نبض کا اختلاف شریان کے ایک ہی جزو میں ہو یعنی ایک ہی انگلی کے نیچے اختلاف ہو اور یہ اختلاف مختلف نبضات کے لحاظ سے نہ ہو بلکہ ایک ہی نبض کے لحاظ سے ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) نبض منقطع: (کئی ہوئی نبض) وہ نبض ہے جس کے کسی ایک جزو میں مثلاً خمر کے نیچے ایک ہلکا سا حلقہ اس طرح لاحق ہو کہ نبض کی حرکت وہاں پہنچ کر بچھڑ جاتی ہے اور پھر اس سے آگے حرکت کا سلسلہ قائم ہو جائے پھر جس حصہ کی حرکت بچھڑنے کے وقت کی وجہ سے کٹ گئی ہے۔ گاہے۔ اس کے دونوں سرے سرعت و بطور کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں اور گاہے متشابہ ہوتے ہیں۔

(۲) نبض عائدہ: (لوٹنے والی نبض) وہ نبض ہے جو مثلاً عظیم ہو اور پھر وہ کسی جزو میں پہنچ کر صغیر ہو جائے۔

نبض متداخل بھی نبض عائدہ کے قبیلے سے ہے۔ نبض متداخل ایسی نبض کو کہتے ہیں جس میں ایک نبض اختلاف کی وجہ سے دو نبضے معلوم ہوتے ہیں یا جس میں دو نبضے متداخل کی وجہ سے ایک نبض معلوم ہوتے ہیں۔

(۳) نبض متصل: وہ نبض ہے جس کا اختلاف مسلسل اور تدریجی ہو کہ اس اختلاف و تغیر کے بیچ میں فصل محسوس نہ ہو۔

نبض متصل کی صورتیں مثلاً اندر درجہ ذیل ہو سکتی ہیں۔

۱۔ نبض اپنے کسی ایک جزو میں صغیر سے اعتدال یا عظیم کی طرف بڑھے، اس کے برعکس اعتدال یا عظیم سے صغیر کی طرف بڑھے۔

۲۔ نبض اپنے کسی ایک جزو میں سرعت سے بطور کی طرف بڑھے یا اس کے برعکس بطور سے شرکت کی طرف بڑھے۔

۳۔ نبض اپنے کسی ایک جزو میں اعتدال سے سرعت یا بطور کی طرف بڑھے یا اس کے برعکس سرعت یا بطور سے اعتدال کی طرف بڑھے۔ مگر ہر صورت میں اختلاف و تغیر کی رفتار تدریجی ہو کہ درمیان میں فصل محسوس نہ ہو۔

نبض متصل جو صغریٰ عظم کی طرف جاتی ہے۔

نبض متصل جو عظم سے صغریٰ کی طرف جاتی ہے۔

نظام و عدم نظام

اس لحاظ سے کہ نبض کا اختلاف کسی مقررہ نظام پر قائم ہے یا کسی مقررہ نظام پر قائم نہیں ہے نبض کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) نبض مختلف منتظم: وہ نبض ہے جس کا اختلاف ایک مقررہ نظام پر ہو پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔
الف۔ منتظم مطلق: وہ نبض ہے جس میں محض ایک ہی اختلاف کی تکرار بااعادہ

ب۔ منتظم دائرہ: وہ نبض ہے کہ اس میں دو یا زیادہ اختلافات ایک مقررہ نظام پر دورہ کرتے ہوں۔

شیخ فرماتے ہیں۔ جب تم تحقیق کرو گے تو اس نویں جنس کو آٹھویں جنس کی ایک قسم پاؤ گے جو غیر مستوی (مختلف) کے تحت میں داخل ہوگی۔

وزن

وزن سے مراد یہ ہے کہ نبض کی دونوں (انساطی و انقباضی) حرکتوں اور دونوں (مرکزی و محیطی) سکونوں کے چاروں زمانوں کے تناسب کا باہمی مقابلہ و موازنہ کیا جائے۔ (شیخ)

وزن میں حرکت کے زمانے کا مقابلہ سکون کے زمانے سے کیا جاتا ہے ایک حرکت کی نسبت دوسری حرکت سے نہیں دیکھی جاتی اس لیے کہ ایک حرکت کا مقابلہ دوسری حرکت سے "استواء و اختلاف" میں کیا جاتا ہے۔
وزن کے لحاظ سے نبض کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) نبض جید الوزن: وہ نبض ہے جس میں حرکت و سکون کے زمانے طبعی اور اعتدالی تناسب پر ہوں۔

(۲) نبض ردی الوزن: وہ ہے جو جید الوزن کے خلاف ہو۔
نبض ردی الوزن کی پھر تین قسمیں ہیں۔

(۱) نبض متغیر الوزن یا مجاوز الوزن: وہ نبض ہے جس کا وزن کسی ایک عمر کے وزن کے برابر ہو جائے جو اس شخص کی عمر سے ملی ہوئی ہے۔ مثلاً بچوں کی نبض کا وزن جانوروں کی نبض کے وزن کے مطابق ہو جائے۔

(۲) نبض مبائن الوزن: وہ نبض ہے جس میں کسی شخص کی نبض کا وزن ایسی عمر کی نبض کے وزن کے مطابق ہو جو ملی ہوئی نہ ہو مثلاً بچوں کی نبض کا وزن بدموصل کی نبض کے وزن کے مانند ہو جائے۔

(۳) نبض خارج الوزن: وہ نبض ہے جس کا وزن اس حد تک بدل جائے کہ کسی عمر کی نبض کے مانند نہ رہے۔ مثلاً نبض مرتعش۔

نبض مرکب کی قسمیں

نبض مرکب سے مراد نبض مختلف ہے جو دو یا زیادہ جنسوں میں مختلف ہوتی ہے۔

اہم مرکب نبضیں چودہ ہیں۔

(۱) مستی (۲) ذوققرہ (۳) واقع فی الوسط (۴) ذوالقرعین (۵) ذنب الفار (۶) غزالی (۷) موجی (۸) دوری (۹) نملی (۱۰) منشاری (۱۱) متشیخ (۱۲) ملتوی (۱۳) مرتعش (۱۴) متواتر

(۱) نبض مستی: (تکثر نبض) اس کی صورتیں مندرجہ ذیل ہوتی ہیں۔

۱۔ کمی سے زیادتی کی طرف مائل ہو اور پھر زیادتی سے کمی پر جا کر ختم ہو جائے
یہ نبض وسط میں موٹی اور سروں پر باریک ہوتی ہے۔ ایسی نبض کو مائل الوسط اور مخدر بھی کہتے ہیں۔

۲۔ زیادتی سے کمی کی طرف مائل ہو اور پھر کمی سے زیادتی کی طرف بازگشت کرے۔
یعنی وسط میں باریک اور سروں پر موٹی ہو۔ اس قسم کی نبض کو نبض غمیت منحنی اور
مائل الطرفین کہتے ہیں۔

۳۔ کمی سے زیادتی کی طرف مائل ہو اور پھر زیادتی سے کمی کی طرف بازگشت کرے۔
لیکن انتہا سے پہلے رُک جائے۔

۴۔ زیادتی سے کمی کی طرف مائل ہو۔ پھر کمی سے زیادتی کی طرف بازگشت کرے۔
لیکن انتہا سے پہلے رُک جائے۔

۵۔ کمی سے زیادتی کی طرف مائل ہو اور پھر زیادتی سے کمی کی طرف بازگشت
کرے لیکن انتہا سے آگے تجاوز کر جائے۔

۶۔ زیادتی سے کمی کی طرف رواں ہو، اور کمی سے زیادتی کی طرف بازگشت کرے
لیکن انتہا سے آگے تجاوز کر جائے۔

(۳۳) نبض ذوالفترہ اور نبض واقع فی الوسط

ہوتی ہے کہ نبض انتہا سے پہلے ہی رُک جاتی ہے تو گاہے اس کے رُکنے (انقطاع) کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اُس کے بیچ میں سکون اور وقفہ (فترہ) آجاتا ہے۔ یعنی جس موقع پر حرکت کی توقع ہوتی ہے حرکت کے بجائے سکون ہو جاتا ہے اس قسم کی نبض کو ذوالفترہ کہا جاتا ہے۔

اور جب یہ صورت ہوتی ہے کہ جہاں سکون کی توقع اور امید ہوتی ہے وہاں خلاف توقع حرکت نمودار ہو جاتی ہے تو اس قسم کی نبض کو واقع فی الوسط کہا جاتا ہے۔

اس کا نام واقع فی الوسط (بیچ والی نبض) اس لیے رکھا گیا ہے کہ طبعی حالت میں دونوں حرکتوں حرکت انبساطی و حرکت انقباضی کے درمیان کچھ سکون ہوا کرتا ہے لیکن اس قسم میں سکون سے پہلے ہی نبض حرکت کر جاتی ہے۔ یعنی اس قسم میں ایک نئی حرکت دونوں حرکتوں کے بیچ میں خلاف توقع پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا سبب حرارت شدیدہ ہے جس کی وجہ سے زمانہ سکون میں غیر متوقع طور پر حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔

نبض ذوالفترہ اور واقع فی الوسط میں فرق

نبض ذوالفترہ ضعیف اور متفادات ہوتی ہے۔ ضعف قوت کی بنا پر سکون کے ساتھ دوسرا سکون اور بھی مل جاتا ہے اور وجہ سے جہاں حرکت کی توقع ہوتی ہے تو وہاں سکون ہو جاتا ہے۔

نبض واقع فی الوسط: قوی اور متواتر ہوتی ہے، چونکہ اس نبض میں نبض ذوالفترہ کے برعکس قوت قوی ہوتی ہے۔ اس لیے جہاں سکون کی توقع ہوتی ہے تو وہاں قبل از وقت حرکت نمودار ہو جاتی ہے۔

(۴) نبض ذوالفترتین: (دو ٹھوکر والی نبض) اس کو نبض مطرقتی یا نبض متداخل بھی کہا جاتا ہے۔ اس نبض کے بارے میں اہل لک کا اختلاف ہے۔ بعض اطباء تو اسے

ایک نبضہ قرار دیتے ہیں جس میں تقدم و تاخر کے لحاظ سے اختلاف ہوتا ہے یعنی نبض تو ایک ہی ہے مگر اس کے بعض اجزاء پہلے حرکت کرتے ہیں اور بعض پیچھے اور بعض اظہار اسے دو نبضہ قرار دیتے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے درپے وارد ہوتے ہیں۔

شیخ الرئیس اس نبض کو ایک نبضہ قرار دیتے ہیں اور ان کے قول کا مدعا یہ ہے کہ اس نبض میں اگرچہ دو قرعات کے درمیان جو زمانہ ہوتا ہے اس میں اتنی گنجائش نہیں ہوتی کہ اس میں حرکت انقباضی واقع ہو۔ اور پھر اس کے بعد حرکت انبساطی واقع ہو۔ حالانکہ دو نبضات کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایک قرعہ (ٹھوکر) کے ختم ہوجانے کے بعد شریان میں انقباض واقع ہو۔ اور اس کے بعد دوسرا انبساط نمودار ہو اور ان دونوں متضاد حرکات کے درمیان ایک سکون ہو بلکہ یہاں اتنا تھوڑا زمانہ ہوتا ہے کہ اس میں محض دو قرعات پیدا ہو جاتے ہیں اور بس (خلاصہ قول اہل و گیدانی)

ہاں دو نبضات اسی وقت شمار کیے جاسکتے ہیں جب کہ پہلے ایک انبساط ہو اس کے بعد انقباضی حرکت کے ساتھ نبض گہرائی کی طرف ہو اور اس کے بعد اس میں پھر دوسرا انبساط لاحق ہو۔

اور کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ جب کبھی قرعات دو محسوس ہوں تو نبضات بھی دو ہی ہوں ورنہ جس نبض کا انبساط پیچ میں کٹ جاتا ہے اور کٹنے کے بعد پھر اعادہ کرتا ہے (جس کو نبض منقطع کہا جاتا ہے) اس کے اندر دو نبضات ماننے پڑیں گے حالانکہ سب حکماء اسے ایک ہی نبضہ قرار دیتے ہیں۔

جالیئوس کا قول کتاب ”نبض کبیر“ میں یہ ہے۔ اس مسئلہ کے اختلاف کا مدار اس امر پر ہے کہ آیا انقباض محسوس ہوتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ انقباض محسوس نہیں ہوتا وہ کہتے ہیں کہ دو نبضات ہیں اس لیے کہ نبضہ ان کے نزدیک دو چیزوں یعنی ایک ٹھوکر اور ایک سکون سے مرکب ہے (یعنی ایک حرکت انقباض اور اس کے بعد ایک زمانہ سکون) اور یہ ظاہر ہے کہ پہلی ٹھوکر کے بعد نبض مطرقی میں ایک خفیف سکون لازمی طور پر پیدا ہوتا ہے اور پھر

اس کے بعد ایک نمایاں ٹھوکر لگتی ہے اور جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ انقباض محسوس ہوا کرتا ہے وہ اسے ایک نبض قرار دیتے ہیں۔
نبض مطرقتی میں دو ٹھوکر ہیں اس طرح لگتی ہیں جس طرح منداں (اہرن) پھوڑی مارنے سے ایک دوسری ٹھوکر خود بخود لگا کرتی ہے حالانکہ مارنے والے کا ارادہ اس میں دخل نہیں ہوتا۔

(۵) نبض ذنب الفار: (جو ہے کی دم جیسی نبض) وہ نبض ہے جس میں اختلاف تدریجی کی سے زیادتی کی طرف بڑھتا یا زیادتی سے کمی کی طرف گھٹتا ہے۔ یہ اختلاف عظم و صغر قوت و ضعف یا سرعت و بطور کے لحاظ سے ہو ا کرتا ہے لیکن نبض ذنب الفار کے ساتھ جو اختلاف زیادہ خصوصیت رکھتا ہے وہ عظم و صغر کے ساتھ وابستہ ہے۔
نبض ذنب الفار کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ ذنب منقطع: وہ نبض ہے جو ایک طرف سے عظیم ہو اور دوسری طرف صغر کی کسی معین حد پر ختم نہ ہو۔

۲۔ ذنب ثابت: وہ نبض ہے جو کسی معین حد پر ختم ہو اور اسی حد پر قائم ہو جائے مثلاً عظم سے شروع ہو کر صغر کی طرف جائے اور صغر کی کسی معین حد پر پہنچ کر ختم ہو جائے اور وہاں سے وہ پہلے عظم کی طرف نہ لوٹے۔

۳۔ ذنب عائد: وہ نبض ہے جو کسی حد معین پر جا کر ختم ہو اور پھر وہاں سے لوٹ کر پہلی جگہ آجائے مثلاً اگر وہ عظم سے شروع ہوتی ہے تو صغر کی کسی معین حد پر پہنچ کر پہلے عظم تک واپس آجائے۔

(۶) نبض غزالی: (غزال یعنی ہرن سے مشابہ) وہ نبض ہے جو ایک جزو میں یعنی ایک انگلی کے نیچے مختلف ہوا کرتی ہے۔ یہ نبض ابتدا میں سست ہوتی پھر لاٹھی حرکت کو بدل کر اس طرح تیز ہو جاتی ہے جس طرح ہرن جست بھرتا ہے۔

نبض غزالی اور واقع فی الوسط میں فرق: یہ ہے کہ نبض غزالی میں دو سر اقرع پہلے قرع کے ختم ہونے سے پہلے واقع ہوتا ہے اور واقع فی الوسط میں دوسری حرکت کا قرع سکون کے زمانے میں اور پہلے قرع کے ختم ہونے کے بعد لاحق ہوا کرتا ہے یعنی نبض غزالی میں ایک ہی انبساط کے اجزاء بلحاظ سرعت و بطور مختلف

ہوتے ہیں یعنی ایک انبساط کا پہلا حصہ بھی اور دوسرا حصہ سریع ہو جاتا ہے اور نبض واقع فی الوسط میں دوسرے قرعہ کے ختم ہونے کے بعد زمانہ سکون میں لاحق ہوتا ہے۔

(۷) **نبض موجی**: وہ نبض ہے جو اجزاء شریان کے عظم و صغیر، شہوق و انحقاض عرض و ضیق اور سرعت و بطور اور تواتر و تفاوت اور صلابت و لیونٹ کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے چونکہ یہ نبض موج دریا سے مشابہت رکھتی ہے اس لئے اس کو نبض موجی کہا جاتا ہے۔

(۸) **نبض دوری**: وہ نبض ہے جو موجی سے مشابہت رکھتی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ نبض دوری بہت ہی صغیر اور متواتر ہوتی ہے۔ علامہ گیلانی فرماتے ہیں نبض دوری کو اس کیڑے سے تشبیہ دی گئی ہے جس کی ٹانگیں بجھرت ہوتی ہیں جس کو دُغالة الاذن (کان سلائی) کہتے ہیں۔

(۹) **نبض نملی**: (نمل یعنی چیونٹی کے مانند) نبض نملی، نبض دودی سے بھی زیادہ صغیر اور متواتر ہوتی ہے۔ نبض نملی اور دودی میں عرض میں اتنا اختلاف نہیں ہوتا جتنا کہ بلندی اور پستی میں اور تقدم و تاخر میں ہو اگر تاہم بلکہ عرض کا اختلاف تو ان دونوں میں ناسد ہی ہو سکتا ہے۔

(۱۰) **نبض منشاری**: وہ نبض ہے جو سریع، متواتر اور صلب ہوتی ہے۔ اور اس کے اجزاء عظم و صغیر کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ نیز اس کے اجزاء صلابت و لیونٹ کے لحاظ سے بھی مختلف ہوتے ہیں۔

چونکہ یہ نبض بعض اجزاء کے بلند اور بعض اجزاء کے پست ہونے میں آرہ کے دندانون سے مشابہ ہوتی ہے لہذا اس کا نام منشاری (آرہ کے مانند) رکھا گیا ہے۔

نبض منشاری اور موجی میں فرق: نبض منشاری، نبض موجی سے اس لحاظ سے مشابہ ہے کہ اس کے اجزاء بھی موجی کی طرح بلندی و پستی و فراخی و تنگی تقدم و تاخر میں مختلف ہوتے ہیں لیکن نبض منشاری اور موجی میں باہم اختلاف یہ ہے کہ نبض منشاری میں صلابت ہوتی ہے اور باوجود صلابت کے اس کے اجزاء صلابت میں

مختلف (کم و بیش) ہوتے ہیں۔

(۱۱) نبض مستشج : وہ نبض ہے جس میں تشنجی حرکات یعنی جھکے بارہا محسوس ہوتے

ہیں نبض ملتوی : (بل کھانے والی نبض) یہ وہ نبض ہے جو اس ڈورے کی حرکت

کے مانند ہوتی ہے جس میں بل دیئے جاسکے ہوں۔

(۱۳) نبض مرتعش یا مرتعج : وہ نبض ہے جس میں سیکپی محسوس ہوتی ہے۔

(۱۴) نبض متواتر : یہ وہ نبض ہے جو نبض مرتعش سے مشابہ ہوتی ہے لیکن نبض

متوتر اور مرتعش میں فرق یہ ہے کہ مرتعش کے برخلاف نبض متوتر میں تناؤ محسوس

ہوتا ہے۔ یہ نبض اس ڈورے سے مشابہ ہوتی ہے جسے ایک طرف سے کھینچ لیا جائے

اور ڈورہ اس کھینچاؤ سے کھینچ کر تن جائے۔ نبض متوتر میں تناؤ یا کھینچاؤ کامیلاں

لگا ہے محض ایک ہی جانب ہوتا ہے اور لگا ہے دونوں جانب۔

نبض طبعی

وہ نبض ہے جو اجناس عشرہ نبض (۱)، مقدار انبساط (۲)، کیفیت قمرہ (۳)، زمانہ

حرکت (۴)، قوم آلہ (۵)، غلام و امثلا (۶)، ملمس (۷)، زمانہ سکون (۸)، استواء و اختلاف

(۹)، نظام و عدم نظام (۱۰)، وزن کے لحاظ سے معتدل ہو لیکن استواء و اختلاف کے

لحاظ سے نبض مستوی کو اور نظام و عدم کے لحاظ سے نبض منظم کو اور قوت و ضعف

کے لحاظ سے نبض قوی کو اور وزن کے لحاظ سے نبض جید الوزن کو نبض طبعی کہا

جائے گا۔

اسباب نبض

اسباب نبض دو قسم کے ہیں (۱) اسباب ماسکہ یا اسباب مقومہ (۲) اسباب غیر

مقومہ۔

۱۔ اسباب ماسکہ یا مقومہ : وہ اسباب ہیں کہ نہ کوئی نبض ان سے جدا ہو سکتی ہے

اور نہ کوئی نبض ان کے بغیر پیدا ہو سکتی ہے۔ یعنی یہ اسباب تقویم نبض (نبض کے

بنانے میں) شامل ہیں اور اسباب نبض کے وجود کو روکے رکھتے ہیں (اساک روکنا)۔

(۲) اسباب غیر مقومہ: وہ اسباب ہیں جو تقویم نبض (نبض کے بنانے) میں داخل نہیں ہیں بلکہ یہ وہ اسباب ہیں جو نبض میں تغیرات کے موجب ہوتے ہیں۔ اسباب غیر مقومہ کی پھر دو قسمیں ہیں۔

۱۔ اسباب لازمہ: وہ اسباب جو لازم و ضروری ہیں اور جو اپنے تغیرات سے نبض کے احکام میں تغیرات پیدا کر دیا کرتے ہیں مثلاً اسباب شہ ضروریہ ہوا۔ پانی ماکول و مشروب حرکت و سکون بدنی و نفسانی نیند و بیداری وغیرہ غسل و حمام و ریاضت وغیرہ۔

۲۔ اسباب مغیرہ: وہ اسباب جو لازم اور ضروری نہیں ہیں مثلاً امراض اور غیر طبعی حالات۔

اسباب ماسکہ

تین ہیں۔

(۱) قلب کی قوت حیوانیہ۔ جو تحریک نبض کی باعث ہے۔

(۲) آلہ نبض یعنی شریان

(۳) حاجت تطفیہ۔ یا حاجت تردیج۔ بدنی حرارت کو بجھانے اور کم کرنے کی ضرورت ہے۔

مذکورہ بالاتینوں اسباب ماسکہ میں اس وقت تک کوئی تغیر اور تبدیلی واقع نہیں ہوتی جب تک ان کے ساتھ اسباب لازمہ یا اسباب مغیرہ میں سے کوئی سبب شریک نہ ہو جائے۔

نبض کے اسباب ماسکہ

طول نبض کے اسباب: دو قسم کے ہیں۔ (۱) حقیقی (۲) غیر حقیقی

حقیقی اسباب وہی ہیں جو نبض میں غلظت کا باعث ہو سکتے ہیں بشرطیکہ آلہ نبض صلب

ہو۔ آلہ نبض کے صلب ہونے کی وجہ سے نبض عرض نہیں بڑھ سکتا تو اس کا اثر طول پر پڑتا ہے اور نبض طویل ہو جاتی ہے چنانچہ طول نبض کے اسباب حاجت ترویج کا شدید ہونا قلب کی قوت حیوانیہ کا قوی ہونا اور شریان نبض کا صلب ہونا ہیں اور غیر حقیقی اسباب جو بالعرض طول نبض پیدا کرتے ہیں ان سے مثلاً لاغری ہے۔

قصر نبض کے اسباب: نبض قصیر، نبض طویل کے مقابلے میں ہے اس لیے اس کے اسباب بھی نبض طویل کے اسباب کے مقابل ہوں گے۔ مثلاً حاجت ترویج کی کمی، ضعف قلب اور شریان کی صلابت اور اسباب غیر حقیقیہ میں سے لاغری کے مقابلے میں فربہی۔

عرض نبض کے اسباب: دودھیں (۱)، شریان کا خالی ہونا یا خون کی کمی (۲) شریان کا زیادہ نرم ہونا جس کا سبب شریان کی قوت انقباضیہ کی کمی۔
ضیق نبض کے اسباب: (۱) شریان میں خون کی کمی (۲) کسی سبب مثلاً تشنج کے باعث شریان کا تن جانا۔

شہوق نبض کے اسباب: (۱) بدن میں حرارت کی زیادتی (۲) قلب کی قوت حیوانیہ کا قوی ہونا۔

انخفاض نبض کے اسباب: کوئی نفسانی تاثر جس سے کہ وہ بچہ خون در درجہ کی حرکت اندرون بدن تیز ہو جائے اور بیرونی اعضاء کی طرف سست ہو جائے جس سے بیرونی اعضاء ٹھنڈے ہو جائیں مثلاً خوف یا قلبی تحریکات کے ضعیف ہو جانے کی وجہ سے بھی نبض منخفض ہو جاتی ہے۔

عظم نبض کے اسباب: (۱) آلہ نبض نرم ہو (۲) قلب کی قوت حیوانیہ قوی ہو۔ (۳) حاجت تظیف و تعدیل شدید ہو تو ایسی حالت میں نبض عظیم ہو جاتی ہے۔
صغر نبض کے اسباب: اگر قلب کی قوت ضعیف ہوتی ہے۔ تو نبض صغیر ہو جاتی ہے۔

قلت حاجت کی وجہ سے (جب کہ قوت و آلہ اعتدالی حالت پر ہوں) نبض میں صغیر پیدا ہو کرتا ہے لیکن ایسی صورت میں نبض کے اندر ضعیف نہیں ہوتا۔

آلہ کی صلابت بھی اگرچہ نبض میں صغر پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن اس صغر میں جو صلابت آلہ کی وجہ اور اس صغر میں جو ضعف قوت کی وجہ سے ہو یہ فرق ہے کہ صلابت کی صورت میں نبض سخت ہوا کرتی ہے ضعیف نہیں ہوتی اور نہ بہت زیادہ قصیر اور منخفض جیسا کہ ضعف قوت کے وقت ہوا کرتی ہے۔

نیز جب آلہ نبض میں صلابت ہو اور اس کے ساتھ قوت بھی قوی ہو تو اس حالت میں نبض کے اندر جو صغر پیدا ہو گا وہ اس صغر سے زیادہ ہو گا جو کہ قلت حاجت کے ساتھ قوت کے ضعیف ہونے کی صورت میں پیدا ہو گا۔

سرعت نبض کے اسباب: جب حاجت شدید ہوتی ہے۔ قوت قوی ہوتی ہے اور آلہ یعنی شریان اپنی صلابت کی وجہ سے عظیم ہونے کے قابل نہیں ہوتا تو اس صورت میں نبض سریع ہو جاتی ہے۔

تواتر نبض کے اسباب: لیکن جب قوت ضعیف ہوتی ہے تو نہ نبض میں عظم ہی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ سرعت ہی۔ ایسی صورت میں نبض متواتر ہو جاتی ہے تاکہ عظم و سرعت کے فقدان کا تدارک، تواتر کے ذریعہ ہو جائے۔

قوت نبض کے اسباب: (۱) قوت قلب کا اس قدر کافی ہونا کہ وہ نبض میں عظم پیدا کر کے حاجت ترقی تک کو پورا کر دے (۲) بردوت کا اس قدر شدید ہونا کہ تخریج کی حاجت ہی کم ہو جائے (۳) قوت کا بغایت نڈھال ہو جانا (موت کا قرب۔ حاکم نزع)

قوت نبض کا سبب: قوت قلب کا قوی ہونا۔

ضعف نبض کا سبب: قوت قلب کا ضعیف ہونا جس کے اسباب محکم بیداری، استغفار لغوی۔ اخلاط رذویہ۔ غمت شاقہ، اخلاط کی تحریک اور ہیجان اور ان کا شدید لمس اعضاء سے یا قلب سے ملاتی ہونا اور تمام وہ چیزیں جو غفلل ہوتی ہیں یعنی تحلیل مواد کے ساتھ بدن اور اروح کو بھی تحلیل کر دیتی ہے۔

لیونیت نبض کے اسباب: وہ تمام اسباب جو طبعاً اعضاء بدن میں رطوبت پیدا کر دیتے ہیں اس قسم کے اسباب کو مرطبات طبعیہ کہا جاتا ہے مثلاً مرطوب غذا یا جو مرطبات رطوبت پیدا کرتی ہے یا رطوبی امراض مثلاً مرض استسقاء۔

صلابت نبض کے اسباب: (۱) آلہ نبض کا خشک ہونا (۲) شریان میں تناؤ کا شدید ہو جانا اور خون کے دباؤ کا بڑھ جانا (۳) برودت مجددہ کی شدت (۴) بھرائی کیفیت جس کی وجہ سے تہمد و شریان نبض میں پیدا ہو جاتا ہے۔

اختلاف نبض کے اسباب: مادہ کا امتلاء خواہ وہ مادہ از قسم غذا ہو یا از قسم خلط۔

اختلاف نبض کی دو صورتیں ہیں۔ لہذا اختلاف نبض کے اسباب بھی دو قسم

کے ہوتے ہیں۔ منتظم کے اسباب: جب کہ نبض مختلف کے اسباب ضعیف ہوں (۱) نبض مختلف منتظم کے اسباب: جب کہ نبض مختلف منتظم ہوتی ہے۔

(۲) نبض مختلف غیر منتظم کے اسباب: جب نبض مختلف کے اسباب قوی ہوں یعنی نبض میں امتلاء اور گرائی بہت بڑھ جائے تو یہ اسباب نبض کے اختلاف کو بگاڑ دیتے ہیں اور نبض مختلف غیر منتظم ہو جاتی ہے۔

نبض مستوی کے اسباب: نبض مختلف کے اسباب کے خلاف ہوتے ہیں یعنی شریان کے اندر امتلاء اور گرائی کا نہ ہونا جس کے سبب طبیعت کا فعل ہمیشہ ایک ہی طریقہ پر اعتدال کے ساتھ جاری رہتا ہے۔

نبض ردی الوزن کے اسباب: نبض ردی الوزن کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) زمانہ سکون میں کمی آجائے۔ اور اس کمی کی وجہ سے نبض کا وزن بگڑ جائے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ حاجت شدید ہو جاتی ہے اور حاجت کی زیادتی کی وجہ سے زمانہ سکون کم ہو جاتا ہے۔

(۲) زمانہ سکون میں زیادتی ہو جائے۔ تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ضعف بڑھ جاتا ہے اور حاجت قلیل ہوتی ہے۔

نبض متلی، خالی، حار و بارد کے اسباب ظاہر اور بدہی ہیں۔

نبض مرکب کے اسباب

نبض ذو الفترہ کے اسباب: قوت جب کسی سبب سے تنک جاتی ہے تو آرام لینا پڑتی ہے اور تحریک سے منسوز لیتی ہے اس لیے خلاف توقع نبض میں وقفہ ہو جاتا ہے یا اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اچانک کوئی عارض لاحق ہو جاتا ہے اور جس کی طرف ایک لخت طبیعت کو متوجہ ہونا پڑتا ہے جس کی وجہ سے تحریک بچ سے رک جاتی ہے اور خلاف امید سکون لاحق ہو جاتا ہے۔

نبض ذو الفترتین کے اسباب: نبض ذو الفترتین یا نبض مطرقی کا سبب یہ ہوتا ہے کہ قوت قوی ہوتی ہے حاجت شدید ہوتی ہے لیکن شریان میں صلابت ہوتی ہے اور اس وجہ سے قوت جس تکلف کے ساتھ شریان کو پھیلانا چاہتی ہے وہ اپنی صلابت کی وجہ سے یک لخت پورے طور پر پھیل نہیں سکتی۔ اس لیے ایک ٹھوکر اور لگاتی ہے تاکہ پھیلی کمی کا تدارک ہو جائے نبض کی یہ صورت علی الخصوص اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حاجت یک لخت شدید ہو جائے اور طبیعت کو اس درجہ مجبور کر دے کہ وہ ایک ٹھوکر کی بجائے دو ٹھوکیں لگائے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نبض مطرقی اس وقت پیدا ہوتی ہے کہ جب قلب کی قوت ضعیف ہوتی ہے اور شرائین کے طبقات ڈھیلے ہوتے ہیں۔ چنانچہ قلب کے انقباض سے جو خون شریالوں میں روانہ ہوتا ہے وہ شرائین کی لمبکی کی وجہ سے پھر قلب تک واپس نہیں آئے پایا اس لئے خون میں ایک دوسرا جھٹکا لگتا ہے۔ اگر طبقات شرائین قوی ہوتے ہیں تو اس دوسرے جھٹکے سے کم متاثر ہوتے ہیں اور جب وہ ڈھیلے اور کمزور ہوتے ہیں تو زیادہ متاثر ہوتے ہیں حتیٰ کہ نبض کی ٹھوکر کے بعد ایک دوسری ٹھوکر محسوس ہوا کرتی ہے جو دراصل اسی جھٹکے کا نتیجہ ہوتی ہے۔

نبض فاری کے اسباب: نبض ذنب الفار کا سبب یہ ہوتا ہے کہ قوت ضعیف ہوتی ہے لیکن یہ ضعف دائمی اور مستقل نہیں ہوتا۔ یعنی یہ صورت ہوتی ہے کہ کچھ دیر تک ضعف رہتا ہے اور پھر قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں بحالت ضعف

نبض صغیر ہوتی ہے اور پھر قوت بڑھنے سے عظیم ہو جاتی ہے یا اس کے متضاد ابتدا میں بجالت قوت عظیم ہوتی ہے اور انتہا میں بجالت ضعیف صغیر ہو جاتی ہے۔ نبض غزالی کے اسباب: حاجت ترویج کی زیادتی کے سبب نبض غزالی ہو جاتی ہے۔

نبض موجی کے اسباب: نبض موجی اس وقت چلتی ہے کہ قوت ضعیف ہو اور

آلہ نبض نرم ہو۔ نبض دودی و نملی کے اسباب: نبض دودی و نملی اس وقت چلتی ہے کہ جب ضعف کی شدت ہوتی ہے جس کی وجہ سے نبض میں بطور توازن اور اختلاف (اختلاف تام) پیدا ہو جاتا ہے۔ قوت ضعیف ہو جانے کے باعث تھوڑا تھوڑا انبساط پیدا کر پاتی ہے اس لیے نبض کی چال کھڑے کی چال یا جیونٹی کی چال کے مانند ہو جاتی ہے (فؤذہ بمعنی کڑا اور نمل بمعنی چپوٹی)

نبض منشاری کے اسباب: (۱) شریان میں ایسا مادہ نفوذ کر دیا جائے جو کہیں عام ہو اور کہیں نفع یافتہ تو ایسی صورت میں اس کا اثر شریان کے جوہر پر پڑتا ہے اور شریان کہیں سے سخت ہو جاتی ہے اور کہیں سے نرم اور اس سبب سے منشاریت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۲) شرائین کے طبقات صلابت اور لیونٹ کے لحاظ سے مختلف ہو جاتے ہیں یعنی شرائین کے طبقات میں کہیں صلابت پیدا ہو جاتی ہے اور کہیں نرمی تو اس صورت میں بھی منشاریت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۳) دماغ یا اعشیدہ دماغ کا ورم مثلاً سرسام یا اعشیدہ صدر میں ورم ہو مثلاً ذات الجنب تو ایسی صورت میں بھی منشاریت پیدا ہو جاتی ہے۔

علامہ آملی کا قول ہے کہ شرائین کی اعشیدہ کی ساخت میں عصبی و رباطی ایلات پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ جب کسی عصبی عضو میں ورم ہوتا ہے تو اس غشاء کے عصبی ریشوں میں تمدد پیدا ہوتا ہے اور رباطی ریشے متاثر نہیں ہوتے جس کی وجہ سے شریان کے وہ اجزاء جو عصبی ریشوں کے ماتحت ہوتے ہیں ان کا انبساط ماحول کے تمدد کی وجہ سے کم ہوتا ہے اور وہ اجزاء جو رباطی ریشوں کے ماتحت ہوتے ہیں ان

میں بخوراری واقع نہیں ہوتی۔ پس اجزاء نبض صلابت، عظم، صغر، تقدم تاخر میں مختلف ہو جاتے ہیں اور نبض منشاری ہو جاتی ہے۔

نبض متشیخ کے اسباب: شارح قانون علامہ گیلانی فرماتے ہیں کہ نبض متشیخ کے سبب کا تعلق قوت اور آلہ سے ہے۔ قوت تو بے ترتیب اور بے قاعدہ حرکات پیدا کرتی ہے رہا آلہ تو اس کا قوام درست نہیں ہوتا یعنی اس کی ساخت فاسد ہوتی ہے جس کی وجہ سے نبض متشیخ ہو جاتی ہے۔

نبض مرتعش کے اسباب: نبض مرتعش یا مرتعد اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کہ قوت قوی ہوتی ہے۔ آلہ میں صلابت ہوتی ہے اور حاجت شدید ہوتی ہے۔

علامہ گیلانی فرماتے ہیں کہ بعض اوقات ضعف کی قوت کی وجہ سے بھی نبض میں لرزش پیدا ہو جاتی ہے اور علامہ آملی فرماتے ہیں کہ نبض مرتعد اس وقت بھی ہو سکتی ہے جب کہ آلہ نرم ہو اور قوت ضعیف ہو مگر یہ صورتیں نادر الوقوع ہیں۔

نبض اعمار

نبض اطفال: بچوں کی نبض رطوبت کی وجہ سے نسبتاً نرم یعنی ضعیف اور متواتر ہوتی ہے اس لیے کہ بچوں میں حرارت قوی ہوتی ہے اور جب حرارت قوی ہو تو یقیناً حاجت بھی شدید ہوگی لیکن ان میں قوت قوی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اس عمر میں نشوونما کی تکمیل نہیں ہو پاتی پس بچوں کی نبض عظیم نہیں ہو پاتی بلکہ سریع و متواتر ہو جاتی ہے تاکہ کمی عظم کا تدارک سرعت و تواتر سے ہو جائے۔ رہا یہ کہ شیخ نے نبض اطفال کے بیان میں تواتر کے ساتھ سرعت کا ذکر کیوں نہیں کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سرعت کا ذکر کرنے کی ضرورت اس وجہ سے نہیں کہ سرعت تواتر سے پہلے ہو کر تواتر

نبض جوانان: جوانوں کی نبض میں عظم زیادہ تر ہوتا ہے مگر سرعت اس میں زیادہ نہیں ہوتی بلکہ سرعت و تواتر میں کمی ہوتی ہے۔ پھر جو لوگ عنفوانِ شباب (جوانی کے ابتدائی دور) میں ہوتے ہیں۔ ان کی نبض نسبتاً زیادہ قوی ہوتی ہے۔

بچوں اور جوانوں کی نبض میں فرق:

بچوں اور جوانوں میں حرارت تقریباً مساوی ہوتی ہے۔ اس لیے ان دونوں میں حاجتِ ترویج بھی قریب قریب مساوی ہوتی ہے لیکن جوانوں میں چونکہ قوت زیادہ ہوتی ہے اس لیے ان کی نبض کے اندر اتنا عظم پیدا ہو جاتا ہے جو سرسبز و تواتر سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ بچوں میں چونکہ حاجت شدید ہوتی ہے اور شریان بھی نرم ہوتی ہے اس لیے ان کی نبض میں عظم پیدا نہیں ہوتا بلکہ عظم کی بجائے نضت و تواتر پیدا ہو جاتا ہے۔

نبض کہول: منفع قوی کی وجہ سے نسبتاً صغیر ہوتی ہے اور اسی وجہ سے ان کی نبض میں سرعت بھی کم ہوتی ہے۔ نیز سرعت کے کم ہونے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ان میں حاجت بھی کم ہی ہوتی ہے اور اس وجہ سے ان کی نبض میں تفاوت زیادہ ہو جاتا ہے۔

نبض خلیوخ: بڈھوں کی نبض صغیر، متفاوت اور بلی ہو ا کرتی ہے اور با اوقات رطوبات غریبہ کی وجہ سے ان کی نبض لین (تقدم) بھی ہو ا کرتی ہے۔

مردوں و عورتوں کی نبض میں فرق

مردوں کی نبض، عورتوں کی نبض کے مقابلے میں زیادہ قوی ہوتی ہے چونکہ مردوں کے قوی عورتوں کے مقابلے میں قوی ہوتے ہیں اور مردوں میں حاجت ترویج بھی عورتوں کے مقابلے میں شدید ہوتی ہے۔ نیز مردوں کی نبض عورتوں کے مقابلے میں زیادہ بلی اور زیادہ متفاوت ہوتی ہے کہ چونکہ مردوں میں نبض کے عظم کی وجہ سے حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔

نبض المزاج

حار المزاج لوگوں کی نبض، گرم مزاج والوں میں ترویج کی حاجت زیادہ ہوا کرتی ہے اس لیے نبض عظیم ہو ا کرتی ہے۔

حرارت طبعی اور حرارت مرضی میں فرق: یہ ہے کہ جب حرارت طبعی ہوتی ہے تو مزاج صبح

اور قوت قوی ہوتی ہے اور ایسی صورت میں نبض عظیم ہوتی ہے۔ اور حرارت مرضی جو سود مزاج کے قیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اس حالت میں قوت ضعیف ہو جاتی ہے اور حرارت غریزی گھٹ جاتی ہے اور روح کمزور پڑ جاتی ہے۔

حرارت غریزی کی زیادتی سے جو روح میں قوت حاصل ہو ا کرتی ہے اور نفس میں شجاعت و شہامت اور جو حرارت سود مزاج کی وجہ سے بدن میں پیدا ہوتی ہے اور سود مزاج کی شدت کے ساتھ شدید ہوتی جاتی ہے۔ اس کی بنا پر قوت ضعیف ہوتی جاتی ہے۔

بارد المزاج لوگوں کی نبض: سرد مزاج والے لوگوں کی نبض کا میلان صغیر بطور اور تفاوت کی طرف ہوتا ہے۔ پھر اگر برودت کے ساتھ شریان میں رطوبت بھی ہو تو نبض کا عرض زیادہ ہو جائے گا۔ اور بطور و تفاوت بھی بڑھ جائے گا لیکن اس کے برعکس اٹھ شریان میں سختی ہو تو ان سب چیزوں میں کمی آجائے گی۔ یعنی عرض، بطور اور تفاوت کم ہو جائے گا۔

حرارت کی زیادتی جس طرح ضعف پیدا کرتی ہے اسی طرح برودت کی زیادتی بھی مگر ان دونوں میں فرق ہے۔ برودت میں ضعف پیدا کرنے کی جتنی قابلیت ہے۔ سختی حرارت میں نہیں ہے۔ چنانچہ نسخ فرماتے ہیں کہ سود مزاج حار سے جتنا ضعف پیدا کرتا ہے اس سے زیادہ سود مزاج بارد سے پیدا ہوتا ہے کیوں کہ بمقابلہ برودت کے حرارت کو طبیعت سے زیادہ موافقت و مناسبت ہے۔

۱۔ رطب المزاج لوگوں کی نبض میں سوجیت ہوتی ہے اور عرض زیادہ ہوتا ہے یا بس یا بس المزاج لوگوں کی نبض میں نیچگی اور سختی ہے۔ پھر اگر یوست کے باوجود قوت بھی قوی ہو اور حاجت بھی شدید ہو تو نبض ذوالقرعین، متشخ اور مرتشخ ہوتی ہے۔

نبض فصول

موسم ربيع کی نبض: معتدل ہوتی ہے لیکن قوت میں زائد ہوتی ہے۔
موسم صیف کی نبض: شدت حاجت کے سبب سے سرچے و متواتر ہوتی ہے اور

شدت گرما کے سبب روح کے تحلیل سے صغیر اور ضعیف ہوتی ہے۔

موسم خریف کی نبض: مختلف ہوتی ہے اور ضعف کی طرف اس کا خاص میلان ہوتا ہے۔ اس موسم میں نبض کا اختلاف اس بناء پر ہوتا ہے کہ اس موسم میں رات اور صبح و شام کی ہوا میں تغیرات و استحالات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ حالات کے بار بار بدلنے اور بدن پر توارداضداد کے باعث قوت ضعیف ہو جاتی ہے اور ضعف قوت کی وجہ سے نبض میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔

دوسرے خریف کی نبض میں ضعف اس وجہ سے بھی لاحق ہوتا ہے کہ خریف کا موسم طبیعت حیات (مقتضائے حیات) کے خلاف ہے کیوں کہ خریف کے موسم میں حرارت تو ضعیف ہو جاتی ہے اور پیوست شدید جب کہ حیات کے لیے معتدل حرارت اور رطوبت کی ضرورت ہے۔

موسم شتا کی نبض: بظنی، ضعیف اور متفاوت ہوتی ہے اس لیے کہ سرما میں قوت قلیہ حاجت تردیح کے کم ہو جانے کے باعث ضعیف ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ممالک ٹھنڈے ہوں اور انسان کا مزاج بھی بار د ہو اور ضعیف ہو کہ شدت برودت کا متحمل نہ ہو سکے۔

بعض لوگوں میں موسم سرما میں حرارت بدنی اندر گہرائی کی طرف جا کر کٹھنی ہو جاتی ہے جس سے قوت بجائے ضعیف ہونے کے قوی ہو جاتی ہے لیکن ایسا اس وقت واقع ہوتا ہے جب کہ اس شخص کے مزاج میں حرارت کا غلبہ ہو اور وہ برودت سے متاثر اور مغلوب نہ ہو۔

نبض تداخل فصلیں: ان موسموں کی نبض جو مختلف موسموں کے درمیان ہوتے ہیں ان کی نبض متصلہ اور متواصل کی نبض کے مطابق ہوتی ہے۔

نبض بُلدان

ممالک کی آب و ہوا موسموں کی کیفیات سے مشابہت رکھتی ہے مثلاً بعض ممالک کی آب و ہوا معتدل ہوتی ہے اور موسم ریح کی، آب و ہوا سے مشابہت

رکھتی ہے۔ بعض ممالک کی آب و ہوا خشک ہوتی ہے اور موسم صیف کی آب و ہوا
مشابہت رکھتی ہے۔ بعض ممالک کی آب و ہوا خشک ہوتی ہے اور موسم خریف کی
آب و ہوا سے مشابہت رکھتی ہے۔ اس لیے ممالک کی نبض وہی ہوگی جو ان ممالک
سے مشابہ کیفیت رکھنے والے موسموں کی ہوتی ہے جس کا بیان اوپر گذر
چکا ہے۔

نبض ماکول و مشروب

نبض پر غذائیں بلحاظ کیفیت بھی اثر کرتی ہیں اور بلحاظ کمیت بھی۔
کیفیت کے ذریعہ تغیر پیدا کرنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شے متناول (ماکول
یا مشروب) کی کیفیت جب گرم یا سرد ہوتی ہے تو یہ کیفیت نبض میں بھی اپنے تقاضے
کے مطابق تغیر پیدا کر دیتی ہے۔

اور کمیت کے ذریعہ تغیر پیدا کرنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب شے متناول
بلحاظ کمیت معتدل ہوتی ہے تو نبض عظیم سریح اور متواتر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ معتدل
المقدار غذا بدن میں حرارت (گرمی) بڑھاتی ہے اور جب شے متناول بلحاظ کمیت
زیادہ ہوتی ہے غذا زیادہ مقدار میں استعمال کی جاتی ہے تو چونکہ غذا کے بوجھ
سے قوت دب جاتی ہے اس لیے نبض مختلف ہو جاتی ہے اور اس اختلاف میں
نظام بھی باقی نہیں رہتا اور اگر شے متناول بلحاظ کمیت کم ہوتی ہے یعنی غذا کم
مقدار میں استعمال کی جاتی ہے تو نبض میں صغیر اور تفاوت پیدا ہو جاتا ہے۔

نبض شراب

چونکہ شراب بالذات ہر شخص کے لیے مقوی ہوتی ہے اس لیے اس سے ہر مزاج
کے شخص میں قوت ضرورت پیدا ہوگی اور نبض بھی قوی اور عظیم ہوگی۔ لیکن عار
المزاج لوگوں کے لیے ٹھنڈی شراب موافق ہوتی ہے اور بارہ المزاج لوگوں کے
لیے گرم شراب موافق ہوتی ہے۔

شراب کی زیادتی مضعت اعصاب و قوی ہے اس لیے شراب کی زیادتی سے

نبض ضعیف و بلی ہو جائے گی۔

نبض آب

پانی چونکہ غذا اور روح کے نفوذ کرانے کا ذریعہ ہے اور قوت غذا اور روح سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے پانی بھی مقوی جسم اور مقوی نبض ہے۔ لیکن پانی اور شراب میں فرق یہ ہے کہ سیرانی بدن میں حرارت کو کم کرنا ہے جس سے حاجت تردد و تجمّع گھٹ جایا کرتی ہے۔

نبض ریاضت

ریاضت (ورزش) کے ابتدائی زمانے میں جب تک ریاضت معتدل رہتی ہے۔ نبض عظیم و قوی ہوتی ہے کیوں کہ ایسی حالت میں حرارت عزیز یہ قوی ہوتی ہے۔ نیز نبض سریع و متواتر ہوتی ہے کیونکہ حرکت کی تاثیر سے حاجت نبض و غفلت بڑھ جاتی ہے۔

لیکن جب ریاضت دیر تک قائم رہے یا شدید ہو تو حرارت عزیز یہ کے تحلیل کے باعث نبض ضعیف و صغیر ہو جائے گی لیکن سرعت و تواتر نبض میں قائم رہے گا جس کا سبب نبض کی حاجت کا شدید ہونا نیز قوت کا اتنا نہ ہونا کہ نبض میں عظم پیدا ہو سکے۔ اس کے بعد نبض میں ضعف جس قدر بڑھتا جائے گا اسی قدر سرعت کم ہوتی چلی جائے گی اور تواتر بڑھتا چلا جائے گا۔ اور اگر ریاضت کا سلسلہ اسی طرح قائم رہے گا تو ضعف اور شدت تواتر کی وجہ سے نبض نعلی ہو جائے گی۔

پھر اگر ریاضت میں اس سے بھی زیادہ افراط کی جائے حتیٰ کہ ہلاکت قریب آجائے تو اغلال قوت کے باعث نبض دوری ہو جائے گی۔ اور آخر میں ضعیف و صغیر ہونے کے ساتھ متفاوت اور بلی ہو جائے گی۔

نبض حمام

حمام جب گرم پانی سے کیا جاتا ہے تو ابتدا میں قوت و حاجت کے بڑھنے

سے نبض عظیم ہو جایا کرتی ہے لیکن جب حمام کی وجہ سے قوتیں تحلیل ہو جاتی ہیں تو نبض میں ضعف آجایا کرتا ہے اور نبض صغیر، بطلی اور متفاوت ہوا کرتی ہے۔

اور جب حمام ٹھنڈے پانی سے کیا جاتا ہے تو اس کی دوسوئیں ہیں۔

(۱) اگر ٹھنڈے پانی کی برودت بدن کے اندر سرایت کر جاتی ہے تو یہ نبض کو ضعیف اور صغیر کر دیتی ہے اور نبض میں تفاوت و بطو پیدا کرتی ہے۔

(۲) اور جب ٹھنڈے پانی کی برودت مسامات کو بند کر کے بدنی حرارت کو اندرون بدن مائل کر دیتی ہے تو بدنی قوت میں اضافہ کر کے نبض میں کسی قدر عظم پیدا کر دیتی ہے اور سرعت و توازن کم کر دیتی ہے۔

نبض حمل

حاملہ عورتوں میں حاجت شدید ہو جاتی ہے اس لیے کہ بچہ بھی اسی نسیم میں شریک ہوتا ہے جو ماں اپنی سانس کے ذریعے اندر کھینچتی ہے۔ گویا ماں کے سانس کے ساتھ دو حاجتیں دو جانوں کے لیے وابستہ ہوتی ہیں۔

حاملہ عورتوں کی قوت کو اگر دیکھا جائے تو حمل کی وجہ سے زدہ بڑھتی ہے اور نہ گھٹتی ہے ہاں اگر ان میں قوت کسی قدر گھٹ جاتی ہے تو محض خفیف طور پر اتنی جو ایک بوجھ کے اٹھانے سے بصورت نکال پیدا ہو سکتی ہے۔

ان وجہ سے حاملہ عورت کی نبض شدت حاجت اور ضعف قوت کے باعث عظیم سریع اور متواتر ہوتی ہے۔

نبض اوجاع

درد کی ابتداء میں جب کہ قوت مدافعت میں ہیجان و تحریک ہوتی ہے۔ اور بدنی حرارت مشتعل ہوتی ہے تو نبض عظیم، سریع اور متفاوت ہوتی ہے۔ متفاوت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عظم و سرعت کے ذریعے حاجت ترویج پوری ہو جاتی ہے اور توازن کی ضرورت ہی نہیں آتی۔

لیکن جب درد شدید ہوتا ہے اور بدنی قوت کو کمزور کر دیتا ہے تو نبض متواتر

پھر صغیر اور آخر میں منلی اور دوری ہو جاتی ہے۔

نبض اور ارام

ورم حار کی نبض: میں منشاریت۔ ارتعاد، ارتعاش (پکپکی) اور سرعت و تواتر لاحق ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی رطوبت پیدا کرنے والا سبب مانع نہ ہو ورنہ نبض کی منشاریت زائل ہو جائے گی اور اس کی جگہ موجیت پیدا ہو جائے گی (مثلاً یہ کہ مادہ ورم میں باوجود حرارت کے رطوبت بھی ہو یا عللاً مخری اور مرطب دوائیں استعمال کرائی جائیں یا ورم کسی مرطب عضو میں ہو یا یہ کہ ورم میں پیپ پڑ گئی ہو۔ ان تمام صورتوں میں نبض سے منشاریت مفقود ہو جائے گی اور منشاریت کی بجائے موجیت پیدا ہو جائے گی۔ رہے ارتعاد و ارتعاش سرعت و تواتر یہ لازمی طور پر ہر قسم کے ورم حار میں پائے جائیں گے۔

درجات ورم حار کی نبض

ورم حار جب تک کہ زمانہ تیزید میں ہوتا ہے اس وقت تک نبض کے اندر منشاریت اور سرعت و تواتر بڑھتا چلا جاتا ہے اور ورم کے بڑھتے ہوئے تناؤ کی وجہ سے نبض میں صلابت پیدا ہو جاتی ہے یعنی شریان نبض کی دیواریں سخت ہو جاتی ہیں اور بڑھتے ہوئے درد کی وجہ سے نبض میں ارتعاد کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

جب ورم حار درجہ انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو حملہ عوارض نبض، (باستثناء اُن عوارض کے جو قوت سے وابستہ ہوتے ہیں) بڑھ جاتے ہیں۔ مثلاً سرعت و تواتر اور وہ عوارض کمزور ہو جاتے ہیں جو قوت سے پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً غم۔ جب ورم حار کا زمانہ دراز ہوتا ہے تو نبض سے سرعت باطل ہو جاتی ہے اور وہ منلی ہو جاتی ہے۔

اور جب ورم حار درجہ انقطاع کو طے کرتا ہے یعنی تحلیل ہونے لگتا ہے یا پھوٹ پڑتا ہے تو نبض قوی ہو جاتی ہے اور اس کے ارتعاد میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

ورم جتنا بڑا ہوتا ہے اتنے ہی عوارض نبض شدید ہوتے ہیں اور ورم جتنا

چھوٹا ہوتا ہے عوارض نبض اتنے ہی خفیف ہوتے ہیں۔

نبض خراج : ورم جب کہ خراج (پھوڑے) میں تبدیل ہو جاتا ہے یعنی اس میں پیپ پڑ جاتی ہے تو رطوبت و لیونٹ کی وجہ سے جو تھج سے پیدا ہوتی ہے۔ نبض کی منشاریت موجیت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور خراج کے لقیل ہونے کی وجہ سے نبض میں اختلاف بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ رہے سرعت و تواثر تو چونکہ ورم کے پک جانے کے بعد حرارت عریضہ میں سکون آ جاتا ہے۔ اس لیے سرعت و تواثر میں بھی کمی آ جاتی

ہے **ورم تین کی نبض :** وہ ورم جس کے مادہ میں رطوبت کا غلبہ ہوتا ہے (بشرطیکہ اس میں گرمی سردی زیادہ نہ ہو) نبض کو موجی بنا دیتا ہے لیکن اگر ایسے ورم میں برودت کی افراط ہوتی ہے تو موجیت کے باوجود نبض بطنی متفاوت ہو جاتی ہے۔
ورم صلب کی نبض : جس ورم میں صلابت یعنی سختی ہو وہ نبض میں منشاریت کو بڑھا دیتا ہے۔

نبض عوارض نفسانیہ

غضب (غصہ) کی نبض : بر غصہ چونکہ قوت میں یک لخت جوش و ہجان پیدا کر دیتا ہے اور روح کو دفعتاً قلب سے بیرونی اعضاء کی طرف پھیلا دیتا ہے اس لیے غصہ کی حالت میں نبض عظیم، شاہق، سزج اور متواتر ہو جاتی ہے اگر غصہ کے ساتھ ڈر اور خوف بھی مخلوط ہو جائے جس سے ایک وقت میں اگر غصہ کا غلبہ ہو تو دوسرے وقت میں خوف کا تو نبض مختلف ہو جاتی ہے۔

اس طرح جب غصہ کے ساتھ شرمندگی بھی مخلوط ہو یا جب کہ جذبہ انتقام اور عقل کی گھمکنش شروع ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں بھی نبض مختلف

ہو جاتی ہے۔
فزع (ڈر) کی نبض : ڈر اگر اچانک لاحق ہو تو نبض سزج، مرتعد (مرتعش) اور مختلف غیر منتظم ہو جاتی ہے اور جب خوف کی حالت دراز ہو جاتی ہے یا خوف و ہراس کی کیفیت تدریجاً لاحق ہوتی ہے نہ کہ اچانک تو نبض میں اسی قسم کے تغیرات

لاحق ہوا کرتے ہیں جیسے غم کے وقت طاری ہوتے ہیں۔
 غم کی نبض: غم کی صورت میں چونکہ حرارت گھٹ جاتی ہے اور اندرون بدن پائل
 ہو جاتی ہے اور قوت ضعیف ہوتی ہے اس لیے نبض غم کی حالت میں صغیر، ضعیف
 متفاوت اور بطنی ہو جایا کرتی ہے۔

لذت کی نبض: بحالت لذت چونکہ روح اور قوت باہر کی طرف بدرتج حرکت
 کرتے ہیں اس لیے لذت نبض میں اس قدر سرعت و تواتر نہیں پیدا کرتی جس قدر کہ
 غضب پیدا کرتا ہے بلکہ بسا اوقات لذت کی صورت میں حاجت ترویج نبض کے
 عظم ہی سے پوری ہو جاتی ہے اور سرعت و تواتر کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی
 اس لیے نبض بطنی اور متفاوت ہو جایا کرتی ہے۔

بہی حال فرحت و سرور کی نبض کا ہے جس میں نبض بیشتر اوقات کسی قدر یونٹ
 کے ساتھ عظیم ہوا کرتی ہے اور اس میں کسی قدر بطور اور تفاوت کی طرف میلان ہوا
 کرتا ہے۔

نبض قرب موت

نبض اگر لین ہو اور رفتار میں کمی ہو تو موت قریب ہے۔ قوت کی دماغ
 کی غفلت اور آنکھوں کی پتلی پھیلنے کے ساتھ نبض کا انتظام بگڑ جائے تو موت کی
 خبر ہے نبض دودی یا ٹپکی ہو جائے تو بھی موت کی علامت ہے اور اگر نبض سرج
 و متواتر ہو اور انتہائے تواتر پر پہنچ کر کچ رفتار محسوس ہو یا فترہ پڑنے لگے
 تو یہ بھی موت کی علامت ہے۔ بار بار نبض نثار دہو تو یہ بھی موت کی خبر دیتا ہے
 اگر نبض تین قرعہ کے بعد یکبارگی ٹپک جائے تو موت کے قرب کی دلیل ہے اگر نبض
 موجی یا منشاری ہو اور اس میں فترہ پڑنے لگے یہ بھی موت کی خبر دیتا ہے واللہ
 اعلم۔

احوال امراض

اور ان کی نبضیں

طب کی مستند کتب میں احوال و امراض بدن کی جو مخصوص نبضیں درج ہیں ان کا انتخاب حسب ذیل ہے۔

نبض امزجہ

عظیم وقوی	مزاج حار طبعی
صغیر و سترج و متواتر	مزاج حار غیر طبعی
صغیر و بطی	مزاج بارد
موجی یا عریض	مزاج رطب
صغیر و صلب	مزاج یابس
صغیر و سترج و متواتر و صلب	مزاج حار صفراوی
عظیم وقوی و لین	مزاج حار دموی
سترج و متواتر و متلی	امتلاء مادہ صفراء
صغیر و بطی و متفاوت و صلب	امتلاء مادہ سوداء
صغیر و بطی و متفاوت و لین و نملی	امتلاء مادہ بلغم

نبض اعمار و اجناس

صبیان (کودک - بچہ) سترج و متواتر

کھول (ادھیڑ)	صغیر و بطنی
کھول (ادھیڑ)	عظیم و قوی
شیخ (پیر - بوڑھا)	صغیر و قوی
مرد	عظیم و قوی
نساء (عدوت)	صغیر و ضعیف و سریع
حاملہ	عظیم و سریع و متواتر

نبض سحنہ

مہزول (لاغر - ڈبلا)	عظیم و بطنی
شیم (فریہ - موٹا)	صغیر و بطنی

نبض امراض نفسانی

غیظ و غضب	عظیم و شائبہ، سریع و متواتر
فرع و ہم و غم ناگہاں	سریع، مرتعش، مختلف، متفاوت
	غیر منتظم
غیر ناگہاں	صغیر و ضعیف

نبض نوم و یقظہ

ابتداء خواب	صغیر و ضعیف و متفاوت
آخر خواب	صغیر و ضعیف و بطنی
افراط خواب	صغیر و ضعیف و بطنی
خواب بروقت غلو موعده	صغیر و بطنی و متفاوت
بیداری بعد خواب طبعی	عظیم و سریع
اتفاقی بیداری	ضعیف پھر عظیم، سریع، مرتعش و مختلف

نبض ماکول و مشروب

طعام معتدل المقدار	عظیم و قوی و سریع و متواتر
طعام کثیر	مختلف، غیر منتظم
طعام قلیل	عظیم و قوی و سریع
استلا و معده از خداد	مختلف
بعد از غم طعام	عظیم و قوی و سریع و لین
عدم غذا	صغیر و ضعیف و بطی و متواتر
شارب شراب معتدل المقدار	عظیم و قوی و سریع
شارب آب	قوی
اغذیه و اشربه مرطبه	لین

نبض ریاضت

ابتداء ریاضت	عظیم و قوی و سریع و متواتر
ریاضت معتدل	عظیم و قوی
ریاضت طویل و شدید	صغیر و ضعیف و بطی و متفاوت
ریاضت متجاوذا و اعتدال	صغیر و ضعیف و بطی و متفاوت
آخر ریاضت	سریع و متواتر

نبض استحمام و اغتسال

حمام معتدل	عظیم و قوی و لین و سریع متواتر
افراط حمام باب گرم	صغیر و ضعیف و متفاوت و بطی

نبض فصول (موسم)

ربیع (بهار)	عظیم و قوی

صغیر، سریع و متواتر و ضعیف
ضعیف و مختلف
متفاوت و بطلی و صغیر

صیف (گرما)
خریف (خزاں)
شتاء (سرما)

امراض کی نبضیں امراض اعضاء نفسانیہ امراض راس

سریع و متواتر	صداع حار
بطلی و متفاوت	صداع بارد
صغیر و سریع	صداع صفراوی
عظیم و لین	صداع دموئی
ضعیف و بطلی	صداع بلغمی
صغیر و بطلی و صلب	صداع سوداوی
سریع	صداع حقیقہ
عظیم و لین	فرائیض
عظیم و سریع و متواتر	سرسام حار
صغیر و سریع و صلب	سرسام صفراوی
بطلی و متفاوت	سرسام بارد
صغیر و صلب و ضعیف و متواتر و مختلف	سرسام سوداوی
سریع	سرسام مخی نخعی
صغیر و سریع و صلب	دوار صفراوی
بطلی و لین	دوار بلغمی
صغیر و ضعیف و صلب	دوار سوداوی
سریع و ضعیف و متفاوت و متلی	سبات
صغیر و ضعیف و متواتر و صلب	سبات ازاد و یہ محذرہ

عظیم وضعیف و بطل و متفاوت و لین	نیسان
بطل و متفاوت	استرخاد
بطل و متفاوت	فالج
صلب	لقوه
صغیر وضعیف و متفاوت	سکتہ
صغیر و مختلف و صلب	ما بخویانے دہوی
ہنگام یا اس، صغیر وضعیف و بطل و	عشق
متفاوت و مختلف، ہنگام رجاء عظیم و	
لین، مائل بہ بطور و تفاوت	
بطل و متفاوت	صداع بلغی
صغیر و صلب	صرع سوداوی
صغیر وضعیف و بطل و متفاوت	سکتہ
دقیق و سریع	تشنج
بطل و متلی و متفاوت	استلاء دماغ
عظیم و سریع و متواتر	زکام حار

امراض اعضاء حیوانیہ

امراض صدر

عظیم و متلی	ربواذ مخارات قلب
سریع و متواتر	سعال حار یا بس
منشاری سریع و صغیر و متواتر و صلب	ذات الجنب (جناب)
ضعیف و سریع و لین و موزجی	ذات الریۃ
صغیر و سریع و متواتر و صلب	سبل

امراض قلب

سوز مزاج حار قلب	عظیم و سریع و متواتر
بارد قلب	صغیر و ضعیف و بطی و متواتر
طپ قلب	بطی و لین و مختلف
یابس قلب	صغیر و ضعیف و متواتر
خفقان	سریع
خفقان دموی	عظیم و سریع و متلی
خفقان از ذکات و حس قلب	عظیم و قوی
غشی	صغیر و ضعیف
ورم بطایہ قلب	صغیر و سریع و مختلف

امراض اعضاء طبعیہ

امراض معدہ

استلار معدہ از خلط یا غذا	مختلف
امراض معدہ از خلط بارد	صغیر و ضعیف و بطی
ضعف ہاضمہ و دافعہ	ضعیف و لین و متلی
ہیضہ	ضعیف و متفاوت اور درجہ آخر میں
ورم حار فم معدہ	سریع
ورم بارد فم معدہ	صغیر و ضعیف و متواتر و صلب
کرب معدہ و غشیان	صغیر و ضعیف و بطی و متفاوت و صلب
	صغیر و ضعیف و متواتر

امراض جگر و طحال و مرارہ

ورم بکد حار	عظیم و سریع و متواتر

استعداد	صغیر و ضعیف و متواتر و صلب
یرقان	متواتر و صلب
ایباض دم	سریع و متواتر
فقر الدم	سریع و متواتر

امراض اعضائے بولیہ و تناسلیہ

قرح الکلیہ	سریع و صلب و متعلی
قولنج کلوی	صغیر
درم شانہ	ضعیف
ضعف باہ	ضعیف و لین و بطنی
اورام حارہ رحم	متواتر
اعتباس طمث	بطنی و متفاوت
جمود الدم فی الشانہ	صغیر

امراض عامہ

اورام

ابتداء و درم حار	عظیم و قوی و سریع و متواتر
اورام حارہ	سریع متواتر مع مشاریت ارتعاش
اورام بارده	بطنی و متفاوت
اورام بطنی	صغیر و بطنی و متفاوت و صلب
اورام سوداوی	صغیر و بطنی و متفاوت و صلب
اورام صلبہ	صغیر و صلب
نار فارسی	سریع

اوجاع

سریع الانبساط و بطی الانقباض	وجع
قوی و سریع و متواتر	ابتداء وجع
صغیر و ضعیف و سریع و متواتر	وجع شدید
نہلی	وجع شدید کے آخری درجہ میں
صغیر و ضعیف	اوجاع باطنی
ابتداء متنی بعدہ تدریج متواتر و ضعیف	حمراء
سریع	طاعون
عظیم و متواتر	حمی یوم
عظیم و طویل	حمی یوم غصیبہ و فرجیہ
صغیر و ضعیف و صلب	حمی یوم جوعی عطشی
صغیر و ضعیف	حمی یوم سنہری و غمی و فرجی
صغیر و متفاوت	حمی یوم غشبہ
عظیم و سریع	حمی یوم درمیر
عظیم و قوی و سریع و متواتر و متلی	حمی سونوخس
عظیم و متواتر و سریع	حمی مطبقہ
مختلف	حمی صفرادی
صغیر و ضعیف و متفاوت	حمی غب خالص
صغیر و ضعیف و لیتن	حمی بلغمی
صغیر و بطی و متفاوت و صلب	حمی رُبح دائرہ
بطی و متفاوت	ابتداء نوبت حمی رُبح
عظیم و لیتن	رُبح دوسری
بطی و لیتن	رُبح بلغمی
سریع و متواتر	رُبح صفرادی

سریع و صلب
 صغیر و ضعیف و متواتر و صلب
 صغیر و ضعیف و سریع و متواتر و صلب
 صغیر و ضعیف و متواتر و صلب
 ابتداء مختلف بعدہ باقاعدہ عظیم و سریع
 (بقول شیخ) زمانہ ابتداء میں مختلف اور انتہا
 میں سریع۔ نبض میں تضاعف ہوتا ہے۔
 نیز جب بخار پوری طرح چڑھ جاتا ہے تو
 نبض قوی، سریع متواتر ہو جاتی ہے۔
 صغیر و متفاوت (سمرقندی) ابتداء متفاوت
 بعدہ متواتر، غلب کی نسبت اس میں تواتر
 صغیر زیادہ ہوتا ہے۔
 سریع و متملی و لین و مطرقی
 متواتر و ضعیف
 سریع
 عظیم
 حرارت کی زیادتی کے ساتھ نبض سریع ہوتی
 جاتی ہے اور جیسے جیسے مرض ترقی کرتا جاتا
 ہے نبض میں ضعف و صغر بڑھتا جاتا
 ہے۔ شدید صورتوں میں نبض غیر محسوس
 ہوتی ہے۔

نبض بحر ان

صلب
 لین

ربیع سوداوی
 حلی دق
 ذہول
 دق الشیخوخہ
 حلی غلب دائرہ

حلی مواظبہ

حلی معوی
 حلی وبائیہ
 خسرہ
 چپک جلدی
 غامیہ نہیانیہ

بحران مطلق
 بحران عرضی

امراض جلد

مذام	مغیر وضعیف و متواتر
جذام حذری	متفاوت و بطنی
برص	بطنی لین و عریض

سمیات

اکل سمیات و عذرات	سریخ الانبساط و بطنی الانقباض
اکل کشتہ جات	بطنی
افیون	سریخ الانبساط و بطنی الانقباض

نبض مرگ (موت)

موت کے وقت نبض لین و غیر منتظم ہوتی ہے۔
ایک دید نے موت کی نبض کو ایک دوسرے میں نظم کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

چل چل کر ناڑی تھے، تھم تھم کر چل جائے
تین دن کے بیچ میں روگی منزل پور کھ جائے

ماہیت بول

تشخیص مرض کے لیے معائنہ بول اور اس سے استدلال ضروری ہے۔ اکثر امراض ایسے ہیں کہ ان کے سبب سے بول کی ماہیت کا یعنی بول کا رنگ قوام پورا ذائقہ۔ رسوب ترکیب اجزاء وغیرہ طبعی ہو جاتے ہیں چنانچہ ان حالات میں معائنہ بول سے تشخیص مرض میں معاونت حاصل ہوتی ہے۔

شرائط معائنہ بول

شیخ فرماتے ہیں کہ بول کے معائنہ کے وقت حسب ذیل شرائط کا لحاظ رکھا جائے۔

- ۱۔ بول صبح کا ہو۔
- ۲۔ بول کو مشانہ میں دیر تک نہ روکا گیا ہو۔
- ۳۔ ساری رات کا بول جمع کیا گیا ہو۔
- ۴۔ پیشاب کرنے سے پہلے مریض نے نہ پانی پیا ہو نہ کھانا کھایا ہو۔
- ۵۔ مریض نے کوئی ایسی چیز نہ کھائی ہو جو پیشاب کو رنگ دے۔ مثلاً زعفران یا سبزیاں یا مری جو بول کو سیاہ بنا دیتی ہے۔
- ۶۔ مریض نے جلد اور بشرہ پر بھی کوئی ایسی چیز نہ لگائی ہو جو بول کو رنگین بنا دے۔ مثلاً مہندی کہ جس کے لگانے سے قارورہ بعض اوقات رنگین ہو جاتا ہے۔

۴۔ مریض نے کوئی ایسی مدد دوا استعمال نہ کی ہو جس میں کسی خاص مادے کے ادرار کی قہت ہو مثلاً مدر صفر اور یا مدر بلغم۔

۵۔ مریض نے پیشاب کرنے سے قبل ریاضت یا اور کوئی غیر طبعی کام نہ کیا ہو جس سے جسم کی حرارت بڑھ جائے اور بول کا رنگ بدل جائے جیسا کہ محنت مشقت کا کام کرنے یا نیز لڑا اور دھوپ میں چلنے پھرنے سے بول کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔

۹۔ مریض کے پیشاب کرنے کے فوراً بعد معائنہ نہ کیا جائے بلکہ اس وقت معائنہ کیا جائے جب کہ بول برتن میں ٹھہر جائے اور اگر اس میں رسوب ہو تو تہ نشین ہو جائے۔

۱۰۔ بول ایسی جگہ نہ رکھا جائے کہ اس پر دھوپ اور گرمی کا اثر ہو۔

دلائل بول

بول میں مندرجہ ذیل چیزوں سے استدلال کیا جاتا ہے۔

- ۱۔ بول کا رنگ
 - ۲۔ بول کا قوام (رقت و غلظت)
 - ۳۔ صفائی و کدورت
 - ۴۔ رسوب
 - ۵۔ مقدار و لحاظ قلت و کثرت
 - ۶۔ بو
 - ۷۔ کف یا سجاگ
- صفائی و کدورت وہ حالت ہے کہ جس میں نور بصیر بآسانی نفوذ کر سکے غلظت و رقت اور صفائی و کدورت میں فرق یہ ہے کہ کبھی بول، غلیظ ہونے کے باوجود صاف ہوتا ہے جیسے وہ بول جو سفیدی بیض کے مانند غلیظ ہوتا ہے اور بول کبھی رقیق ہونے کے باوجود مکدر محسوس ہوتا ہے جیسے گدلا پانی۔
- کدورت اور رسوب میں فرق یہ ہے کہ رسوب مائیت سے متماثل نظر آتا ہے اور

کدورت کے ذرات سارے بول میں مخلوط طور پر پرآگندہ ہوتے ہیں۔
کدورت اور رنگ میں فرق یہ ہے کہ رنگ تمام مائیت میں اچھی طرح پھیلا ہوتا ہے
اور بحالت کدورت مکدر اجزاء اس طرح مائیت میں مخلوط نہیں ہوتے۔

بول کے رنگ

الوان بول :-

بول پانچ قسم کے رنگ کا ہوتا ہے۔

۱- زرد ۲- سرخ ۳- سبز ۴- سیاہ ۵- سفید

بول زردگی قسمیں :

۱- بول تبنی ۲- بول اُترجی ۳- بول اشقر ۴- بول اشقر نارنجی ۵- بول

ناری ۶- بول زعفرانی

۱- بول تبنی۔ اس کا رنگ اس پانی کے مشابہ ہوتا ہے جس میں بھوسہ بھگو یا گیا ہو
یعنی اس میں ہلکی سی زردی ہوتی ہے۔

۲- بول اُترجی۔ اس کا رنگ پوست ترنج کے مانند زرد ہوتا ہے اس میں زردی
تبنی سے زیادہ ہوتی ہے۔

۳- بول اشقر۔ اس میں زردی کسی قدر سرخی کے ساتھ ہوتی ہے۔

۴- بول اشقر نارنجی۔ اس کا رنگ پوست نارنجی کے مانند زرد سرخی آمیز ہوتا ہے
اس میں بول اشقر سے سرخی زیادہ ہوتی ہے۔

۵- بول ناری۔ اس کا رنگ زعفران کے رنگ سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کا رنگ چونکہ
اُگ کے شعلہ کے رنگ سے مشابہ ہوتا ہے اس لیے اس کا نام ناری رکھا گیا
ہے۔

۶- بول زعفرانی۔ اس کا رنگ زعفران کے ریشوں کے مانند ہوتا ہے جس کو شوخ
سرخ کہا جاتا ہے اس میں تمام قسموں سے زیادہ سرخی ہوتی ہے۔

شیخ الرئیس فرماتے ہیں کہ اُترجی کے بعد تمام قسمیں حرارت پر دلالت کرتی ہیں
جس کے درجات ترتیب ودر بڑھتے گئے ہیں یعنی اُترجی اعتدال کی علامت ہے۔ بول

بتنی برودت پر دلالت کرتا ہے اور باقی تمام قسمیں حرارت کی دلیل ہیں جو صفا ہے شدید ریخت درد، بھوک اور پانی کے کم ہو جانے سے پیدا ہوتی ہیں۔
بول سُرخ کی قسمیں: چار ہیں۔

۱- بول امہب: یہ زرد سرخی آمیز ہوتا ہے۔

۲- بول وردی: گلاب کے مانند سرخ ہوتا ہے۔

۳- بول احمر قانی: نہایت سُرخ

۴- بول احمر اقم، سرخ غبار آلود یا سرخ سیاہی مائل۔

یہ سب قسمیں غلبہ خون پر علی العموم دلالت کرتی ہیں۔

قارورہ میں جس قدر زعفرانیت کا غلبہ ہوگا اسی قدر صفراء کی زیادتی سمجھی جائے گی اور جس قدر سیاہی اور تکرر زیادہ ہوگا اسی قدر خون کا غلبہ سمجھا جائے گا۔

بول ناری بمقابلہ احمر اقم کے حرارت پر زیادہ دلالت کرتا ہے کیوں کہ اول الذکر صفراء سے حاصل ہوتا ہے اور آخر الذکر خون سے اور صفراء سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے زیادہ حرارت پر دلالت کرتا ہے۔ صفراء بمقابلہ خون کے زیادہ گرم ہے۔

نہایت گرم امراض اور حیات محرقہ میں قارورہ کے اندر زعفرانیت اور ناریت ہو کر پڑتی ہے اگر اس کے ساتھ قارورہ میں رقت بھی ہو تو سمجھنا چاہیے کہ قارورہ میں کچھ نہ کچھ نفیج موجود ہے اور یہ کہ رنگ میں نفیج شروع ہو گیا مگر ابھی قوام میں نفیج باقی ہے۔

اگر قارورہ کی زردی شدید ہو کہ بالکل ناری بن جائے تو سمجھنا چاہیے کہ حرارت شدید تر ہو گئی ہے۔ اسی قسم کے قارورہ کو احمر ناصع (شوخی سرخ) کہا جاتا ہے۔

س- یرقان میں قلیل الحرات یا بول ابیض سے استفسار کا خطرہ کیوں ہوتا ہے؟

ج- مرض یرقان میں قارورہ میں جس قدر زیادہ زرد ہو چکی کہ اس کی زردی کی

شدت کی وجہ سے سیاہی مائل ہو جائے اور کپڑے اس سے اس طرح رنگ جائیں

کہ ان کا رنگ نہ چھوٹ سکے اور جس قدر مقدار میں زیادہ ہو اسی قدر بہتر اور اچھا

ہے کیوں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مادہ مرض بکثرت خارج ہو رہا ہے اور بدن اس

کاڑھ کی کلاہ سے جلد پاک ہو رہا ہے۔

کیوں کہ اگر مرض یرقان میں قارورہ سفید ہو یا اس میں زردی کم ہو لیکن یرقان بدستور اپنے حال پر قائم ہو تو استسقام کے پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

بھوک سے قارورہ کا رنگ گہرا اور تیز تر ہو جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں مادہ مرض بدن میں مجتمع ہو کر استسقام پیدا کرتا ہے۔

لول سبز کی قسمیں: پانچ ہیں۔

۱۔ بول فستقی۔ جس میں زردی کسی قدر سبزی آمیز ہو۔

۲۔ بول زنجاری۔ اس میں سبزی سفیدی مائل ہوتی ہے۔

۳۔ بول آسمانجوبی۔ اس میں سیاہی کے ساتھ سفیدی ہوتی ہے۔

۴۔ بول نیلمی۔ اس میں سیاہی کے ساتھ سفیدی آسمانجوبی سے کم ہوتی ہے۔

۵۔ بول گرائی۔ (گندنے کے رنگ کا) اس میں سبزی غالب ہوتی ہے۔

بول فستقی بروودت کی علامت ہے اسی طرح وہ قارورہ بھی بروودت پر دلالت

کرتا ہے جس میں سبزی ہو لیکن اس حکم سے صرف زنجاری اور گرائی الگ ہیں کیوں کہ یہ دونوں شدید احتراق پر، دلالت کرتے ہیں لیکن گرائی بمقابلہ زنجاری کے کم خطرناک ہے۔

تکان جو سخت ورزش یا محنت سے پیدا ہو اس کے بعد قارورہ زنجاری ہونا تشنج کی علامت ہے۔ اسی طرح بچوں میں قارورہ کا سبزر ہونا بھی تشنج کی علامت ہے۔

اور آسمانجوبی اور نیلمی قارورہ عموماً شدید بروودت پر دلالت کرتا ہے اور بعضوں کا قول ہے کہ یہ زہر خورانی کی دلیل ہے چنانچہ اگر اس کے ساتھ رسوب بھی ہو تو مریض کے زندہ رہنے کی امید کی جاسکتی ہے۔ ورنہ موت کا، اندیشہ غالب ہے۔

بول زنجاری بہت زیادہ خطرناک ہے۔

بعض لوگوں نے سبزی کے درجات میں بول زشتی کو بھی داخل کیا ہے۔ جو دراصل

بدن کی شحم اور روغنی اجزاء کے گھٹنے سے حاصل ہوتا ہے۔

بول سیاہ کی سیاہی کے درجات: تین ہیں۔

۱- وہ سیاہی جو زعفرانیت یعنی زردی کے بعد حاصل ہوئی ہو۔ جیسا کہ یرقان میں ہوا کرتا ہے۔ یہ اس امر کو بتاتا ہے کہ صفرا محترق ہو کر سودا بن گیا ہے۔ اگر یرقان کے نمودار ہونے سے پہلے ایسا قارورہ ظاہر ہو تو یرقان کے نمودار ہونے کی خبر دے گا۔

۲- وہ سیاہی جو قیمت کے بعد حاصل ہوئی ہو۔ یہ سودا ردی کی خبر دیتی ہے۔ کیوں کہ خون جب محترق ہوتا ہے تو وہ سیاہ ہو جاتا ہے۔

۳- وہ سیاہی جو سبزی یا نیلجیت کے بعد پیدا ہوئی ہو یہ خالص سودا کی علامت ہے۔

بول سیاہ : مندرجہ ذیل امور پر دلالت کرتا ہے۔

۱- شدت احتراق یا شدت برفودت پر

۲- حرارت غریزی کی موت یا اس کی شکست پر

۳- اس امر پر کہ نحران واقع ہوا ہے اور طبیعت نے اپنی ذاتی کوشش سے ففصلات سوداویہ کو (جو رنگ میں سیاہ ہوتے ہیں) خارج کیا ہے۔

علاماتِ فارقہ

(۱) علاماتِ احتراق۔

اگر پیشاب میں سیاہی احتراق مواد کی وجہ سے حاصل ہوئی ہو تو اس پر یہ پانچ باتیں شاہد ہوتی ہیں۔

۱- بدن میں احتراق شدید اور حرارت کی نشانیاں مثلاً سوزش اور جلن پائی جائے گی۔

۲- سیاہی سے پہلے پیشاب کا رنگ زرد یا سرخ ہو گا (کیونکہ زردی اور سرخی حرارت ہی سے پیدا ہوتی ہے۔

۳- قارورہ کے رسوطی اجزاء بالکل برابر اکٹھے نہیں بلکہ غیر مستوی طور پر پراگندہ اور پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔

۴- قارورہ میں زیادہ سیاہی نہ ہوگی بلکہ اس میں زعفرانیت، زردی یا سرخی

ہوگی۔

(۲) علامت برودت

اسی طرح اگر قارورہ میں سیاہی غلبہ برودت سے حاصل ہوئی تو اس پر بھی چند باتیں شہادت دیتی ہیں۔

- ۱- قارورہ میں رسوب مقدار میں تھوڑا ہوگا اور غلیظ و منجمد ہوگا۔
 - ۲- قارورہ میں رسوب مقدار میں تھوڑا ہوگا اور غلیظ و منجمد ہوگا۔
 - ۳- اس میں سیاہی خالص ہوگی یعنی زردی وغیرہ کے ساتھ مخلوط نہ ہوگی۔
- علاوہ ازیں حرارت و برودت میں فرق یہ بھی ہے کہ اگر سیاہ قارورہ کے ساتھ بوبھی تیز ہو تو یہ حرارت کی علامت ہے اور اگر اس کے ساتھ قارورہ میں کسی قسم کی بونہ ہو تو یہ برودت کی علامت ہے کیوں کہ جب طبیعت غلبہ برودت سے مغلوب ہو جاتی ہے تو قارورہ میں کسی قسم کی بُو پیدا نہیں ہوتی کیوں کہ طبیعت کے تعطل سے اس قسم کے مواد پیشاب کی راہ خارج نہیں ہوتے جو مائیت بول کی بُو کو متغیر کر سکیں۔

(۳) سقوط ثورت کی علامت

اگر قارورہ میں سیاہی حرارت عزیزہ کے ساقط ہونے کی وجہ سے پیدا ہوگی تو اس کی شہادت قوی کے ٹڈھال ہونے سے ملے گی۔

(۴) سودا و بحرانی

گاہے قارورہ میں سیاہی بحرانی کی وجہ سے نیز اس وجہ سے حاصل ہوتی ہے کہ طبیعت بدن کو پاک کرنے کی غرض سے سیاہ مواد کو پیشاب کی راہ سے خارج کر دیتی ہے جیسا کہ حنفی راجع کے اواخر میں ہوتا ہے۔ امراض طحال کے زوال کے وقت اور حیات سوداویہ نہاریہ اور یلیہ کے زوال کے وقت گاہے قارورہ سیاہ ہوا کرتا ہے۔

اسی طرح پیشاب گاہے اس وقت بھی سیاہ ہوا کرتا ہے جب کہ احتباس حیض یا احتباس خون بوا سیر وغیرہ امراض زائل ہونے لگتے ہیں کہ ان حالات میں بدن کے اندر سیاہ مواد جمع ہو جاتے ہیں جن کو طبیعت پیشاب کی راہ خارج کرتی ہے علی الخصوص جبکہ طبیعت کی امداد دوسری ادویہ سے بھی کی جائے۔

اسی طرح گاہے ان عورتوں کا پیشاب بھی سیاہ ہو جاتا ہے جن کا خون حیض بند ہو
کیوں کہ اس حالت میں خون کے فضلات جو رحم سے بصورت خون حیض جاری ہوا کرتے
تھے طبیعت رحم انہیں قبول نہیں کرتی بلکہ وہ پیشاب کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور
اس کے ساتھ خارج ہونے لگتے ہیں۔

اس حالت پر جب کہ قارورہ میں سیاہی بھراں اور تنقیہ کے طور پر پیدا ہوتی ہے۔
تین باتیں شاہد ہوتی ہیں۔

۱۔ سیاہی نمودار ہونے سے پہلے پیشاب بغیر نفخ کے پانی جیسا آتا ہوگا۔

۲۔ سیاہ قارورہ کے بعد مریض کو اپنے مرض میں خفت و سکون محسوس ہوگا۔

۳۔ پیشاب مقدار میں زیادہ آئے گا۔

س۔ امراض عادیہ نیز امراض گمردہ میں سیاہ قارورہ کیسا ہے اور کن امور پر دلالت
کرتا ہے۔

ج۔ اگر امراض عادیہ میں پیشاب سیاہ ہو تو یہ ایک بُری علامت ہے۔

اس لئے کہ شدید احتراق کے بغیر سیاہی پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ علی الخصوص
اس وقت اور بھی بُرا ہے جب کہ قارورہ تھوڑی تھوڑی مقدار میں آ رہا ہو کیوں کہ
اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ بدنی رطوبت کو حرارت نے اس دھبہ فنا کر دیا ہے کہ پیشاب
کی مقدار بھی گھٹ گئی ہے ایسا قارورہ جس قدر زیادہ غلیظ ہوگا اُسی قدر زیادہ
بُرا ہوگا اور جس قدر زیادہ رقیق ہوگا اُسی قدر اس میں روایت کم ہوگی۔

گمردہ اور مثانہ کے امراض میں اکثر سیاہ قارورہ بُرا ہوا کرتا ہے بشرطیکہ وہاں
شدت احتراق اور غلبہ حرارت موجود ہو۔ امراض گمردہ میں قارورہ کا سرخ ہونا ناگوار
علامت ہے کیوں کہ ایسا قارورہ علی العموم گمردہ کے ورم حار پر دلالت کرتا ہے
اور بوڑھوں میں سیاہ قارورہ کا آنا بھی اچھا نہیں ہے کیوں کہ اُن میں بغیر فساد عظیم
کے ایسا نہیں ہو سکتا۔

حیات کے شروع میں قارورہ کا سیاہ آنا بھی خطرناک ہے اس لئے کہ ادائیل
مرض میں قارورہ کا سیاہ ہو جانا بعض شدت حرارت اور قوت احتراق ہی کی علامت
ہو سکتی ہے۔ جس کا خطرہ ظاہر ہے۔ اسی طرح حیات کی انتہا کے وقت بھی سیاہ

قارورہ کا ہونا خطرناک علامت ہے۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ مرضی علامات میں تخفیف ظاہر نہ ہو اور بشرطیکہ بحران کی دلیل و علامت نہ ہو۔ ورنہ انتہا کے وقت اگر بحران کی وجہ سے سیاہ قارورہ خارج ہو تو یقیناً یہ علامت خیر ہے۔

بول ابیض

بول ابیض کے دو معنی لئے جاتے ہیں۔

اول ابیض مجازی؛ یہ کہ قارورہ رقیق و شفاف ہو اور دیکھنے پر اس کے پیچھے کی حقیقی چیز دکھائی دے سکے۔

دوم ابیض حقیقی؛ جس کا رنگ مفترق بصر ہو یعنی اس میں سے شعا میں نہ گذر سکیں۔ مثلاً دودھ کے مانند حقیقی سفید قارورہ غلظت سے خالی نہیں ہوتا۔

چنانچہ سفید یعنی شفاف قارورہ بروقت پر دلالت کرتا ہے۔ اور نفخ مواد اور بھم غذار کی مایوسی کو بتاتا ہے پھر اگر غلظت بھی ہو تو یہ مواد بلیغیہ کی زیادتی کو بتاتا ہے۔ اس قسم کا قارورہ بول زلالی یا بول ابیض کہلاتا ہے۔

بول ابیض کی قسمیں

- ۱۔ بول مخاطی؛ یعنی بول بلغمی جو بلغم خام پر دلالت کرتا ہے۔
- ۲۔ بول وسمی؛ وہ بول جس میں چکنائی پائی جائے۔ یہ چربی کے پگھلنے پر دلالت کرتا ہے۔
- ۳۔ بول اہالی؛ وہ بول جس میں گمی جیسی سفیدی ہو۔ یہ روغن زیتون سے مشابہ ہوتا ہے۔ یہ مادہ بلیغیہ کے ذوبان پگھلنے کو بتاتا ہے۔ یہ حیاتِ حادہ میں موت کی خبر دیتا ہے یا دق کا پیغام سناتا ہے (اہالہ۔ گوشت کی چکنائی)۔
- ۴۔ بول فقاغی؛ (شراب جیسا قارورہ) یہ آلات بول کے قروح پر دلالت کرتا ہے جن میں پیب پڑ چکی ہو۔

۵۔ بول منوی؛ مٹی جیسا قارورہ یہ بحرانی ہوتا ہے جب کہ ایسے امراض کا بحران ہو جو بلغم نزاجی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اعضاء کے تریل (ڈھیلے بلغمی اور ام کی صورت میں

بھی قارورہ اسی قسم کا ہوتا ہے اور اگر ایسا قارورہ بغیر بحران کے پیدا ہوا ہو تو سکتے یا فالج پیدا ہونے والا ہے۔ اگر بخارات کل اوقات میں اجداد سے آخر تک قارورہ سفید ہو تو اس امر کو واضح کرتا ہے کہ یہ بخار حئی ریح کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

۶۔ بول رصاصی: وہ قارورہ جس کی سفیدی مائل بہ سبزی ہو۔ اگر اس کے ساتھ کوئی رسوب نہ ہو تو یہ بہت ردی سمجھا جاتا ہے۔ بول رصاصی کے پیدا ہونے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بلغم میں کسی قدر کمودت (نیلا ہٹ) آگئی ہو اور یہ قارورہ میں شامل ہو جائے۔

۷۔ بول لبنی: دودھ جیسا قارورہ یہ قارورہ بھی حیاتِ حادہ میں ردی اور مہلک ہو ا کرتا ہے۔ یہ قارورہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ صفر اکامالہ کسی دیگر عضو کی طرف ہو گیا ہے جو عنقریب متورم ہو گا یا دستوں سے خارج ہو گا اگر صحت کی حالت میں قارورہ ایک عرصہ تک سفیدی پر قائم رہے تو یہ عدم نفخ پر دلالت کرتا ہے۔

۸۔ بول غسالی: گوشت کے دھوؤں کے مانند پیشاب اس قسم کا بول گا ہے ضعفِ جگر کی وجہ سے ہوتا ہے اور گا ہے خون کی کثرت سے لیکن یہ زیادہ تر ضعفِ جگر کے باعث ہوتا ہے خواہ ضعفِ جگر کسی بھی سود مزاج کے غلبہ کی وجہ سے پیدا ہو۔

چنانچہ جب ایسا قارورہ ضعفِ جگر کی وجہ سے ہوتا ہے اور گا ہے خون کی کثرت سے لیکن یہ زیادہ تر ضعفِ جگر کے باعث ہوتا ہے خواہ ضعفِ جگر کسی بھی سود مزاج کے غلبہ کی وجہ سے پیدا ہو۔

چنانچہ جب ایسا قارورہ ضعفِ جگر کی وجہ سے ہوتا ہے تو ہضم خراب ہوتا ہے اور قوت کمزور ہوتی ہے لیکن اگر قوت کمزور نہ ہو بلکہ قوی ہو تو سمجھنا چاہیے کہ ضعفِ جگر کی وجہ سے ہے اور خون اتنا زیادہ کہ قوتِ ممیزہ پورے طور پر اس کی تیز سے عاجز و قاصر ہے اس لئے خون کے اجزاء پانی کے ساتھ خارج ہوتے ہیں۔

قوام بول

قوام کے لحاظ سے بول کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(۱) بول رقیق (۲) بول غلیظ

بول رقیق۔

اگر قارورہ نہایت رقیق ہو تو وہ ہر حالت میں (ابتداء یا تزیید) اس امر کو بتاتا ہے کہ مواد میں نفع نہیں ہوا ہے یا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ رگوں میں سدے ہیں اور مجاری بول میں ضعف ہے اور ضعف کی بناء پر اعضاء بول محض رقیق اجزاء ہی کو جذب کرتے ہیں۔ یا اس امر کو بتاتا ہے کہ پانی بکثرت پیا گیا ہے اور گاہے اس امر کو بتاتا ہے کہ مزاج نہایت بار دہے اور اس کے ساتھ ہیوست بھی ہے۔

امراض حادہ میں اس قسم کا قارورہ ہاضمہ کے ضعف اور عدم نفع پر دلالت کرتا ہے۔

بچوں کا رقیق قارورہ: بچوں میں بمقابلہ جوانوں کے رقیق قارورہ روی ہے اس لیے کہ بچوں کا طبعی قارورہ جوانوں کی نسبت زیادہ غلیظ ہونا چاہیے کیونکہ بچے زیادہ مرطوب ہوتے ہیں اور چوں کہ بچوں میں نشو و نما کے لیے زیادہ مواد کی ضرورت ہے اس لیے بچوں کے بدن رطوبات کو زیادہ جذب کرتے ہیں اس لیے قارورہ غلیظ ہو جاتا ہے۔

پس جب بچوں کا قارورہ حمیات حادہ میں بہت زیادہ رقیق ہو گا تو سمجھا جائے گا کہ وہ اپنی طبعی حالت سے بہت دور ہو گئے ہیں اور اگر مسلسل قائم رہے ثبوت کی خبر دے گا۔ ہاں اگر اچھی علامتیں اس کے ساتھ ہوں اور قوت بھی قائم رہے تو ایسا قارورہ اس امر پر دلالت کرے گا کہ کوئی پھوٹا (خراج) علی الخصوص ناحیہ جگر میں پیدا ہونے والا ہے۔

بول غلیظ

نہایت غلیظ قارورہ اکثر اوقات تو نفع پر دلالت کرتا ہے اور بعض اوقات

اس امر کو بتاتا ہے کہ غلیظ قوام کے اخلاط نفع پاکر خارج ہو رہے ہیں جیسا کہ حمیات خلیطہ کی انتہا میں ہو کر رہتا ہے۔ یا اس امر کو بتاتا ہے کہ بخثہ اور ام پھوٹے ہیں کیوں کہ غلیظ مواد کے اور ام جب پھوٹتے ہیں تو قارورہ کے قوام کو غلیظ کر دیتے ہیں۔
امراض حادہ میں بول غلیظ۔ مندرجہ ذیل امور پر دلالت کرتا ہے۔

(۱) مادہ کے فساد اور اس کی کثرت پر

(۲) گاہے اس ہضم کی خبر دیتا ہے جو ہضم قارورہ میں قوام پیدا کرتا ہے۔

(۳) اس امر کی علامت ہے کہ مادہ میں ایسا نفع پیدا نہیں ہوا ہے۔ کہ وہ مادہ متمیز ہو کر قارورہ کی تہہ میں شکل رسوب بیٹھ جائے۔

سوال۔ مزاج حاد و صفراوی میں سفید بول اور مزاج بارد و بلغمی میں سرخ بول آسکتا ہے۔

جواب۔ گاہے بول سفید ہوتا ہے درآں حالانکہ مریض کا مزاج حاد و صفراوی ہوتا ہے اور گاہے بول سرخ ہوتا ہے۔ درآں حالانکہ مریض کا مزاج بارد و بلغمی ہوتا ہے اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ صفراء جب پیشاب کے راستے سے رُخ پھیر کر کسی دوسری جانب چلا جاتا ہے تو پیشاب کے ساتھ نہیں ملتا اس لئے قارورہ سفید ہوتا ہے۔

امراض بارد میں بول کے سرخ ہونے کے اسباب مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ قویج بارد میں درد کی شدت صفراء کو حل کر دیتی ہے اور صفراء ہیجان میں لے آتی ہے جس کی وجہ سے صفراء بول کے ساتھ مل کر اس کو سرخ کرتا ہے۔

۲۔ سدہ بلغمی اگر اس مجزی میں پیدا جائے جو مرارہ سے اشتعال کی طرف جاتا ہے تو ایسی صورت میں صفراء عادت اور طبیعت کے مطابق اشتعالی میں نہ کر سکے گا بلکہ بول کے ساتھ مل کر خارج ہونے پر مجبور ہو جائے گا۔

۳۔ جبکہ ضعیف ہو اور اس کی قوت ماہیت اور خون میں تمیز کرنے سے قاصر ہو جیسا کہ استقائے بارد میں ہو کر رہتا ہے۔

۴۔ اگر قارورہ کی بومٹھاس کی طرف مائل ہو تو یہ خون کے غلبہ پر دلالت کرتی

ہے۔

۵۔ قارورہ میں سخت بدبو کا ہونا غلبہ صفراء کی دلیل ہے اور بدبو کے ساتھ ترشی کا پایا

جانا خلیہ سودا کی علامت ہے۔

بدبودار قارورہ کا تندرستوں میں عرصہ تک آنا ان بُخاروں پر دلالت کرتا ہے جو عفونت سے پیدا ہوتے ہیں۔
اگر امراضِ حادہ میں قارورہ سے بدبودار ہو جائے تو یہ قوی کے ساقط ہونے کی علامت ہے۔

زُبدۃ البول (بول کے جھاگ)

جھاگ کی پیدائش رطوبت سے اور اس ریح سے ہوتی ہے جو پیشاب کے ساتھ قارورہ میں خارج ہوتی ہے۔ علی الخصوص اس وقت جب کہ ریح بدن میں غالب ہو جیسا کہ تمدد کے مریضوں میں بڑے بڑے نفحات بول میں پیدا ہوتے ہیں۔
جھاگ کے رنگ سے استدلال: اگر جھاگ سیاہ یا اشقر (سرخ و زرد رنگ کے درمیان) ہوتے ہیں تو یہ یرقان کو بتاتے ہیں۔ یرقان سیاہ میں جھاگ کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے اور یرقان زرد میں شقر کی طرف مائل ہوتا ہے۔
جھاگ کے چھوٹے و بڑے ہونے سے استدلال: جھاگ بڑا ہونا مادہ کی لزوجت کو ظاہر کرتا ہے۔

جھاگ کی کمی و زیادتی سے استدلال۔ جھاگ کی زیادتی مادہ کی لزوجت اور ریح کی کثرت پر دلالت کرتی ہے اور جھاگ کی کمی اس کے برخلاف۔
جھاگ کے بدیر یا بسرعت ٹوٹنے سے استدلال۔ اگر جھاگ دیر میں ٹوٹیں تو مادہ کے لیسدار ہونے کی علامت ہے اور اگر مادہ لیسدار نہیں ہوتا تو جھاگ لہولہو ٹوٹ جاتے ہیں۔ امراضِ گمردہ میں جھاگوں کے بیلے اگر زیادہ دیر تک قائم رہیں تو یہ طویل مرض کی علامت ہے، کیوں کہ یہ کثرتِ ریح اور لزوجتِ مادہ پر دلالت کرتے ہیں۔ امراضِ گمردہ میں لیسدار مادہ کا خارج ہونا خراب علامت ہے اور یہ رچی اخلاطِ سوداویہ و بلغمیہ پر دلالت کرتے ہیں یا برودت یا کدورت یا گمردہ کے سود مزاج بارود پر دلالت کرتے ہیں۔

رُسوب بول

اطباء رسوب کا لفظ محض اشیاء پر استعمال نہیں کرتے جو قارورہ میں نہ نشین ہو جائیں بلکہ ہر اس جوہر پر استعمال کرتے ہیں جس کا قوام پانی سے زیادہ غلیظ اور ممتاز نظر آئے خواہ وہ جوہر سطح پر تیر رہا ہو یا وسط میں معلق ہو یا تہہ نشین ہو جائے۔

رسوب طبعی محمود - وہ ہے جو طبعی ہضم اور نفع پر دلالت کرتا ہے طبعی رسوب کی رنگت سفید ہوتی ہے۔ قارورہ کے زیریں حصہ میں تہہ نشین ہوتا ہے اور اس کے اجزلہ متصل، مشابہ اور مستوی ہوتے ہیں۔

رسوب محمود کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی شکل گول ہو وہ چکنا ہو، مستوی اور لطیف ہو اور گلاب کے رسوب (رسوب دردی) سے مشابہت رکھتا ہو۔
رسوب طبعی محمود سارے بدن کے مادہ کے نفع پر دلالت کرتا ہے۔

پیپ اور رسوب میں فرق - یہ ہے کہ مدہ (پیپ) میں بدبو ہوتی ہے اور رسوب میں بو نہیں ہوتی۔

بلغم خام اور رسوب جید میں فرق یہ ہے کہ بلغم خام کے اجزاء کثیف ہوتے ہیں چنانچہ اگر قارورہ کو ہلکا کر دیکھا جائے تو بلغم کے اجزاء جلد ہی منتشر نہ ہوں گے اور رسوب جید کے اجزاء تمام قارورہ میں بہت جلد پھیل جاتے ہیں۔

اور رسوب جید پیپ اور بلغم سے بلحاظ لطافت و خفیت اختلاف رکھتا ہے یعنی رسوب جید خفیف و لطیف ہوتا ہے اور پیپ و بلغم دونوں ثقیل ہوتے ہیں۔

غیر طبعی رسوب کے اقسام - مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ رسوب خراطمی - خراذ کے چھلکے کے مانند رسوب اس کی قسمیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) غالی یعنی بھوسی کے مانند (ب) کرسنی یعنی مٹر کے مانند جس کا رنگ زردی مائل خاک ہوتا ہے (ج) دشیثی یعنی ستو کے مانند جس کو سوبیتی بھی کہتے ہیں۔ یہ سرخ

اور گہرے زرد ہڑتال کے مانند ہوتا ہے۔

مصفاغی (چپے پھلکوں کے مانند رسوب)

رسوب خراطلی قشوری خواہ سفید ہو یا سرخ اعضاء بول کے زخموں اور قروح پر

دلالت کرتا ہے۔

۲۔ لحمی - (گوشت کے مانند) یہ بھی گردہ کے گوشت کے ذوبان (پگھلنے) کی دلیل

ہے۔

۳۔ رسوب وسمی (پکنار رسوب) شحم و سیم اور گوشت کے ذوبان پر دلالت کرتا ہے۔

۴۔ رسوب مدی (پیپ والا رسوب) زخم کے بہنے کی دلیل ہے (قرعہ منفرہ) خصوصاً جب کہ قرعہ اعضاء بول میں ہو۔

اور اگر قاعدہ کی تہ میں ثقل عمود (رسوب عمود) بھی ہو تو اس کی دلالت قرعہ پر زیادہ مکمل ہوگی۔

۵۔ رسوب مخاطی (بلغمی رسوب) خلط غلیظ فغام پر دلالت کرتا ہے۔

۶۔ رسوب خمیری (خمیر کے ٹکڑوں کے مانند) ضعف معدہ و اعضاء اور آلات بول کے سورہ ہضم پر دلالت کرتا ہے۔

۷۔ رسوب رملی (ریت کے مانند رسوب) پتھری پر دلالت کرتا ہے۔ رسوب رملی سرخ، گردہ سے آتا ہے۔

۸۔ رسوب رماوی (خاکستری) بلغم خام یا مدہ (پیپ) پر دلالت کرتا ہے۔

بول الدم :-

بقراط کا قول ہے۔ اگر بغیر کسی سبب معلوم کے خون کا پیشاب آئے تو سمجھنا چاہیے کہ مریض کے گردہ کی کوئی رگ پھٹ گئی ہے۔

جب قاعدہ کے اندر سرخ رنگ کے لوتھڑے خارج ہوں اور مریض مطول ہو یعنی اس کی طحال بڑھی ہوئی ہو تو اس کے بعد طحال گھٹ جائے گی۔

اکثر امراض مثانہ میں خون زیادہ خارج ہوا کرتا ہے اس لئے کہ مثانہ کے عروق جسم مثانہ کے اندر بہت گچھے ہوئے ہوتے ہیں۔

عورتوں کا قاعدہ ہر حالت میں مردوں کے قاعدہ سے زیادہ غلیظ زیادہ سفید

اور کم رونق ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں میں نفسیات کی کثرت ان کے ہضم کے ضعف ان کی حرارت کی کمی ان کے منافذ کی کشادگی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ نیز عورتوں کے رحم سے بھی کچھ فضلات اعضاء بول کی طرف جاتے ہیں جو پیشاب کی رونق کو کم کر دیا کرتے ہیں۔

مردوں کا قارورہ جب ہلایا جاتا ہے تو مکدر (گدلا) ہو جاتا ہے اور اس کی کمورت اور پر کی طرف مائل ہو جاتی ہے لیکن عورتوں کا قارورہ ہلانے سے مکدر نہیں ہوتا کیوں کہ عورتوں میں اجزاء کدرہ متمیزہ اور جدا ہوتے ہیں۔ نیز عورتوں کے قارورہ کے بالائی حصہ میں گول قسم کا جھاگ موجود ہوتا ہے یعنی جھاگ کے سارے پیلے اس طرح اکٹھے ہوتے ہیں کہ سب کے ملنے سے بیچ میں بلندی اور گولائی پیدا ہوتی ہے۔

جماع کے بعد مردوں کے قارورہ میں خیوط (دھاگے) ہوتے ہیں جو کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بنے ہوتے ہیں۔

حاملہ کا قارورہ :

حاملہ عورتوں کا قارورہ بالکل صاف ہوتا ہے لیکن اس کے بالائی حصہ میں جہاں (ملکا ابر) ہوتا ہے گچا ہے ان کے قارورہ کا رنگ آب غود کے مانند یا آب اکارع (آت غنی) کے مانند ہوتا ہے۔ قارورہ کے وسط میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قطن منغوش (دھنی ہوئی روئی) کے مانند کوئی مادہ اس میں تیر رہا ہے یا دانہ کے مانند ایک چیز قارورہ میں نظر آتی ہے جو خفت کی وجہ سے اوپر نیچے حرکت کرتی رہتی ہے۔ اگر قارورہ میں نیلاہٹ زیادہ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ حمل کا ابتدائی زمانہ ہے اور اگر اس میں سرخی آجائے تو سمجھنا چاہیے کہ حمل کا آخری زمانہ ہے خصوصاً جب کہ قارورہ حرکت دینے سے مکدر ہو جائے۔

احوال و امراض بدن اور انکے ابوال

از کتب حکمائے متقدمین

ابوال اعمار واجناس

سفید
غلیظ
رقيق مائل بہ سفیدی اور غلیظ
رقيق و سفید مائل بہ سیاہی۔ اگر بوڑھے
کا پیشاب بہت گاڑھا ہو تو پتھری کی علامات
ہے۔

مرد کا بول ہلانے سے گدلا ہو جاتا ہے اور
گدلا پن اوپر کی جانب مائل ہوگا اس کے
برخلاف عورتوں کا بول گدلا نہیں ہوتا نیز
ہلانے سے اس کی کدورت نیچے کی جانب
مائل ہوتی ہے۔ عورتوں کے پیشاب کے
جھاگ گول ہوتے ہیں۔
سفید و غلیظ اور کم رونق دار ہوتا ہے۔

الطفال
کودکان (زمانہ طفلی سے آگے)
کھول (ادھیڑ)
شبیخ (بوڑھے)
رجال (مرد)

نساء (عورتیں)

ابوال حاملہ

بول صاف ہوتا ہے، اوپر کی جانب ابرسا ہوتا
ہے اور درمیان میں نُقل (دھنی ہوئی روٹی)

حاملہ

کے مانند پایا جاتا ہے۔ جسے قطن منقش یا
پنبہ منقوش کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔
اور دانے کے مانند کوئی شے اوپر نیچے تیرتی
نظر آتی ہے۔ بول ارزق ہوتا ہے اور ہلانے
پر گدلا نہیں ہوتا۔

نہیں ہوتا۔

بول سُرخ ہوتا ہے اور ہلانے پر گدلا ہو جاتا
ہے۔

بول رقیق اور صاف ہوتا ہے۔
مائل بہ سرخی ہوتا ہے۔
بول میں تیرگی پائی جاتی ہے۔
بول میں تیرگی شدید ہوتی ہے۔

ابتداءً حمل
آخر حمل

حمل دو یا تین ماہ کا
حمل چار ماہ سے زائد کا
حمل پانچ ماہ سے زائد کا
سقوط حمل

الوان بول اور احوال و امراض

رنگ اقسام بول
زرد، تبنی (سبوسے کا سانگ) کی حرارت، ضعف گردہ ذیابیطس
اس پانی سے مشابہ جس میں بھسا فقر الدم
بھگوا گیا ہو۔

احوال

۱) اقسام بول

حمی (بخار)

۲) اترجی (ترنج کا سانگ)

کثرت تخلل، زرد بخار، ذیابیطس، شکر

۳) اشقر (زرد مائل بہ سرخی)

اختلاط عقل اور قبل از سرسام۔ زرد بخار

فقر الدم، خفقان، غلبہ حرارت و صفراء زحیر

صادق۔ حمی فصلی (لمیر یا) جگر و مرارہ کے

امراض و یرقان، سدة مجرائے مرارہ ماصورا

ریوند چینی، سنا، پکرک ایڈ وغیرہ کا استعمال
غلبہ حرارت و صفراء رنگ گروہ و مثلاً یرقان
لوکا اثر یا شدید غلبہ حرارت و صفراء حیات
عرقہ ۔

شدید غلبہ حرارت و صفراء حیات عرقہ

فاج جستی یا کسی دوا یا رنگ کا استعمال رنگین
(مٹھائی یا کھانوں کی شکل میں) امراض جگر
بالخصوص جگر میں احتقان الدم یا یعنی ساخت
کا پید ہوجانا ۔

بول الدم، فاج، سودا القینہ، قو لُج

بول الدم، احتشاء کا سلعہ لجمیہ

یرقان، برودت مزاجی کا ربا لک ایڈ
گیس وغیرہ کا استعمال

غلبہ سودا شدت احتراق، تشنج

غلبہ برودت، زہر خورانی

شدت برودت، زہر خورانی

غلبہ سودا شدت احتراق، زہر خورانی

یرقان اسود، امراض طحال، بحران حمی ریح،

رحم کے امراض احتباس خون بواسیر، نکال

و تشنج، حمی دموی بول الدم اختلاط عقسل

بحران،

دم ایض، قروح آلات بول، مٹانے کی

پتھری، سود ہضم۔ اورام بلغیہ کا بحران ایض

حادہ، دق کی حرارت،

(۱۱) ناری (آگ کا سارنگ)

(۱۲) زعفرانی (احمر ناصح) زعفران کی
پتی کا سارنگ

سرخ (۱۳) اصہب (پیازی سُرخ آمیز زرد)

(۱۴) وردی (محلانی)

(۱۵) احمر قانی (نہایت سرخ)

(۱۶) احمر اتم (سرخ سیاہی مائل)

سبز (۱۷) فستقی (پستہ کا سارنگ)

(۱۸) زنجاری (زنگاری)

(۱۹) آسمانجونی (آسمانی)

(۲۰) نیلی (نیلا)

(۲۱) کرائی (گندنے کے رنگ کا)

سیاہ بول اسود

سفید بول لبنی (دودھ جیسا)

بول مائی

غلبہ برودت و بلغم، دم، انقرس مزمن ذیابیطس
سلس البول، سود مزاج جگر، سدہ مجاری
بول، سود ہضم ضعف معدہ، وجگر و گردہ -

قروح مثانہ و آلات بول، بلغمی، بحر ان

مذکورہ بالا اقسام کے علاوہ بول غسالی، زیتی، ارغوانی اور حمری (انگاہے کے
مانند مرکب رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان میں سے غسالی، سوزش مثانہ، ضعف جگر اور غلبہ
خون پر دلالت کرتا ہے۔ اور بول زیتی، استفاد و حیات مرکبہ اور ذات الجنب پر دلالت
کرتا ہے۔

بوئے بول اور امزجہ

مزاج بارد

مزاج حار

مزاج حار رطب مع غلبہ دم

مزاج حار یا بس مع غلبہ صفراء

بے بو

تیز بو

بوئے شیریں

بوئے تلخ

رسوبات بول اور امراض

حرارت دقمرہ مثانہ

حرارت کلیہ دقمرہ کلیہ

حرارت مثانہ

امراض جگر و گردہ

حرارت شدید اعضاء بول

ذوبان

قمرہ مجری البول

خلط خام کا بدن میں امتداد یا مزاج بارد

یا بحر ان، عرق النساء، وجع المفاصل۔

رسوب خراطی سفید

رسوب خراطی سرخ

رسوب نغالی

بول غسالی

رسوب کرائی سیاہی مائل

رسوب سویقی یا رسوب دسی

رسوب بدی

رسوب نغالی

حصاة الکلیہ	رسوب رٹلی سرخ
حصاة مثانہ	رسوب رٹلی سفید
ضعیف جگر، زخم اعضاء بول	رسوب دھوسی
ضعیف معدہ، دودھ اور نمیری اشیاء کے استعمال کی کثرت	رسوب خمیری
افراط حرکت یا افراط برودت	رسوب سیاہ، غامد سیاہ
برودت مزاج	رسوب نیلگوں
خلیہ دم، عدم ہضم غذا، مواد خام	رسوب سرخ یا سرخی مائل
درازی مرض	رسوب زردتی
ہل و دق	رسوب زرد
امتداد صفراء، برقان، غلبہ حرارت	

ابوال مرض

بول	مرض
بول اُترجی	صداع حار
بول غلیظ	صداع دھوسی
بول ابیض و غلیظ	صداع بلغمی
بول ابیض و رقیق لیکن نفیج کا مل کے بعد	صداع سوداوی
اسود و غلیظ	
بول ابیض و خام و مکدر و غلیظ	فالج
بول غلیظ	تشنج رطب
پیشاب بند ہو جاتا ہے اور گاہے تھوڑا تھوڑا	گزاز
بلا اختیار ہوتا ہے۔ گاہے گاہے پیشاب	
میں خون ملا ہوتا ہے اس لیے کہ تشاؤ	
اور دباؤ کی زیادتی سے گیس پھٹ جاتی ہیں۔	

پیشاب سُرخ رنگ کا اور کم مقدار میں ہوتا

ذات المجنب حار

ہے۔
بول کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔

ورم معدہ

پیشاب بند ہو جاتا ہے۔

ہیضہ

بول سیاہ سیاہی مائل

سود مزاج طحال حار

بول سفید مائل سیاہی

ورم و صلابت طحال بلغمی

بول کدر

تقیح طحال

بول خوں آمیز

ایاض دم

بول زرد یا سُرخ

سود مزاج کلیہ حار

بول سفید

سود مزاج کلیہ بارد

بول سفید

ہزال الکلیہ بارد

بول غسالی (گوشت کے دھوؤں کے

ضعف الکلیہ

مانند)

دھندلایا گہرا سُرخ یا سیاہی مائل

ورم الکلیہ حار

رسوب

بول رقیق کم مقدار

تشم کلیہ

بول خوں و صدید آمیز سُرخ قشور

قروح الکلیہ

بول کی مقدار زیادہ رنگت خفیف زرد

ذیابیطس شکر

بول سفید و رقیق۔ ریگ سفید یا سیاہی

حصاة المثانہ و رمل المثانہ

مائل۔

بول غلیظ بلغم آمیز یا خوں آمیز

ورم مثانہ حار

بول صدید آمیز بول میں بھوسہ جی چیزیں

قروح مثانہ یا جرب مثانہ

زیادہ شامل ہوتی ہیں۔ یعنی رسوب

نخالی ہوتا ہے۔

بول خوں آمیز

جموم الدم فی المثانہ

ریح المٹانہ	بول ریح آمیز
تقطیر البول بسبب حدت بول	بول اصفر
تقطیر البول بسبب ضعف مٹانہ	بول ابیض
سلس البول بسبب برودت	بول سفید
بول الدم	بول غسالی۔
حرقہ البول	بول رنگین، ریم و قشور بھی خارج ہوتے ہیں۔
سوزاک	بول میں ریم خارج ہوتی ہے جو ہلکی نیلی ہوتی ہے۔
سیلان الرحم	پیشاب بار بار آتا ہے۔
احتباس طمث	پیشاب کثرت سے آتا ہے۔
اختناق الرحم	پیشاب کم اور بار بار ہوتا ہے۔
نفوذ الرحم	پیشاب کم اور بار بار ہوتا ہے۔
وجع المفاصل	مقدار بول کم رنگت گہری سرخ موصفت زیادہ۔

مُحمیات

سونو خس	بول غلیظ و سُرخ
حُمی و بانیہ	بول رقیق پانی جیسا صفر یا سودا کا رنگ لئے ہوتا ہے۔
چچک	بعض مریضوں کو بول الدم عارض ہوتا ہے جو ایک بری علامت ہے۔
خسرہ	بول سُرخ مائل نازی اور غلیظ ہوتا ہے۔
خُمرار	بول زلالی
عامیہ ہڈیا نیہ	بول مقدار میں کم رنگ گہرا ہوتا ہے۔

منتخب امراض اور ان کی نبضیں و اہوال انتخاب

علیہ جالینوس مولفہ حکیم آشفقہ لکھنوی: نظامیہ طبی کالج، حیدر آباد

مرض	طبیعت	نبض	بول
مرعہ	بارد یا پس	نبض متواتر و مصرع	بول ابھیں رقیق
سکتہ	بارد و طب	نبض متواتر جدا	بول ابھیں ٹھنیں
وسواس (رایزولیا)	بارد یا پس	نبض متواتر جدا	بول ابھیں ٹھنیں
حق	بارد و طب	نبض نفا الفترہ	بول ابھیں ٹھنیں
استرخار	بارد و طب	نبض متواتر جدا	بول ابھیں ٹھنیں
جمود و شخوص	بارد و طب	نبض مشرع (سریع)	بول ابھیں ٹھنیں
سبات	بارد و طب	نبض مشرع (سریع)	بول ابھیں ٹھنیں
سہر (بیداری)	حار و طب	نبض الا صمار	بول الا صمار
قشع	بارد یا پس	نبض مشرع جدا	بول ابھیں ٹھنیں
لقوہ	بارد و طب	نبض متواتر جدا	بول ابھیں ٹھنیں
سیان (کھول)	بارد و طب	نبض الا صملہ	بول ابھیں ٹھنیں
فالج	بارد و طب	نبض متواتر جدا	بول ابھیں ٹھنیں
خدر (سن بھری)	بارد و طب	نبض اصمار	بول اصملہ
سد و ہمار (ظلمت چشم)	حار و طب	نبض مصرع جدا	بول ابھیں
یزیان	بارد یا پس	نبض مصرع جدا	بول ابھیں رقیق
اختلاط ذہن	حار یا پس	نبض مصرع جدا	بول اصمار
شقیقہ	حار یا پس	نبض متواتر جدا	بول مزاج و مغزانی مان بحر

مرض	طبیعت	نبض	بول
تزع زع دماغ ردماغ بار دیابس	کابل جاتا	متواتر	بول اصمار
داد لکچہ دبال خورہ	بار در طب	نبض اصمار	بول اصمار
دارا الشلب دبال چٹا	بار در طب	نبض اصمار	بول اصمار
دوار در سر کمرانا	حار در طب	نبض مضرع	احمر تخمین
صداع بارد	بار در طب	نبض متواتر جدّا	بول ابیض تخمین
صداع حار	خار یا بس	نبض سرع جدّا	بول اعترقانی (جس میں سرخی غالب ہو)
صداع حار شمش	حار یا بس	متواتر	بول احمر مجمع (زرع غرقانی)
صداع	بار دیابس	نبض مضرع جدّا	بول احمر قیتی
صداع طوبی	بار دیابس	نبض متواتر جدّا	بول ابیض تخمین
نزله	حار در طب	نبض متواتر	بول اعترقانی (مررت غلاب)
رعات	حار در طب	نبض اصمار	بول اصمار
ذکام	حار در طب	نبض اصمار	بول اصمار
طنین اذن	بار در طب	دودی	ابیض تخمین
امراض اذن حرار سے	حار در طب	نبض اصمار	بول اصمار
امراض اذن برود سے	بار در طب	نبض اصمار	بول اصمار
امراض اذن میس سے	بار دیابس	نبض اصمار	بول اصمار
امراض اذن طوبیت سے	بار در طب	نبض اصمار	بول اصمار
کافوں میں کیڑے	بار در طب	نبض اصمار	بول اصمار
تقلاع ٹمنہ کے دانے	حار در طب	نبض اصمار	بول اصمار
جرب چشم (روسے)	حار یا بس	نبض اصمار	بول اصمار
رعد عین	حار در طب	نبض اصمار	بول اصمار
سبل چشم (غبار پردہ)	بار دیابس	نبض اصمار	بول اصمار

مرض	طبیعت	نبض	بول
الام فی العین	بارد یا بس	نبض اصمار	بول اصمار
عشاء حشیم (رتوفی)	بارد یا بس	نبض اصمار	بول اصمار
عطاش	حار یا بس	نبض اصمار	بول اعراض
خناق و جگر زخو کی	حار و طب	مُسْرَعٌ جَدًّا	بول اعراضانی
خناقِ موجن			
علل لثہ	حار یا بس	نبض مُسْرَعٌ	بول اصمار
برسا (دیا فرغا کا دم)	حار یا بس	متواتر جَدًّا	بول اعراض
سرام	حار و طب	نبض متواتر جَدًّا	بول اعراض
ذات الجنب	حار یا بس	نبض متواتر جَدًّا	بول اعراض
شومہ	حار و طب	نبض متواتر جَدًّا	بول اعراض
سعال بارد	بارد یا بس	نبض متواتر متکلی	بول امیض رقیق
سعال مار	حار و طب	نبض متواتر جَدًّا	بول اعراضانی
غشی	حار یا بس	نبض متواتر جَدًّا	بول اعراض
نفخ	بارد یا بس	نبض اصمار	بول اصمار
ہیضہ	حار یا بس	نبض متواتر	بول اعراض
اعیاء حادث	حار یا بس	نبض متواتر	بول اعراض
علل کبد حرارت سے	حار یا بس	نبض متواتر جَدًّا	بول اعراضانی
علل کبد برتد سے	بارد و طب	نبض مُسْرَعٌ	بول امیض تخمین
علل کبد و رطوبت سے	بارد و طب	نبض مُسْرَعٌ	بول امیض تخمین
علل کبد یبوست سے	بارد یا بس	نبض متواتر	بول اعراضانی
ذرب و خلف سد و اسہال	حار و طب	نبض مُسْرَعٌ	بول اعراضانی
استقار بقی	بارد و طب	نبض مُسْرَعٌ	بول امیض تخمین
استقار لکھی	بارد و طب	نبض مُسْرَعٌ	بول امیض تخمین

مرض	طبیعت	نبض	بول
استقاء بطل	بارد و رطب	نبض ذوقرات	بول ابھیں رقیق
یرقان	حار یا بھس	نبض متواتر	بول احمر ناصح
طل طحال برتھدے	بارد و رطب	نبض متواتر جدّا	بول ابھیں سودار
طل طحال پیٹھدے	بارد یا بھس	نبض ذوقرات	بول ابھیں تخمین
طل طحال رطوبت	بارد و رطب	نبض متلی غلیظ	بول ابھیں تخمین
وج کلّیتین	بارد و رطب	نبض اصمار	بول ابھیں صافی
حصاة کلیہ	بارد یا بھس	نبض اصمار	بول ابھیں
حصاة شانه	بارد یا بھس	نبض اصمار	بول ابھیں
ادھام رحم	حار یا بھس	نبض متواتر جدّا	بول اخمر ناصح
نقرس	بارد یا بھس	نبض اصمار	بول اصمار
وج معاصر حرارت	حار یا بھس	نبض متواتر	بول اصمار
وج معاصر لطوبت	بارد و رطب	نبض اصمار	بول اصمار
وج معاصر پیٹھدے	بارد یا بھس	نبض اصمار	بول اصمار
ادھام جنب حرارت	حار یا بھس	نبض اصمار	بول اصمار
ادھام جنب برتھدے	بارد یا بھس	نبض اصمار	بول اصمار
عرق النساء	حار یا بھس	نبض اصمار	بول اصمار
غلّا عروق کی خون	بارد یا بھس	نبض متواتر	بول ابھیں
نفث الدم	حار و رطب	نبض ذوقرات	بول اصمار
قیح صدر	بارد یا بھس	نبض ذوقرات	بول اصمار
المصلی فی البول	بارد یا بھس	نبض متواتر جدّا	بول اصمار
اسہال دومی	حار یا بھس	نبض متلی	بول ابھیں تخمین
ذات التریہ	حار و رطب	نبض مسرع	بول احمر تالی
تولنج	بارد یا بھس	نبض متواتر جدّا	بول ابھیں رقیق

مرض	طبیعت	نبض	بول
دائمی تے	حار و طبع	نبض اصمار	بول احمد قانی
وجع مدہ	بارد و طبع	نبض اصمار	بول اصمار
زحیر (اینٹھمن)	بارد یا پس	نبض اصمار	بول اصمار
بواسیر	بارد یا پس	نبض اصمار	بول اصمار
جرب (ترکبلی)	حار و طبع	نبض متواتر جدا	بول اصمار
حک (خک کبلی)	حار یا پس	نبض اصمار	بول اصمار
جذام	بارد یا پس	نبض ذوقرات	بول اسود
بہق	بارد یا پس	نبض اصمار	بول اصمار
برص	بارد و طبع	نبض اصمار	بول اصمار
سرطان	بارد یا پس	نبض بطی	بول اسود خنین
شور بدن	حار یا پس	نبض اصمار	بول اصمار
قروح بدن	حار و طبع	نبض اصمار	بول اصمار
ورم صلب	حار یا پس	نبض مسرع	بول اسود خنین
دامالغیل	بارد و طبع	نبض اصمار	بول اصمار
جدری	حار یا پس	نبض مسرع متواتر	بول احمد قانی
حصبہ	حار یا پس	نبض متواتر جدا	بول احمد قانی
سحفہ (گنج)	حار و طبع	نبض اصمار	بول اصمار
نکھڑا (چھو دانہ)	حار یا پس	نبض متواتر	بول احمد قانی
ورم وجو	بارد و طبع	نبض متواتر	بول اسبغ رقیق
ورم جو دم غلیظ کے	بارد یا پس	نبض متواتر	بول اسبغ رقیق
اجتماع سے ہوتا ہے			
فیلر مادہ جو چھو دار ہے	بارد یا پس	نبض اصمار	بول اصمار
کھنکھاسیہ (ردڈے)	حار یا پس	نبض اصمار	بول اصمار
دار زخم			

نبض	طبیت	نبض	بول
آکلا	حار رطب	نبض معدی	بول احمقانی
جرہ	حار رطب	نبض متواتر جدًّا	بول احمقین
قروح محرقہ (جلن داد)	حار یا بس	نبض اصمار	بول اصمار
قروح اکالہ گوشت	حار رطب	نبض اصمار	بول اصمار
کھانے والے			
استرخار مناسل	بارد رطب	نبض اصمار	بول اصمار
دبیلہ	حار یا بس	نبض مسرع	بول احمقانی
دم عود (سرخابہ)	حار رطب	نبض متواتر جدًّا	بول احمقانی
تقشہ	بارد رطب	نبض اصمار	بول اصمار
شری (پتی)	حار رطب	نبض اصمار	بول اصمار
ناسہ	حار رطب	نبض اصمار	بول اصمار
سج	حار یا بس	نبض اصمار	بول اصمار
نفاطات	حار یا بس	نبض اصمار	بول اصمار
قروح خبیثہ	حار رطب	نبض اصمار	بول اصمار
جمود الدم فی العروق	حار رطب	نبض مسرع	بول احمقانی
تخیر مناسل	حار یا بس	نبض اصمار	بول اصمار
داخن پھری	حار یا بس	نبض اصمار	بول اصمار
خرابات	بارد رطب	نبض اصمار	بول اصمار
عشق	بارد یا بس	نبض اصمار	بول اصمار
سند و کبدہ	بارد یا بس	نبض اصمار	بول اصمار
زلق اسار	بارد رطب	نبض اصمار	بول اصمار
حمی یوم	حار یا بس	نبض مسرع	بول احمقانی
حمی مرکبہ	حار رطب	نبض متواتر جدًّا	بول احمقانی

طبیعت	نبض	طبیعت	نبض
بول احررقیق	نبض مسرع	حار یا بس	حمی غلب
بول اسود	نبض ذوفترات	حار رطب	حمی ریح و چوتھیا بخلا
بول احررقیق	نبض دودی	حار یا بس	حمی دق
بول احررقیق	نبض دودی	حار رطب	قروح اعمار
بول اعمار	نبض اعمار	بارد رطب	حمی یلیہ
بول احررقیق	نبض اعمار	حار یا بس	انفجار دم
بول اعمار	نبض اعمار	حار رطب	عطاش

ماہیت براز

تشخیص مرض کے لیے براز کی ماہیت کا سمجھنا بھی
نہایت ضروری ہے جو امور ذیل پر مشتمل ہے

۱۔ براز کی مقدار

بraz کی مقدار کھانے ہوئے غذاؤں سے مقدار سے زیادہ یا کم یا برابر براز میں
زیادتی اخلاص کی کثرت سے ہوتی ہے۔ کمی اخلاص کی قلت سے ہوتی ہے یا اس وجہ سے
ہوتی ہے کہ اس میں سٹھ پڑ جاتا ہے یا قوتِ دفعہ میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ براز کا قوام

بraz کا معمولی سے تر ہونا سستوں پر یا سورہ ہضم پر دلالت کرتا ہے یا عروق
ماسارینیکا کی قوتِ جذبہ کے ذوق پر دلالت کرتا ہے یا آنتوں کے نزلہ پر یا کسی ایسی
خفی کے استعمال پر جو براز کے قوام کو رقیق کر دے یا اعضاء کے ذوبان و پگھلنے
پر دلالت کرتا ہے کہ لیسدار غذائیں کافی مقدار میں استعمال کی گئی تھیں۔
بraz زہد کی یعنی جھاگ دار براز اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ شدتِ حرارت
کے باعث غلیانِ رجوش پیدا ہو گیا ہے یا اس کے ساتھ ریاہ بکثرت مل
گئی ہے۔

بraz یا بس تب و تکان اور تھل پر دلالت کرتا ہے یا افز بول کی زیادتی
پر یا بدن میں غیر معمولی حرارت ناریہ یا غذا کی ٹھکی پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ براز کا رنگ

طبی براز کا رنگ ہلکا نارنجی ہوتا ہے اگر ناریت یعنی زردی میں زیادتی ہو جائے تو زیادتی صفر کی علامت ہے اور زردی میں کمی ہو تو غذا کی غامی اور عدم نفع کی دلیل ہے۔

براز سفید، مچھری صفرادی کے بند ہو جانے (جیسا کہ ریتان میں ہوتا ہے) پر دلالت کرتا ہے اور سفیدی کے ساتھ برازی قحطی ہو جس سے پیپ کی بدبو آئے تو یہ دہل اکلبہ کے پھٹنے کی دلیل ہے۔

اگر انتہائے مرض میں براز کے اندر ناریت بڑھ جائے تو یہ نفع کی دلیل ہے۔

براز سیاہ بگا ہے شدتِ احتراق کو واضح کرتا ہے اور گاہے یہ براز کسی سوداوی مرض کے نفع پر، گاہے کسی سیاہ چیز کے استعمال پر، گاہے ایسی شراب کے استعمال پر جس سے مواد پانخانے کے ذریعے خارج ہونے لگے۔ مذکورہ حالات میں سے احتراقی صورت نہایت بری ہے۔ سودا کا اخراج ہر حالت میں خطرناک و ہلاکت کی علامت ٹھہر گیا جاتا ہے لیکن سیاہ کمیوس دودھ خلط جو سودا کی شرکت سے سیاہ ہو گئی ہو) کا اخراج بالعموم نفع بخش اور موجب صحت ہوتا ہے۔ سودا اصل کا خروج اسی وقت ہوتا ہے جب کہ بدن میں احتراق کی شدت ہو اور رطوبت کے فنا ہونے کے باعث اختلاط سودا میں تبدیل ہو گئے ہوں جو نہایت خطرناک علامت ہے۔ پانخانہ کی شدت۔ اگر پانخانہ پھولا ہو گائے کے گوبر کی طرح تو ریاہ کی موجودگی پر دلالت کرتا ہے۔ اگر پانخانہ خارج ہونے وقت آواز پیدا ہو تو وہ ریاہ کی موجودگی کو ثابت کرتی ہے۔

افضل براز کے خصوصیات

سٹوس ہو، اجزاء یکساں ہوں مقلع نہ ہوں، قوام گاڑھا ہو، اخراج کے وقت مقعد میں سوزش نہ ہو، رنگ ہلکا زردی مائل ہو، نہ زیادہ بدبودار ہونے لگے ہو، اخراج کے وقت قراقر اور بظاہر کی آوازیں پیدا نہ ہوں، جھاک نہ ہو، وقت مقررہ پر آئے، جتنی غذا کھائی جائے اسی کے مطابق پانخانہ ہو، متدل اقسام براز جو قدرے تھلا ہو براز محمود کہلاتا ہے جب کہ ریاہ کی کثرت نہ ہو۔

باب چہارم

کلیات ادویہ تعارف تاریخی

تاریخ ادویہ میں حکیم سید محمد شجاع الدین حسین تحریر فرماتے ہیں:

علم طب کی ابتدا یونان میں اندروماخس یا اسقلی بیوس اول سے بیان کی جاتی ہے جس نے "تزیاق اربعہ"، کاسنہ اسیاد کیا اور اس طرح مرکب ادویہ کی بنیاد قائم کی۔ اسقلی بیوس کے بعد بقراط نے اس فن کو ایک نئی روشنی دی۔ یہ حکیم ۶۶۶ قبل مسیح گزرا ہے۔ اس کا کلانا یہ ہے کہ اس نے اپنے دور تک کی طبی معلومات کو جمع کیا اور باقاعدہ علم کی صورت میں پیش کیا اور اسی بنا پر یہ حکیم "ابو الطب" کے لقب سے ملقب ہوا اور علم طب "طب یونانی" کے نام سے موسوم ہوا۔

بقراط کے بعد یونان میں ثاؤفرطس پہلا حکیم ہوا ہے جس نے نباتی ادویہ پر ایک جامع کتاب مرتب کی اور اس میں پانچ سو جڑی بوٹیوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ ۴۳۲ قبل مسیح اسکندر یہ بطلمیوس شہنشاہوں کی توجہ سے علم طب کا مرکز بنا اور یہاں ایروفیلوس، ایراسیٹرا سوس اور اس کے شاگردوں نے طب کی مزید تحقیق کی اور اس علم کو فروغ دیا۔

سکندر اعظم کی وفات کے بعد یونان کو زوال اور روم کو عروج حاصل ہوا۔ روم میں ایک اہم اور مشہور شخصیت حکیم دیسقوریڈوس نے جو یونانی النسل تھا علم الادویہ پر زبردست تحقیقی کام کیا۔ اس نے مصر، افریقہ، ہسپانیہ، اطالیہ اور شام وغیرہ ممالک کا دورہ کر کے ادویہ کی تحقیق کی اور نباتی، حیوانی اور معدنی ادویہ پر ایک جامع کتاب تصنیف کی جو علم الادویہ پر یورپ میں صدیوں مستند تسلیم کی گئی۔

دیسقوریڈوس کے بعد پلاطینی اور اس کے بعد جالینوس (۱۳۸ تا ۲۰۱ء) کا نام تاریخی طب

میں ممتاز ہے۔ اس ماہر طبیب نے طب کی تہذیب کی اور بقراط کی کتابوں کی شرح بیان کی۔ اور ادویہ پر تحقیقی اہل پیمانہ پر کی۔ جالینوس نے مفردات کے علاوہ مرکبات پر بھی ایک جامع قرابادین تصنیف کی اور اسی کی بنیاد پر یہ حکیم قرابادین کا موجد تسلیم کیا گیا اور اسی لحاظ سے بڑے فارماکو پیاکو ”مرکبات جالینوس“ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

حضرت رسول خدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سے عربوں کی توجہ دیگر علوم کے علاوہ علم طب کی جانب بھی منبذول ہوئی اور انھوں نے یونان، مصر، ایران، ہندوستان اور چین وغیرہ ممالک سے علم طب میں استفادہ کیا۔

آکٹھریں صدی عیسوی میں عباسی دور حکومت میں کبلی بن خالد برکی نے جو ہارون رشید کا وزیر تھا اطباء کا ایک وفد اس مقصد سے ہندوستان روانہ کیا کہ وہ ہندوستان سے علاج میں کام آنے والی ادویہ کو حاصل کرے۔ ہندوستان کے مشہور روٹیدوں سے استفادہ کرے اور انھیں بغداد آنے پر آمادہ کرے۔ چنانچہ منکہ، سائے ابن ومن وغیرہ ہندوستان کے مشہور وٹید ہندو سینچے اور ان کی مدد سے علم الادویہ پر سنسکرت کی مستند کتب کے تراجم زبان عربی کیے گئے۔ ابن ومن کی مہارت تھی کہ یہ عالم تھا کہ اسے اس بیمارستان کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا جو برکی خاندان نے بغداد میں قائم کیا تھا۔ بغداد کے تراجم میں سنسکرت کی وہ قرابادین بھی شامل ہے جس کا ترجمہ منکہ وید کی مدد سے کیا گیا اور اس کو بغداد کے شفا خانوں میں رائج کیا گیا اور اس پر مزید تجربات کیے گئے۔

عربوں نے علم الادویہ پر محنت شاقہ کی۔ حکیم جابر ابن حیان نے علم کیمیا پر زبردست تحقیقی کام کیا اور کیمیاوی ترکیب ایجاد کیں۔ اس ماہر حکیم کیمیاواں نے علم کیمیا پر پانچ سو میاری رسائی زبان عربی تصنیف فرمائے جو شائع بھی ہوئے۔ یہ رسائی علم کیمیا میں نادر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

عربی طب میں معجزات کا بیان اولاً حکیم ابوالحسن علی بن سہل رین الطبری کی کتاب فزوس الحکمت میں ملتا ہے اور اس کے بعد حکیم محمد ابن زکریا رازی نے کتاب حاوی کیمیہ میں اکثر ادویہ کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔

عباسی دور کے آغاز میں شفا خانہ جنرہا پور نے بڑی عظمت حاصل کی جس کا افسر اعلیٰ جاحس ایک یونانی طبیب تھا۔ اس نے شفا خانے کے لیے ایک ماہر قرابادین زبان سربانی تخریب

کی جس کا ترجمہ حنین ابن اسحاق بغدادی نے بزبان عربی کیا۔ اسی شفا خانے کے ایک دوسرے مشہور طبیب ساہور بن سہل نے جو متوکل کے عہد میں خاص شہرت رکھتا تھا ایک جامع قرابادین اسی شفا خانے کے لیے تیار کی جو سترہ ابواب پر مشتمل تھی اور یہ قرابادین ایک مدت تک مختلف شفا خانوں میں رائج رہی۔

معرفات کی تدریج میں ابن بیطار اور رشید صورتی بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ابن بیطار کی کتاب ”الجامع فی الادویہ المفردہ“ ایک بنیادی تحقیقی کتاب تسلیم کی گئی۔ اسی طرح جڑی بوٹیوں کے ماہر رشید الدین صورتی نے جڑی بوٹیوں کی تحقیقی اعلیٰ پایہ پر کی۔ یہ طبیب اپنے ساتھ ایک مصور بھی رکھتا تھا جو جڑی بوٹیوں کی تصاویر بناتا اور ان میں بوٹیوں کے طبی رنگ بھرتا تھا۔ اس کی تحقیقی مصور کتاب کا مخطوط لندن کے زائل کالج آف فزیشنز کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

گیارہویں صدی عیسوی میں ایک مایہ ناز حکیم و مشقی گذرا ہے جس کی کتاب علم الادویہ صیدیہ تک میٹر یا میڈیکل پریسنگ کی حیثیت سے تسلیم کی گئی اور سوہویں صدی عیسوی تک ۶۶ مرتبہ ریورس طبع سے آراستہ ہوئی۔ انگلستان میں جو فارما کوپیاء اولڈمانڈن میں شاہی طبی دارالعلوم کی جانب سے شائع ہوئی وہ یہی کتاب تھی۔

تاریخ علم الادویہ میں کنڈی کرانی اور غانی کے ناموں کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جن کی تصانیف علم الادویہ پر مدت دراز تک طبی مدارس میں داخل نصاب رہی ہیں۔ شیخ الرئیس بوطی سینا (۳۵۴ھ تا ۴۲۵ھ) اسی دور کا ایک بیکانہ روزگار طبیب تھا جس کی پیدائش ہمارا میں اور وفات ہمدان میں ہوئی۔ اس کی تصانیف کثیر ہیں۔ لیکن طبی دنیا میں جو شہرت اس کی کتاب ”القانون فی الطب“ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہ ہوئی۔ اس کتاب میں شیخ الرئیس نے طب کے جملہ شعبوں کا خلاصہ الجاسے ماقبل کی تصانیف کی روشنی میں اس غریب سے پیش کیا کہ درسی اعتبار سے یہ کتاب ایک بے مثل دستور العمل بن گئی اور طبی درس گاہوں میں نہایت مقبول ہوئی۔ اکثر اطباء نے اس کی تشریحیں اور ملاحضے لکھے۔ تدریسی نقطہ نگاہ سے یہ کتاب ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

سوہویں و سترہویں صدی عیسوی کا دور ہندوستان میں طب کی نشاۃ ثانیہ کا دور کہلا جاسکتا ہے۔ اس دور میں قطب شاہی حکومت کے مرکز دکن اور مغلیہ سلطنت کے مرکز دہلی میں

طب کو خاص طور سے عروج حاصل ہوا۔ طب کو سہل الوصول بنانے کے لیے عربی سے فارسی میں منتقل کیا گیا۔ اکبری عہد کے نامور طبیب حکیم علی گیلانی نے قانون کی شرح لکھی اور اس کے بعد شاہ جہاں اور داراشکوہ کے عہد میں حکیم نور الدین نے ایک جامع کتاب "دارالشکوہ" اور حکیم امان اللہ خاں زماں نے "کنج باد آورده" لکھی جو مفردات اور مرکبات کی ایک جامع و مستند قرابادین تسلیم کی گئی۔ فاضل طبیب حکیم سید علوی خاں نے کتاب "جامع الجوامع" لکھی جو یک وقت کلیات ادویہ، مفردات، قرابادین اور مالمات پر ایک کامیاب ذخیرہ ہے۔ عہد اورنگ زیب میں حکیم محمد اکبر ازلانی (مدفون برہان پور) نے طب کے ذخیرہ کو بزبان فارسی منتقل کیا پچھلے پٹے پر مفرح القلوب مرکبات پر قرابادین قادری اور مالمات پر طب اکبر تصنیف کی۔ دکن میں حکیم سید مومن نے علم الادویہ پر گراں قدر تحقیقی کتاب "اختیارات بدیمی" کی تصنیف و تصحیح اور مفرد دواؤں کی تحقیق کر کے اپنی تحقیقی کتاب کو سلطان محمد قلی قطب شاہ ہکنے نام سے منسوب کر کے اختیارات قطب شاہیہ کے نام سے موسوم کیا۔ حکیم تقی الدین نے دواؤں کے مزاج اور مقدار پر ایک نادر کتاب "میزان الطبائع" تصنیف کی۔ حکیم سید مومن حسین نے ایک تحقیقی کتاب علم الادویہ پر "تحفۃ المؤمنین" کے نام سے لکھی اور حکیم سید علوی خاں اور حکیم سید محمد حسین نے "مفرد الادویہ" جیسی گراں قدر کتاب تصنیف کی۔ حکیم محمد محمد بن محمد حسن طبیب نے بھی طب کے جملہ شعبوں کو بزبان فارسی دو کتب میں پیش کیا۔ ایک کتاب مخزن اسرار طب اور دوسری کتاب معدن تجربات یہ دونوں کتابیں نہایت جامع و غور طب کے جملہ شعبوں پر حاوی ہیں لیکن ہنوز بصورت مخطوطہ خدا بخش لائبریری پٹنہ اور اسٹینٹ آرکائیوز لائبریری (عابد شاہ مارکیٹ) حیدر آباد، اسے پی میں محفوظ ہیں۔

اٹھارویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کی ابتدا میں علم الادویہ پر حکیم محمد شریف خاں نے "تالیف شریفی" اور حکیم محمد اعظم خاں نے محیط اعظم اور قرابادین اعظم بزبان فارسی تصنیف کیں۔ حکیم عبدالکلیم ابن حکیم کاظم علی طبیب خاص ریاست رام پور نے ایک مفید کتاب بستان المفردات تالیف کی۔ حکیم عبدالحی علی نے کتاب جامع العقاقیر اور حکیم محمد حسن قرشی نے "تحقیق الادویہ" اور حکیم عبدالعزیز کھنوی نے مفردات عزیز لکھی جو درسی اعتبار سے نہایت مفید ہے تحقیق ادویہ کے سلسلہ میں حکیم رضا علی خاں کی تالیف "تذکرۃ الہند" ایک معیاری کتاب ہے۔

دورِ حاضر میں حکیم عبدالغنی رام پوری نے مغزات پر ایک نہایت جامع ضخیم کتاب
 ”خزینۃ الادویہ“ چار جلدوں میں بزبانِ اردو تصنیف کی جو شائع ہو چکی ہے۔

۱۵ فروری ۱۹۹۴ء رپروفیسر، حکیم سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی
 سابق صدر شعبہ کلیات
 اجل خاں طبیہ کالج، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

کلیات ادویہ

دوا کی تعریف : دوا اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی مرض کا علاج کیا جاتا ہے۔ ادویہ بدن کے اندر ایک نئی کیفیت پیدا کرتی ہیں جو بدن کی کیفیت مرضیہ کو زائل کر کے کیفیت صحتیہ پیدا کرتی ہیں۔ اسی کا نام ”حصولِ شفا“ ہے۔

دوا اور غذا میں فرق : جو چیزیں تغذیہ بدن کی غرض سے (بدل یا تحمیل کے طور پر) استعمال کی جاتی ہیں وہ اغذیہ کہلاتی ہیں۔ اطباء کہتے ہیں کہ غذائیں اثر کرتی ہیں مبینی غذا کا مادہ تفرات و استحقاقات کے بعد جزو بدن ہو جاتا ہے۔

وہ چیزیں جو کبھی تغذیہ بدن کی غرض سے اور کبھی ازادہ مرض کی غرض سے استعمال کی جاتی ہیں۔ غذائے دوائی یا دوائے غذائی کہلاتی ہیں۔ جس چیز میں جس غرض کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اسی مناسبت سے لفظ غذا یا دوا کو مقدم کیا جاتا ہے جس چیز میں غذائیت غالب ہوتی ہے اور دوائیت کم تو ایسی چیز کو ”غذائے دوائی“ کہا جاتا ہے اور اس کے برعکس جس چیز میں غذائیت کم ہوتی ہے اور زیادہ تر اس سے علاج کا مقصد حاصل کیا جاتا ہے تو اس دوا کو دوائے غذائی کہا جاتا ہے۔ نیز ہمیں چیزیں جو مرض دوا استعمال کی جاتی ہیں اور غذائیت کی اس میں قطعاً صلاحیت نہیں ہوتی ان کو دوا غاصہ کہا جاتا ہے۔

لیکن غذا اور دوا کے درمیان کوئی حد فاصل قائم کرنا دشوار ہے اس لیے شاید ہی کوئی ایسی چیز ہو جو ہمیشہ محض تغذیہ یا محض شفا مرض کے لیے استعمال کی جائے اور اس میں کوئی جزو غذا یا دوائی نہ پایا جائے۔

دوا الخاصہ : نوعیت عمل کے لحاظ سے ادویہ کی دو قسمیں ہیں :

الہفے : وہ دوائیں جو مختلف حالات میں جسم کے اندر وارد ہو کر جو عمل کرتی ہیں اس کی نوعیت معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً اسل اسل رسال کے لیے مفید ہے کیوں کہ یہ ایک منفث لغم ہے مینی پیچیدہ رگوں سے

اخراجِ بلغم کو بٹھاتا اور ہوا کی نالیوں کو کشادہ کر دیتا ہے۔
 دے: بعض دوائیں ایسی ہیں کہ ان کا نفع تجربات سے واضح ہے مگر ان کی نوعیت علمِ معلوم نہیں ہے کہ کوئی دوا کسی خاص مرض میں کیوں مفید ہوتی ہے۔ اس قسم کی دواؤں کو اطباء زواہد الحماہ کہتے ہیں مثلاً اسوم تریاقیتا اور فاد زہر کی نوعیت معلوم۔ یا ادویہ مسہلہ کی نوعیت معلوم اب تک معلوم نہیں ہے لہذا اطباء کہتے ہیں کہ ان دواؤں کے قطری افعال و تاثیرات ہیں جو ان کی صورت، نوعیت اور حقیقت ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔

حالانکہ تحقیق کی نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو پہلی قسم کی دواؤں کے متعلق بھی یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان میں سے اکثر دوائیں صورتِ نوعیت ہی سے عمل کرتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی محقق یہ سوال کرے کہ اصل السوس منفعتِ بلغم کیوں ہے اور اس سے عروق ریویختہ کشادہ کیوں ہو جاتے ہیں تو اس کے جواب میں عقل گم ہو جائے گی۔

مزاج ادویہ

مزاج ادویہ کی دو قسمیں ہیں:

مزاجِ اول: دوا میں چند عناصر کے اجتماع و امتزاج سے ان کے فعل و افعال کے بعد جو خصوصیات کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ دوا کا مزاج اصل یا مزاجِ طبی کہلاتا ہے۔ اس قسم کی دواؤں کو مفروضہ القوی کہا جاتا ہے۔

مزاجِ ثانی: یہ مزاج ان ادویہ میں پایا جاتا ہے جن کے اجزائے ترکیبی میں مزاجِ اول موجود ہو جائے، یعنی وہ دوائیں ایسے مختلف اجزاء سے مرکب ہوتی ہیں جو ابنا الگ مزاج رکھتے ہیں۔ ایسی دواؤں کو مرکب القوی کہا جاتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ دو مستند دواؤں اور متعدد جوہروں سے مرکب ہے مختلف اجزاء کی قوتیں اور تاثیرات مختلف ہوتی ہیں حتیٰ کہ گاہاً یہ اختلاف تضاد تک پہنچ جاتا ہے مثلاً اگر ایک جوہر قابض عروق ہوتا ہے تو دوسرا جوہر مفتح عروق۔

شیخ کا قول: اطباء جب کسی دوا کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ ”اس کی قوت چند تضاد قوتوں سے مرکب ہے“ تو اس کا مطلب یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کا ایک ہی جزو حرارت کا بھی حامل ہے اور برودت کا بھی اور اسی ایک جزو سے دونوں افعال الگ الگ صادر ہوتے ہیں کیوں کہ ایسا ہونا در ایک ہی جزو سے دو متضاد

افعال سرزد ہونا ناممکن ہے بلکہ یہ دونوں افعال اس کے دو مختلف اجزاء کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔
جوہر فعال: دوار کا جو جزو قوی اور غالب ہوتا ہے اور جس کی تاخیر نمایاں ہوتی ہے اسے جوہر
 اصل یا جوہر فعال (یا جوہر مؤثر) کہا جاتا ہے مثلاً افیون جو خشناس کا دودھ یا عصا رہے متعدد اجزاء کے
 مرکب ہوتا ہے اس کا ایک جزو منوم و مسکن دوسرے اور اس کی فائدہ کے حصول کے لیے افیون کو استعمال
 کیا جاتا ہے چنانچہ یہی جزو افیون کا جوہر فعال ہے۔

اکثر نباتات و حیوانی دوائیں حقیقت میں مختلف اجزاء و جواہر سے مرکب ہو ا کرتی ہیں جن کے اجزاء
 کو تحلیل و تجزیہ کے طریقوں سے جدا کیا جاسکتا ہے مثلاً دودھ سے گھی اور گنے دانگورا اور کھجور وغیرہ سے
 شکر نکال لی جاتی ہے۔

معدنی ادویہ بھی جب تک انھیں مختلف طریقوں سے خالص نہ کیا جائے مختلف اجزاء سے مرکب
 ہو ا کرتی ہیں۔

مزاج ثانی کے اقسام: استحکام اور عدم استحکام کے لحاظ سے مزاج ثانی کی دو قسمیں ہیں:
 (۱) مزاج ثانی مستحکم: اگر مزاج ثانی کے اجزاء آگ کی تیز حرارت پہنچانے سے بھی الگ
 نہ ہوں چر جائے کر پانی سے بچانے سے تو اس قسم کے مزاج کو مزاج ثانی مستحکم کہا جاتا ہے۔ مثلاً سونا۔
 (۲) مزاج ثانی رخو: اگر مزاج ثانی پائیدار ہو تو اس کی پچھترہ قسمیں ہیں:

(۱) رخو مطلق: اگر براہ راست آگ پر رکھنے سے اس کے اجزاء الگ ہو جائیں تو یہ مزاج
 رخو مطلق ہے۔ مثلاً بابونہ کا اس کا ایک جزو قابض ہوتا ہے اور دوسرا محلل پس جب اس کو پانی
 میں جوش دیا جاتا ہے تو اس کے یہ دونوں اجزاء متحد صورت میں پانی میں حل ہوتے ہیں یہی نہیں
 ہوتا کہ ایک جزو خارج ہو کر پانی میں حل ہو اور دوسرا جزو بابونہ میں رہے۔ لیکن جب بابونہ کو
 آگ میں جلایا جاتا ہے تو اس کے دونوں جزو متفرق ہو جاتے ہیں۔

(ب) رخو جب ۲: اگر دوا کی ترکیب کمزور ہو یعنی پانی میں جوش دینے سے اس کا ایک
 جزو دوسرے جزو سے علیحدہ ہو جائے تو ایسے مزاج کو رخو جب ۲ کہا جاتا ہے مثلاً مسور کا اس کا ایک
 جزو قابض ہوتا ہے اور دوسرا محلل پس پانی میں بچانے سے جزو محلل جزو قابض سے جدا ہو کر
 پانی میں حل ہو جاتا ہے۔

(ج) مزاج ثانی رخو یا فراط: اگر دوا کی ترکیب اس قدر کمزور ہو کہ صرف پانی سے
 دھونے سے اس کی ترکیب بچ جائے تو ایسے مزاج کو مزاج رخو یا فراط کہا جاتا ہے۔ مثلاً کاسنی جو

چند اجزاء سے مرکب ہے اس کے اجزاء میں ایک جزو بورقی مفتوح عروق ہوتا ہے اور دوسرا جزو بارد و قابض۔ جزو قابض اور جزو مفتوح و ملطف اس کے دھونے سے زائل ہو جاتا ہے یعنی اس کا لطیف و شور حصہ پانی میں حل ہو جاتا ہے اس لیے کہ یہ حصہ کاسنی کے پتوں کی بیرونی سطح پر پھیلاتا ہے۔

فراج ثانی کے استحکام پر عام مرکبات کو بھی قیاس کرنا چاہیے چنانچہ بعض مرکبات اتنے لطیف ہوتے ہیں کہ مولی حرارت اور شاع سے متاثر ہو کر فاسد ہو جاتے ہیں اور ان کے اجزاء ٹوٹ جاتے ہیں۔

ادویہ کے اجزاء ترکیبہ: تقریباً ساری نباتی اور حیوانی ادویہ طبی طور پر مرکب ہوا کرتی ہیں۔ ادویہ میں حسب ذیل مختلف الخواص اجزاء ترکیبہ پائے جاتے ہیں جو کم و بیش مقدار میں پائے جاسکتے ہیں۔

(۱) ترش مواد: لیموں، املی، آلو بخارا، انار ترش وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔

(۲) نمک۔ نباتات کو جلا کر رکھ کر حاصل کیے جاتے ہیں۔

(۳) شکر

(۴) مواد بیضہ لحمیہ حیوانی و نباتی ادویہ سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

(۵) گوند (صمغ)

(۶) روغن۔ مثلاً روغن بیدانجیر موم وغیرہ۔

(۷) رال سے وہ گوند جیسے اجزاء مراد ہیں جو پانی میں حل نہیں ہوتے مثلاً رال سٹھوٹیا۔

(۸) خشبی مواد یعنی لکڑی کے مواد نباتات کے تنوں شاخوں اور پتوں میں پائے جاتے ہیں۔

(۹) رنگین مواد۔ مثلاً وہ مواد جو پتوں میں سبز، پھولوں میں سرخ، زعفرانی زرد یا لٹاس

میں سیاہ رنگ پیدا کرتے ہیں۔

(۱۰) خمیر پیدا کرنے والے مواد

(۱۱) جواہر قتالہ۔ مثلاً کچلا کاجوہر، افیون کاجوہر، بیش کاجوہر۔

کیفیات ادویہ

دواء معتدل: شیخ الرئیس فرماتے ہیں ”الطبا جب کسی دوا کے متعلق کہتے ہیں کہ معتدل

ہے تو اس سے ان کی مراد یہ نہیں ہوتی کہ یہ دوا حقیقت میں معتدل ہے (معتدل حقیقی ہے) کیونکہ یہ محال ہے کہ کوئی نئے حقیقت میں معتدل ہو اور نہ اس سے ان کی یہ مراد ہوتی ہے کہ اس میں ایسا اعتدال پایا جاتا ہے جیسا کہ انسان میں اور یہ کہ اس کا مزاج انسان کے مزاج کی طرح ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو دوار، دوا رہی کیوں رہتی وہ انسان نہ بن جاتی بلکہ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ دوا جب وارد بدن ہو کر حرارت غریزی سے متاثر ہوتی ہے تو آخر میں ایک ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو انسانی کیفیت کے کسی طرح خارج نہیں ہوتی اس لیے دوا معتدل سے بدن میں کوئی ایسا اثر ایسا پیدا نہیں ہوتا جو اعتدال سے ہٹا ہوا ہو۔ گویا کہ وہ اپنی تاثیر کے لحاظ سے معتدل ہوتی ہے۔

دوا مر حارہ بار دوار بار د

اسی طرح جب اطباء کسی دوار کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ دوا گرم ہے یا سرد ہے تو اس سے ان کی مراد یہ نہیں ہوتی کہ اس دوا کا جوہر نہایت درجہ ٹھنڈا یا گرم ہے اور نہ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کا جوہر بدن انسان سے گرم یا ٹھنڈا ہے بلکہ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس دوا سے انسان کے بدن میں اتنی گرمی یا سردی پیدا ہوتی ہے جو بدن کی معمولی اعتدالی گرمی یا سردی سے زیادہ ہے۔ نیز گاہے ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی دوا ایک شخص کے لیے گرم ہوتی ہے اور دوسرے شخص کے لیے زیادہ گرم اور اسی وجہ سے معالجین کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جب علاج میں ایک دوا سے فائدہ نہ ہو تو اسی دوا پر قائم نہ رہیں بلکہ اسی درجہ کی دوسری دوا بدل لیں (تافون)

کیونکہ یہ ممکن ہے کہ پہلی دوا کی کیفیت اس مخصوص بدن کی فاقی استعداد کی وجہ سے کم ہو اور دوسری دوا کی کیفیت زیادہ ہو۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مختلف لوگوں کو دوا کا اثر قبول کرنے کے لیے استعداد کم و بیش ہوا کرتی ہے۔ اس طرح مختلف ادویہ کے اثرات مختلف لوگوں میں کم و بیش اور بدیر یا بسرعت ظاہر ہوتے ہیں جس کے حقیقی اسباب ہر جگہ آسانی کے ساتھ نہیں بتلائے جاسکتے۔

درجات ادویہ

بدن انسان میں ادویہ کی تاثیریں مختلف ہوتی ہیں۔ بعض دوا میں تیزی کے ساتھ

تغیرات و استمالات پیدا کرتی ہیں اور بعض سستی کے ساتھ۔ ایک دوا ایک ماشکی مقدار میں کچھ عمل نہیں کرتی اور دوسری دوا اسی مقدار میں نہ ہر بلا اثر پیدا کرتی ہے۔ اسی بنا پر اطباء نے تاثیر دوا کے ضعف و قوت کے لحاظ سے میار کے طور پر ان کے درجات مقرر کیے ہیں۔

درجات ادویہ مقررہ کرنے کے مثلث: چونکہ درجات ادویہ کا تین مقدار تاثیر پر منحصر ہے اور مقدار تاثیر کا اندازہ محض تجربے سے ہوا کرتا ہے اس لیے درجات ادویہ کے قائم کرنے کے لئے اطباء نے چند ضروری شرائط مقرر کیے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) وہ دوا اپنی مقدار خود اک میں کھلائی جائے اس کی زیادتی نہ کی جائے۔

(۲) اس کا استعمال تکرار کے ساتھ بار بار نہ کیا جائے۔

(۳) جس بدن میں اس کی آذائش کی جائے وہ فی نصف متدل ہو۔

(۴) دوا کا استعمال متدل وقت پر کیا جائے کیوں کہ معمولی گرم دوا کا اثر سخت موسم گرم میں زیادہ ہوگا اور معمولی سرد دوا شدید موسم سرما میں قوی اثر پیدا کرے گی۔

ادویہ کے چار درجات

اطباء نے تاثیر ادویہ کے ضعف و قوت کے لحاظ سے دوا متدل کے علاوہ چار درجات متعین کیے ہیں:

پہلا درجہ: درجہ اول کی دوا وہ ہے جس کے کھانے کے بعد بدن میں اس کی کیفیت سے جو اثر پیدا ہو وہ محسوس نہ ہو۔ مثلاً یہ کہ اس سے بدن میں جو گرمی یا سردی پیدا ہو وہ محسوس ہو۔
دوسرا درجہ: درجہ دوم کی دوا کا اثر اس سے قوی ہوتا ہے مگر اس حد تک نہیں ہوتا کہ افعال اعضاء میں نمایاں ضرر ظاہر ہو سکے اور نہ اس سے بالذات طبی افعال میں فرق نہیں آتا ہے اور اگر کبھی آتا ہے تو بالمرض، لیکن اگر اس کو بار بار کھلایا جائے گا تو نمایاں طور پر افعال اعضاء میں فرق پیدا ہو جائے گا۔

بالمرض طبی افعال میں فرق آنے کی صورت میں یہ ہوتی ہے کہ دوسرے درجہ کی گرم دوا کا استعمال کی جائے جو معمولی سہل بھی ہو اور اتفاقی طور سے کسی اندوئی سبب سے مثلاً اس سبب سے کہ وہ شخص دستوں کے لیے آمادہ بھی ہو غلات توقع اس کو دست آجائیں جس سے اس کے بدن کے افعال میں نمایاں تغیر پیدا ہو جائے اور وہ ضرر کی اس حد تک پہنچے

جو تیسرے اور چوتھے درجہ کی دواؤں کے منفرد اثرات کی حد ہے ۔
 تیسرا درجہ : درجہ سوم کی دواؤں سے مراد یہ ہے کہ اس کے فعل کی قوت و شدت سے بالذات
 بدن میں نمایاں طور پر ضرر پیدا ہو جائے مگر اس حد تک نہ پہنچے کہ بدن اس سے فاسد ہو جائے
 اور انسان اس سے ہلاک ہو جائے یا اس کے بار بار استعمال سے فساد اعضاء اور
 ہلاکت ممکن ہو ۔

چوتھا درجہ : درجہ چہارم کی دواؤں سے مراد یہ ہے کہ اس کا فعل اس قدر شدید ہو کہ
 وہ نظام بدن کو درہم برہم کر کے انسان کو ہلاک کر دے ۔ (کلیات قانون)
 درجہ چہارم کی دواؤں کو شیخ الرئیس نے ”دوا سہمی“ کہا ہے ۔

دوا سہمی اور سم مطلق میں فرق

سہمی دوا کا عمل کیفیت سے صادر ہوتا ہے اور سم مطلق کا عمل صورتِ نوعیہ سے ۔ سم
 مطلق (زہر خالص) وہ چیز ہے جو نامعلوم طور پر انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اور اس کا کوئی
 جز کبھی علاج امراض کے لیے دوائی استعمال نہیں کیا جاتا ۔ اس کے مقابلے میں دوا سہمی
 ایسی چیز کو کہتے ہیں جس میں پورے طور پر یا اس کے اندر ایک سہل جزو پایا جاتا ہے اور اسی
 جزو سہل کی وجہ سے اس کو کٹا ہے دوائی استعمال کیا جاتا ہے ۔ نیز حال کو طے چوں کہ ایک
 شدید دوا سہل ہے اس لیے شدت اسہال سے گاہے یہ باعثِ ہلاکت بھی ہوتا ہے ۔
 دوا سہمی کی مثالیں بہت سی ہیں لیکن دورِ جدید میں سم مطلق کی مثال مشکل ہی سے
 بتائی جاسکتی ہے اس لیے کہ جلد زہر دورِ حاضر میں مختلف اشکال میں استعمال کیے جا رہے
 ہیں اس لیے کہ قدرت نے اپنے کمالِ فیض سے تمام زہروں میں مفرت کے پہلو کے ساتھ
 منفعت کا پہلو بھی رکھا ہے ۔

ادویہ کی تاثیرات

کسی انسان کے جسم میں بحالتِ صحت یا مرض دواؤں کے استعمال سے جو تاثیرات رونما
 ہوتے ہیں ان کو دواؤں کی تاثیرات یا افعال کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن عام طور پر افعال ادویہ
 وہ افعال مراد ہوتے ہیں جو بحالتِ صحت ان کے استعمال کرنے سے صادر ہوتے ہیں ۔

اقسام تاثیر

دوا کی تاثیر: دوا کے تغیر و استعمال کے لحاظ سے دو طور پر ہوتی ہے۔

- (۱) تاثیر اول: سے مراد کسی دوا کا وہ اثر ہے جو اس دوا کی ترکیب میں فرق آئے بغیر اس کے وارد بدن ہو تب ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً تیزاب کا اثر۔
- (۲) تاثیر ثانی: سے مراد کسی دوا کی وہ تاثیر ہے جو دوا کے وارد بدن ہونے کے بعد اس میں تغیر و استعمال سے پیدا ہوتی ہے مثلاً ترش دعائیں (تیزاب) خون میں داخل ہو کر نمک کی شکل میں تحمل ہو کر گردہ میں محفلت تاثیر پیدا کرتی ہیں (مثلاً تیزاب) شوره کے استعمال سے پیشاب میں کسی قدر بوریقیت بڑھ جاتی ہے۔

ادویہ کی داخلی و خارجی تاثیر میں اختلاف

(۱) بعض ادویہ ایسی ہیں جن کے بعض مخصوص اثرات صرف بیرونی طور پر استعمال کرنے سے ہوتے ہیں اور جب ان کو داخلی طور پر استعمال کرایا جاتا ہے تو ان کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ مثلاً پایاز اگر بیرونی طور پر ضاد کی جائے تو اس سے جلد زخمی ہو جاتی ہے اور جب اس کو کھلایا جاتا ہے تو اس قسم کا کوئی اثر عمدہ وغیرہ کی سطح پر ظاہر نہیں ہوتا۔

(۲) بعض ادویہ ایسی ہیں جن کے مخصوص اثرات صرف داخلی استعمال سے ظاہر ہوتے ہیں اور جب ان کو بیرونی طور پر استعمال کرایا جاتا ہے تو ان کا یہ اثر بالکل ظاہر نہیں ہوتا مثلاً سفیدہ کاشتری اگر خارجی طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس کا یہ مخصوص اثر (ہلاکت) ظاہر نہیں ہوتا۔

(۳) بعض ادویہ ایسی ہیں جن کے اندرونی و بیرونی استعمال میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوتا اور تاثیر ظاہر و باطن دونوں طور پر یکساں ہوتی ہے مثلاً پانی ظاہر و باطن دونوں طور پر ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

(۴) بعض ادویہ ایسی ہیں جن کے اندرونی و بیرونی استعمال سے دو متضاد تاثیریں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً کشنیہ کو جب بیرونی طور پر استعمال کرتے ہیں تو یہ سخت اور دم کو تحلیل کرتا ہے اور جب اس کو اندرونی طور پر استعمال کرتے ہیں تو تحلیل کے برعکس مواد کو غلیظ و کثیف بنا دیتا ہے (علم الادویہ نفسی)

تاخیر ادویہ میں اختلاف مختلف مقدار میں استعمال کرانے پر
بعض ادویہ کم مقدار میں استعمال کرانے پر کچھ اور اثر کرتی ہیں اور بڑی مقدار میں استعمال
کرانے پر کچھ اور مثلاً:

- (۱) کاسا فو کم مقدار میں مقوی باہ ہے اور بڑی مقدار میں ضعف باہ۔
- (۲) ریوند چینی کم مقدار میں (ایک رتی سے دو رتی تک) مقوی معدہ ہے اور بڑی مقدار
میں (۱۵ سے ۵۰ رتی تک) مہل۔

ایک ہی دوار کے متضاد اثرات

ریوند چینی جب بڑی مقدار میں استعمال کی جاتی ہے تو پہلے اس سے دست آتے ہیں
اور اس کے بعد قبض پیدا ہو جاتا ہے۔

شیخ الرئیس بول سینا کی تحقیق ہے کہ اگر ایک دوار سے دو متضاد اثرات ظاہر ہوتے
ہیں تو اس کے معنی نہیں کہ دونوں متضاد اثرات کا حامل اس دوار کا ایک ہی جزو ہے
بلکہ ایسی صورت میں ایک دوار کے دو مختلف اجزاء ہوتے ہیں جو یا تو مختلف اوقات
میں مقدم و موخر عمل کرتے ہیں جیسا کہ ریوند چینی کو اس کا مہل جزو پہلے عمل کرتا ہے
اور اس کے بعد اس کا قابض جزو اثر کرتا ہے۔ ”دوام کرب القوی“ کی یہ بہترین مثال
ہے۔ اسی طرح بعض دوائیں ابتداء میں اگر بدنی حرارت کو بڑھا دیتی ہیں (باعث تسخین
ہوتی ہیں) تو بعض دوائیں بدنی حرارت کو گھٹا دیتی ہیں۔ مثلاً معرقات (سپینہ لانے والی
دوائیں)۔

ماہیت دوا کی شناخت

کسی دوار کی ماہیت (افعال و خواص) اور صورت نوعیہ کے پہچاننے کے لیے دوا کی
یونرنگ، مزہ، وزن (ثقل و خفّت) اور شکل و صورت وغیرہ کا دیکھنا ضروری ہے۔ یہ ممکن ہے
کہ دواؤں کا رنگ یا مزہ یا یونرنگیاں ہو مگر یہ محال ہے کہ دو مختلف دوائیں تمام خصوصیات میں
ایک دوسرے سے مشابہ نہ ہوں حکماً یا یہ مسلمہ ہے کہ جن دویجیروں کی ماہیت ایک دوسرے سے

مجاہد کا ہے ان دونوں کی صورت نوعیہ اور اجزائے ترکیبیہ (کیفیت امتزاجیہ) بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ علیٰ لہذا یہ بھی حکماء کا مسلہ ہے کہ تمام مادّی اشیاء (جن میں ادویہ بھی شامل ہیں) کے خامس ظاہر و باطن صورت نوعیہ ہی سے پیدا ہوتے ہیں جب کسی چیز کے اجزاء ترکیبیہ بدل جاتے ہیں یعنی اس کی امتزاجی کیفیت (جس کا دوسرا نام مزاج ہے) بدل جاتی ہے تو ان کی صورت نوعیہ بھی بدل جاتی ہے۔

مذکورہ کیفیات اربعہ (بویارنگ، مزہ، وزن اور شکل) کے علاوہ اور بھی کیفیات ہیں جو کسی دوا کی ماہیت کی شناخت میں رہنمائی کرتے ہیں۔ مثلاً بخار، جلنا، پگھلنا، جھنا، رطوبت کو جذب کرنا، خشک ہونا، گھل جانا، کسی چیز کے ساتھ مل جانا یا کم و بیش بدل جانا، قلوں کی شکل اختیار کرنا ان کا راسب ہونا اور ترکیب پانا وغیرہ۔

بخار بننا، حرارت یا دھوپ کی گرمی یا آگ سے متاثر ہو کر بعض دوائیں بخارات کی شکل میں صود کرتی ہیں۔ مثلاً کافور، گندھک، بوبان، گلاب، کیوڑہ، بادیان وغیرہ۔ اسی خصوصیات کی بنا پر بزرگیب خاص دواؤں کے جوہر اڑائے جاتے ہیں۔ مثلاً گندھک، بوبان اور عدد اگر کم کی دھونی دی جاتی ہے اور بعض دواؤں کا عرق کشید کیا جاتا ہے۔ مثلاً گلاب، کیوڑہ، بادیان، الاچی وغیرہ۔

جلنا: بعض دوائیں معمولی یا قوی حرارت سے جلنے لگتی ہیں۔ مثلاً گندھک وغیرہ۔ پگھلنا: بعض دوائیں حرارت کے اثر سے پگھل کر قیتی ہو جاتی ہیں اور ان کا حجم بھی بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً چربی، موم، گھی، گندھک وغیرہ کے حجم کے بڑھنے کو تغافل کہا جاتا ہے۔ جھنا: بعض دوائیں حرارت کے اثر سے بجائے قیق و سیال ہونے کے بستا اور مچھل ہو جاتی ہیں۔ مثلاً انڈے کی سفیدی۔

رطوبت سے کو جذب کونا: بعض دواؤں میں بیرونی رطوبت کو جذب کر لینے کی خاصیت پائی جاتی ہے اور یہ جاذب رطوبت کہلاتی ہیں مثلاً کھاری اور نگیں۔

ادویہ: موسم پر سات میں بیرونی ہوا سے پانی کے بخارات کو جذب کر کے گھل جاتی ہیں۔ خشک ہونا: اکثر دوائیں جن میں رطوبت مایہ ہوتی ہے حرارت کے اثر سے خشک ہو جاتی ہیں جن سے ان کی ظاہری شکل رنگ و بو وغیرہ میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ رکھل جانا: بعض دوائیں ہوا کی رطوبت کو جذب کر کے گھل جاتی ہیں مثلاً پتھر کا چونا۔

حل ہو جانا : مثلاً دو آئیں بعض چیزوں میں حل ہو جاتی ہیں۔ مثلاً نمک و شکر پانی میں حل ہو جاتے ہیں اور تیل میں محلول نہیں ہوتے اور گندھک و کافور تیل میں حل ہو جاتے ہیں مگر پانی میں حل نہیں ہوتے کون سی چیز کس میں حل ہوتی ہے اس کا جواب تجربہ دے گا۔ قلموں کی شکل اختیار کرنا : بعض دوائیں دانہ دار شکل اختیار کرتی ہیں مثلاً سکیا ریکیور، دارچینا کا جوہر جو ان کی تصحید سے حاصل ہوتا ہے دانہ دار ہوتا ہے۔

محلول کا راسب ہونا : بعض چیزیں سیال ہوتی ہیں مگر جب وہ دوسری چیزوں کے ساتھ ملائی جاتی ہیں تو جمند اور غلیظ ہو کر راسب (دھندہ نشین) ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اندے کی سفیدی پانی میں محلول ہو جاتی ہے، جب اس میں تھوڑی پھٹکری ڈالی جاتی ہے تو سفیدی سفید کے محلول اجزاء جمند ہو کر روئی کے گائے کی شکل میں پیچھے بیٹھ جاتے ہیں۔

ترکیب پانا : بعض دوائیں بعض دواؤں کے ساتھ ملنے کی خصوصی استعداد رکھتی ہیں خواہ سادہ طور پر پیش یا حقیقی طور پر اور بعض دوائیں باہم قطعی ملتی نہیں ہیں مثلاً تیل اور پانی۔

قیاس و تجربہ

تاثرات ادویہ کے علم کے ذرائع دو ہی ہیں (۱) قیاس (۲) تجربہ، شیخ الرئیس بولچا اور دیگر حکماء متقدمین کی تصریحات کے مطابق یہ واضح ہے ادویہ کے خواص انسان کو قیاس اور تجربہ ہی کی رہبری سے معلوم ہوتے ہیں۔

تجربہ : ملائفیس فرماتے ہیں کہ تجربہ کے معنی یہ ہیں کہ کسی دوا کو بدن انسان پر بیرونی یا اندرونی طور پر استعمال کر کے اس کے اثر کا امتحان کیا جائے۔

اثر دواؤں کے تجربات کسی قیاس کی بنا پر یا اس کے بغیر پہلے جانوروں (مندیروں) گھوڑوں وغیرہ) پر کیے جاتے ہیں اور جب کسی دوا کی خاصیت ان جانوروں پر محقق ہو جاتی ہے تو پھر احتیاط کے ساتھ ہی تجربہ انسان پر کیا جاتا ہے اور ہنر مطلق کیا جاتا ہے کہ دوا کا جو اثر کسی جانور پر ہوا وہی اثر انسان میں بھی پیدا ہوا یا نہیں۔ کیوں کہ بہت ممکن ہے کہ کسی دوا کا کوئی اثر کسی جانور میں پیدا ہوا و انسان میں اس کی مزاجی خصوصیات کی وجہ سے وہی اثر پیدا نہ ہو یا اس کے مضاد و مخالف اثر نمایاں ہو۔ لہذا ملائفیس کی مذکورہ بالا تعریف صحیح اور جامع ہے۔

قیاس : مثلاً نفیس قیاس کے متعلق لکھتے ہیں کہ قیاس کے معنی یہ ہیں کہ دوار کے ظاہری حالات سے اس کے مخفی حالات پر استدلال نہیں کیا جائے (خواہ تجربہ کے وقت یہ استدلال عقل، صیغہ ثابت ہو یا غلط۔ قیاس کے نئے کا ہر مرتبہ نشانہ پر لگنا ضروری نہیں ہے۔ تجربہ و قیاس کے علاوہ بھی کچھ حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ جن کے ذریعے دوار کے افعال و خواص معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) اتفاق : ہزاروں باتیں محض اتفاقی حالات سے انسان کے علم میں آتی ہیں اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ مثلاً ایک مریض ایک نئی جگہ پہنچا جہاں اُسے ایسی دوا یا غذا کھانے کا اتفاق ہوا جس کے خواص معلوم نہ تھے اس کے کھانے سے اُسے دست آئے یا قین آئیں یا پیشاب یا پسینہ زیادہ آیا اور اس کا مرض دفع ہوا۔ پس اس دوار یا غذا کے افعال و خواص معلوم ہوئے جو مزید تجربات کے بعد وثوق پائے گئے۔

(۲) میلانِ طبع : مریض کے دل میں کسی ایسی دوا یا غذا کھانے کی خواہش پیدا ہوئی کہ جس کے افعال و خواص نامعلوم تھے لیکن اس کے استعمال کے بعد کچھ ایسے اثرات اس کے بدن میں ظاہر ہوئے جو پہلے سے معلوم نہ تھے اور اس کو شفا ہو گئی۔ مثلاً ایک حکایت ہے کہ ایک شخص مرض استسقا میں مبتلا تھا اور بایوس ہو چکا تھا کہ ایک مڈی پیچنے والے کی آواز کان میں آئی پس اس نے مڈیاں خریدیں جو نمکین اور ٹھنی ہوئی تھیں ان کو کھایا پس اُسے فائدہ ہوا اور مڈیوں کے استعمال سے وہ تندرست ہو گیا۔

(۳) عداوت اور قصد مضرت : کسی دکن نے ازراہ بدعتی قتل و ہلاکت وغیرہ کی غرض سے کسی کو سنکھیا، شنکرف یا ہڑال کھلائی، کھانے والا شخص آشک، بوسہ و بج المفاصل، نقرس وغیرہ میں سے کسی مرض میں مبتلا تھا۔ پس اس زہر سے فائدہ ہوا اور اس زہر نے اس کے جسم میں بجائے قتل و مضرت کے تریاق کا کام کیا اور اس کا مرض دفع ہوا۔

(۴) قحط یا مصافرت : کمال میں انسان مجبوراً زمین کند، آلو، روی، شکر و زند کی جڑیں بھی کھو کر کھا جاتے ہیں یا بعض دواؤں کے پتے، پھل اور چھال و پھول کھا جاتے ہیں کہ جن کے خواص پہلے سے معلوم نہیں ہوتے پس ایسے اثرات بدن میں ظاہر ہوتے ہیں کہ جن سے ان دواؤں کے افعال و خواص واضح ہو جاتے ہیں۔ مثلاً چوب مینی اور چائے کے افعال و خواص کا علم اسی طرح ہوا۔

۱ لہام : مقدس اور برگزیدہ ہستیوں کو روحانی طور پر ادویہ کے افعال و خواص بھی معلوم ہوئے ہیں۔

القاع : انتہائی بے بسی اور مایوسی کے عالم میں مریض کے دل میں قدرتناہی خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ تدبیر کی جائے یا یہ دوا کھائی جائے تو صحت حاصل ہو جائے گی اور اس کے بعد بچے تنقیل کے مطابق عمل کرے اور نتیجہ بھی حسب مراد برآمد ہو تو اس طور پر بھی بعض ادویہ کے افعال و خواص معلوم ہوئے۔

۲ خواب : خواب میں بھی بعض مریضوں کو کوئی علاج بتایا گیا ہے اور اس سے انہیں شفا حاصل ہوئی ہے۔

۳ درس حیوانی : بعض حیوانات بیماری کی حالت میں اپنا علاج فطری طور پر خود ہی کر لیا کرتے ہیں جس سے انسانوں نے بھی سبق سیکھا۔ حکیم سید محمد حسین، صاحب مخزن الادویہ نے لکھا ہے کہ حقنہ کے عمل کو جالینوس نے ایک پرندہ سے سیکھا اور اسی وجہ سے حقنہ کو عمل طائر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ روایت اصول طب حصہ پنجم میں حقنہ کے ضمن میں بھی مندرج ہے، یہ بھی مشہور ہے کہ موسم سراگذار نے کے بعد سانپ جب ایک عورت تک بل میں رہتا ہے تو اسے کم دکھائی دیتا ہے یہاں وہ اپنی آنکھوں کو سونف کے ہرے پودے سے رگڑتا ہے اور اس طرح اس کی بینائی بڑھ جاتی ہے پس سونف کے خواص کا علم ہوا اور آپ بادیان میں سنگ سرد کو مملوں کر کے سر تیار کیا گیا تو وہ مقوی بھر ثابت ہوا۔

قیاس کے مقابلہ میں تجرب : تاثرات ادویہ کی تصدیق کا ذریعہ محض تجربہ ہے نہ کہ قیاس، قیاس درحقیقت تجربہ کا ایک وسیلہ ہے اس لیے کہ انسان کے دماغ میں تجربہ کرنے کا خیال اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ کسی چیز کے کچھ حالات دیکھ کر ایک اندازہ قائم کرتا ہے کہ اس قسم کی دوا میں کچھ تاثر ہونا چاہیے پس اسی اندازہ کی بنا پر جب وہ تجربہ کرتا ہے تو اس کا قیاس گاہے صحیح اور گاہے غلط ہوتا ہے۔ اسی بنا پر علمائے نفیس تجربہ کو اہمیت دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

(۱) تجربہ سے دوا کی تاثیر کا یقین وادغان حاصل ہو جاتا ہے اور قیاس سے یقین حاصل نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے قیاس میں اکثر غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں۔

(۲) تجربہ کا طریقہ اور عمل طبیب اور غیر طبیب دونوں کے لیے عام ہے اس کے برعکس

قیاس کا طریقہ صرف فاضل ابطال کے لیے مخصوص ہے۔

(۳) تجربے سے دوار کے دونوں قسم کے اثرات (اصولی و غیر اصولی) معلوم ہو سکتے ہیں۔ اس کے برخلاف قیاس سے فقط وہی (اصولی) اثرات معلوم ہو سکتے ہیں جن کی کیفیت عمل بتائی جاسکتی ہے۔

نشر الخط من تجربہ

(۱) تجربہ بدن انسان پر کیا جائے اس لیے کہ انسانی مزاج حیوانات کے مزاج سے یقیناً مختلف ہوتا ہے اس لیے ممکن ہے کہ کوئی مقدار انسانی مزاج کے لیے گرم ہو اور دوسروں کے لیے سرد۔ یا انسانی مزاج میں کوئی مخصوص اثر پیدا کرتی ہو اور حیوانی مزاج میں اس کے مخالف، نیز ممکن ہے کہ کسی حیوان کے بدن میں اس دوار سے متاثر ہونے یا نہ ہونے کی نہایت ہو اور یہ خاصہ انسانی مزاج میں نہ ہو۔ مثلاً ایک پرندہ (زرد زور) اپنی خاصیت سے شوکران کھاتا ہے اور نہیں مڑتا، برعکس اس کے شوکران انسان کے لیے ایک سمّ محض ہے۔ اسی طرح بیان کیا جاتا ہے کہ بادام کا ایک دانہ یا مڑے کا ایک دانہ گھوڑے کے لیے سخت مسخن ہے اس کے جسم میں پسینہ آجاتا ہے، نیز بکریاں بھی نباتات (مثلاً آگ) کو خوب کھاتی ہیں اور مور سانپ کھاتا ہے اور انسان کے لیے آگ اور سانپ زہر ہیں۔

(۲) دماغی اور اصل ہو اور تمام بیرونی عوارض اور ماضی کیفیات سے خالی ہو، ماضی کیفیات سے مراد یہ ہے کہ کیفیات کسی دوار میں خارجی اثرات سے پیدا ہوتی ہوں، مثلاً کوئی شے آگ سے گرم یا برف سے سرد ہو گئی ہو یا وہ ماضی کیفیت کسی اور سبب سے پیدا ہوئی ہو مثلاً دوار کا متعفن ہو جانا۔ چنانچہ مثلاً وہ ایون گرمی پیدا کر سکتی ہے اور عروق کو پھیلا سکتی ہے جو آگ سے گرم کر لی گئی ہو اسی طرح وہ فریوں اپنے ذاتی فعل کے خلاف عروق کو سکیر کر سکتا ہے اور ٹھنڈک پہنچا سکتا ہے جو برف سے ٹھنڈا کر لیا گیا ہو۔ اسی لیے عفونت جیسی دیگر کیفیات دوار کی اصل طبیعت کو بدل کر دوسری طبیعت اور دوسرے خواص پیدا کر دیتی ہیں۔

(۳) دوار کو متضاد اور مختلف امراض میں استعمال کیا جائے جس سے کسی مرض میں نفع ظاہر ہو اور کسی مرض میں نقصان جس سے واضح ہو جائے تاکہ اس دوار کی کیفیت کسی مرض کی کیفیت کے مطابق ہے اور کسی مرض کی کیفیت کے خلاف ہے۔ اسی طرح یہ بھی مزورگی

کہ دواؤں کو مختلف مقداروں میں، مختلف عمر کے لوگوں میں اور مختلف موسموں میں اور مختلف طریقوں پر استعمال کرایا جائے اور جو تاثرات پیدا ہوں ان کو درج کیا جائے۔ اس طرح دواؤں کے جملہ خصوصیات معلوم ہو سکتے ہیں۔

(۴) دواؤں میں مفرد امراض میں استعمال کرائی جائیں نہ کہ مرکب امراض میں تاکہ دواؤں کی صحیح کیفیت کا علم ہو سکے۔

(۵) جس قوت کا مرض ہو اور جس قدر درجہ اعتدال سے دور ہو اسی قوت کی دواؤں بلحاظ درجہ کیفیت اور وزن استعمال کرائی جائے۔

(۶) دواؤں کا اثر ابتدائاً ظاہر ہو۔ دواؤں کے اہل اثرات عموماً اسی وقت ظاہر ہو جاتے ہیں کہ وہ حرارت عنزیہ سے متاثر ہوتی ہیں۔ لیکن بعض دواؤں جو دویاز یا زیادہ جوشوں سے مرکب ہوتی ہیں ان کے جوہر مختلف اوقات میں کام کرتے ہیں اس لیے یہ دونوں اثرات خواہ متضاد ہوں اور آگے پیچھے ظاہر ہوں ”اصل اور ذاتی“ ہی ہوں گے مثلاً ریونڈینی میں ایک جوہر سہل ہے جو پہلے کام لے کر تا ہے اور ایک جوہر قابض جو بعد کو آنتوں میں قبض پیدا کر دیتا ہے۔

(۷) دواؤں کی تاثر دائمی یا اکثری ہوتی کیونکہ جو تاثر دائمی یا اکثری نہ ہو وہ عموماً اتفاقی ہوا کرتی ہے اصل اور طبی نہیں ہوتی۔

تجربہ میں احتیاط؛ ادویہ معمولی تاثر کے تجربہ میں خطرات بھی ممکن ہیں لہذا تجربہ کرنے سے قبل حسب ذیل احتیاط رکھنا ضروری ہے۔

(۱) جس دواؤں کا تجربہ مقصود ہو اس کی بویامزہ محسوس کیا جائے۔ پس اگر اس کی بویامزہ ناگوار ہو تو وہ دوا معرفت سے خالی نہیں ہے اس کو سخت احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا ضروری ہے۔ بعض دواؤں کے قلیل مقدار میں کھانے یا مرث چکھنے سے بھی موت واقع ہو سکتی ہے۔

(۲) دواؤں کا تجربہ پہلے ایسے حیوانات پر کیا جائے جن کے مزاج انسانی مزاج سے قریب تر ہوں مثلاً بکند روغیرہ اور جو آتنا ظاہر ہوں ان کا مطالعہ بغور کیا جائے۔ جب چند بار کی آزمائش کے بعد کوئی اثر متعین ہو جائے تو انسان میں اس مقصد کے لیے بمقدار قلیل استعمال کیا جائے۔

(۳) حیوانات پر دواؤں کا تجربہ کرنے کے بعد انسان پر تجربہ کرنے کے لیے ایسے آدمی کا

انتخاب کریں جو قوی، توانا، فربہ اور سن رسیدہ ہو، بچوں، بوڑھوں، کمزور نیز بے پہل ہرگز نئی چیز کا تجربہ نہ کریں۔

قیاس: کسی دوار کے خواص کے متعلق کوئی قیاس قائم کرنے کے لیے جو صفات رہبری کرتے ہیں (۱) مزہ (۲) بو (۳) رنگ (۴) قوام (۵) دیگر خصوصیات۔ یہ صفات محض گمان کا فائدہ بخشتے ہیں حصول یقین کا ذریعہ محض تجربہ ہے۔

ادویہ کی مذکورہ صفات جس قدر کسی دوار میں زیادہ جمع ہوں گی اسی قدر قیاس استحکم ہوگا اور جو قیاس محض ایک خاصیت مثلاً رنگ یا بو یا مزہ وغیرہ سے متعلق ہوگا وہ کمزور ہوگا۔

قیاس کے مدارج اطار نے اس طرح قائم کیے ہیں کہ رنگ سے قیاس کرنا ضعیف ترین ہے اس سے قوی بو سے قیاس کرنا ہے اور اس سے قوی مزہ سے قیاس کرنا ہے۔
مذہ: تاثر ادویہ کے قیاس و استدلال میں مزہ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے تو قسم کے اصل مزے بتاتے مانتے ہیں:

(۱) حریف (چرمہ) جیسے مرچ کا مزہ (۲) مر (کڑوا) جیسے ایلوے کا مزہ (۳) شور (شکین) جیسے ٹھک طعام کا مزہ (۴) حامض (ترش کھٹا) جیسے آبنم یا امالی کا مزہ (۵) عقیص (کیلا) جیسے زوہ کا مزہ (۶) قابض (جیسے چھالی کا مزہ) (۷) دسی (چکنا) جیسے گھی کا مزہ (۸) حلوہ (شیریں و میٹھا) جیسے شہد و شکر کا مزہ (۹) تھ یا سب (پھیکا) جیسے پانی کا مزہ۔

(۱) ادویہ حریفہ: عموماً عروق کو کشادہ مواد کو لطیف و رقیق بناتی ہیں، تحلیل و تسخین کرتی ہیں۔

(۲) ادویہ مرہ: میں بھی عموماً وہی خواص پائے جاتے ہیں جو ادویہ حریفہ میں پائے جاتے ہیں لیکن بعض کڑوی دواؤں میں اسی قسم کے افعال نہیں پائے جاتے مثلاً ایون جو قابض ہوتی ہے۔ نیز بعض کڑوی دوائیں مانع عفونت بھی ہوتی ہیں۔

ادویہ مالحہ: میں قیح عروق، تلطیف و تقطیع، تحلیل و جلا، تسخین اور منع عفونت وغیرہ خواص پائے جاتے ہیں۔

ادویہ حامضہ: میں تلطیف و تقطیع مواد و تنقید (نفوذ کر دینا) تفتیح مہاری و تفتیح سدو

دغیرہ خام پائے جاتے ہیں۔

(۵) ادویہ عفصہ: عموماً عروقِ مہاری کو تنگ کرتے ہیں اس لیے کہ یہ رادعِ دماغ ہوتی ہیں، نیز اعصاب میں صلابت و کثافت پیدا کرتی ہیں اور سرد ہوتی ہیں، حابسِ خون اور حابسِ اسہال بھی ہوتی ہیں۔

(۶) ادویہ قابضہ: ان کے خواص عموماً ادویہ عفصہ کے مانند ہوتے ہیں۔

(۷) ادویہ وسمحیہ: عموماً مرطبِ بدن، طین، مرغی، مزلق، منقح اور مسخن ہوتی ہیں۔

(۸) ادویہ حلو: عموماً جالی، مرغی، منقح، طین، مزلق اور مسخن ہوا کرتی ہیں۔

(۹) ادویہ تقفہ: اگر رطوبت کے ساتھ ہوں تو عموماً مسکن حرارت اور مسکن عطش ہوتی ہیں۔

مذکورہ سارے احکام قیاسی ہیں، یقینی نہیں ہیں اس لیے کہ ہر ایک کے ذیل میں استثنا کی صورتیں نکل سکتی ہیں۔

کیفیات اور مزہ

(۱) حار کیفیت: حامد اور دہمی مزوں کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

(۲) بارد کیفیت: مخفص مزہ کے ساتھ اور اس کے بعد طلو اور اس کے بعد دہمی مزہ کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

(۳) رطب کیفیت: مخفص مزہ کے ساتھ اور اس کے بعد طلو اور اس کے بعد دہمی مزہ کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

(۴) یا پس کیفیت: مر و حریف اور ملح قابض اور حامض مزوں کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

جُو: دماغ کی جو بھی ادویہ کے خواص پر استدلال پیش کیا جاتا ہے اور اس استدلال کے قوی ہونے کی وجہ ملا نہیں گئی ہے یہ بیان کی ہے کہ ہر ایسی وقت محسوس ہوتی ہے جب کہ بودار دماغ کے لطیف اجزاء سے بخارات اُڑ کر شائد تک پہنچتے ہیں اور اس کے کثیف اجزاء و بخارات کی شکل میں تبدیل ہوتے ہیں اھنہ اوپر اڑتے ہیں اور رنگ کا کوئی حصہ دماغ سے اُڑ کر قوتِ بامرہ تک نہیں پہنچتا ہے۔ بہر حال جو سے قیاس کرنے کی صورت یہ ہے کہ دوار کو سونگھ کر ہم یہ معلوم کر لیں کہ دماغ حار ہے یا بارد چون کہ بودار دماغوں کے اجزاء کچھ نہ کچھ اڑتے ضرور ہیں

بھاپ کے مانند لہذا بودار دواؤں میں کچھ نہ کچھ حرارت مزید پائی جاتی ہے اور اسی بنا پر تیز ہو کر دوائیں عموماً بدن انسان کے لیے مسخ باعث حرارت ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً دعفران، عنبر، مشک، قزقل، دارچینی، اجوائن، زیرہ۔

بودار اجزاء کے اڑنے کے لیے کم و بیش حرارت کی ضرورت ہوا کرتی ہے خواہ یہ حرارت ہوا کی ہو یا دھوپ کی یا آگ کی۔ چنانچہ جب کسی چیز کی بو کمزور ہوتی ہے تو اس کے پکے اور اسے گرمی پہنچانے سے تیز ہو جاتی ہے جس سے ثابت ہے کہ بو کو اڑانے والی اور ناک تک پہنچانے والی نئے حرارت ہی ہوتی ہے۔

لیکن یہ ضروری نہیں کہ دوار کے سارے اجزاء گرم ہی ہوں بلکہ ممکن ہے کہ اس دوار کا دوسرا جز نہایت سرد اور بے بو ہو مثلاً سنکھیا کہ بے بو ہوتا ہے مگر سخت مسخ اور مار ہوتا ہے اور کاقد باوجود اس کے کہ تیز بو رکھتا ہے اکثر اطباء سے بار تسلیم کرتے ہیں اس لیے بو کا قیاس دیگر قیاسات کی طرح ”قانون کلی“ نہیں بن سکتا جیسا کہ حکماء قدیم نے تصریح کی ہے۔ حکیم سید محمد حسین صاحب علوی کتاب مخزن الادویہ میں لکھتے ہیں ”چونکہ اکثر کثیف اور سخت چیزیں غایت صلابت و کثافت کی وجہ سے اس قابل نہیں ہوتی ہیں کہ ان سے اجزاء صغیرہ اور بخارات لطیفہ جدا ہو کر صعود کریں۔ اور قوت شامہ تک پہنچیں۔ مثلاً الماس، یاقوت، زمرہ وغیرہ اس لیے ایسی چیزوں میں جو سے قیاس کرنے کا اصول مسدود و مقفود ہے“

سانگ دواء: دوار کے رنگ سے خام ادویہ پر استدلال کرنا تمام قیاسات سے کمزور ہے۔ مثلاً برف جیسی سفید چیز کو دیکھ کر یہ کہنا کہ یہ بھی بارود طب ہوگی۔ ہاں رنگ کے ساتھ دیگر صفات بھی شریک ہو جائیں تو اس وقت دوار کا رنگ بھی استدلال میں معاون ہوگا اور قیاس نسبتاً قوی ہو جائے گا۔

قیام و وزن دواء: قیام دوار سے مراد یہ ہے کہ آیا وہ دوار جامد ہے، سیال ہے یا ہمارے شکل رکھتی ہے، پھر اگر کوئی دوار جامد ہے تو وہ سخت ہے یا نرم یا اس کے اجزاء بھر بھر سے ہیں جو آسانی سے متفرق ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی دوار سیال ہے تو وہ مٹی پانی جیسی ہے یا بحال ہے یا نیم سیال ہے اور اگر کوئی دوار بخاری ہے تو اس کے بخارات کس قسم کے ہیں۔

اسی طرح وزن کے لحاظ سے کوئی دوار ہلکی یا بھاری ہو سکتی ہے ہلکی دوار کو دوار خفیف

اور بھاری دوار کو دوار ثقیل کہا جاتا ہے ۔

قوام و وزن ادویہ کے مختلف درج

دواء لطیف : وہ ہے جو دوار بدن ہو کر بدن کی حرارت غریزہ وغیرہ سے متاثر ہونے کے بعد ملبدہ اجزائے صغیرہ میں تقسیم ہو جائے۔ مثلاً زعفران اور شراب وغیرہ۔
دواء کثیف : لطیف کے مقابل ہے۔ یعنی وہ دوار جو حرارت غریزی سے متاثر ہونے کے بعد ملبدہ چھوٹے چھوٹے اجزاء میں تقسیم ہو۔
اسی مناسبت سے سرچ الہضم غذاؤں کو غذا کے لطیف اور دیرسہضم غذاؤں کو غذائے کثیف کہا جاتا ہے ۔

دواء جامد : (منجمد دوار) وہ دوار ہے جو جمی ہوئی ہو سیال نہ ہو لیکن بہنے اور سیال ہونے کی استعداد رکھتی ہو۔ جیسے موم۔

دواء ہش : (بھری دوار) اسے کہتے ہیں جو چھوٹے یا معمولی طور پر رگڑنے سے باریک باریک ریزوں میں تقسیم ہو جائے جیسے ایلا اور غاریقون۔

دواء لنج (لیدار دوار) وہ ہے جو آسانی سے پھل سکے اور اس میں لیس اور چپک پائی جائے مثلاً شہد۔

دواء سائل : (پینے والی دوار) جس میں بہنے کی خاصیت پائی جائے مثلاً میوہ سائلہ۔
دواء گھالی : (وہ دوار ہے جو پانی میں بھگوئی جائے تو اس کے کچھ اجزاء پانی میں حل ہو جائیں مثلاً بہدانہ دریشہ خلی جب پانی میں بھگوئی جاتی ہیں تو لیدار جز پانی میں حل ہو جاتے ہیں اور سارا پانی لیدار ہو جاتا ہے۔

دواء ٹوہنی : وہ دوار ہے جس کے جوہر میں روغن کا جز موجود ہو جیسے مغز بادام، مغز اخروٹ، مغز چنورہ اور دیگر مغزیات۔

ثقیل و خفیف : وزن کے لحاظ سے دوار کو ثقیل (بھاری) یا خفیف (ہلکا) کہا جاتا ہے جو بقول شیخ ایک بدیہات ہے۔

دیکر طبی و کیمیائی خواص
تجاس کرنے وقت ادویہ کی طبی و کیمیائی خصوصیات بھی ملاحظہ ہونی ہیں جیسا کہ شیخ تحریر

نے لکھا ہے ”گناہے قیاس کے قوانین و اصول ادویہ کے اُن افعال و تاثیرات سے اخذ کیے جاتے ہیں جو ہمیں پہلے سے معلوم ہیں جس سے ہمیں بطریق استدلال و قیاس ادویہ کی نامعلوم تاثیرات کے لیے نمایاں رہبری حاصل ہو جاتی ہے“

قول شیح کی وضاحت یہ ہے کہ ایک دوار کی بعض خصوصیات ہمیں معلوم ہیں اور بعض تاثیرات ہمیں معلوم نہیں ہیں۔ ایسی حالت میں نامعلوم اثرات کو بذریعہ قیاس جاننے میں دوار کا منہ، بو، رنگ اور نوعیت استعمال وغیرہ جس طرح ہماری رہنمائی کیا کرتے ہیں اسی طرح دوار کے بعض معلوم اثرات بھی نامعلوم اثرات کے لیے قیاس قائم کرنے میں امداد کیا کرتے ہیں۔ مثلاً (۱) ایک دوار کی ماش جلد پر لگائی گئی تو اس سے تھوڑی دیر کے بعد جلد کی رنگیں کشادہ نہیں، اس مقام کی حرارت بڑھ گئی اور دورانِ خون تیز ہو گیا لیکن یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ عضوک لاغری کو درد رتی ہے یا محلل ورم ہے پس ہم قیاس سے کام لینے کی ضرورت ہے چون کہ ہمارے علم میں پہلے سے ایسی چند دوائیں ہیں جو جلد پر لگائی جاتی ہیں تو جلد کی رگوں کو کشادہ کر دیتی ہیں، دورانِ خون بڑھاتی ہیں، اسلئے لاغر عضو کو مزید کرتی ہیں اور اگر وہ عضو متورم ہوتا ہے تو اس کے ورم کو تحلیل کرتی ہیں اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ زیرِ غور دوار بھی غالباً مسکن عضو اور محلل ورم ہوگی۔

(۲) دوسری مثال یہ ہے کہ کسی دوار کے متعلق ہمیں اس قدر معلوم ہے کہ وہ زبان اور منہ کی غشاء مخاطی میں قبض پیدا کرتی ہے مگر یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ نکسیر کے خون کو بند کرتی ہے یا نہیں اور سیلانِ الرحم میں مفید ہے یا نہیں، ایسی حالت میں دوسری قابض ادویہ پر قیاس کر کے یہ حکم لگا سکتے ہیں کہ چون کہ یہ دوار غشاء مخاطی پر قبض کا اثر کمیتی ہے اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ اس کے اندر قابض جزو ضرور ہے اور جب اس کے اندر قابض جزو موجود ہے تو قوی قیاس یہ ہے کہ اس کا قابض جزو عروق کو سکڑ کر نکسیر کے خون کو روک دے گا اور اندام نہانی کی غشاء مخاطی پر قوتِ قابضہ سے اثر کر کے سیلانِ رطوبت میں کمی کر دے گا جیسا کہ دوسری قابض دوائیں عمل کیا کرتی ہیں۔

(۳) تیسری مثال یہ ہے کہ ایک دوار کا یہ اثر ہمیں معلوم ہے کہ سڑے ہوئے گوشت پر جب اُسے ڈالا جاتا ہے تو گوشت کا تعفن رک جاتا ہے اور جب گندی نالی میں ڈالا جاتا ہے تو نالی میں تعفن کم ہو جاتا ہے لیکن اس دوار کا یہ اثر معلوم نہیں ہے کہ بدن کے گندہ زخموں پر وہ دوار

کیا کام کرتی ہے اور گندے زخموں کی عفونت اس دوار سے نائل ہو جاتی ہے یا نہیں۔ پس اس دوار کے مذکورہ خواص سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ دوار غالباً بدن کے گندے زخموں کی عفونت کو دفع کرتی ہوگی۔

مذکورہ تینوں صورتوں میں جو دراصل بہت سی مثالوں میں سے محض تین مثالیں ہیں قیاس کی تائید کے لیے ہمارے واسطے تجربات کرنا ضروری ہوں گے تاہم یہ قیاسات ہمیں یقین کے درجہ تک نہیں پہنچا سکتے۔

قیاس میں منالطہ

مرکبات اور مرکب القوی اودیہ میں خواہ وہ طبعی ہوں یا مصنوعی، اکساہ، بورنگ اور غیرہ وغیرہ کی وجہ سے اس طرح منالطہ بھی ہو جاتا ہے کہ اس مرکب کے کسی ایک جزو کا کوئی مزہ، رنگ یا بو نہایت شدید اور غالب ہوتی ہے اور ترکیب کے بعد مزاج ثانی کے پیدا ہونے پر بھی اس جزو کی یہ شدید کیفیت دجو اس کے مزاج اول کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے، زائل نہیں ہوتی ہے لیکن اس جزو کی تاثیر حرارت یا برودت وغیرہ اس کی رنگت یا بو وغیرہ کے لحاظ سے اس قدر ضعیف اور مغلوب ہوتی ہے کہ اس کی رنگت یا بو وغیرہ کو دیکھتے ہوئے اس کے محالفت کسی دوسری کیفیت کے وجود کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا، یعنی اس مرکب میں مزہ یا رنگ یا بو کو اس جزو ہی غالب ہوتی ہے لیکن اس کی اہم تاثیر کسی دوسرے جزو کے تابع ہوتی ہے مثلاً اگر آدھ سیرودھ میں ٹیوٹا فرنیون شامل کر دیا جائے تو یقیناً اس مرکب کا مزاج اور اثر فرنیون کے غلبہ تاثیر کے باعث نہایت گرم ہو جائے گا لیکن دودھ کی وجہ سے اس کا رنگ سفید رہے گا۔

یہی حال اس دوار کا ہے جو غفل سفید کی طرح طبعی طور پر سفید ہونے کے باوجود سخت گرم ہوتی ہے۔

اسی طرح اگر سنکھیا، بنش، کچلہ، انیون اور کشتہ جات جیسی قوی التأثير دوائیں جو سٹوڑی مقدار میں زیادہ تاثیر پیدا کرتی ہیں ایسی دواؤں میں ملا دی جائیں جن کے مزے، بو، رنگ ان سے مختلف ہوں اور یہی دوائیں ان میں چھپ جائیں تو ظاہر ہے کہ رنگ، بو اور مزے کی بنیاد پر قیاس میں کسی خطرناک غلطیاں واقع ہو سکتی ہیں۔

فرضیکہ ان مشاہدات سے ثابت ہوتا ہے کہ مزہ، رنگ، استحالہ وغیرہ سے ادویہ کے :

مزاج اور تاثیرات کی شناخت ہمیشہ صحیح نہیں ہوا کرتی ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ قیاس و استدلال اکثر صحیح بھی ہوتا ہے۔

لیکن مزاج اول کے مرکبات میں جن میں متضاد اثرات کے اجزاء نہیں ہوتے، مزاج جو اور رنگ سے اس قسم کا مطالعہ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس قسم کے مرکبات اپنے ذاتی مزاج کی وجہ سے جس کیفیت اور جس تاثیر کے مستحق ہوتے ہیں وہ انھیں کسی بلاوہ کو ٹوک کے حاصل ہو جاتی ہے یہ ناممکن ہے کہ مزاج اول کے مرکبات کے لیے ہوں اور ان کا مزاج گرم ہو یا یہ کہ وہ چرپرے ہوں اور ان کا مزاج سرد ہو۔ برعکس اس کے مزاج ثانی کے مرکبات میں ان کیفیات کے لحاظ سے مطالعہ پیدا ہو سکتا ہے۔ (علامہ رفیع)

تائیرات ادویہ بلحاظ اعضا

جسم انسان جیسا کہ کلیات اور طبیعہ میں بیان کیا گیا اعضائے انسانیہ، اعضائے حیوانیہ اور اعضائے طبیعیہ سے مرکب ہوتا ہے۔ لہذا ذیل میں ان اعضا پر دواؤں کی تاثیرات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے تاکہ ان اعضا کے امراض کا اصول علاج سمجھنے میں سہولت ہو۔

ادویہ کی تاثیر اعضائے طبیعیہ پر

معدہ کا ہر اثر کرنے والی ادویہ

(۱) وہ دوائیں جو معدہ کی ترش و طبیعت کو بڑھا کر ہضم کو قوی کر دیتی ہیں، مقویات معدہ کہلاتی ہیں، ان میں سے بعض خوشبودار ہوتی ہیں مثلاً، عیسون، بادیان، الائچی، کشنیر، سونٹ، قرفل، جاتفل، پودینہ وغیرہ۔ بعض تلخ ہوتی ہیں مثلاً، گل بابونہ، پوست مانسج اور جنینا، (پکھان بید) وغیرہ اور بعض حریف (چرچری) ہوتی ہیں مثلاً، سرچ سیاہ رانی اور کباب چینی وغیرہ۔

نیز مقویات معدہ میں سے بعض چیزیں ایسی ہیں جو مذکورہ بالا عنوانات کے تحت شامل نہیں ہیں مثلاً، شراب۔

(۲) بعض دوائیں معدہ کی طبیعت کو کم کر دیتی ہیں مثلاً، سہاگہ (شکڑا) جو اکھار و شادور وغیرہ۔ اس قسم کی کھارک دوائیں، محض معدہ کو کم کرتی ہیں۔

- (۳) بعض دعائیں ترشیِ مدہ کو بڑھاتی ہیں، مثلاً تیزاب، گندھک۔
- (۴) بعض دعائیں مدہ کی خزاں میں طیر پیدا ہونے کو روکتی ہیں، مثلاً است اجائن۔
- (۵) بعض دعائیں عروقِ مدہ کو پھیلاتی ہیں۔ مثلاً انیسون، بادیان، سونٹھ، قرضل، پودینہ، سونہ جان وغیرہ۔
- (۶) بعض دعائیں عروقِ مدہ کو سکڑ دیتی ہیں، مثلاً تیزاب، گندھک اور پشکری۔
- (۷) بعض دعائیں مدہ کے اعصاب و عضلات پر اثر کر کے مدہ کی حرکات دودھ کو تیز کر دیتی ہیں۔ مثلاً گیلہ، تیزاب، گندھک اور روغن کاغذ وغیرہ۔
- (۸) بعض دعائیں مدہ کے اعصاب و عضلات پر اثر کر کے مدہ کی حرکات دودھ کو ضعیف اور سست کر دیتی ہیں، مثلاً اجائن خراسانی، بیروجن انیون وغیرہ۔
- (۹) بعض دعائیں مدہ واسلہ سے ریاخ خارج کرتی ہیں اور مدہ واسلہ کی حرکات کو تیز کر دیتی ہیں اس قسم کی دعاؤں کو "کاسر ریاخ" کہا جاتا ہے۔ مثلاً ہینگ، بادیان، پودینہ، سونٹھ، انیسون، کباب، چینی، کالی مرچ اور دانی وغیرہ۔
- (۱۰) بعض دعائیں براہِ راست مدہ پر اثر کر کے اور بعض مرکزِ قے پر اثر کر کے قے لاتی ہیں مثلاً رائی، پشکری، جنگلی بیاض، توتیلہ، مقیات کہلاتی ہیں۔
- (۱۱) بعض دعائیں مائع قے ہوتی ہیں، مثلاً انیسون، شراب (کم مقدار میں)۔

امورِ لانتوں پر اثر کرنے والی ادویہ

وہ دعائیں جو امساہ پر اثر کر کے دست لاتی ہیں۔ بلحاظِ تاثیر ان کی اقسام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) مکینات: وہ دعائیں جو امساہ کے مصلیٰ طبقہ کو کسی قدر تحریک پہنچا کر ان کی قوتِ دافعہ کو کسی قدر قوی کر دیتی ہیں۔ مثلاً انجیر، قمر ہندی، آلوچہ، روغن بادام، روغن زیتون، روغن سید انجیر وغیرہ۔

(۲) مسہلات: وہ دعائیں جو امساہ کی قوتِ دافعہ کو قوی کرنے کے علاوہ ان کی طوبت کی پیدائش کو بڑھاتی ہیں جس سے خلیقِ دست آنے لگتے ہیں جن دعاؤں کا اصل ضعیف ہوتا ہے ان کو مسہلات ضعیفہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً سنار اور زہر گاؤ اور بعض کا اثر قوی ہوتا ہے ان کو مسہلات قویہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً جال گوش، تربہ، سقمونیا، عصا، روغن حب النیل

(کالا دانت) خشم حنظل (اندلسن کا گودا)، بنج جلایا۔

(۳) مسہلات بلغم۔ جن سہل دواؤں سے بلغم کی مقدار رگستوں میں زیادہ خارج ہوتی ہے۔

(۴) مسہلات صفراء۔ وہ دوائیں جو جگر سے اسما کی طرف انصباف صفر کو بڑھاتی ہیں۔ مثلاً صبر (ایلیا)، ربوند چینی، سقمونیا۔

(۵) مسہلات بودقیہ۔ وہ سہل دوائیں جو شور ہوتی ہیں اور جو معدہ و اسما کی اندلیہ سطح میں ہیجان و لذع پیدا کرتی ہیں جس سے ان کی قوت دافعہ قوی ہو جاتی ہے اور ان کی حرکت دودھ تیز ہو جاتی ہے اور اسما میں رطوبت مائیکہ کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور پھر اس رطوبت کو اسما میں جذب نہیں ہونے دیتی ہیں جس سے اسما میں بوجہ بڑھ جاتا ہے اور طبیعت اس بلغم خاں کو دفع کرنے کے لیے آنکھوں کی قوت دافعہ کو تیز کر دیتی ہے۔ مثلاً سمندر کا خمدیاں، بوقی، اقام نک۔

(۶) لاذغات۔ وہ دوائیں جو معدہ و اسما کی غشاء مخاطی میں لذع ہیجان اور غرائض پیدا کرتی ہیں جس سے غشاء مخاطی سُرغ ہو جاتی ہے اور معدہ و اسما میں سوزش، درد وغیرہ پیدا ہوتا ہے اور تیل، تے اور مغض (مرور)، اسہال، جریان الدم وغیرہ عوارض عارض ہوتے ہیں۔

(۷) دافع تعفن۔ وہ دوائیں جو معدہ و اسما کی عفونت کو دفع کرتی ہیں۔ مثلاً ہیل (چھوٹی لالچی) ست اجائن وغیرہ۔

(۸) قاتل دیدان اصحاء۔ وہ دوائیں جو اسما کے کیڑوں کو ہلاک کرتی اور خارج کرتی ہیں۔ مثلاً کیلہ، باؤ بڑنگ، سرخ صبر (ایلیا)۔

جگر پر اثر کرنے والی ادویہ

(۱) بعض دوائیں صفر کو بڑھاتی ہیں اور اس کا ادوار بڑھاتی ہیں ان کو مسہلات صفر یا مَرَات صفر کہا جاتا ہے مثلاً سقمونیا، ربوند چینی، بنج جلایا۔

(۲) بعض دوائیں آنکھوں کی حرکت دودھ کو تیز کر کے اسہال لاتی ہیں۔ مثلاً مسہلات شدید (جال گوڑ، حربہ خرقی، وغیرہ)۔

(۳) بعض دوائیں جگر کو تقویت پہنچاتی ہیں ان کو مقویات جگر کہا جاتا ہے۔ مثلاً ماہوینی، اسنتین، مصطکی، مویز عشقی، زرننگ، نالسا، گل سرخ، اہلیہ وغیرہ۔

(۴) بعض دوائیں جگر کے فعل کو طبی حالت پر لاتی ہیں۔ مثلاً آب کاسنی سبز مروتق اسنتین۔

(۵) بعض دوائیں تولید صفراء کے عمل کو سست کر دیتی ہیں مثلاً آب انار ترش، آب عنیب، الشلب سبز۔

(۶) بعض دوائیں تولید صفراء کے عمل کو تیز کر دیتی ہیں مثلاً زہو کاوہ، ربوہ جینی، سورہجان، صبر الیلا، نوشادر وغیرہ۔

(۷) بعض مشترک النفع دوائیں جگر پر بھی موثر ہوتی ہیں اور معدہ و اسار اور دیگر اعضا کا دوا دہر بھی۔

اعضا بول پر اثر کرنے والی ادویہ

(۱) وہ دوائیں جو گردوں پر اثر کر کے بول کی پیدائش کو بڑھاتی ہیں مُدِّرات بول کہلاتی ہیں۔ مثلاً شورہ قلمی، جاد شیرہ، تخم خزہ، بخیرہ، تخم خیارین، شیرہ نازنگہ وغیرہ۔

(۲) وہ دوائیں جو بول کے ترشح کو کم کرتی ہیں مثلاً کندر۔

(۳) وہ دوائیں جو بول کو ترش بناتی ہیں۔ مثلاً بوان۔

(۴) وہ دوائیں جو بول کو کھاری بناتی ہیں مثلاً شورہ جواکھار وغیرہ کھاری مقیات۔

(۵) وہ دوائیں جو اعضائے بول مثلاً گروہ اور شانہ کی پتھری کو توڑتی ہیں مختب حصاة کہلاتی ہیں۔

(۶) بعض دوائیں بول کے تعفن کو دفع کرتی ہیں۔ مثلاً روغن مندل، کباب چینی۔

(۷) بعض دوائیں قاروہ کے رنگ کو تبدیل کر دیتی ہیں مثلاً سنار اور دیوہ چینی کے استعمال سے قاروہ کا رنگ گاہے زعفرانی اور گاہے ہفتشی ہو جاتا ہے۔ سنکھیا کے استعمال سے قاروہ میں سیاہی پیدا ہو جاتی ہے۔

(۸) بعض دوائیں مسکن اعضائے بول ہوتی ہیں اعضاء بول کے پیمانہ و درج کی حالت میں مفید ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً افیون، اجوائن، خراسانی، یہ بروہ اور دھتورہ وغیرہ۔

اعضائے تناسل پر اثر کرنے والی ادویہ

مردانہ اعضائے تناسل پر اثر کرنے والی ادویہ

(۱) وہ ادویہ جو خواہش جماع کو بڑھاتی ہیں "مقویاتِ باہ" کہلاتی ہیں ان میں بعض دوائیں اعضائے تناسل کے اعصاب اور مرکزِ باہ (شعاع) کو قوت دے کر خواہش جماع بڑھاتی ہیں مثلاً کچیلہ۔ اور بعض دوائیں اعضائے تناسل میں لذت و ہیجان پیدا کر کے مخفی دورانِ خون کو تیز کر کے خواہش جماع بڑھاتی ہیں۔ مثلاً ذراتیک (تیلنی جی)، اور طلا تکید اور ماش کی اکثر دوائیں۔

(۲) بعض دوائیں دماغ کے مرکزِ اعلى میں تحریک پہنچا کر جماع کو بڑھاتی ہیں مثلاً شراب اور بھنگ۔

(۳) بعض دوائیں دماغ اور بدنی قوت و صحت کو درست کر کے تولیدِ عون کو بڑھا کر تقویتِ باہ کا باعث ہوتی ہیں ان کو "مقویاتِ عامہ" کہا جاتا ہے۔

(۴) وہ دوائیں جو اعضائے تناسل کے اعصاب کو ضعیف کر کے صفتِ باہ پیدا کرتی ہیں مثلاً شوکران، مانیون، اجوائن، خراسانی، دھتورہ (جوزناس)، وغیرہ۔

(۵) بعض دوائیں اعضائے تناسل یا مرکزِ باہ (شعاع) میں خون کی آمد کو کم کر کے صفتِ باہ پیدا کرتی ہیں مثلاً شیلیم۔

(۶) بعض دوائیں اسبابِ لذت و ہیجان کو دفع کر کے تحریکِ باہ کو کم کرتی ہیں مثلاً ہورقی ادویہ۔

زنانہ اعضائے تناسل پر اثر کرنے والی ادویہ

رحم پر اثر کرنے والی دوائیں۔ حسبِ ذیل قسام میں منقسم ہیں:
مسقطات۔ وہ دوائیں جو رحم کے عضلی طبقہ کو سکیریکر جنین و مشیمہ دنیو کو خالی کرتی ہیں۔ مثلاً اسداب، اہل شیلیم وغیرہ۔

مددِ وادیت حیض۔ وہ دوائیں جو رحم اور خفیتہ الرحم پر اثر کر کے خون حیض جاری کر دیتی

ان کو مدتِ حین کہا جاتا ہے مثلاً ہیگ، تخمِ کرفس، پر سیا و خان وغیرہ۔
بعض ادویہ بدن میں تولیدِ خون بڑھا کر یا خون کی اصلاح کر کے اور احیاء کا باعث
ہوتی ہیں مثلاً کچلہ۔

بعض دوائیں رحم میں ہیمان و لذع پیدا کر کے یا بعد ان خون بڑھا کر اور احیاء
کا باعث ہوتی ہیں مثلاً ایلا۔

(۳) مضحفاتِ رحم۔ بعض دوائیں رحم کی قوت انقباض کو کم کر دیتی ہیں مثلاً انیونہ
تنب ہندی (سنگ)،

شامین پراثر کرنے والی دوائیں حسبِ ذیل قسم میں تقسیم ہوتی ہیں:
مولداتِ لبن۔ وہ دوائیں جو پستانوں میں دودھ کی پیدائش کو بڑھاتی ہیں
مثلاً انیسون، تخمِ نبت، تخمِ شلغم، بوزیدان، تخمِ یاز وغیرہ۔

مقلاتِ لبن۔ وہ دوائیں جو دودھ کی پیدائش کو کم کر دیتی ہیں یا بالکل بند کر دیتی
ہیں مثلاً سبروج وغیرہ۔

مخیراتِ لبن۔ وہ دوائیں جو دودھ میں تغیرات پیدا کر دیتی ہیں مثلاً سینگ اور
لہسن وغیرہ کے استعمال سے دودھ کا مزہ بگڑ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مرضہ دودھ پلانے والی
عورت ترش چیزیں زیادہ استعمال کرتی ہے تو اس سے بچے کے شکم میں درد اور متعص پیدا
ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کھاری چیزوں کے استعمال سے دودھ میں اجزائے بوقریہ بڑھ
جاتے ہیں۔

ادویہ کی تاثیر اعضائے حیوانیہ پر

ادویہ کی تاثیرِ قلب و روح پر:

(۱) ادویہ قلبیہ یا تو روح میں نشوونما دے کر فرحت پیدا کرتی ہیں جیسا کہ شراب یا مضافات
و نوارایت اور چمک پیدا کر کے جیسا کہ مرارید اور آبِ رشیم یا روح کے حمل کو روک کر اور روح
کو ایک جگہ جمع کر کے فرحت پیدا کرتی ہے جیسے ہیلہ، کابل، کہربائے شمس اور مسداحمر یا روح میں
گرمی پیدا کر کے فرحت پیدا کرتی ہے مثلاً درونج عقرنی یا روح میں تبرید (سٹھک) پیدا کر کے
فرحت پیدا کرتی ہے مثلاً عرقِ کلاب اور کافور یا روح کے فزاج میں (لذیذ اور مناسب طبعیت

ہونے کو جو ہے، قوت پہنچا کر تفریح پیدا کرتی ہے جیسا کہ خوشبودار اور شیریں ادویہ یا بنمالا سوداویہ اور دغانیہ (جو روح کو کثیف و کمزور بنا دیتے ہیں) دماغ کے حرمت پیدا کرتی ہے جیسا کہ برگ گھاؤ زباں اور لاجورد یا اپنی کسی ماسلوم خاصیت کی بنا پر جو اسباب مذکورہ میں سے کسی سبب کے ساتھ جمع ہو جائے حرمت پیدا کرتی ہے جیسا کہ مشک وغیرہ۔ یہ دونوں چیزیں اپنی خاصیت کی وجہ سے نیز دوسرے سبب خوشبو کے سبب سے روح کو غفلت پہنچاتی ہیں، اور مثلاً رب سیب کو وہ بھی باقاعہ مفرح ہے۔

شیخ الرئیس نے ادویہ قلبیہ میں مندرجہ ذیل ادویہ کو بیان کیا ہے:

(۱) آبریشم (۲) آلہ (۳) اترج (ترنج) (۴) آس (۵) اشنہ (۶) اسطو
 خرموس (۷) اربک (۸) کیوٹھ (۹) آذروبیہ (۱۰) بادرنجبویہ (۱۱) بشد (۱۲) بادردن (۱۳)
 بہمن (۱۴) زردی بیضہ مرغ، تیسر و تیسر (۱۵) جدوار (۱۶) دمنج (۱۷) دارحینی (۱۸) ہیلہ
 (۱۹) دور (۲۰) زعفران (۲۱) کرب وزرناو (۲۲) حجازنی (۲۳) جلیخیر (۲۴) طاشقو
 مینی جگلی کاسنی (۲۵) گل محتم (۲۶) یاقوت (۲۷) کندر (۲۸) کھر بار (۲۹) کافور (۳۰) کنبرہ
 یاسبز یا کشیز خشک (۳۱) سان انشور (برگ گھاؤ زباں) (۳۲) لاجورد و حجازنی (۳۳)
 لولو (مرورید، موتی) (۳۴) مارالم (۳۵) مشک (۳۶) مویانی (۳۷) خام دکائی لمسی (۳۸)
 نیلوفر (۳۹) فنلہ (۴۰) سوسن آزاد (۴۱) تاہا (۴۲) سلیمہ (تج) (سنبل (بالچھر) (سدر) ناگر متہہ،
 سانف (تیز پاشا) (۴۳) صبر (۴۴) عود (۴۵) فضاہ (چاندی) (۴۶) فزغشک (۴۷) قسقی
 (سپتہ) (۴۸) مسندل (۴۹) قاقلہ (الانچی) (۵۰) ریاس (ریوند) (۵۱) شمان (انار)
 (۵۲) شقاقل (۵۳) تناع (سیب) (۵۴) تمرندی (الی) (۵۵) غیرہا (چھوٹی الانچی)
 (۵۶) زہب (۵۷) فارریقون (۵۸) کنٹری لامرود)۔

من کورہ بالا ادویہ قلبیہ میں سے:

(۱) بعض دواؤں میں تلیمت کے ساتھ تفریح و تقویت قلب کی تاثیر پائی جاتی ہے مثلاً آبریشم و مندر
 (۲) بعض دواؤں میں تقویت اور بعض کی تاثیر پائی جاتی ہے اور ان کا قابض ہونا ان کی تقویت
 میں مددگار ہوتا ہے۔ مثلاً آلہ۔

(۳) بعض دوائیں عطریات کی وجہ سے جو ہر روح کے مناسب ہوتی ہیں اور اپنی قوت کا بعض
 کی وجہ سے روح کے جوہر کو تقویت بخشی ہیں اور خفشان کے لیے مفعول ہوتی ہیں۔ اشنہ دارحینی

تج، سنبل، الطیب، البجھڑ، سد، الاکچی، غنیر، عود۔

(۴) بعض دواؤں میں جوہر روع کی تفریح و تقویت کی شدید خاصیت پائی جاتی ہے مثلاً زعفران، مشک، سون، آزاد۔

(۵) بعض دوائیں جوہر روع کو نرانی بناتی ہیں اور تقویت و تفریح قلب کے لیے خفقان میں مفید ہیں۔ مثلاً اُخرج کھربار، طباشیر، مرورید، یا قوت۔

(۶) بعض دواؤں میں بعض کے ساتھ تلطیف و تلحیح کی خاصیت پائی جاتی ہے، قلب کے خون سے بیماریات سوداویہ کو بذریعہ اسہال خارج کرتی ہیں اور تفریح و تقویت قلب پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً اسطوخودوس، اکاؤزباں، بادرنجبویہ، فرنجشک، جوارہنی، لاجورد۔

(۷) بعض دواؤں میں تفریح و تقویت قلب کے ساتھ تریاقیت بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً جدوار، بید، آبریشیم اور مشک جو مفرح و قوی قلب ہونے کے ساتھ سانپ اور دیگر زہریلوں کی تریاق بھی ہیں۔ نیز گل مغنوم، غارغیون اور اُترج وغیرہ میں بھی تریاقیت پائی جاتی ہے۔

(۸) بعض دواؤں میں تفریح و تقویت قلب کی خاصیت کے ساتھ تلطیف و بعض کی خاصیت بھی پائی جاتی ہے مثلاً بہن، زرب و زرباد۔

(۹) بعض دواؤں میں عطریات کے ساتھ تسکین و قبض پیدا کرنے والے جوہر بھی پائے جاتے ہیں جس کی بنا پر یہ دوائیں مفرح قلب ہونے کی بنا پر خفقان و غشی حار میں نافع ہوتی ہیں مثلاً گل سرخ۔

(۱۰) بعض دوائیں اپنی قوتِ ناشخہ کے سبب سے روع و قلب کی ترویج و تقویت کے لیے مفید ہوتی ہیں مثلاً اُملہ، آبریشیم، گل مغنوم وغیرہ۔

(۱۱) بعض سہل دوائیں قلب و دماغ سے خلط مغزی کو بذریعہ اسہال خارج کرتی ہیں مثلاً جوشانہ اُفیتمون اور حب شیار جوافیتمون کے ساتھ تیار کی گئی ہوں۔

اور یہ مفرح و مقوی قلب کے ساتھ دیگر دواؤں کا استعمال

بعض دوائیں ایسی ہیں جن سے اسہال مقصود نہیں ہونے بلکہ قلب کے خون کی صفائی ملاحظہ ہوتی ہے تاکہ صاف روع پیدا ہو مثلاً حم لاجورد اور گل ارغی اگر زعفران، مشک اور دیگر دوائیں مفرح کے ساتھ اتنی مقدار میں شامل کی جائیں کہ ادویہ قلبیہ قلب کی جانب جذب ہو جائیں

اور قلب میں پیچ کر غلط سوداوی اور بخلات سوداوی کو جو قلب کی مدد سے پیدا ہوتے ہیں اور قلب سے خارج کر دیں۔

ادویہ سہلہ قلب کے لیے دو سبب سے متفرق ہوتی ہیں:

(۱) اسہال غیر مناسب مواد کے ساتھ ان مواد کو بھی خارج کر دیتے ہیں جو طبیعت کے لیے مناسب ہوتے ہیں۔

(۲) استفراغ اعضاء اور طبیعت پر بوجھ ہوتا ہے کیوں کہ وہ اعضاء سے اخلاط و مواد کو مددہ و اسار کی طرف کھینچتا ہے اور طبیعت کو مغلوب کرتا ہے۔ اس لیے کہ طبیعت اخلاط کو ان کے محل کی طرف جذب کرتی ہے اور اسی مقام پر ان کو روک دیتی ہے اور دوا سہلہ اس کے خلاف عمل کرتی ہے اور جیت تک یہ دوا قوتِ طبیعیہ میں ضعف اور عجز پیدا نہیں کر لیتی اپنے فعل پر قادر نہیں ہوتی۔

اسہال مددہ کے مادہ کو کم کرتے ہیں اور قلب کے مزاج کو کمزور دیتے ہیں۔

مدرات و معرقات ضعفِ قلب میں جو خون کی رقت اور مایحیت کی وجہ سے ہونے لگتی ہیں اور زوحش و غم میں جو خون کی کمورت و سودا دیت کی وجہ سے ہونے لگتی ہوتے ہیں کیوں کہ یہ خون میں غلظت و کمورت اور سودا دیت اور مزاج میں بیہوشی کا اضافہ کر دیتے ہیں۔

ملطف دوائیں مثلاً دارِ جینی اور زعفران قلب کی دواؤں میں اس وقت شامل کی جاتی ہیں کہ جب قلب کا زوحش سودا طبعی سے یا قلب کا ضعف خون کی برودت و غلظت کی وجہ سے روح کی تولید زیادہ مقدار میں نہ ہو رہا ہے۔

مثلاً دواء۔ مثلاً جذر بیدستر، مفتوح دوا مثلاً اسطوخودوس اور جملی دوا مثلاً شہد قلب کہ دواؤں میں اس لیے شامل کی جاتی ہیں کہ وہ اپنی قوتِ تقطیع کی وجہ سے قلب کی ثقیل دواؤں مثلاً کہہ بار اور گل مفتوم کو نفوذ کرا دیں۔

مثلاً مقبض دوا مثلاً حارِ جان قلب کی دواؤں میں اس لیے شامل کی جاتی ہے کہ روح کے جھلک کو طاقت پہنچائے تاکہ روح معمولی حرکت کے وقت جلد تحلیل نہ ہو سکے اور بہ نسبت زوحش قلب کے ضعفِ قلب میں یہ دوائیں زیادہ مفید ہیں کیوں کہ ضعفِ قلب اکثر مددہ اور خون کی رقت کی وجہ سے اور زوحش بیشتر خون کی غلظت اور کمورت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

راوی دوا مثلاً اعصاب اسپنول ادویہ قلبیہ میں اس وقت شامل کی جاتی ہیں جب کہ ضعف

سورمزاج مار کے سبب سے ہوجیں کی وجہ سے قلب تکلیفوں کو قبول کرے۔
 معذرواً مثلاً افیون ادویہ قلبیہ میں اس لیے شامل کی جاتی ہے کہ قلب میں پہنچے ہمک
 ان دواؤں کی حفاظت کرے اور قلب میں بھی ان کی قوت کو محفوظ رکھے۔
 منقح دوا ادویہ قلبیہ میں نفس کی تسہیل اور قلب کی تردیح کے لیے شامل کی جاتی
 ہے اس لیے کہ منقح دوائیں قلب کو تردیح و تقویت بخشی ہیں۔

دوا رُمنفخ کے مضمرات

منفخ دوا مثلاً زنببیل، مویا، جریا، رتیرو تیزک، ضعف قلب اور توحش کے مریضوں
 کو حد سے زیادہ مضمر ہیں کیوں کہ یہ دوائیں ہنمات کو پیدا کرتی ہیں جو جوہر روح کو فاسد
 کر دیتے ہیں اور جو جوہر روح کے مشاكل ہیں اور نہ اس کی طرف مستحیل ہوتے ہیں اور ان
 ہنمات کی نسبت جوہر روح کی طرف ایسی ہی ہے جیسی فضلات کی نسبت اعضا کی طرف
 لہذا یہ ہنمات روح میں تاریکی و گلانی پیدا کر دیتے ہیں اور روح کو اس کے افعال کا انجام
 دینے میں کمزور کر دیتے ہیں اور ان دونوں اسباب سے ضعف قلب و توحش پیدا ہوتا ہے۔

دوا رُمحلل کے مضمرات

محلل دوا قلب کے ضعف و توحش کے لیے بہت زیادہ ردی ہوتی ہے لیکن جب کہ
 ضعف کا سبب روح کی برودت و غلظت ہو اور بدن میں خام اخلاط نافذ موجود ہوں تو
 اس حالت میں محلل دوا قلب کے لیے مضر ہوگی۔ یہ دوا ضعف قلب میں اس لیے مضر ہوتی ہے
 کہ اس کی وجہ سے قلیل یا قریب روح تحلیل ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ محلل کے لیے زیادہ موزوں
 وہ چیز ہے جس کا جوہر ہنمات اور ریاح کی جنس سے ہو اور یہ دوا توحش قلب کے لیے اس
 لیے مضر ہے کہ اگر اس توحش کا سبب روح کی قلت ہو تو تحلیل کی وجہ سے روح کی قلت اور
 بڑھ جائے گی اور اگر اس توحش کا سبب روح کی غلظت و کثافت ہو تو دوائے محلل روح
 کے لطیف حصہ کو تحلیل کر دے گی اور بقیہ روح میں کثافت بڑھ جائے گی۔ اس لیے جب
 دوا محلل کی ضرورت پیش آئے تو روح کو قوت دینے اور جمع کرنے والی اور اس کے افعال
 کی حفاظت کرنے والی ایسی دوا کو اس کے ساتھ شامل کرنا ضروری ہے جو قلب کے لیے بھی

مناسب ہو مثلاً پودنیہ اور طلیہ کابلی۔

وہ معوی دوائیں جن میں تریاقیت ہوتی ہے اور یہ قلبیہ میں شامل ہیں، کیوں کہ وہ بالتمام انسانی طبیعت کے مناسب ہوتی ہیں اور انسانی طبیعت کا مبداء قلبیہ ہی ہے اور چونکہ یہ دوائیں قلب کو تقویت پہنچاتی ہیں اس لیے قلب زہروں سے متاثر نہیں ہوتا مثلاً دودخ و نضاد اور مشک ممیہ دوائیں۔

نیز تمام مفرح قلب دوائیں اور یہ تریاقی ہوتی ہیں لیکن ہر تریاقی دوا مفرح نہیں ہوتی بیشتر تریاقی دوائیں ایسی ہوتی ہیں جن میں حرارت زیادہ ہوتی ہے مثلاً جندبیدستر یا ان میں بزدت زیادہ ہوتی ہے مثلاً کافور اور غرض۔ ان دواؤں کی تریاقیت ان کی کیفیت حرارت یا بزدت کی محتاج ہوتی ہے۔ کیوں کہ زہر بھی اپنے جوہر کے لحاظ سے روح کے جوہر کے مند ہونے کے ساتھ ہی اپنی کیفیات کے لحاظ سے بھی متغیر ہوتا ہے اس لیے اس دوائے تریاقی کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی تریاقی دوا میں بہت زیادہ حرارت کی ضرورت اس غرض سے بھی ہوتی ہے کہ روح کی حرکت قوی ہو۔

اور اس کا انبساط شدید ہو جائے تاکہ وہ مدد اپنی تریاقی خاصیت کے دور ہی سے زہر سے مل کر اس کے قلب تک پہنچنے سے پہلے ہی اس زہر میں اثر کر سکے۔ نیز وہ جوہر روح کو اس قدر گرم کر دے کہ وہ زہر کو جلا کر فنا کر دے۔ ساتھ ہی اس کی تریاقی خاصیت روح کو تحلیل اور فاسد ہونے سے محفوظ رکھے جو اس غایت درجہ کے فزاج مار کا لالہ ہے۔

غرضیکہ اس بیان کا حاصل یہ ہے کہ جن تریاقی دواؤں کی کیفیت زیادہ قوی ہوتی ہے وہ روح میں ایک ایسا مزاج پیدا کر دیتی ہیں جو فرحت کی استعداد انہیں بے کتنا اندر کہ فزاج اگرچہ ردی ہو مگر رسوم کی تفاوت اور ملافت کے لحاظ سے نافع ہوتا ہے۔

روح حیوانی جو قلب میں ہے اس کو خوشبو کے ساتھ اور روح طبعی جو کبد میں ہے اس کو حلاوت کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے کیوں کہ خوشبو کو کامل جوہر لطیف بخاری یا بخانی ہوتا ہے اور حلاوت کو کامل جوہر کثیف اور ارضی ہوتا ہے اس لیے خوشبو روح کو اور حلاوت (شیرین) بدن کو مقدار پہنچاتی ہے پس اسی بنا پر اور یہ قلبیہ میں جس قدر خوشبو کی رعایت کی جاتی ہے اسی قدر حلاوت (مٹھاس) کی نہیں کی جاتی اور جگر کی دواؤں میں جس قدر حلاوت

رٹھاس، کی رعایت کی جاتی ہے اس قدر خوشبو کی رعایت نہیں کی جاتی ہے کیوں کہ
تخلیب روحانی غذا کا سرشتہ ہے اور جگر جسمانی غذا کا سرشتہ ہے ۔

ادویہ کی تاثیر اعضا تنفس پر

پھیپھڑوں پر اثر کرنے والی دوائیں ۔

(۱) بعض دواؤں کے اثر سے پھیپھڑوں کا فعل جس اعصاب کی تحریک کی وجہ سے تیز
ہو جاتا ہے خواہ یہ سنگمائی جاتیں جیسے تبا کو یا کھلائی جاتیں جیسے کچلہ ۔

لخاوت و نشوق کے علامات نیز ہوتے ہیں جو ہوا کے ساتھ عروق خشک کے اندر داخل
ہو کر ان کی غشاء مخاطی پر اپنی حدت و لذت سے ہیجان پیدا کرتے ہیں ۔

(۲) بعض دواؤں کے اثر سے پھیپھڑے کا فعل عصبی جس کی کمی کی وجہ سے سست
ہو جاتا ہے مثلاً افیون اور شوکران ۔

ہوائی نالیوں پر اثر کرنے والی دوائیں

(۱) بعض دوائیں نالیوں میں بلغم کی پیدائش کو بڑھا دیتی ہیں مثلاً تباکو، لہسن، اصل السوگہ ۔

(۲) بعض دوائیں ہوائی نالیوں میں بلغم کی پیدائش کو کم کرتی ہیں، مثلاً یبروج، آمیون،

دھتورہ ۔

(۳) بعض دوائیں ہوائی نالیوں کے بلغم کی عفونت کو دفع کرتی ہیں۔ مثلاً کباب چینی،

جو ہر پودینہ، جو ہر اجوائن، لخاوت و نشوقات عطریہ ۔

(۴) بعض دوائیں ہوائی نالیوں کے تشنج کو دفع کرتی ہیں۔ مثلاً تباکو، شوکران، دھتورہ ۔

(۵) بعض دوائیں ہوائی نالیوں سے بلغم کو بہولت خارج کرتی ہیں یہ دوائیں مثلاً

کھلائی ہیں۔ مثلاً اڑوسہ، اصل السوس، آمیون، اسپند، حوتل، اشنق، ایرساو فریو ۔

(۶) بعض دوائیں بلغم کو غلیظ اور منجمد کر دیتی ہیں اور ہوائی نالیوں سے اس کے اخراج

میں دشواری پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً افیون، یبروج، کشتہ فولاد ۔

ادویہ کی تاثیر عروق پر

جو ادویہ عروق پر اثر کرتی ہیں دو قسم کی ہوتی ہیں

(۱) مقتضات عروق (۲) قابضات عروق

صفت حیات عروق - وہ ہیں جن کے استعمال سے رگیں کشادہ ہو جاتی ہیں ان میں خون کی آمد بڑھ جاتی ہے اور عروق خضریہ پھیل جاتے ہیں۔ یہ دوائیں دو قسم کی ہوتی ہیں -
(۱) خارجی طور پر استعمال کرنے والی ادویہ (۲) داخلی طور پر استعمال کرنے والی ادویہ پہلی قسم میں محجرات، لازفات کاویات (حامضات یا بدقیات) منادات و کمکیات حارہ نطو لا حارہ، کافور، سنکھیا، جمال گوڑ، غرول، قنظل وغیرہ، دوسری قسم میں چائے، قہوہ، شرب، بنیش، سیبوج، دھتورہ، تبا کو وغیرہ شامل ہیں۔

قابضات عروق - وہ ہیں جن کے استعمال سے رگیں سکڑ جاتی ہیں اور اگر جریان دم ہو تو وہ کم یا بند ہو جاتا ہے۔ یہ دوائیں مابسات دم بھی کہلاتی ہیں خواہ یہ دوائیں خارجی طور پر استعمال کرنے سے عمل کریں مثلاً پینٹکری رمازو، کتھ، پوست انار، دم الما، خون، توتیا وغیرہ۔ اور خواہ داخلی طور پر کھلانے سے عمل کریں مثلاً شیلیم، کچلہ وغیرہ کے استعمال سے عروق خضریہ کے دوران خون کو تیز کرنے والی دوائیں مختلف ناموں کے ساتھ موسوم کی گئی ہیں مثلاً:

- ۱۔ کاویات - داغ ڈالنے والی دوائیں مثلاً تیز پات -
- ۲۔ مفتکات - آبلہ ڈالنے والی دوائیں مثلاً سھلا نوا، ذراتک -
- ۳۔ صبثرات - شوریہ پی پیدا کرنے والی دوائیں مثلاً سنکھیا -
- ۴۔ محجرات - جلد کو سرخ کرنے والی دوائیں -
- ۵۔ اکالات - جلد اور گوشت گلا دینے والی دوائیں مثلاً توتیا -
- ۶۔ مقححات - زخم ڈالنے والی دوائیں جب دراؤں سے جلدی جراحت پیدا ہو جانے کے بعد ان میں پیپ پڑ جاتی ہے تو اس حالت میں ان کو مقررہ کھاجاتا ہے مثلاً سنکھیا، بلا در۔

۷۔ مہیلات (باجیات) درد اور درم کو کم کرنے کے لیے مہاد رساختوں کی عروق کو لازماًت سے پھیلا یا جاتا ہے تو اس عمل کو مالہ (مالہ مواد) کہا جاتا ہے مثلاً دروسر میں پیشانی پر کافور اور درم جگر میں جلد پر ضماد غرول لگایا جاتا ہے ایسی حالت میں ان ادویہ کو میلات کہا جاتا ہے۔

ادویہ کی تاثیر خون پر

(۱) بعض دوائیں خون میں بورقیت (دشوریت) کو بڑھاتی ہیں مثلاً انک طعام ،
نوشادر، کھاری چٹھوں کا پانی ۔

(۲) بعض دوائیں خون کی بورقیت کو کم کرتی ہیں مثلاً آپ لیموں، آپ زلال ،
نرمہندی، آپ انار ترش ۔

(۳) بعض دوائیں خون کو غلیظ کر دیتی ہیں یعنی خون کی مائیت کو کم کر دیتی ہیں
مثلاً مدرات، مزیقات اور مسہلات ۔

(۴) بعض دوائیں خون کو رقیق کرتی ہیں یعنی خون کی مائیت کو بڑھاتی ہیں مثلاً
رس دار پھلوں کا استعمال یا زیادہ پانی پینا ۔

(۵) بعض دوائیں خون کے مجدد اجزاء (کریات حمر) کو بڑھا دیتی ہیں جس سے
خون میں سُرخی بڑھ جاتی ہے ان ادویہ کو مغویات دم کہا جاتا ہے مثلاً کشتہ فولاد، شربت
فولاد، ستم الغار ۔

(۶) بعض دوائیں خون کے مجدد اجزاء کو کم کرتی ہیں جس سے خون کی رنگت پھیلے
پڑ جاتی ہے مثلاً زیادہ مقدار میں سنکھیا کا استعمال ۔

(۷) بعض دوائیں خون کی قوت انجماد کو بڑھا دیتی ہیں، مثلاً صدف سوختہ، سرنگا
محرق، سنگبراحت ۔

(۸) بعض دوائیں خون کے قوت انجماد کو کم کر دیتی ہیں مثلاً ترش شراب اور
ترش میوہ جات ۔

ادویہ کی تاثیرات اعصابِ نفسانیہ پر

دواؤں کی تاثیراتِ اعصابِ جسمیہ جو دوائیں اعصاب پر اثر کرتی ہیں وہ یا تو اعصاب
میں تحریک دیکھان پیدا کرتی ہیں اور انہیں سُست اور ضعیف کرتی ہیں۔ پھر اس تحریک
اعصابِ کمال کا ہے اعصابِ جس میں ہوتا ہے اور گنا ہے اعصابِ حرکت میں اسی طرح
گنا ہے یہ نفسِ اعصابِ امدان کے تنوں میں ہوتا ہے اور گنا ہے اعصابِ کی آفری

ساخوں میں۔ یہ دوائیں تین گروہوں میں تقسیم ہوتی ہیں۔
 (۲) لاذغات۔ وہ دوائیں جن سے اعصابِ حسیہ کی آخری شاخوں میں کیفیت
 لذت پیدا ہوتی ہے جس کی بقا پر مقامِ لذت کی رگیں بھی پھیل جاتی ہیں اور وہ جگہ سُرِخ
 ہو جاتی ہے۔ نیز اس مقام پر سوزش اور درد پیدا ہو جاتا ہے مثلاً ضامہ خردل، غشی، بیہوشی
 اور افیون کی تربیت میں طبیعت کو بیدار کرنے کے لیے لگایا ہے اس قسم کی ادویہ لذاعہ
 استعمال کی جاتی ہیں۔

(ب) مسکنات۔ وہ دوائیں جو اعصابِ حسیہ کی آخری شاخوں کے عمل کو
 کم کرتی ہیں، یا ان کا کچھ اثر عصبی مراکز تک بھی پہنچتا ہے اور مسکن درذات ہوتی ہیں۔
 مثلاً بیش، نفع، افیون، کافور وغیرہ۔

(ج) مَخَدَّات۔ وہ دوائیں جو بیرونی طور پر استعمال کرنے اور کسی مقام
 پر لگانے سے اس مقام کو شش اور بے حس کر دیتی ہیں محذرات کہلاتی ہیں۔

دواؤں کی تاثیرِ سَخاع پر

(۱) بعض دوائیں سَخاع کے عمل میں تحریک پہنچاتی ہیں مثلاً کچلہ، افیون وغیرہ۔ جب
 ان کا عمل بڑھتا ہے تو عضلاتِ بدن میں تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔ سَخاع کے استرخانی امراض
 میں اس قسم کی دوائیں کچھ زیادہ موثر ثابت نہیں ہوتی ہیں لیکن کچلہ کا کھانا فالج میں
 اکثر مفید ہوتا ہے۔

(۲) بعض دوائیں سَخاع کے عمل میں ضعف پیدا کر دیتی ہیں مثلاً افیون، بھنگ، کافور،
 سم الطار وغیرہ۔

افیون کا ابتدائی اثر تحریک ہے اور ثانوی انزاعات، اس لیے اس کا اثر دونوں
 سمتوں پر ہوتا ہے۔

دواؤں کی تاثیرِ دماغ پر

(۱) مفرجات۔ وہ دوائیں جو دماغی افال کو تیز کرنے کے ساتھ تفریحِ مسرت و
 سانبھا مہیا کرتی ہیں مثلاً شراب۔

(۲) مہلت یا تے۔ وہ دوائیں جو باعث تشویش و نہیان و مہلتی ثابت ہوتی ہیں۔
 دماغی افعال میں ایسی بے ترتیبی یا ترکیب پہنچاتی ہیں جس سے خیالات میں فتنہ پیدا
 ہو جاتا اور انسان بیہوش اور لایمی یا تیں کرنے لگتا ہے۔ (نہیان) مثلاً بھنگ۔
 جوادیہ مہندی ہوتی ہیں وہ اکثر مغز بھی ہوتی ہیں جیسا کہ بھنگ اور شراب کران
 سے تفریح و نہیان دونوں ناشریات ظاہر ہوتے ہیں۔
 (۳) مسکنات۔ وہ دوائیں جن کا داخلی طور پر استعمال، احساس درد کو
 کم کر دیتا ہے خواہ درد کسی بھی عضو میں کیوں نہ ہو۔ مثلاً آفیون۔
 (۴) مخدرات۔ وہ دوائیں جو دماغی احساس کو باطل کر دیتی ہیں اور بے ہوش
 کر دیتی ہیں۔

(۵) مشنجات۔ وہ دوائیں جو دماغی قوائے محرکہ میں تحریک اس قدر بڑھاتی ہیں
 کہ بدن میں تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔
 (۶) دافع تشنج۔ وہ دوا جو دماغی قوائے محرکہ کو ضعیف کر دیتی ہے ایسی۔
 دوا کو دافع تشنج کے لیے اعتدال الرحم اور مرگی وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً ہیگن
 دوارا انفار (مچھڑا چاند) وغیرہ۔
 ادویہ کی تاثیر مرکز تنفس پر

مرکز تنفس پر اثر کرنے والی دوائیں دو قسم کی ہوتی ہیں:
 (۱) وہ دوائیں جو تحریک پہنچا کر حرکات تنفس کو بڑھا دیتی ہیں جس سے اخراج بلغم میں
 بھی آسانی پیدا ہوتی ہے مثلاً اجرائن فراسانی، دھتورہ اور کپلہ۔
 (۲) وہ دوائیں جو تحریک مست کرتی ہیں جس سے حرکات تنفس ضعیف اور مست
 ہو جاتے ہیں مثلاً آفیون و بیش وغیرہ۔ اس قسم کی دوائیں اعضائے تنفس کی بڑھی ہوئی
 کیفیت لذت میں مانع ہوتی ہیں اور اعضائے تنفس کو کمزور بخشتی ہیں۔

ادویہ کی تاثیر اعضائے حواس پر

ادویہ کی تاثیر عین و متعلقات عین پر۔

۱۔ بعض دواؤں کے استعمال سے بیانی بڑھ جاتی ہے مثلاً سرہ کا خارجی اور کچلہ کا داخل استعمال۔

۲۔ بعض دواؤں کے استعمال سے انسان کو ایسے عجیب مناظر نظر آتے ہیں جن کا اندازہ میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔

۳۔ بعض ادویہ کے استعمال سے اشیاء کے رنگ مختلف نظر آتے ہیں مثلاً درز کی کے جوہر کے استعمال سے اولاً تمام اشیاء بخشتی رنگ کی نظر آتی ہیں اس کے بعد پھر زرد رنگ کی۔

طبقہ ملنحمہ پر اثر کرنے والی دوائیں:

۱۔ بعض دوائیں طبقہ طعمہ پر تا بعض اثر پیدا کرتی ہیں اور اس کی رگوں کو سیٹھرتی ہیں مثلاً پچھلری، اثر پھلا، رست۔

۲۔ بعض دوائیں طبقہ طعمہ پر مسکن الم اثر کرتی ہیں بعض درد میں سکون بخشتی ہیں اور مخدر ہیں، مثلاً افیون۔

۳۔ بعض دوائیں آنکھ کے عفونی مواد کو دفع کرتی ہیں مثلاً سرہ اور کا فور۔

۴۔ بعض دوائیں طبقہ طعمہ میں خارش پیدا کرتی ہیں مثلاً نیلا توٹا اور گھونگی۔

عکس کا دھبہ پر اثر کرنے والی دوائیں:

۵۔ بعض دوائیں اُن غد میں تحریک پہنچاتی ہیں جن سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔

۲۔ بعض دوائیں اُن غد کے فعل کو سست کر دیتی ہیں جن سے آنسو کم یا بند ہو جاتا ہے مثلاً ایبروج۔

دواؤں کی تاثیر عجبیہ پر:

۱۔ بعض دواؤں کے استعمال سے آنکھ کی تیلی سکڑ جاتی ہے مثلاً افیون اور عکس۔

۲۔ بعض دواؤں کے استعمال سے آنکھ کی تیلی پھیل جاتی ہے مثلاً جوہر ایبروج۔

مذکورہ دواؤں سے آنکھ کا عضلہ ہر بہ تاثیر ہوتا ہے۔

ادویہ کی تاثیر اذن پر

قوت سامعہ پر اثر کرنے والی دوائیں۔

بعض دواؤں کے استعمال سے قوتِ سامعہ میں کسی قدر قوت و تیزی پیدا ہو جاتی ہے
 مثلاً اذاتی جو اعصابِ سامعہ میں تحریک و ہيجان پیدا کرتا ہے اور بعض دواؤں کے استعمال
 سے کان بجھنے لگتے ہیں۔

کان کی غشاء مخاطی پر اثر کرنے والی دوا ٹیپیں۔

چار قسم کے اغراض سے شلّق ہوتی ہیں۔

۱۔ تسکین درد کے لیے انیون اور سا فور روغنِ بلّام میں حل کر کے کان میں ٹپکایا جائے۔

۲۔ قبض کے لیے سیلان الاذن رکان کے بہنے کی صورت میں قاعدہ دوائیں پیکاری
 اور نفوخ کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں جن کے ساتھ عموماً مافات عفونت بھی شامل کر دیتے
 ہیں کیوں کہ سیلان الاذن عفونت سے خالی نہیں ہوتا ہے مثلاً مازو، پچکری، بورہ ارخی،
 آب برگ نیب یا روغن میں حل کر کے۔

۳۔ دفع عفونت کے لیے کافور آب برگ نیب میں ملا کر کان میں ٹپکایا جائے۔

۴۔ تلمّین و ترتیب کے لیے روغنِ بلّام یا روغنِ گل کان میں ٹپکایا جائے۔

ادویہ کی تاثیرات پر

۱۔ اعصابِ شامہ پر اثر کرنے والی ادویہ۔ یہ دو قسم کی ہوتی ہیں۔

۱۔ وہ دوائیں جو اعصابِ شامہ کو تحریک پہنچا کر ان کے عمل کو قوی کرتی ہیں مثلاً چونہ
 و نو شامہ کا مرکب۔

۲۔ وہ دوائیں جو اعصابِ شامہ کے عمل کو ضعیف اور سست کرتی ہیں مثلاً ہینگ
 اور رشک۔ یہ دوائیں اولاً اعصابِ شامہ کو ہلکی سی تحریک پہنچاتی ہیں اور ان کے افعال تیز
 ہو جاتے ہیں، بعد ازاں ان کے افعال میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے اور سست ہو جاتے ہیں۔
 غشاء مخاطی پر اثر کرنے والی دوا ٹیپیں۔

۱۔ وہ دوائیں جن کے سونگھنے سے چھینکیں آتی ہیں اور لمحہ بکھتا ہے ان کو مصلّات کہا
 جاتا ہے مثلاً کچھ کھنی، مرّح سیاہ و مرّح، زنجبیل اور کھلی۔

۲۔ وہ دوائیں جو ناک کی غشاء مخاطی پر سکن اثر کرتی ہیں اور ناک کی غشاء مخاطی کی لذت
 و خواش کو روک کر کرتی ہیں مثلاً بیش (بچھناک)۔

۲۔ وہ دوائیں جو ناک کی خنثار غاملی پر تا بعض اثر کرتی ہیں اور ناک کی خنثار غاملی کی رطوبت اور خون کے سیلان و تکسیر کو روکتی ہیں۔ مثلاً پھٹکری، دم الاغین، گیر، سنگبراحت وغیرہ۔

ادویہ کی تاثیر لسان پر

۱۔ بعض دوائیں زبان کے اعصاب (عصب لسان مطلق، عصب لسان اور عصب دہی) کی حسّی شاخوں پر اثر کرتی ہیں ان میں بعض خوشبودار ہیں مثلاً انیسون اور الائچی بعض تلخ ہیں مثلاً ایلا، کچیلہ اور نیم کی چھال اور بعض تھاب دار ہیں مثلاً منغ عربی، بعض حار و تیز دھڑکی ہیں مثلاً مرچ سیاہ خول اور کباب چینی، بعض شیریں ہیں مثلاً شہد اور انگور اور مٹھی وغیرہ اور بعض ترش ہیں مثلاً لیوں، سرکہ، االی، آورنار وغیرہ۔

ادویہ کی تاثیر جلد پر

۱۔ محرقات۔ وہ دوائیں جو جلد سے پسینہ کا اخراج بڑھاتی ہیں ان میں سے بعض دوائیں پسینہ کی گلیٹیوں پر اثر کر کے پسینہ کی پیدائش کو بڑھاتی ہیں مثلاً کافور، اور بعض دوائیں پسینہ کی پیدائش کو بڑھاتی ہیں مثلاً کافور اور بعض دوائیں پسینہ کی گلیٹیوں کے اعصاب کو براہ راست یا انکاسی طور پر تحریک دے کر پسینہ لاتا ہیں مثلاً انیون اور بعض دوائیں جلد کے مسامات کو کشادہ کر کے پسینہ خارج کرتی ہیں مثلاً گرم پانی اور گرم ہوا۔

۲۔ مانعات عرق۔ وہ دوائیں جو پسینہ کے اخراج کو کم کرتی ہیں ان میں سے بعض دوائیں پسینہ پیدا کرنے والی گلیٹیوں پر اثر کر کے اس کی پیدائش کو کم کرتی ہیں یا بند کردیتی ہیں مثلاً کشتہ فولاد۔ بعض دوائیں ان گلیٹیوں کے اعصاب پر اثر کر کے پسینہ کی پیدائش کو کم کردیتی ہیں مثلاً اجائن خراسانی، دستورہ وغیرہ۔ اور بعض دوائیں جلد کے مسامات کو بند کر کے پسینہ کے اخراج کو کم کرتی ہیں یا بند کردیتی ہیں مثلاً ٹھنڈا پانی اور ٹھنڈی ہوا۔

مغیر عرق۔ وہ دوائیں جو پسینہ کی کیفیت کو تبدیل کردیتی ہیں مثلاً انیون۔

مرخیلات۔ وہ دوائیں جو جلد پر لگانے سے اس مقام کی جلد کو ملائم، عرق کو کشادہ اور اس کی ساخت کو ڈھیل کر دیتی ہیں۔ مثلاً روغنیات، گرم خضامات اور گرم پانی وغیرہ۔
 مسکسات۔ وہ دوائیں جو جلد کی خواش کو روک دیتی ہیں مثلاً اسپتول وغیرہ۔
 مہشکرات اور منقطعات۔ وہ دوائیں جو جلد پر مختلف قسم کی پھینسیاں اور داغ دجے پیدا کرتی ہیں۔ سنکیمیا، سیروج، تیز پات وغیرہ۔

بعض دوائیں جلد کو کھانسی ہیں اور زخم ٹال دیتی ہیں ان کو اکالات و مقترحات کہا جاتا ہے۔
 بالوں پر اثر کرنے والی دوائیں۔

بعض دوائیں بالوں کو بڑھاتی ہیں مثلاً زفت رومی اور روغنیات اور بعض دوائیں وہ ہیں جو بالوں کو اڑا دیتی ہیں ان کو حائلقات کہا جاتا ہے۔ مثلاً ٹرٹال اور چونہ کو باہم ملا کر جب بالوں پر لگایا جاتا ہے تو بالوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں اور پھر اونٹنی رگڑے کر جاتی ہیں۔

ادویہ کی تاثیر بدنی تغیرات و احتمالات پر

آب و غذا اور ہوا کی صورت میں جو مواد ہمارے بدن میں پہنچتے رہتے ہیں اور اعضاء و اغلاط کے اندر جو مواد موجود ہوتے ہیں ان میں رات دن، صحت اور بیماری کی حالت میں تغیرات ہوتے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں مختلف اقسام کے مصالح اور فاسد مواد پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ انہیں تغیرات و احتمالات اور کون و فساد (منا اور بگڑنا) کہا جاتا ہے اور ان ہی احتمالات کو طبائے قدیم نے ہضم و تصحیح کے ناموں سے موسوم کیا ہے۔ ان ہی تغیرات کے نتیجے میں تغیر بدنی، تولید حرارت اور تولید فضلات کے احوال انجام پاتے ہیں ہم جو غذائیں استعمال کرتے ہیں نہ معلوم کتنے تغیرات و احتمالات کے مراحل طے کرنے کے بعد جزو بدن ہو کر بدن یا تھیل کی منزل تک پہنچتے ہیں۔

شیخ الرئیس کا قول ہے کہ بدن کے ہر ایک حصہ اور ہر ایک عضو میں طبعا ایک قوت پائی جاتی ہے جس سے اُس عضو کے تغیر کا کام پورا ہوتا ہے اور یہ بھی اقبلہ کا مسئلہ مسئلہ ہے کہ قوت غازیہ کے عمل کے لیے چار قوتوں (جاذبہ، ماسک، باغض و ماضیہ) کی ضرورت ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بدن کے ہر ایک حصہ میں کم و بیش تغیر و استعمالات ضرور ہوا کرتے ہیں۔
 اطلاق سے قدیم کا یہ بھی مسلکہ ہے کہ اصل غازی خون ہے جو مختلف اجزاء کا ایک تیز گزیر
 مجبوم ہے۔ ہر عضو اپنے مناسب اجزاء خون کے وسیع و سرخوان سے جذب کر لیا کرتا ہے (یہ کام
 قوت مازہ کا ہے) پھر یہ اجزاء کم و بیش وقت تک عضو میں ٹھہر رہتے ہیں (یہ کام
 قوت ماسکہ کا ہے) اور اس دوران میں قوت ہاضمہ کے ان اجزاء میں تیز رفتاری و استعمالات
 پیدا ہوتے ہیں کہ جن کے نتیجے میں اس عضو کا تغذیہ ہوتا ہے اور انواع و اقسام کے مواد پیدا
 ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں اس عضو کا تغذیہ ہوتا ہے اور انواع و اقسام کے فضلات پیدا
 ہوتے ہیں جن کو قوت دافعا اعضاء کی ساختوں سے نکال کر خون میں شامل کر دیتی ہے تاکہ یہ
 فضلات ان اعضاء تک پہنچ جائیں جنہیں قدرت نے ان فضلات کے خارج کرنے اور دفع
 کرنے کے لیے خلق فرمایا ہے۔ مثلاً روع کے فضلات خون میں شامل ہو کر پھیپھڑوں تک پہنچتے
 ہیں جہاں سے وہ اخراج تنفس کے وقت باہر فضا میں خارج ہو جاتے ہیں اور تمام بدن کے
 مواد بولیہ خون میں شامل ہو کر گردوں تک پہنچتے ہیں اور وہاں سے بصورت بول خارج ہوتے
 ہیں نیز اکثر فضلات جو خون میں شامل ہوتے ہیں جلد اور غشاء مخاطی کے ذریعے پسینہ اور
 بلغم کی صورت میں خارج ہوتے ہیں اور غذا کے غلیظ فضلات اعمار سے گزرتے ہوئے مسکرتھیم
 سے بصورت فضلہ خارج ہوا کرتے ہیں۔

الغرض تمام رطوبات بدن اور خون میں ”لین دین“ اور تغیرات کا ایک لائن
 سلسلہ جاری رہتا ہے۔

استعمالات کی کمی و بیشی کے اسباب

صحت کے معنی یہ ہیں کہ استعمالات، افراط و تفریط کے مابین درجہ اعتدال پر ہوں۔
 اگر یہ تغیرات کسی سبب سے مست ہو جاتے ہیں تو انہیں تیز کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور
 زیادہ تیز ہو جاتے ہیں تو انہیں مست کرنے کی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔

دوسرے اسباب بدن استعمالات پر موقوف ہو سکتے ہیں جو صحت کی حفاظت کرنے یا مرض
 پیدا کرنے میں دخل رکھتے ہیں۔ مثلاً اسباب ستہ فردیہ کہ ان کی پابندی سے صحت حاصل
 ہوتی ہے اور ان میں بے اعتدالی اختیار کرنے سے مرض پیدا ہو جاتا ہے یا اسباب غیر فردیہ

کہ جن سے خون، روح، بدنی حرارت اور بدنی مواد متاثر ہوا کرتے ہیں اس میں وہ تمام اسباب بھی شامل ہیں جن سے اعضا، انقبض و منقبض کرنے والے اعضاء کا خال خراب ہو جائیں یا وہ اسباب متاثر ہو جائیں جو تغذیہ بدن میں دخل رکھتے ہیں اور اس ضمن میں ادویہ بھی شامل ہیں کہ جن کا بیان اس باب میں مقصود ہے۔

جلد ادویہ کو بلحاظ تاثیرات تین کروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱)، استحالات کو تیز کرنے والی دوائیں۔

(۲)، استحالات کو سست کرنے والی دوائیں۔

(۳)، استحالات کو مان کے مال پر قائم رکھنے والی دوائیں۔

محركات استعمال یعنی استحالات کو تیز کرنے والی دوائیں

اس قسم کی دواؤں کو ادویہ حارہ یا سفوف بھی کہتے ہیں کیوں کہ ان کے استعمال سے سارے بدن میں یا بدن کے کسی خاص حصہ میں حرارت بڑھ جایا کرتی ہے۔ اس لحاظ سے ادویہ مسخفہ و تقویہ ہیں:

(۱)، مقامی محرکات استعمال: یہ وہ دوائیں ہیں کہ جن سے مقامی طور پر جذب غذا، ہضم و استحالہ اور دفع فضلات کے اعمال تیز ہو جاتے ہیں کیوں کہ ان دواؤں سے مقامی طور پر گرگیں کشادہ ہو جاتی ہیں اور دوران خون کی رفتار بڑھ جاتی ہے اور مقامی قوت و حرارت بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی ادویہ کو اطباء ادویہ حارہ اور ادویہ مسخفہ و گرمی پیدا کرنے والی دوائیں بھی کہتے ہیں۔

(۲)، عمومی محرکات استعمال: (مُسْتَحْنَاتِ عامہ) یہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱)، وہ دوائیں ہیں جو بدن کے تغیرات و استحالات کو تیز کر کے موجب مفرغ و فساد ہوتی ہیں۔

(۲)، وہ دوائیں جو بدن کے اندر اعتدال کے ساتھ اس طور پر تغیرات و استحالات کو تیز اور ترقی کرتی ہیں کہ اس سے اعضاء کی قوت بڑھ جاتی ہے، غذا بھی طرح ہضم ہوتی ہے، سبک و خوب لگتی ہے، خون کی حالت بہتر ہوتی ہے، بدن کا وزن اگر کم ہو تو بڑھ جاتا ہے ایسی مناسب حیات ادویہ کو مقویات عامہ کہا جاتا ہے۔

بہر جن مقویات غذا رک خواہش بڑھ جاتی ہے اور ہضم خوب ہوتا ہے انھیں مقویاتِ مدہ کہا جاتا ہے۔ جن دواؤں سے خون کی حالت بہتر ہوتی ہے اور سرخی بڑھ جاتی ہے انھیں مقویاتِ دم کہا جاتا ہے اور جن سے صبیضیت دفع ہوتا ہے انھیں مقویاتِ اعصاب کہا جاتا ہے۔ اسی طرح مقویاتِ طلب سے طلبی افعال، مقویاتِ جگر سے جگر کے افعال اور مقویاتِ دماغ سے دماغی افعال درست اور منظم ہو جاتے ہیں اور اسی پر دیگر مقویات کو بھی تکیہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً مقویاتِ گردہ، مقویاتِ رحم وغیرہ۔

مقویات کی نوعیت عمل: بعض اطباء کا نظریہ ہے کہ مقویات جب استعمال کیے جاتے ہیں اور ان کے اجزاء تغیر و استحالہ کے دوران اعضا کی ساختوں اور رطوبتوں کے ساتھ مخلوط ہو جاتے ہیں تو ان کی تاثیر سے روح حیوانی کچھ ایسی موثر چیزیں پیدا کرتی ہے جو اس عضو کے مخصوص افعال کی اصلاح کر دیتی ہیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ادویہ مقویہ کا اثر، انجذاب کے بعد ان مواد پر پڑے، جو اعضا کے اندر جا گزیں ہوں اور جن کی وجہ سے ان کے افعال سست ہو گئے ہوں یہ دوائی اجزاء ان مرضی مواد کو توڑ پھوڑ دیں یا انہی صورت میں تبدیل کر دیں کہ ان کا بدن سے اخراج آسان ہو جائے اور عضو مآوت ان سے نجات پانے کے بعد قوی ہو جائے۔

مضعفاتِ استحالات یعنی استحالاتِ مست کرنے والی دوائیں

اس قسم کی دواؤں کو طبار ادویہ بارہ اور برسات کہتے ہیں کیوں کہ ان ادویہ کا استعمال سے مقامی یا عمومی طور پر حرارت کی تولید گھٹ جاتی ہے۔ ان کی بھی دو قسمیں ہیں۔

۱، مقامی مضعفاتِ استحالہ۔ وہ دوائیں جن سے مقامی طور پر غذا رک انجذاب و ہضم اور دفع فضلات سست ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ ان دواؤں سے رگیں تنگ ہو جاتی ہیں۔ خون کی آمد و رفت کم ہو جاتی ہے اور اعضا کی ساختوں میں اجزاء غذائیہ کم پہنچتے ہیں جس طرح محرکاتِ استحالہ میں سے جو دوائیں مقامی طور پر عروق کو کشادہ کرتی ہیں وہ ساری محرکاتِ استحالہ ہیں۔ اسی طرح جو دوائیں مقامی طور پر عروق کو کم کرتی ہیں وہ مضعفاتِ استحالہ ہیں ایسی چیزوں کی مثالیں پہلے گزر چکی ہیں جن کو قابضاتِ عروق اور عباساتِ خون کہا جاتا ہے مثلاً کسی طور پر سردی یا برف کا اثر۔

(۲) عمومی مضعفات استحالہ۔ وہ دوائیں ہیں جو خون میں جذب ہونے کے بعد اجزاء خون اور اخلاط بدن میں کچھ اس قسم کے تغیرات پیدا کرتی ہیں کہ دیرِ حیرانی کامل سست ہو جاتا ہے جو بدنی استحالات کے لیے عظیم ترین ذریعہ ہے جو دوائیں حرارت بدن کو کم کرنے کے لیے بیمار کی حالت میں اندرونی طور پر کھلائی جاتی ہیں وہ سب مضعفات استحالہ ہیں۔ خواہ یہ اجزاء خون میں تغیر پیدا کر کے عمل کریں یا اعصاب و مراکز اعصاب پر اثر کر کے۔

ادویہ جو خصوصی استحالات کا سبب ہوتی ہیں

بعض ادویہ اخلاط اور اعضاء کی ساختوں میں کچھ ایسے تغیرات پیدا کرتی ہیں جن کی اصل حقیقت سربستہ راز ہے۔

(۱) مصغیباتِ خون: وہ دوائیں جو خون کے فضلات کو براہِ بول و براز یا پسینہ کی صورت میں خارج کیا کرتی ہیں۔ ان کے ذریعہ کبھی خون کا تصفیہ و تنقیہ ہو جاتا ہے اور اس لحاظ سے وہ کبھی مصفی خون ہیں۔ لیکن بعض اوقات خون میں ایسا فساد پیدا ہو جاتا ہے کہ ان ذرائع سے زائل نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں وہ ادویہ استحصال کرائی جاتی ہیں جو اندرونی طور پر خون میں ایسے تغیرات پیدا کرتی ہیں کہ خون کے فاسد اجزاء نامعلوم طور پر خارج ہو جاتے ہیں اور ان کا اثر زائل ہو جاتا ہے، مثلاً سیلاب اور سنکھیا کے مرکبات۔ فہرست ادویہ میں مصغیات کی فہرست درج ہے جس میں ہر قسم کی مصغیات درج ہیں ان میں سے:

- (۱) بعض مصغیات اسہار کے فعل کو تیز کر کے خون کا تنقیہ کرتی ہیں۔
- (۲) بعض گڑروں کے فعل کو تیز کر کے تصفیہ خون کا ذریعہ بنتی ہیں۔
- (۳) بعض جلد کے فعل کو تیز کر کے پسینہ کی صورت میں فاسد اجزاء کو خارج کرتی ہیں۔
- رہم، بعض نامعلوم طور پر خون کے فاسد مواد پر اثر کر کے، یا استحالہ کو تیز کر کے انھیں قابلِ اخراج بنا دیتی ہیں۔

منصحات: وہ دوائیں جو اخلاط اور اعضاء کی ساختوں میں کچھ اس قسم کے تغیرات پیدا کرتی ہیں جن سے مرضی مواد باسانی خارج ہونے کے لیے اور اعضاء کی قوتِ با

خارج کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتی ہے۔

مواد مرض کے اخراج میں اگر ان کے قوام میں اتنی رقت پیدا ہو جائے کہ تا وقتیکہ وہ غلیظ نہ ہوں ان کا بدن سے نکلنا آسان نہیں تو ایسی منہج دوائیں استعمال کی جاتی ہیں جو ان کے رقیق قوام کو غلیظ بناتی ہیں اسی طرح بعض اوقات مواد مرض میں بہت زیادہ لمیس پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ اعصار کے ساتھ چسپاں ہو جاتے ہیں اور جب تک کہ ان کی لزوجت کم نہ ہو جائے ان کا نکلنا سہل نہیں ہوتا پس ایسی دوائیں استعمال کرائی جائیں جو مواد کے لمیس کو کم یا ختم کرتی ہیں۔

الغرض منضبات سے بدنی رطوبت میں جو تغیرات پیدا ہوتے ہیں ان کے نتیجے میں گاہے وہ رقیق ہو جاتی ہیں گاہے غلیظ ہو جاتی ہیں اور گاہے ان کی لزوجت کم یا باطل ہو جاتی ہے یہ مشاہدہ ہے کہ بیشتر امراض کے مواد کم و بیش مدت کے بعد خارج ہوتے ہیں جس طرح واضح ہوتا ہے کہ طبیعت مدبرہ بدن اس مدت میں مواد کو پکانے کی کوشش کرتی رہتی ہے کہ وہ بسہولت خارج ہونے کے قابل ہو جائیں اور قوت دفع کو مدد ملے مواد کرنے کے لیے تیار کرتی رہتی ہے۔ پس منضبات وہی دوائیں ہیں کہ جو اس فعل میں طبیعت مدبرہ بدن کی مدد کرتی ہیں اور اسی بنا پر اطباء کا یہ بنیادی اصول ہے کہ تنقیہ واستفراغ سے قبل چند روز تک منضج دوائیں مریض کو استعمال کرائی جاتی ہیں۔

منضبات کی فہرست، فہرست ادویہ میں درج ہے۔

مانعاً عن عفونت: عفونت (سڑنا یا گلنا) اور تخمیر (تخمیر پیدا ہونا) دونوں ایک قسم کے استحالات ہیں اور دونوں کی نوعیت عمل ایک دوسرے سے بہت قریب ہے اس لیے اطباء نے عموماً محض تعفن کا ذکر کیا ہے۔

جس طرح بیرونی مواد و رطوبات میں تعفن و تخمیر پیدا ہوتا ہے اسی طرح بدنی رطوبات و اخلاط میں بھی تغیرات واقع ہو کر رہتی ہیں۔ یہ تعفن گاہے محدود اور مقامی ہوتا ہے مثلاً قرعہ کی صورت اور گاہے سارے بدن میں عام ہوتا ہے۔ مثلاً خون کا متعفن ہو جانا کہ جس سے حملی مطبقہ پیدا ہو جاتا ہے۔

مانع عفونت ادویہ: وہ ہیں جو عمل تعفن کو روک دیتی ہیں اور تعفن پیدا کرنے والے مادہ کو تباہ کر دیتی ہیں۔ مثلاً نیم، توتیا۔

بعض دوائیں ایسی بھی ہیں جو اس بدبو کو دور کرتی ہیں جو عفونت سے پیدا ہوتی ہیں ایسی دواؤں کو طبع تنقن کہا جاتا ہے۔ (نقن، بدبو، مثلاً سرسوں کا تیل بساند اور بدبو کو دور کرتا ہے۔

متنقن قرحہ: اطباء قدیم کا اصول علاج، ایسے قرحہ میں جو متنقن ہوں یہ ہے کہ کافور جیسی ادویہ طبع عفونت کے ساتھ ایسی دوائیں بھی شامل کر دیئے ہیں جن سے متنقن قرحہ کی رطوبت میں کمی آئے رطوبت کو کم کرنے والی ادویہ جو صفات کہلاتی ہیں اور اس عمل کو تجفیف کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عمل تنقن و تجفیف کے لئے مناسب حرارت اور رطوبت کی ضرورت ہے۔ رطوبت کی کمی اور زیادہی دونوں عمل تجفیف میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں اس لیے کہ خشک چیزیں نہیں سٹرا کرتی ہیں۔ اس اصول پر قرحہ کی رطوبت کو خشک کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے اس کے تنقن میں کمی آجاتی ہے۔

ادویہ کی تاثیر حیوانات صغیرہ (طفیلی کیڑوں) پر

دیدان امار کا بیان گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے جو میں اور لیکھیں گندھک اور پارہ سے تیار شدہ مراہم کے استعمال سے ہلاک ہو جاتی ہیں۔ بقول ملا نقیس پارہ میں قتل دیدان کے لیے خصوصیت پائی جاتی ہے۔ جب کہ کیڑے بھی گندھک کے مراہم اور روغن مندول، روغن بلسان اور میوہ سائلہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بعض کیڑے مصفیات خون سے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں

ادویہ کی تاثیر مواد مرض پر:

امراض کے مخصوص مواد بلحاظ نوعیت ایک دوسرے سے جدا گانہ ہوتے ہیں یعنی ان کے اجزاء ترکیبیہ، کیفیت، استخراج اور خواص ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اس لیے ان کی مخصوص نشانی دوائیں بھی سم و تریاق کے اصول پر الگ الگ ہوتی ہیں۔

مثلاً گندھک اگر مادہ جب کو تباہ کرتی ہے تو یہ ضروری نہیں کہ مادہ آتشک کو بھی برباد کرے اگر حیات اجامیہ (پتہائے سمی) میں اگر گلو نشانی ہے تو یہ ضروری نہیں کہ اس

موتی چہرہ بھی دغ ہو جائے اور سوزنجان اگر وجہ المفاسل کے مادہ کے لیے نشانی ہے تو یہ ضروری نہیں کہ فدام میں کبھی مفید ہے ۔

چوں کہ اکثر امراض کے مواد بلحاظ نوعیت و ترکیب بہت حد تک اندھیرے میں ہیں اس لیے ان ادویہ کی نوعیت تاثیر بھی مبہم اور تاریکی میں ہے جو مواد مرض پر اثر انداز ہوتی ہیں بالفاظ دیگر مواد امراض اگر بدن کے لیے سم کا حکم رکھتے ہیں تو یہ ادویہ بھی ان مواد کے مقابلے میں تریاق کا درجہ رکھتی ہیں جس طرح سم اور تریاق کی نوعیت عمل، عقل و قیاس کی حدود سے باہر ہے۔ اسی طرح ان ادویہ کے بارے میں بھی محض اسی قدر کھل جاسکتا ہے کہ یہ فلام مادہ کو اپنی خصوصیت تاثیر سے تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔

اگر امراض علاج کے لیے جس کی ماسیت معلوم نہیں ہو سکی ہے اور نہ کوئی دوا اس کے علاج کے لیے معلوم ہوئی ہے۔ محض تخفیف عوارض اور امداد طبیعت کے لیے ادویہ استعمال کرائے جاتے ہیں مثلاً ذی کی کوئی نشانی دوا تحقیق نہیں ہو سکی۔ ایسی صورت میں بدنی قوت اور تغذیہ کے لیے ہی مفید ادویہ استعمال کرائی جاتی ہیں یا مثلاً سرطان کے لیے کوئی نشانی دوا تحقیق نہیں ہوئی ہے پس تسکین درد ہی کے لیے ادویہ استعمال کرائی جاتی ہیں۔ اسی طرح ادرام اختار کے لیے آب برگ کاسنی سبز، مرؤق اور آب برگ گلو سبز، مرؤق عجیب النفع ہیں ان دونوں پائینوں کے مجموعہ کو مرؤقین کہا جاتا ہے۔ یا یرقان کے لیے آب برگ ترب سبز، مرؤق استعمال کرایا جاتا ہے اور وجہ المفاسل کے لیے سوزنجان و کملہ ۔

فرمن و دم بجر اور فرمن حیات اجامیہ کے لیے فستین رومی ایک خاص چمچ ہے۔ اور حیات اجامیہ کے لیے حیت کرنجہ اور برکین (دکنین)، جو درخت برک کی چھال کا جوہر ہے استعمال کرائی جاتی ہے اور بنمارک باری کو روک دیتی ہے۔

علاج امراض کے لیے نشانی دوا کے علاوہ دیگر مزروری اعراض کے لیے بھی مواد ادویہ استعمال کرائی جاتی ہیں۔ مثلاً حیات اجامیہ اور اکثر بنماروں میں آنتوں کو صاف کرنے کے لیے ملین امار اور بنمار کو کم کرنے کے لیے مرعات، مدرات اور مروتا وغیرہ استعمال کرائے جاتے ہیں۔

ادویہ کا اثر حرارت غریزیہ پر

اطبائے قدیم جن میں جالینوس مذکر یا رازی بھی شامل ہیں اُن کا خیال ہے کہ بدنی حرارت وہ حرارت ہے جو بدن انسان کے عنصری استعمار سے پیدا ہوتی ہے۔ علامہ گیلائی نے شرح قانون میں لکھا ہے۔ اطبائے کما یہ مسلک ہے کہ بدن انسان کے اندر عناصر کے امتزاج سے جو حرارت پیدا ہوتی ہے جب تک یہ اعتدال پر رہتی ہے حرارت غریزیہ کہلاتی ہے اور جب حد اعتدال سے تجاوز کرتی ہے اور افراط کی صورت اختیار کرتی ہے تو اسے حرارت غریبہ کہا جاتا ہے۔

یہ بدنی حرارت، روح اور اجزائے غذائیہ کی امداد سے ایک خاص نظام کے ساتھ پیدا ہوتی ہے لیکن جب اس کی پیدائش (اور صرف میں اعتدال) باقی نہیں رہتا تو پھر یہ گھٹ جاتی یا بڑھ جاتی ہے۔

دوارِ مسخن اور دوارِ مُبرّد

دوارِ مسخن: وہ دوار ہے جو بدنی حرارت کو مقامی یا عمومی طور پر درجہ اعتدال سے بڑھا دیتی ہے اس دوار کے عمل کو مسخن کہا جاتا ہے۔ اس قسم کی دوا اعضاء میں تحریک و ہیجان پیدا کر کے اس مقام کی رگوں کو گشادہ کر دیتی ہے جس سے وہاں خون کی آمد بڑھ جاتی ہے۔ علاوہ ان میں تغیر و استعمار کی رفتار تیز ہو جاتی ہے جس سے حرارت کی پیدائش میں اضافہ ضروری ہے۔ بعض ادویہ مسخنہ سے بدن میں عام طور پر بعضی ہیجان و اختلال پیدا ہوتا ہے اور تغیرات و استعمالات کی رفتار غیر معمولی طور پر تیز ہو جاتی ہے اور حرارت سارے بدن میں بڑھ جاتی ہے مثلاً چائے، کافی اور سموم مثلاً ٹفانغ و سبرون وغیرہ۔

دوارِ مُبرّد: وہ دوار ہے جو حرارت کو مقامی یا عمومی طور پر درجہ اعتدال سے گرا دیتی ہے خواہ اندرونی طور پر استعمار کی جائے یا بیرونی طور پر اس طور کے عمل کو تبرید (تقلیل حرارت) کہا جاتا ہے۔ دوارِ مبرّد کا اثر دوارِ مسخن کے خلاف پیدا ہوتا ہے۔

ادویہ مبرّدہ: تدریجاً کم ہوتی ہیں ایک وہ جو بافضل بارہ ہیں مثلاً برن،

ٹھنڈا پانی۔ اور بعض وہ جو بالفعل بار دہنیں ہیں بلکہ ان کے تاثرات بار دہی جو چیزیں بالفعل بار دہی ہیں ان کی نوعیت عمل واضح ہے لیکن جو بالفعل بار دہنیں ہیں وہ حسب ذیل صورتوں سے جسم میں برودت پیدا کرتی ہیں۔

(۱) بعض دوائیں پسینہ لاتی ہیں اور تیغیر کے ذریعہ تعلیل حرارت (تبرید) کی خدمت انجام دیتی ہیں۔ بدن سے جب بخارات خارج ہوتے ہیں تو حرارت بھی ان کے ساتھ خارج ہوتی ہے۔

(۲) بعض دوائیں جسم پر لگائی جاتی ہیں تو وہ تیزی کے ساتھ اٹتی ہیں تو اپنے ساتھ جسم کے بخارات کو بھی اڑا لے جاتی ہیں۔ مثلاً سرسام میں اور بخاروں کی شدت میں مریض کے سر پر سرکہ کے سچایہ کا استعمال۔

(۳) بعض دوائیں بالخاصہ مراکز اعصاب پر اثر انداز ہو کر تولید حرارت کے عمل کو سست کر دیا کرتی ہیں یعنی ان کے سبب سے بدنی تغیرات و استحالات کی مقدار اس قدر گھٹ جاتی ہے کہ بدن کے اندر حرارت ہی کم پیدا ہوتی ہے۔ اس قسم کی دواؤں میں "مضعات استعمال بھی شامل ہیں جو بدنی تغیرات و مضموم کی رفتار کو سست کر دیتی ہیں۔

(۴) بعض دوائیں اعصاب میں اس قسم کا تغیر پیدا کرتی ہیں کہ اس سے تعلیل حرارت کا عمل تیز ہو جاتا ہے جس کے سبب سے بدنی حرارت درجہ اعتدال سے گر جاتی ہے اس قسم کی دواؤں کی پھر دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ دوائیں جن سے جلدی عروق پھیل جاتے ہیں اور حرارت بصورت شمع تیزی کے ساتھ خارج ہوتی ہے جیسا کہ تعریق و تیغیر کی صورت میں ہوتا ہے۔ مثلاً شراب، بیش۔
(ب) وہ دوائیں جن سے جلدی عروق میں کوئی اثر پیدا نہیں ہوتا بلکہ جسم کے اندرونی نظام میں ایسا منفی تغیر پیدا ہوتا ہے کہ حرارت گھٹ جاتی ہے۔

(۵) بعض دوائیں مواد مرض کو توڑ کر یا ان کی اصلاح کر کے بدنی حرارت کو کم کر دیتی ہیں جو زیادہ حرارت کا باعث ہوتے ہیں۔ ان دواؤں کا اثر براہ راست مواد مرض پر ہوتا ہے اور بالواسطہ حرارت پر مثلاً محلول نم، انسٹین جو حیات اجسامہ میں مرض پر اثر کر کے بخار کو زائل کر دیتی ہیں۔

اشکال ادویہ

دنیا کے سارے اجسام کی طرح ادویہ بھی تین قسم کی ہوتی ہیں (۱) جامد (۲) سیال (۳) بخاری۔

جامد ادویہ (مٹھوس مدار) کی شکلیں حسب ذیل ہیں۔
حب (حبوب) قرص (اقرص) بندقتہ (بناوق) حمل، فرزجہ، فقیلہ، کبوس (مکیہ) یادٹی بیرونی استعمال کے لیے۔

سفوف، کشتہ، سنون، مصوع، برود، کل، کاجل، زور، نفوخ، عکوس، غازہ،
زائبنہ، غالیہ، فندہ، کلقد، گل، شکر، ترب خشک، طوائے خشک۔

نسیم منجھن ادویہ: کی شکلیں حسب ذیل ہیں:
سبرن، اطریخ، نوشدار، جوارش، دواراسک، مفرح، بوب، یا قوتی، برشتا،
غیرہ، طوائے تر، فوقی، صبارہ، رب، حریرہ (حسور)، فالودہ، مرہم، قیولی، موم، روغن، مناد،
موق، لزوخ، طوخ، پٹی۔

سیال ادویہ: کی شکلیں حسب ذیل ہیں:
ماراجین، مارا اصل، مٹلاب، مارالحم، آب گوشت، مارا شیر، عصارتہ سیال،
مارا بقول، مارا افواکہ۔

عرق، ادوح، دروح، گلاب، ادوح کیوڑہ (شراب، فقاہ (نبید) شربت، دیا نوزہ، سکینین،
سرکہ، ابکامہ (مری) جو شاذہ، غیسانہ، شیرہ، (حلیب) مارا لاصل، مارا بزور، صلیج، لصاب،
زلال، مرتج، محلول، انطول، سکوب، غسول، قطور، وجور، ذروق، (پچکاری) وجور، سوڈ،
سیال، نشوق، طلار، مروخ، سوخ، دلوک، آیزن، فضوج، مضمضہ (دلی کی دوار)۔
غزفہ، خضاب، حقنہ، دہن۔

بخاری یا ہوائی ادویہ کی شکلیں حسب ذیل ہیں:
بخور (دھونی)، انکباب (بھپارہ) شوم، نمانہ، نشوق۔

تشریحات اشکال ادویہ۔
حب (گولی) جمع اس کی جوب (گولیاں)، حب کے معنی دانہ اور تخم کے ہیں مگر اصطلاحاً

اس کو نجد یا نیم منہر دوار کہتے ہیں جو مصنوعی طور پر گول شکل کی بنائی جاتی ہے۔ حجم و مقدار کے لحاظ سے گولیاں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں مثلاً اجڑے، مونگ، چنے، مٹر کے برابر بنائی جاتی ہیں اور جو گولیاں ریٹے کے برابر بنائی جاتی ہیں انہیں بند تہہ (دریٹھ) کہتے ہیں جس کی جمع بنا دق ہے۔

قرص۔ (ڈمکیہ) جمع اس کی اقرص ہے جو بگول ہوتی ہیں اور اقرص میٹھی ہوتی ہیں۔ شبیاف۔ بعض دواؤں کی پٹی بنائی جاتی ہے جو غوطہ کی شکل کی ہوتی ہے۔ آنکھوں میں لگانے کی دوائیں شبیاف کی صورت میں بنا کر استعمال کی جاتی ہیں۔

سماہ صابن کے شبیاف بنا کے جاتے ہیں یہ ایک انگلی کے برابر موٹے اور چار پانچ انگشت لمبے ہوتے ہیں۔ قبض کی صورت میں انہیں مقعد کے اندر داخل کیا جاتا ہے۔ بچہ کے لیے شبیاف حسب عمر چھوٹے بنائے جاتے ہیں۔

اندام نہانی کے شبیاف پانچ چھ انگشت لمبے اور انگلی کے برابر موٹے ہوتے ہیں۔
حمولہ: کپڑے کی جی شبیاف کے مانند بنانا اور اس پر دوا لے کر اندام نہانی یا مبرز میں داخل کرنا۔

فرز (رجبہ): جی جو دواؤں میں لے کر اندام نہانی میں رکھی جاتی ہے جمع فرازج یا دوار کی پٹلی مناب کے برابر بنا کر فرج کے اندر رکھی جائے اس طرح کہ فرج تک پہنچ جائے اور پٹلی کا ڈورہ کھینچنے کے لیے باہر نکلا رہے۔

فخیلہ: دوائی یا کپڑے کی جی بنا کر رقیق یا غلیظ دوا میں تر کر کے ناسور یا بدن کے کسی سوراخ میں رکھا جائے۔

سفوف: خشک مٹی ہوئی دوار۔ اس قسم کی دوا رکھائی بھی جاتی ہے اور کچھ بیرونی اعراض کے لیے کام میں آتی ہے جس کے مختلف نام ہیں مثلاً سنون زمین، زورور دھڑکنے کی دوا، نفورخ، زناک وغیرہ میں پھونکنے کی دوا، عطوس، زناس، انوار، غازہ، سرمہ وغیرہ۔
کشتہ جات عام طور پر سفوف کی شکل میں استعمال کرائے جاتے ہیں اور کبھی قرص کی شکل میں۔

مغسوغ: جہانے کی دوا کو کہتے ہیں۔

برود: نہایت باریک کمرل کیا ہوا سفوف جو آنکھوں میں سرمہ کے طور پر استعمال

کیا جاتا ہے چونکہ موجد نے اس کے نسخہ میں ابتداءً ادویہ بارودہ شامل کی تھیں اس لیے اس کا نام ”برود“ رکھا گیا، لیکن بعد کو یہ پابندی دور ہو گئی۔

برود کے نام سے بعض مرکبات ایسے بھی ملتے ہیں جس سے دوا بہ جائے سفوف کی شکل کے تچی کی شکل میں ہوتی ہے۔

کھل: سرکہ کو کہتے ہیں لیکن کھل کی بعض صورتیں ایسی بھی ملتی ہیں کہ دوا کی شکل بہائے سفوف ہونے کے بعد ہوتی ہے۔ جسے پانی وغیرہ میں گھس کر آنکھ میں لگایا جاتا ہے۔
کا جل: دواں جو کسی چیز کو جلا کر حاصل کیا جاتا ہے، اور آنکھ میں لگایا جاتا ہے۔
مسنون: (دمن) اس سفوف کو کہتے ہیں جو دانتوں اور سڑکھوں پر ملنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔

ذروس: (چھڑکے کی دوا) وہ سپی ہوئی خشک دوا جو کسی سطح پر چھڑکی جاتی ہے مثلاً (تلاخ) (منہ کے چھالے) کی صورت میں زبان یا ہونٹوں پر چھڑکی جاتی ہے اور قروح وغیرہ کی صورت میں مقام مروج پر چھڑکی جاتی ہے۔

لفوخ: (بھونکنے کی دوا) وہ باریک سفوف جسے ٹکلی وغیرہ کے ذریعہ مریض کی ناک یا حلق یا کسی دوسرے سرداخ میں بھونکا جاتا ہے۔

عطوس: (چھینک لانے والی دوا) جو باریک سفوف کی شکل میں ہوتی ہے اور اس کے سونگھنے سے چھینک آتی ہے۔ ناس، انوار۔

غاشک: وہ سفوف جو چہرہ وغیرہ پر رنگ نکھارنے کی غرض سے لگایا جاتا ہے۔
ابڈنت: وہ دوا میں جو جسم کا میل چھڑانے اور جسم کو مستحکم کرنے کے لیے جسم پر ملی جاتی ہیں اور اس کے بعد نہایا جاتا ہے۔

غالبیہ: اگرچہ وہ خوشبودار مرکب جس کو سونگھا جاتا ہے یا بدن پر ملا جاتا ہے۔
نوس کا: (بال مونڈنے والی دوا) وہ دوا جس کے ٹکٹانے سے بال گر جاتے ہیں۔
مسن لئی: سیب، سپی، ناشپاتی، آلو، لہلیہ، گاجر وغیرہ جیسے مٹھ جانے والے پھلوں اور میوؤں کو بچا کر اور گلا کر قند یا شہد کے قوام میں محفوظ طور پر رکھا جاتا ہے تاکہ دوسرے موسموں تک وہ مٹھنے سے محفوظ رہیں، ساتھ ہی وہ لذیذ ہو جاتیں تاکہ ہر موسم میں انھیں استعمال کیا جاسکے۔

گلغند: (فارسی) گلغند بھی ایک قسم کا مڑی ہے جس میں پھل کی بجائے پھول استعمال کیا جاتا ہے۔ مڑی یعنی گلاب کا پھول اور غند یعنی شکر۔ اس میں بھی دونوں اجزاء شامل کیے جاتے ہیں، مگر گلاب کے پھول کی بجائے مڑی سیوتی وغیرہ اور غند کی جگہ شہد سے بھی گلغند بنایا جاتا ہے۔ گلغند کا دوسرا نام ملنجین جو گل انگلیں کی قریب ہے۔ مڑی مراد گلاب کا پھول اور انگلیں یعنی شہد۔

مرب: اس دوا کو کہتے ہیں جو کسی نباتی دوا پھل، پھول، پتے، جڑ وغیرہ کا رس نکال کر یا اس کو سبکو کر یا جوڑ دے کلاس کا رس حاصل کر کے حرارت پہنچا کر لے گاڑھا یا خشک کر لیا جاتا ہے۔ ربوت، ایلا، مرب السوس اسی قسم کے نباتی معصقات ہیں۔

پھلوں کے مرب اس طرح بنائے جاتے ہیں کہ پھلوں مثلاً انگور، انار، جامن، سیب، بھی، زرنشک وغیرہ کا رس اس قدر پکایا جاتا ہے کہ وہ چوستھائی رہ جاتا ہے۔ بعد ازاں اس رس کے وزن سے نصف شکر سفید اس میں ملا کر قوام کر کے نیم نجد و شربت سے گاڑھا جوتا تیار کیا جاتا ہے۔

حلوا: (عربی) حلوائے خشک و تر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ سادہ حلوائے میں میدہ یا آسمان، شکر یا شہد اور روغن تین اجزاء بنیادی اجزاء ہیں۔ ان اجزاء کے علاوہ مغز بادام، کشمش، آوہ مغز، جیل بھی شامل کیے جاتے ہیں۔ دوائی حلوائے میں ان اجزاء کے علاوہ دیگر اجزاء بھی شامل کیے جاتے ہیں۔ مثلاً حلوائے گزر میں میدہ کی جگہ گلابیں ہوتی ہیں کہ جس کو کدوش سے کس لیا جاتا ہے یا بل پر پیس لیا جاتا ہے۔ ان حلوائے میں کچھ دوائیں بھی شامل کی جاتی ہیں جو کسی مرضی حالت میں مفید ہوتی ہیں۔ مثلاً حلوائے ثعلب، حلوائے گھلیکار وغیرہ۔

معجون: وہ گاڑھا مرکب ہے جس کے اجزاء کو کوٹ چھان کر شہد یا قند کے قوام میں شامل کیا جاتا ہے اس کا قوام حلوائے تر کے مانند ہوتا ہے۔ مثلاً معجون انڈائی، معجون ملا، معجون نارنجون، کسیر البدن)۔

خوشبودار معجون کہ جس کے اجزاء خوشبودار ہوتے ہیں اور ایک اہم جزو خشک بھی ہوتا ہے اس کو دوا المسک کہا جاتا ہے اور اگر یا قوت محلول بھی نسخہ کا جزو ہو تو معجون یا قوی کہا جاتا ہے۔

جن ماحلین میں مغزیات مثلاً بادام، مغز پستہ، مغز چنوزہ، مغز اخروٹ وغیرہ شامل

ہوتے ہیں انھیں لبوب کہا جاتا ہے۔ تقویت گرنہ اور باہ کے لیے جو مجون پتھر کی جاتی ہے اسے زر معونی کہا جاتا ہے۔

بر ششہ: (ریزانی لفظ ہے) جس کے معنی بڑا راسخاء (فردی آرام) کے ہیں۔ یہ افیون کا ایک قدیم یونانی مجون ہے۔

خمیرہ: مجون کی قسم کا ایک مرکب ہے جو چند دواؤں کو جو ش دے کر مل جھان کر قند وال کر قوام کو کاٹھا کر لیا جاتا ہے۔ پھر مزید جو دوائیں شامل کرنا ہوتی ہیں انھیں کوٹ چھان کر یا پس کر اس میں ملا دیا جاتا ہے اور خوب گھوٹا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا رنگ سفید ہو جاتا ہے۔

لَعُوقُ: (یعنی چاٹنے کی دوار) خمیرہ کی قسم ہے ایک مرکب ہے اس کا قوام لیسدار ہوتا ہے۔ لوق امراض حلق و صدور و نزہ، سال، منیق النفس، وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔

عصا صغریٰ: (ریخو) نباتات یا سیوہ جات کے پانی کو کہتے ہیں جو ان کو سچو کر مالا کیا جاتا ہے۔ عصا کے دو ٹھکلیں ہوتی ہیں (۱) سیال (۲) منجد، خشک، عصا کو رُب بھی کہا جاتا ہے۔

حَسَو: (حریرہ) وہ سیال غذا ہے جو گھونٹ گھونٹ پی جاتی ہے حوسر کی جمع احار ہے۔

فالودہ: ایک منجد و طوب غذا ہے جو ناشتہ یا ناشتہ دارا جزا کو پانی یا دودھ میں ملا کر تیار کیا جاتی ہے۔ سرد ہونے پر کتک کی صورت میں جم جایا کرتی ہے گا ہے اس کو موٹی سویریاں یا جو کی صورت میں تبدیل کرنے کے لیے گرم ہونے کی حالت میں چھلنی کے چھیدوں سے گذار کر ٹھنڈے پانی میں لیا جاتا ہے۔

مرہم: وہ کاٹھا مرکب ہے جو ایک یا چند ادویہ سوم، جربی یا کسی روغن میں ملا کر تیار کیا جاتا ہے اور خارجی طور پر پھوٹے پھینسیوں یا ادرام وغیرہ پر استعمال کیا جاتا ہے۔

قتیروطی: سوم روغن۔ یہ مرکب مرہم کے مشابہ ہوتا ہے جس میں سوم روغن مخلوط ہوتے ہیں اور اکثر دوسری دوائیں بھی شامل کر دی جاتی ہیں۔ مثلاً قیرطی، ادرک، سنبل،

ذات الجنب وغیرہ امراض میں خارجی طہر پر سینہ کے پہلوؤں پر کیا جاتا ہے۔
ضماد: (ریپ) یہ مرکب بھی خارجی طور پر بدن پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ضماد
 قسم کا ہوتا ہے ایک رقیق جو اگلی سے لگایا جاسکتا ہے اس کو طار اور دوسرے غلیظ یعنی گھٹا
 مثلاً ضماد جیسے ضماد رائی وغیرہ۔
 لزوق، کسوق (دہی) وہ لیسدار دوار جو کاغذ یا کپڑے پر لٹکا کر جلد پر چپکائی

جاتے۔
کطوخ: لٹھرنے کی دوار جو ضماد سے تیلی اور طار سے گاڑھی ہوتی ہے۔
ماء الجبین: (دودھ کا پانی) وہ پانی جو دودھ کو سچاڑنے کے بعد چھان کر علیحدہ
 کیا جاتا ہے۔ جبن بمعنی پنیر کے ہیں۔ دودھ کے سچاڑنے کے بعد چوں کہ پنیر جم کر علیحدہ ہوتا
 ہے اس لیے دودھ کا اس پانی کو پنیر کہا جاتا ہے۔

ماء العسل: (شہد کا پانی) شہد کے ساتھ پانی یا کوئی عرق ملا کر جوش دیا جاتا
 ہے یہی مارا اصل ہے جس کے اندر گاہے دوائیں بھی شامل کی جاتی ہیں اس وقت اس کو
 مارا اصل مرکب کہا جاتا ہے۔ مارا اصل کو مٹلاب بھی کہا جاتا ہے۔

مٹلاب: یہ فارسی لفظ گل آب کی تفسیر ہے۔ گل و گل، بمعنی گلاب اور آب
 بمعنی پانی۔ مٹلاب طبی اصطلاح میں شربت شہد کو کہتے ہیں۔ یعنی شہد کو گلاب میں جوش
 لگے کر قوام بنایا جاتا ہے۔ گاہے بہاے شہد کے قند بھی ملائی جاتی ہے۔

ماء اللحم: گوشت کا پانی۔ پانی میں گوشت کو گلا کر اور اس پانی کو چھان کر
 استعمال کیا جاتا ہے۔ اُسے معنی بھی کہا جاتا ہے۔

مارا لہم: اس پانی کو کہا جاتا ہے جو قرع انبیق کے ذریعہ گوشت سے حاصل کیا جاتا ہے
 (جو ایک بیکار چیز ہے) اس لیے گوشت کے اہم اور موخر اجزاء عرق کی صورت میں صعود
 نہیں کرتے ہیں۔

ماء الشعیر: بمعنی آب۔ یہ پانی میں جوڑ کے جوش دینے اور پکانے کے بعد حاصل
 کیا جاتا ہے۔ یہ چاروں کی پیچ کی طرح کم و بیش رقیق و غلیظ ہوا کرتا ہے۔

ماء البقول: سبز بوٹیوں کو کھل کر یا کوٹ کر اور پھوڑ کر جو پانی حاصل کیا جاتا ہے۔
 مثلاً آب برگ، کوئے سبز، آب برگ کاسنی سبز، یا بعض سبزیوں کو کھجور کھل میں مٹلاب ملا کر

جو پانی حاصل کیا جاتا ہے مثلاً آب کدوئے سبز، اس قسم کے پانی کو مار البقول کہا جاتا ہے۔

ماء الفواکہ: رس دار پھلوں کا پانی جو ان کو خجڑ کر حاصل کیا جاتا ہے۔ مثلاً آپ انگور، آپ انار، آپ سنترہ، آپ جوحی، آب تربوزہ وغیرہ۔

ماء الاصول: (جڑوں کا پانی) وہ پانی جس میں جڑیں مثلاً بنج بادیان بنج کاسنی، بنج کبر بنج کرش وغیرہ کو جوش دے کر چھان لیا گیا ہو۔

ماء البزورس: (تنھوں کا پانی) وہ پانی جس میں بزور مثلاً تھم کاسنی، تھم خیار، تھم کتان وغیرہ کو جوش دے کر چھان لیا گیا ہو۔

جوشائندہ: اس کو مطبوخ بھی کہا جاتا ہے وہ پانی کہ جس میں چند دواؤں کو جوش دے کر چھان لیا جائے، جوشائندہ کی دوائیں کما ہے چند گھنٹہ بیشتر پانی میں جھگوڑی جاتی ہیں یا رات بھر جھگوڑی جاتی ہیں۔ جوشائندہ پانی کے عرق سے بھی تیار کیا جاسکتا ہے، جوشائندہ کا ہے مریض کو بلایا جاتا ہے اور کا ہے خارجی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔
خجیانندہ: اس کو نفوخ بھی کہا جاتا ہے۔ ایک یا چند دواؤں کو نیکو پیس کر کے یا کوٹ کر یا سادہ طور پر پانی یا کسی عرق میں جھگو کر پانی یا عرق کو چھان لیا جاتا ہے اور پھر اس کو استعمال کرایا جاتا ہے۔

مشدّد (جلب)، بعض دواؤں کو پانی میں پیس کر یا چھان کر یا بلا چھانے استعمال کرایا جاتا ہے یہ پانی شیرہ طیب، کہلاتا ہے شیرہ کا قوام کم و بیش دو ہر جیسا ہوتا ہے۔ مثلاً شیرہ حب لاس، شیرہ بنج انجبار، شیرہ بلیگری وغیرہ۔

لعاب: پانی میں بعض صاب دار دواؤں کو مٹھوڑی دیر جھگو کر اور مل صحت لیا جاتا ہے۔ مثلاً صاب بہیدانہ، صاب ریشہ خلی، صاب تھم کتان وغیرہ۔

من لال: پانی میں بعض دواؤں کو کچھ دیر تک جھگو کر بیڑے پانی کو مختار کیا جاتا ہے اس کو زلال کہا جاتا ہے۔ مثلاً زلال آوہنار، زلال تمر ہندی، زلال گل ملتان وغیرہ۔

محلول: بعض نباتی، حیوانی یا معدنی دواؤں کو پانی یا کسی دوسرے سیال میں حل کر دینا، اس طرح کھلی ہوئی دوائیں محلول و سیال کہلاتی ہیں۔

سواح: عرقیات میں مدح اس عرق کو کہا جاتا ہے جس میں بالکل نہ ہو یا تلیق ہو

مثلاً روحِ غمر (شراب کی روح) میں پانی کی مقدار اقل تلیل بلکہ معدوم ہی ہوتی ہے مگر اکثر عرقیات میں یہ نام تاجراد حیثیت رکھتے ہیں۔ شرابِ رُغْر، اس مخصوص لطیف سیال کا نام ہے جو نشاستہ یا نشاستہ دار اجزاء شکر اور معاصرہ انگور کی خمیر سے حاصل ہوتی ہے جسے بذریعہ تصفید حاصل کیا جاتا ہے اس کی جو خالص ہونے کی وجہ سے مخصوص و مرغوب ہوتی ہے۔

شراب کی قسمیں اگرچہ متنوع ہیں مگر چند قسموں میں ایک جو ہر مشترک ہے جو الکحول کہا جاتا ہے جو ایک عربی لفظ ہے۔ یہ ایک اڑنے والا شفاف رقیق سیال ہوتا ہے۔ تخمیر و تقطیر کے وقت مختلف خوشبودار دوائیں بھی شراب میں شامل کی جاتی ہیں جس سے شراب میں ان کی خوشبودار ان کے اثرات شامل ہو جاتے ہیں چنانچہ شرابِ رسیانی اس قسم کی مرکب خوشبودار شراب ہے۔

شراب کا استعمال محکم و تقویٰ قلب و دماغ اور زیادہ مقدار میں مُسکر (نشہ والا) ہوتا ہے۔

نبین و فقلع: صاحبِ مخد کہتے ہیں: نبید وہ شراب ہے جو انگور یا کھجور سے بنائی جاتی ہے۔ نبید عام شراب کو بھی کہا جاتا ہے ویدک میں اس کو ارشتٹ کہا جاتا ہے۔ فقلع: وہ شراب ہے جو بھجے بنائی جاتی ہے۔

نشریت: اس شیریں مرکب سیال کو کہا جاتا ہے جو میوہ جات کے پانی (مثلاً آبِ انگور، آبِ انار، آبِ سیب، آبِ فالسہ وغیرہ) اور قند سفید یا معری طاکر اور قوام بنا کر تیار کیے جاتے ہیں یا دواؤں کو جگہ کر، خوش دے کر، چھان کر اس میں قند معری یا شہد طاکر شربت کا قوام بنالیتے ہیں، مثلاً شربتِ بنفشہ، شربتِ غلاب، شربتِ سنار وغیرہ۔ عرقیات کی صورت میں سادہ طور پر عرق میں قند شامل کر کے قوام تیار کر لیا جاتا ہے مثلاً شربتِ کیوڑہ، شربتِ گلاب وغیرہ۔

عربی میں شربت کو شراب کہا جاتا ہے۔

مسکد جبین: بھی دراصل ایک شربت ہے جو سرکہ شہد اور قند سے تیار کیا جاتا ہے۔ دیا قوسن لا: بھی ایک قسم کا شربت ہے جس کا جزو اعظم پوست خشخاش ہے یہ یونانی لفظ ہے جس کے معنی شربت خشخاش کے ہیں۔

سرکہ (خل) جس چیز میں شکر یا نشاستہ کے اجزاء پائے جاتے ہیں۔ اگر اس کا رس یا جوشاندہ یا خیساندہ لے کر اس کو پانی میں بھگو کر کچھ دن سرکہ چھوڑیں گا اس میں لڑ ترشی پیدا ہو جائے تو اسے سرکہ کہتے ہیں۔ اسی اصول پر گنے، جامن کے رس انگور اور گڑ سے سرکہ تیار کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا سیال ہے جس کا رنگ زرد، سُرخ یا مٹی جیسا بھورا ہوتا ہے۔ مزہ ترش و تیز اور بو مخصوص ہوتی ہے لیکن سرکہ کو جیسا بصورت عرق کشید کر لیا جاتا ہے (سرکہ مقل) تو اس کا بھوارنگ سفید شفاف ہوتا ہے۔

سرکہ ایک عملِ خمیر کے بعد بنتا ہے اور جس خمیر کی تاثیر سے سرکہ بنتا ہے اس کو آمِ نخل (سرکہ کی ماں) کہا جاتا ہے کہ سیال میں جڑن کے طعم پر تھوڑا سا سرکہ ملا دیا جاتا ہے یا سرکہ ایسے برتن میں بنایا جاتا ہے جس میں پہلے سے سرکہ کا اثر موجود ہو، مثلاً طعم کا گھڑا جس میں پہلے سے سرکہ رکھا ہوا ہو، انرضِ آمِ نخل گھڑے کی دیو اریں بھی وجود ہوتا ہے جو رس کو سرکہ میں تبدیل کر دیتا ہے۔

شراب بھی جوں کا اسی قسم کے مواد سکری و لٹائی سے بنا کرتی ہے اس لیے شراب بھی سرکہ کی شکل میں آسانی سے تبدیل پیدا ہو جاتی ہے۔

مری (د آبکام) اس کو سرکہ ہندی اور کابئی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا سرکہ ہے جو سرکہ کی طرح بنایا جاتا ہے اس کے نسخے اور اجزاء مختلف ہوتے ہیں مثلاً

(۱) رائ، نمک، زیرہ، اجوائن۔

(۲) چادل، گھیوں، جویا جوار وغیرہ۔

(۳) گھیوں کی روٹی، سرکہ، نمک، پودینہ، سونٹھ، مرچ سیاہ وغیرہ۔

ان اجزاء کو پانی میں ڈال کر ترش ہونے تک چھوڑ دیتے ہیں۔

نطول : (د تویر) سیال دعار جو بصورت جوشاندہ ہو یا خیساندہ یا مملول ہو کسی عضو پر ٹھنڈے یا گرم ہونے کی حالت میں ڈال جا۔ اس کو عملِ تطیل کہا جاتا ہے اور سیال کی حرارت یا برودت کے لحاظ سے اسے نطول حار یا نطول بارہ کہا جاتا ہے۔

سکوبہ : ٹھنڈا یا گرم پانی جوشاندہ یا خیساندہ کوئی بھی سیال بلندی سے بدن یا بدن کے کسی حصہ پر گرایا جائے اس عمل کو سکب (دھارنا) کہا جاتا ہے۔ مثلاً

سرام اور جنون وغیرہ کی صورت میں ٹھنڈا پانی مریض کے سر پر دھارا جاتا ہے جسے سکوب
بارد کہا جاتا ہے اور جب کہ گرم پانی سے دھارا جائے تو اسے سکوب حار کہا
غسل سول : وہ دوا رسیاں جس میں کسی عضو کو کھلکھلا جائے یا دھویا جائے یا اس
کی غسولات ہے ۔

آبزن : فارسی لفظ ہے اور یہ کاجو شانہ یا خسیانہ یا پانی یا کوئی دیگر رسیاں طب
میں سبکرا اس میں مریض کو ٹٹایا جائے ۔

پا منثویہ : فارسی لفظ ہے وہ دوا رسیاں یا پانی جس میں پاؤں کو گھٹنوں تک
ٹالا جائے اور پاؤں کو گھٹنوں تک ڈالا جائے سوتا جائے یہ عموماً گرم پانی سے کیا جاتا ہے ۔
نصوح : جمع اس کی نصوحات ہے جھپٹنے کی رسیاں دوا جو مریض کے بدن
پر چھڑکنے کے لیے استعمال کی جائے ۔

وجوس : وہ رسیاں دوا جو طبع میں ٹپکانی جائے ۔

ناروق : پچکاری کی دوا وہ رسیاں ہے جو مرزقا یا مقننہ کے ذریعہ اعلیٰ
پچری البول ، مہبل (اندام نہانی) ، ناک ، کان ، ناسور وغیرہ میں داخل کی جائے جمع
ناروقات ۔

اعضار کے لحاظ سے ناروقات کی متعدد قسمیں ہیں مثلاً زروق موی (حقنہ) زروق
اعلیٰ ، زروق انفی ، زروق مہبل ، زروق تحت المہبل ، زروق عضلی ، زروق وریدی وغیرہ ۔
سحوط : ناک میں ٹپکانے کی دوا جمع سوطات ۔

طلاء : لگانے کی دوا جو رقیق رسیاں ہو خواہ از قسم روغن ہو یا از قسم مملولات
و ایات وغیرہ جمع اطلیہ ۔

مروغ : وہ روغن یا روغنی دوا جو بدن پر چڑی جائے جمع مروغات ۔ روغن
چڑنے کے عمل کو تریج کہا جاتا ہے ۔

مُسوح : وہ دوا جو بدن پر لگنا کر معمول طور پر ہاتھ پیرا جائے اور زور سے
نملا جائے ، جمع مسوحات ۔

دلوک : ماش کی دوا یعنی وہ دوا جو بدن پر لگنا کر اچھی طرح ، ماش کی جائے جمع
دلوکات ۔ ماش کرنے کے عمل کو داک کہا جاتا ہے مثلاً داک قوی ، داک ضعیف ، داک

خشن، دلک لیتن وغیرہ۔

دُھن: رومن جمع ادھوان (تیل)، مختلف روغنیاں خلدی اودھوانی طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔

مضمضہ: (کل کی دوار) جو سیال ہو خواہ جوشاندہ ہو یا خیساندہ یا مملول وغیرہ جس سے کل کرنا ممکن ہو۔ اسے طلق تک نہ پہنچایا جائے جمع مضامض۔
غل غرا: کل کے طور پر اگر کوئی دوار سیال طلق تک پہنچا کر منہ سے خارج کر دی جائے تو اسے غرغره کہا جاتا ہے جمع غراغر۔

خصاب: وہ دوار جس سے سفید بالوں کو رنگین کیا جائے۔ یہ دوار سیال ہوتی ہے۔
صابع: وہ دوار جس سے چلد کے رنگ کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے خواہ پائدار رنگ حاصل ہو یا عارضی۔ اس دوار کو صبغ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سیال یا نیم جامد ہوتی ہے یعنی یہ ملاؤ بھی استعمال ہوتی ہے اور ضاؤ بھی۔

حُقنہ: وہ دوار سیال یا غذائے سیال جو پکپکاری (حقنہ) کے ذریعہ مہر مستقیم میں داخل کی جائے حقنہ کی جمع حقن ہے اور اس عمل کو اختقان کہا جاتا ہے۔

بخوس: (دھونی کی دوار) یعنی وہ دوار جسے جلا کر اس کا دھواں اور بخار کسی عضو تک پہنچایا جائے۔ جمع بخورات اس عمل کو بخیر اور تدخین کہا جاتا ہے۔
انکباب: (بھیارہ) دوار گرم مثلاً جوشاندہ یا گرم پانی کی بھاپ کو چہرہ یا کسی عضو یا تمام بدن تک پہنچانا۔

مشہوم: سونگھنے کی دوار خواہ خشک ہو یا تر، جمع شمومات۔ اس عمل کو اشہام کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں اودیہ کے لطیف اجزاء بصورت بخارات صعود کر کے ناک کے نتھنوں میں داخل ہوتے ہیں اور پھر مہاری تنفس و تنفس کی نالیوں تک پہنچتے اور دماغ کے مرکز اشہام کو متاثر کرتے ہیں۔

لخلخہ: وہ رقیق خوشبودار دوار جو کسی فراخ منہ والے شیشے میں رکھ کر مریض کو سٹنگھائی جاتی ہے۔ اکثر تلخ (نیلے) سیال ہوتے ہیں جن میں گاہے خوشبودار پھول وغیرہ بھی ڈالے جاتے ہیں۔

سکا ہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی خوشبودار دوار کو کوٹ کر ٹوپی میں باندھ کر اسی طرح

خشک کر کے میں یا کسی سیال میں تر کر کے سنگھایا جاتا ہے۔ یہ اخیر صورت دراصل شوم کی ہے۔

نماذج کی صورت میں بھی ادویہ کے بنیادی اجزاء معدود کر کے ناک اور ہماری تنفس تک پہنچتے ہیں۔

نشوق: نشوق کے دو معنی ہیں (۱) سو بگھنے کی بدلتہ شوم، (۲) سیال دھار جو ناک میں شریک جائے بسوطاً، جمع نشوقات۔ دونوں اعمال کو انشاق اور استشاق کہا جاتا ہے۔

مسالک ادویہ

مسالک ادویہ سے مراد یہ ہے کہ مختلف دوائیں، مختلف اغراض و مقاصد کے لیے کس طریقے اور کس کس راستے سے استعمال کی جاتی ہیں۔
مسالک ادویہ کے لحاظ سے اولاً ادویہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ادویہ داخلیہ

(۲) ادویہ خارجیہ

ادویہ داخلیہ: (اندرونی استعمال کی دوائیں) ان سے مراد وہ دوائیں ہیں جو بدن کے اندر کسی طبی منفذ مثلاً منہ، ناک، مقعد، مجرا کے بول، اندام نہانی یا کسی مصنوعی منفذ مثلاً پیمکاری کی سوئی سے جلد اور عروق وغیرہ کو چھید کر، کی راہ پہنچائی جاتی ہے۔

ادویہ خارجیہ: (بیرونی استعمال کی دوائیں) ان سے مراد وہ دوائیں ہیں جو ظاہری اعضاء پر استعمال کرائی جاتی ہیں۔

ادویہ داخلیہ کے طرائق استعمال

مدخل غذا کی سلا: ادویہ داخلیہ زیادہ تر منہ کے ذریعہ استعمال کی جاتی ہیں۔ یہ ماکولات و مشروبات میں شامل ہیں۔ مثلاً جوب (گوبیاں)، سفوف، سماجین، جوار، اطرینلات، خمیو جات، موتقات، مرئی جات، کلقد، شربت، سکینین، جوشاندہ، خبیث، شیرہ جات، لمبات، عرقیات، شربت، ماراصل، مارالتبیر، فالودہ وغیرہ۔

منہ اور حلق کی مقامی ادویہ : مثلاً مضغہ (کٹ) غرغره، وجود رطل میں لگانے والی سیال دوا، لغوح (بھونکنے کی دوا)، دُورُور (چھڑکنے کی دوا)، ظلار (دوار رقیق کا لگانا، کسی گولی یا قرص منہ میں سکھ کر چوسنا، ہسٹون (دانت اور مسوڑھے پر پڑنے کی دوا)، رستی، مصنوع (چبانے کی دوا)۔

انجذاب : دوار کے انجذاب کا دوار دوار زیادہ تر دوار کی نوعیت اسے اجزائے ترکیبی پر ہے، مگر کسی حد تک شکل دوار پر بھی ہے۔ چنانچہ مدہ اور اسما سے جوب و اقرا سیال ادویہ کے مقابلے میں بدیر جذب ہوتی ہیں، حتیٰ کہ بعض ادویہ گولیاں بغیر گھلے دوسرے دن اجابت کے ساتھ خارج ہو جاتی ہیں خصوصاً وہ گولیاں کہ جن پر چاندی سونے کے ورق چڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔

اسی طرح اکثر وہ انہیں غلامدہ کی حالت میں منجذب ہو کر تاثر پیدا کرتی ہیں۔
مخرج غذا کی سلا : یعنی دوار کا معارفہ مستقیم کی راہ سے داخل کرنا، مثلاً شاذ، محول، حقنہ، مقعد کو اسٹ کر یا جب کہ وہ مرضی حالت میں اسٹ کر باہر خارج ہو گئی ہو اس پر دوار لگانا یا دوار سیال سے آبدست کرنا۔

- معارفہ مستقیم کہلادہ ادویہ اسما میں داخل کرنے کے اغراض حسب ذیل ہیں :
- (۱) جب کہ ادویہ کا آخر مقامی طور پر مقعد اور معارفہ مستقیم میں مطلوب ہو۔
 - (۲) جب کہ درم حلق یا خناق کی وجہ سے دوار کا کھلنا ناممکن نہ ہو یا ضرر رساں ہو۔
 - (۳) جب کہ تھے اور ابکال کی شدت ہو اور یہ گمان ہو کہ دوار مدہ سے فوراً بند ہونے کا خلع ہو جائے گی۔

- (۴) جب کہ اعضا مجامدہ مثلاً اعضا تناسل مردانہ یا زنانہ کو متاثر کرنا ہو۔
- (۵) جب کہ اسما کو فضلات سے صاف کرنا ہو تاکہ موزی مواد عروق میں جذب نہ ہو سکیں۔

دوا میں جو منہ کے ذریعے استعمال کرائی جاتی ہیں ان کا اثر انتوں پر دیر میں ہوتا ہے مگر حقنہ کا اثر اسما پر عموماً جلد اور سہولت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے شیخ نے اسے سالجوماً منہ کا خطاب بخشا ہے۔

لیکن اگر ادویہ کا آخر عروق میں پہنچانا ہو تو یہ مسلم ہے کہ انجذاب کی قوت معارفہ مستقیم

سے زیادہ مدد اور دوسری آنتوں میں ہوتی ہے۔

مجل کے تنفس کی سلا: تنفس کا راستہ سفرین (منہ) ہیں ان کے بعد حلق، جگر، قصبۃ الریہ اور عروق غشیہ ہیں جو چھپڑوں میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس راستے سے جو دوائیں بیماریات و دغانات کی صورت میں پہنچائی جاتی ہیں۔ مثلاً شوم، ٹھنڈ، غالبہ ان کا اثر مشترک طور پر جلد اعضائے تنفس پر ہوتا ہے۔ لیکن بعض دوائیں مقامی طور پر انف (ناک)، حلق و جگر میں استعمال کی جاتی ہیں۔ مثلاً ناک میں بعض دوائیں سڑکی جاتی ہیں (سوط) بعض دواؤں کے قطرات ناک میں ٹپکائے جاتے ہیں (قطر) بعض خشک دوائیں چھینک لانے کے لیے سونگھی جاتی ہیں (عطوس) بعض خشک دوائیں ناک میں سنار کے طور پر سونگھی جاتی ہیں یا پھونکی جاتی ہیں (نفوخ) بعض دوائیں فٹیک کی شکل میں ناک کے اندر داخل کی جاتی ہیں (فتیلہ، شیاف) بعض رقیق دوائیں سلالار کے طور پر لگائی جاتی ہیں۔ بعض اذات سیال دواؤں سے پچکاری کے ذریعہ ناک کو دھویا جاتا ہے (سکوب انفی)۔

بعض دواؤں کے سونگھنے سے انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ ادویہ کے محض بیماریات میں خون و دیگر رطوبات میں منجذب ہو کر دماغ یا قلب تک پہنچتے ہیں اور بے ہوشی پیدا کرتے ہیں جس سے دواؤں کی قوت تاثیر انجذاب واضح ہو جاتی ہے۔

چشم کی سلا: عام طور پر آنکھ میں سیال اور خشک دوائیں لگائی جاتی جن کو کل (سر) کا جل اور برد کہا جاتا ہے۔ لگا ہے خشک شیانات کو پانی وغیرہ میں گھس کر سلائی سے آنکھ میں لگایا جاتا ہے، لگا ہے سیال ادویہ سے آنکھوں کو دھویا جاتا ہے مثلاً آب ترسپلا، لگا ہے آنکھ میں مرہم لگائے جاتے ہیں یا باریک ادویہ چھڑکی جاتی ہیں (دزورات)۔

گوشہ (کان) کی راہ: کان میں جو دوائیں ڈالی جاتی ہیں وہ محض کان کے پردہ (غشاء مفرغ) یا غشاء طبل تک پہنچتی ہیں اور محض اس جلد سے مس کرتی ہیں جو کان کی نالی یا اس پردہ کی بیرونی سطح پر اثر کرتی ہے۔

کان میں مام طور پر سیال دوائیں بصورت قطرات ڈالی جاتی ہیں۔
 قطرات؛ بعض دوائیں قلیلہ میں لتیٹر کر داخل کی جاتی ہیں اور بعض اوقات
 کان کو نیم گرم دوار یا سیال دوار سے دھویا جاتا ہے اور پچکاری کی جاتی ہے۔
 (ذروقات، مسکوب اذنی)۔

احلیل کی دوا؛ شانہ اور مجری بول کے امراض مثلاً سوزاک اور ورم شانہ
 کی صورت میں احلیل (مجراے بول) کی راہ سیال ادویہ کی پچکاری کی جاتی ہے (ذروقت)
 اور مجراے بول کے بعض امراض میں بعض دوائیں تہی کی صورت میں احلیل (مجراے
 بول) کے اندر رکھی جاتی ہیں (شیاف)۔

مہبل کی دوا؛ مہبل غنق الرحم یا رحم کے امراض میں مہبل (اندام نہانی) کی راہ
 سیال دواؤں کی پچکاری کی جاتی ہے اور مہبل کو دھویا جاتا ہے (ذروقت و مسکوب)۔
 بعض اوقات ادویہ کی تہی یا پوٹلی مہبل میں داخل کی جاتی ہے (حمل فرزجہ) اور بعض
 اوقات مرہم مہبل میں لگایا جاتا ہے۔ مثلاً مرہم داخلین اور بعض اوقات ادویہ بھرت
 دیگر طلا بھی مہبل میں لگائی جاتی ہیں۔

ادویہ خارجیہ کے طرائق استعمال :

ادویہ خارجیہ بعض اوقات معمولی طور پر جلد پر لگائی جاتی ہیں۔ مثلاً طلا، ضماد،
 ذروقت، لوقت، مروح، لطورخ، مرہم قیروطی، سوم روغن، کما د (نکور) پٹی، کبوس،
 خضاب، نودہ دبال اڑانے کی دوا وغیرہ۔

کزن سکوب جلدی، حمام پاشویہ، نطول و غنول بھی اسی گروہ میں شامل ہیں اور
 بعض اوقات بھپارہ اور دھونے کے ذریعہ بھی ادویہ کا اثر پیدا کیا جاتا ہے (اکمباب تبخیر)۔
 بعض دوائیں جلد پر لگا کر کمویش آن کی مائش بھی کی جاتی ہے مثلاً مشوخ و دگو
 ایٹن وغیرہ۔

بعض اوقات جلد کو سوئیوں سے گود کر اور باریک نسیاف جلد میں لگا کر معارل دی
 جاتی ہے مثلاً تلغیح جلدی (چپک کا ٹیکہ) اسی طرح لگایا جاتا ہے۔
 جلدی فروح کی صورت میں مثلاً نا صوریہ یا گھرے رنوں میں ادویہ شیان یا

نقلیہ کی صورت میں استعمال کی جاتی ہیں۔ یا ادویہ کے قطرات ٹپکائے جاتے ہیں۔
(قطرات) یا ادویہ کے سفوف چھڑکے جاتے ہیں (زرورات) اور مرہم وغیرہ لگائے جاتے ہیں

جلد کے جراحات اور ناسور دراصل جلد کے غیر طبعی چھید اور سوراخ ہیں کہ جن کی
مدد ادویہ کا اثر عضلات اور اعصاب وغیرہ تک پہنچتا ہے۔
بعض اوقات جلد یا عضلات کو باریک یا ٹوٹا ہوا پیکاری کے ذریعے چھید کر ان میں
سیال ادویہ داخل کی جاتی ہیں۔ اس عمل کو اختقان (انجکشن) کہا جاتا ہے۔

نقل الدم

نقل الدم: ایک تندرست و توانا آدمی کا خون دوسرے مریض کے خون میں داخل
کیا جاسکتا ہے۔ ہر ایک مصلی و قابل دونوں کے خون بلحاظ مزاج و ترکیب ایک ہی گروپ
سے تعلق رکھتے ہیں تندرست و توانا آدمی کا خون ایک مناسب مقدار میں اس کے
ہاتھ کی ورید سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور دوسرے مریض آدمی کے ہاتھ کی ورید میں
اس کو داخل کیا جاسکتا ہے۔ اس عمل کو نقل دم کہا جاتا ہے۔
بعض اوقات پیکاری کے ذریعے جوف (شکم) جوف معاق (جوف صند) جوف
معقن (قوط) وغیرہ میں سیال ادویہ داخل کی جاتی ہیں۔
اسی طرح بعض اوقات دماغ و نخاع کی اعشیہ کی فضاؤں میں سیال ادویہ
داخل کی جاتی ہیں۔

ادویہ کا حصول

دوا خواہ مدنی ہو یا نباتی و حیوانی، ہر جگہ پیدا نہیں ہوتی۔ نیز اگر کوئی دوا متعدد
مقامات پر پیدا ہوتی ہے تو اجزاء موثرہ کے لحاظ سے ہر جگہ کی دوا یکساں نہیں ہوتی اس
لیے اعتبار نے ہدایت کی ہے کہ جن ممالک اور مقامات کی دوائیں تجربے سے بہتر اور تو
نمات ہوں انہی ممالک اور مقامات سے بہتر فصل کے وقت جب ان کی پیداوار اچھی
ہو حاصل کیا جائے، مثلاً گل بنفشہ کشمیری، زعفران کشمیری، عتاب ولایتی، قتب ہند

دبھنگ، سنار کی، منغ عربی، افیون معری، ریوند چینی، مشک نیپالی، فیروزہ
نیشاپوری وغیرہ۔

کسی دوا کے بہتر ہونے کی ایک واضح علامت یہ ہے کہ اس دوا کا رنگ و
بو، مزہ اور دیگر خواص اعلیٰ درجہ کے اس میں پائے جائیں اور کسی قسم کا نقص اس
میں نہ پایا جاتے۔

درخت، پودے اور بڑی بوٹیاں کم عمر کے بہتر ہوتی ہیں یا زیادہ عمر کی؟ یعنی اجزاء
موثرہ ان ادویہ میں زیادہ ہوتے ہیں جو کہ کم عمر کے پودوں سے حاصل کی جاتی ہیں یا ان
ادویہ میں زیادہ ہوتے ہیں جو زیادہ عمر کے پودوں سے حاصل کی جاتی ہیں؟ اس کا جواب
یہ ہے کہ سوائے تجربات کے کوئی قانون کلی نہیں بنایا جاسکتا اس لیے کہ بعض پودے
کم عمر میں زیادہ موثر ہوتے ہیں اور بعض زیادہ عمر میں۔ مثلاً ریوند چینی کا درخت ۶ سال
میں بالغ اور قابل استعمال ہوتا ہے اور بعض اوقات کم عمر کی کونپلیں، ننھی ننھی پتیاں
اور جھوٹی پھولیں کلیاں استعمال کی جاتی ہیں اور بعض اوقات بڑی بڑی پتیاں جو مدت
کمال کو پہنچ چکی ہوں اور ابھی طرح کھلے ہوئے پھول۔ اسی طرح بعض اغراض کے لیے
کچے پھل استعمال کیے جاتے ہیں اور بعض اوقات پختہ پھل، مثلاً کچی انبیہ تبریکین
حرارت کے لیے گو کے زمانے میں استعمال کی جاتی ہے اور پختہ آم تغذیہ بدن اور غریبی
کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

عموماً یہی اصول ہے کہ پھول اور پتوں کو ان کے درختوں سے اس وقت توڑا
جائے کہ جب یہ حد کمال کو پہنچ جاتے ہیں لیکن رنگ و بو بدلنے اور مرجھانے سے قبل
پھر ان کو سایہ میں خشک کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔

اسی طرح پھلوں اور جھڑوں کو اس وقت حاصل کیا جاتا ہے جب کہ اس درخت
کے پتے مرجھانے لگتے ہیں اور پورے طور پر پختہ ہو جاتے ہیں بشرطیکہ پھل کے مرجھانے
کا وقت نہ آگیا ہو، پھر ان میں سے جو سکھانے کے قابل ہوتے ہیں ان کو بہ احتیاط
ستام سکھا لیتے ہیں۔

شاخوں اور چھانوں اور جڑوں کو اس وقت حاصل کیا جاتا ہے جب نباتات
جوان ہو چکے ہوں اور مرجھائے نہ ہوں۔

کٹائش (بوٹیوں) کو اس وقت اکھاڑا جاتا ہے کہ جب وہ پورے طور پر ترقی تار ہوں اور نشوونما کے اعتبار سے حدِ کمال کو پہنچ چکے ہوں۔

صموغ (گوند) کو درخت سے اس وقت حاصل کیا جائے جب کہ درخت کے پھول گرنے لگے ہوں۔ صبح طلوع آفتاب سے قبل یا شام کو غروب آفتاب کے بعد قبل اس کے کہ وہ خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہو کر خود بخود درخت سے گرنے لگیں۔

حیوانی ادویہ: کو ایسے حیوانات سے حاصل کیا جائے جو جوان، تندرست، اور فربہ ہوں لیکن یہ اصول ہمیشہ قائم نہیں رہتا کہ اس لیے کہ مثلاً مرغ کے چوزے یا جھوٹی عمر کے بکروں یا بھیدوں وغیرہ کا گوشت زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

ادویہ کا تحفظ

ادویہ کو محفوظ طریقہ پر رکھنے کے لیے ان میں کسی قسم کا نقص واقع نہ ہو حسب ذیل ہدایات پر عمل ضروری ہے۔

(۱) ست پودینہ، ست اجوائن، کافور، زعفران، مشک، عنبر جیسی خوشبودار دواؤں کو جن کے بودار اجزاء صودہ کرتے ہیں شیشی میں بند کر کے محفوظ مقام پر رکھا جائے اور ان کو ہوا سے بچایا جائے۔

(۲) پودینہ، سنبل الطیب، گل سرخ جیسی بوٹیوں کو بھی محفوظ نشیمنہ کے مرتبان میں بند کر کے رکھا جائے ورنہ ان کی جواڑ جائے گی اور ان کی قوت کمزور ہو جائے گی اور ان کے خواص باقی نہ رہیں گے۔

(۳) ایک دوا کو دوسری دوا کے ساتھ ملا کر ایک برتن میں رکھنا درست نہیں ہے۔
(۴) دہم، رطوبت دواؤں کے بکھاڑنے میں معاون ہوتی ہے لہذا دواؤں کو سیل اور نمی سے بچانے کی کوشش کی جائے۔

(۵) کپڑے اور ٹاٹ کے بورے میں دوا کو رکھنے سے بھی دوا کی قوت گھٹتی ہے علی الخصوص بودار ادویہ کی جن کے اندر لطیف اجزاء پائے جاتے ہیں کیوں کہ کپڑے اور ٹاٹ کے مسامات سے ان کے بودار اجزاء ہمیشہ ضائع ہوتے رہتے ہیں اور ہوا کی نمی اور رطوبت بھی ان تک مسلن پہنچتی رہتی ہے۔

(۶) شہد یا شیرو کے اندر اکثر وہ آئیں سڑنے یا گلنے سے محفوظ رہتی ہیں۔ اگر شہد یا شیرو کا قوام رقیق ہو تو اسے گرم کر کے غلیظ رکھا جائے، کچے ابدانہ پھل اور حیوانی ادویہ مثلاً منہر حیوانات اور سنگ دانہ وغیرہ اگر شہد میں ڈبو کر رکھے جائیں تو ایک عرصہ تک یہ نقص و فساد سے محفوظ رہتے ہیں یا مخزبات کو گھی میں بریاں کر کے اگر محفوظ طریقے پر شیخے کے برتن میں رکھا جائے تو ایک عرصہ تک خراب نہیں ہوتے۔

(۷) عرقیات، شربت، سلجین، سماجین، جوارشات، غیرہ جات، مڑٹی جات، گلغند، روغنیات اور دیگر سیال ادویہ کو شیشہ کی بوتل یا شیشی میں ڈال لگا کر محفوظ طریقہ پر رکھا جائے تو ایک عرصہ تک محفوظ رہیں گے اور خراب نہ ہوں گے۔ سیال دواؤں کو دھات کے برتنوں میں زیادہ عرصہ تک رکھنا مفید ہے اس لیے کہ دواؤں میں دھات کے اثرات یا رنگ کے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں اور دوائیں خراب ہو کر زہر تک بن جاتی ہیں اس قسم کی دواؤں کو علی الخصوص موسم گرما اور برسات میں محفوظ طریقے پر ٹھنڈے مقام پر رکھا جائے۔

(۸) جوب (گولیوں) اقراص اور سفوف جیسی خشک دواؤں کو بھی دھات کے برتنوں میں نہ رکھا جائے بلکہ شیشہ کے برتنوں میں شیشیوں میں رکھا جائے۔

(۹) باضم سفوف (چرن) اور حب کبد نوشادری وغیرہ مرکب ادویہ اور نمکیات ترش و کھاری دواؤں کو بھی دھات کے برتنوں میں نہ رکھا جائے بلکہ شیشہ کے برتنوں محفوظ طریقہ پر ہوا کی نمی سے بچا کر رکھا جائے۔

اعمالِ ادویہ

ادویہ کی عمر: سے مراد ہے کہ وہ کتنی مدت تک اپنے مزاج (ہیئت ترکیبی) اور اپنی صورت نوعیہ پر قائم رہتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ادویہ کے اثرات اور خواص اسی وقت اُن سے ظاہر ہو سکتے ہیں جب تک کہ ادویہ کے اجزاء ترکیبی اپنے خاص امتزاج پر اُن میں قائم رہتے ہیں۔

مزاج استحکام اور ضعف کے لحاظ سے دواؤں کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ضعیف مزاج: وہ دوائیں جو بہت آسانی کے ساتھ اپنے ماحول مثلاً آب و ہوا

اور فنی وغیرہ سے متاثر ہو کر اپنی ترکیب و خواص کو کھو کر تبدیل ہو جاتی جسے مزارع ادویہ کہلاتی ہیں۔

(۲) مستحکم مزارع: وہ دوائیں جو آسانی اسباب و ماحول سے متاثر نہیں ہیں مستحکم مزارع ادویہ کہلاتی ہیں۔

مزارع ضعیف و مستحکم کے لحاظ سے ادویہ کی عمریں کم و بیش ہوتی ہیں۔ ادویہ کی عمر: کا معلوم کرنا بہت مشکل ہے لیکن اہل بار قدیم نے تخمینی اندازے لگائے ہیں جو شرائط کے ساتھ مشروط ہیں۔

ادویہ کی عمر کا دوا دوا اس بات پر ہے کہ دوا کس طرح محفوظ کی گئی ہے اگر ایک دوا کی عمر کم ہے اور متھوڑے ہی وقت میں مہول اسباب سے اس کی ترکیب بگڑ سکتی ہے لیکن اگر خصوصی اہتمام کے ساتھ رکھا جاتا ہے جو اس کے بگاڑنے اور فساد پیدا کرنے میں مہین ہوتے ہیں تو ممکن ہے کہ وہ چیز ایک مدت دراز تک اپنی ترکیب خاص پر قائم رہے مثلاً کافور جیسی بودار دوائیں کہ جن کے اجزاء ہمیشہ اڑا کرتے ہیں اگر ان کو کھلا چھوڑ دیا جائے تو ان کی عمر گھٹ جائے گی۔ لیکن اگر شیشی میں بند کر کے ٹنڈے محفوظ مقام پر رکھا جائے تو یہ تباہی مشکل ہے کہ اس کی عمر تک قائم رہے گی۔

ادویہ کی عمر اور حیات کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب تک ادویہ کے ظاہری صفات رنگ و بو، مزہ، شکل و صورت، وزن، صفائی، جلا، تازگی وغیرہ قائم رہیں اس وقت تک سمجھنا چاہیے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کی عمر باقی ہے۔ ان کی ترکیبی ہیئت قائم ہے، اور ان سے مطلوبہ تاثیر پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ قانون کلی ہر قسم کی ادویہ میں نافذ ہے خواہ وہ معدنی ہو یا نباتی یا حیوانی ہو اور اسی قانون کے مطابق ادویہ کے مذکورہ ظاہری خواص میں جس قدر کمی آتی جائے گی اسی قدر اس کی تاثیر میں بھی ضعف پیدا ہونا جائے گا۔ مثلاً مشک زعفران، عنبر جیسی دواؤں میں ان کی مخصوص نیز تو میں جب تک قائم رہیں گی اس وقت تک سمجھنا چاہیے کہ ان کے افعال و تاثیرات میں کوئی کمی نہیں آئی ہے اور جب ان کی بو میں نسبتاً ضعیف ہو گئی ہیں تو باور کرنا چاہیے کہ اسی تناسب سے ان کے قوی کمزور ہو چکے ہیں۔ یہی حال ان ادویہ کا ہے جن کے جوہر فعال کڑوے، کیلے، میٹھے، کھٹے اور دوسرے مزے کے حامل ہیں۔

ماخذ کے لحاظ سے ادویہ کی عمریں :

ماخذ کے لحاظ سے ادویہ کی تین قسمیں ہیں۔ معدنی، نباتی اور حیوانی۔ اور عمریں بھی ان تینوں قسم کی مختلف ہیں :

ادویہ معدنیہ : معدنی دواؤں میں اجمار (پتھر)، الماس (سہرا)، یا فوس، زمرود وغیرہ معمول فضا سے بہت کم متاثر ہوتے ہیں اسی وجہ سے ان کی عمریں دراز ہوتی ہیں۔

فلزات : (دھاتوں) کی عمروں میں کم و بیش فرق پایا جاتا ہے۔ بعض دھاتیں مثلاً طلا (سونا)، نقرہ (چاندی)، وغیرہ آب و ہوا سے کم متاثر ہوتی ہیں اور بعض دھاتیں آب و ہوا سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں مثلاً لوہا، تانبا، زنگار وغیرہ۔

ارضیات : (مٹیاں) مثلاً گِلِ مَنُوم، گِلِ دانتانی، اور اسی قسم کی دوسری خوشبودار مٹیوں کی عمر مزید (موٹ) سے کم ہوتی ہے۔ صاحب مخزن الادویہ (حکیم محمد حسین) نے لکھا ہے کہ۔ ”مجریات اور ارضیات (مٹیوں) کو جب پیس لیا جاتا ہے اور اسی ہوئی حالت میں ان کو دینک رکھا جاتا ہے تو ان کی قوتیں بتدریج ضعیف ہو جاتی ہیں“ پھر فرماتے ہیں ”لو کہ ان میں سے جو چیزیں بودار ہیں جب تک ان میں بوقائم ہے اُس وقت تک وہ قوی ہیں اس کے بعد بتدریج ان کی قوتیں ضعیف و باطل ہو جاتی ہیں۔“

ادویہ نباتیہ : صاحب مخزن الادویہ فرماتے ہیں کہ ادویہ نباتیہ کی گیارہ قسمیں ہیں :

(۱) گوند (۲) عسلات (نچوڑے ہوئے رس) (۳) ازہار و قلعابند کلیاں اور کھلے ہوئے پھول (۴) ادہان (روغن) (۵) ابان (نباتات کے دودھ) (۶) اوراق (پتے) (۷) انہار (سجّل) (۸) بزور زنج (اور تخم) (۹) اعضاء (شاخیں) (۱۰) اصول (جڑیں) (۱۱) لٹاڑیاں (۱۲) قشور (پوست اور چھال)۔

صمغیات : صمغ عربی (کتیرا)، اُشُوق، جاو شیر، دملاخون، لک (لاکھ) سکینج وغیرہ کی قوتیں تین سال تک باقی رہتی ہیں۔

عُصَارَات: (خُشک عُصَارَات) اُتاقا، حُضن (رُسوت) کُتھ وِیڑوان کی تَمینِی عَری صَنیات سَے کم ہوتی ہیں۔

سَلیاں اور اُپھول: بَغل بَغش، بَغل نِیلوفر، بَغل سُرُخ، بَغل کَاوِزباں، اُتھلا، اذُر، قُرقل، قُتاع، قُصیوم و غیرہ۔
 بَریک (بَچیاں) شُلا سَناہ کی، بَریک کَاوِزباں، سَاوِج ہندی، (تِیز پات)، پَریساوِشاں و غیرہ کی عَری تقریباً دو سال ہوتی ہیں۔

الِبانِ نِباتات: (رودودہ کی قَسم کی دواہیں) سَقمونیا، فَرغون، اَنیون و غیرہ کی عَری مُتعلف ہوتی ہیں سَقمونیا کی مِیں سال، فَرغون کی چالیس سال، اَنیون کی عمر پچاس سال تک ہوتی ہے۔ باقی دیگر اِلبان کی قوتیں تقریباً دس سال تک باقی رَہتی ہیں۔
ادھان (روغن) (روغن زیتون، روغن بِلسان، روغن بَیروزہ۔ ان مِیں سَے جو روغن ہارِ دَربِط ہیں وہ دو تین ہفتہ مِیں خراب ہو جاتے ہیں اور جو ہارِ دَربِط ہیں وہ ایک سال سَے دو سال تک بَگڑ جاتے ہیں لیکن روغن بِلسان کی قوت مدت مدِیک قائم رَہتی ہے اُن کَے مُتعلق یہ سَچی کُہا جاتا ہے کہ یہ جس فِدر پَرانا ہوتا ہے اُسی قَدر قوی اور بَہتر ہوتا ہے۔ اِس طَرح روغن زیتون، روغن کافور اور روغن اذُر کی قوت دو سال تک قائم رَہتی ہے۔

اُطھار: (بَچل) عُتاب، سَپتساں، آوِ سَمار، مازو، بادام، اُخروٹ، جافَل، الاچی، فَلَظ، اَلیلہ، بَلیلہ و غیرہ۔ اُن مِیں سَے جو دواہیں کَثیر الدَھن (روغنِی) ہوتی ہیں مثلاً اُخروٹ و بادام، چَلغوزہ، سَستہ و غیرہ۔ ان کی قوتیں ایک سال تک باقی رَہتی ہیں اور وہ سَچل جن مِیں روغنِی اِجزار کم ہوتے ہیں دو تین سال تک فاسِد نہیں ہوتے۔ سَپانی دار سَچل مثلاً سَیب، بَہی اُناہ کَچنَے کَے بعد لیک ماہ یا بِلدہ مِیں فاسِد و مُتلف ہو جاتے ہیں۔

بَیروزہ، (دَھم) مثلاً بادیاں، زَریہ، دَھم لاسَی، کَشنِیز، سَخم کَاہو، دَھم خُشخاش، کَعبہ، دَتل، دَھم خَیار، دَھم خَریزہ، دَھم تَرووز، دَھم کَودان مِیں سَے جن دَھاؤں مِیں روغنِی اِجزار کم ہوتے ہیں ان کی قوتیں دو تین سال تک باقی رَہتی ہیں اور جن مِیں روغنِی اِجزار زیادہ ہوتے ہیں اُن کی عَری ان سَے کم ہوتی ہیں۔

شاخیں، جڑیں، ڈاڑھیاں اور چھالیں: ان میں سے قسط، زراوند، درونج، زرد چوہ (ہلدی) دار چینی اور خربق کی قوتیں دس سال تک اور چوب چینی، زنبیل (سونٹھ)، زرنباد (زرکچور) زراوند، بہن، شتھقل وغیرہ میں گھن جلد لگ جاتا ہے اور ان کی قوتیں جلد ضعیف و باطل ہو جاتی ہیں۔ اس طرح درخت کی جڑوں اور ڈاڑھیوں کی عمریں تین سال تک باقی رہتی ہیں۔ مثلاً ریش، برگد، بیخ اوغر، بیخ کرش۔

ادویہ حیوانیہ: چربیاں، جانوروں کے پتے (زرہرہ)، انغزہ نیز یارہ وغیرہ۔
چربی کو جب مسکود کر لیا جاتا ہے۔ مینی نمک ملا کر خشک کر لیا جاتا ہے تو اس کی قوت ایک سال تک باقی رہتی ہے لیکن ایسی نمکین چربی کو مراہم میں استعمال نہیں کرایا جاتا۔
جانوروں کے پتوں کو اگر خشک کر لیا جائے تو اس کی قوت مدت دراز تک باقی رہتی ہے۔

انغزہ (نیر یاہ) کی قوت ایک سال سے دو سال تک رہتی ہے۔
جند بیدستر کی قوت دس سال تک قائم رہتی ہے اور خشک وغیرہ کی قوت اصول کلی کے مطابق اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک کہ ان کی خوشبو میں قائم رہتی ہیں۔
ادویہ کی عمریں جو اطباء نے بیان کی ہیں ان میں مختلف حالات کے مطابق اختلاف ہو سکتا ہے مینی ان کی عمریں چھوٹی اور بڑی ہو سکتی ہیں۔

ابدال ادویہ

بعض اوقات جب کہ کسی غرض کے کسی دوا کو ہم استعمال کرنا چاہتے ہیں تو کوئی مجبوری ایسی سامنے آتی ہے کہ اس کو استعمال نہیں کر سکتے۔ پس کسی دوا کو منسحب کرتے ہیں۔ اس قسم کی دوا جو دوسری دوا کی بلحاظ افعال و خواص قائم مقام بن سکے بدل کھلاتی ہے۔

بدل کی ضرورت عموماً اس وقت پیش آتی ہے کہ:
(۱) جب کوئی دوا قیمتی ہو اور غریب مریض اس کو برداشت نہ کر سکے۔
(۲) جب کوئی دوا نایاب ہو جائے۔

(۳) وہ دوا جو کم استعمال کرنا چاہتے ہیں اس میں مفرت کا کوئی پہلو ہوتا ہے۔
ابدال ادویہ کے اصول: کوئی دوا حقیقی منوں میں دوسری دوا کے تمام افعال و خواص میں بدل نہیں بن سکتی ورنہ دونوں دواؤں کی ترکیب اور صورت نوعیہ بھی ایک ہو جائے گی اسی بنا پر اکثر دوائیں بے بدل ہیں چنانچہ حکماء نے بعض ادویہ کے متعلق لکھا بھی ہے کہ وہ بے بدل یا معلوم البدل ہیں۔ مثلاً سونا، عود صلیب، تمباکو، بھنگ، سیروج، آئیں وغیرہ۔

(۴) یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ بے بدل دوائیں ایسی عجیب الخواص ہیں کہ ان کے کسی ایک خاصہ میں بھی کوئی دوسری دوا متحد نہیں، اس لیے کہ مذکورہ ادویہ میں سے کوئی دوا کبھی ایسی نہیں ہے کہ اس کے بعض خواص دوسری ادویہ میں مذکورہ دواؤں کا بدل قرار دی جاسکتی ہیں۔

(۵) بدل کے لیے یہ ضروری ہے کہ بدل اور اصل دوا کے مزاج میں یکسانیت ہو یا دونوں کے مزاج قریب تر ہوں۔ مثلاً اگر ایک دوا پہلے درجہ میں گرم خشک ہے تو اس کے بدل کا مزاج بھی اسی درجہ میں گرم و خشک ہونا چاہیے۔ لیکن اگر بدل کا مزاج اصل کے مزاج کے مقابلے میں زیادہ گرم و خشک ہے تو اس سے اس کی مقدار کم ہونی چاہیے یا اگر بدل مزاج اصل کے مزاج کے مقابلے میں گرم و خشک ہے تو اس کی مقدار زیادہ ہونی چاہیے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی دوا گرم و خشک ہے تو اس کا بدل سرد تر دوا کو قرار دیا جائے۔

(۶) یہ بھی ممکن ہے کہ حقیقی نوعیت کے مختلف ہونے کے باوجود ایک دوا دوسری دوا کی بدل ہو سکتی ہے۔ یعنی اگر کوئی دوا حیوانی ہے تو اس کے بدل کے طور پر نباتی دوا دی گئی ہے جیسے سنج رازی نے جندبیدستر کا بدل اس کے نصف وزن مرقع سیاہ کو قرار دیا ہے۔ اس طرح نباتی دوا کی بدل حیوانی دوا کی ہو سکتی ہے جیسے طراشیت (کھمبے کے شاہہ ہوتی ہے) اس کا بدل اس کے نصف وزن پوست بیضہ،

موجہ استعمال کرایا جاسکتا ہے۔

(۵) دوارک ایک قسم دوسری قسم کی بدل ہو سکتی ہے مثلاً ذکر یا رازی نے جالینوس کے قول کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ پودینہ کو سی کابل، پودینہ مہری ہے۔

(۶) کبھی بدل کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی نباتات کا مطلوبہ حصہ دستیاب نہیں ہوتا ہے تو اس کا دوسرا حصہ اس کے بدل میں استعمال کرا دیتے ہیں۔ مثلاً جب گل نیب دستیاب نہ ہو تو برگ نیب یا نیم کی چھال استعمال کراتے ہیں یا اسی طرح پر سیاؤش کابل بنفشتہ کو قرار دیا جاتا ہے۔

بہر حال ابدال ادویہ کے سلسلہ میں اصل دوار اور اس کے بدل کے درمیان موازنہ کرنا ضروری ہے کہ دونوں کے مزاج یکساں ہیں یا نہیں۔ پھر افعال و خواص میں اصل و بدل کی یکسانیت کہاں تک ہے اور دونوں دعائیں کن کن امراض میں ایک دوسرے کی بدل بن سکتی ہیں۔ نیز جب کسی دوار کا بدل منتخب کیا جائے تو اس کی وضاحت و مراحت بھی ہونی چاہیے کہ کن امراض میں غلاں دوار غلاں دوار کی بدل قرار دی جاسکتی ہے۔

انتخاب ابدال ادویہ میں جزو و فعال اور نوعیت عمل کو دیکھنا ضروری ہے

ہر دوار کے بدل کے انتخاب کے وقت یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اگر کوئی جزو و فعال چند ادویہ میں مشترک پایا جاسے اور اسی جزو و فعال کا عمل مقصود بالذات ہو تو گمان غالب ہے کہ وہ ساری دعائیں اس مقصد میں تجربے کے وقت ایک دوسرے کی بدل ثابت ہوں گی، مغز تخم کدوئے شیریں، مغز تخم تربوز، مغز تخم پیٹھ اور اکثر مغزیات میں چند اجزاء مشترک طور پر پائے جاتے ہیں اس لیے یہ ایک دوسرے کے قائم مقام بن سکتے ہیں۔

صدف اور مروارید کے اجزاء میں ایک خاص تناسب اور اتحاد ہے۔ لہذا صدف (سیپ) اور مروارید (موتی) ایک دوسرے کا بدل بن سکتے ہیں۔

اکثر کیلی دعائیں جو اپنے جوہر قابض سے عروق کو سکڑاتی ہیں اس عمل میں ایک دوسرے کے قائم مقام بن سکتی ہیں۔

اصلی اور آونما، جھولی اور بڑی الائچی، تخمین اور شیر خشت، انیسون اور بادشاہ، اور اسی قسم کی دوسری دعائیں ایک دوسرے کی بدل ہیں۔ اسی طرح وہ دعائیں بھی بدل بن

سکتی ہیں جن کے اجزاء و خال تو ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر ان کی نوعیت عمل تقریباً یکساں ہے۔

لیکن اس کے باوجود چونکہ ہر دوار کے مخصوص اجزاء کی ترکیبی ادویہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس لیے بعض اوقات یہی فرق برائیت کے مسئلہ میں وقت کا باعث ہوتا ہے۔

بدل سے توقعات محدود رکھے جائیں: مثلاً درمنہ خصوصیت کے ساتھ لمبے کیڑوں (حیات کیچڑوں) پر عمل کرتا ہے۔ درمنہ کا بدل مسختین یا سداب لکھا گیا ہے اس کے معنی جہیں ہیں کہ حیات پر جو خصوصی عمل درمنہ کا ہے ہمیں یہی عمل اسی شدت اور خصوصیت کے ساتھ اس کے بدل مسختین یا سداب کا بھی ہو گا۔

اسی طرح سرخس کا خصوصی عمل شکم کے کدو دانہ نامی کیڑوں پر ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہمیں یہی عمل اسی شدت اور خصوصیت کے ساتھ اس کے بدل کیکلہ کا بھی کدو دانہ پر ہو۔

حکیم ابو محمد بن زکریا رازی نے مقالہ فی ابدال ادویہ میں ذکر جس کا ترجمہ لٹریٹری ریسرچ پونٹ کھنوسی۔ سی۔ آر۔ آئی۔ یو۔ ایم وزارت صحت کھنوسیہ تلخ ہوا ہے) مثال کے طور پر چند ادویہ کے ابدال بیان کیے ہیں جن میں چند مشہور دواؤں کے ابدال حسب ذیل ہیں:

دوار	بدل	دوار	بدل
افستین	بیج ارمنی، اسادو، ملیہ زرد	ایرسا	ماذریون
اسطوخودوس	فراسیون	پرسیاوساں	بنفشہ
اشنہ	قرمانا	باداود	شاہترہ
اسادون	قرمانا	جندبیتر	فلفل
اشق	موم	جوزبوا	سنبلی الطیب
اہل	سلیخہ	جدوار	زرنبار
دارچینی	سلیخہ	زرنبار	شیطرح ہندی
افیترون	ترید	زعفران	سنبلی الطیب

دوار	بدل	دوار	بدل
دروخ	زرباد	دروخ	زرباد
دروخ لبان	دروخ زیتون	دروخ لبان	دروخ زیتون
دروخ گل	دروخ بنفشہ	دروخ گل	دروخ بنفشہ
الانچی خورد	کبابہ	الانچی خورد	کبابہ
نکچکنی	فلل	نکچکنی	فلل
سان الصافیر	منز اخروٹ	سان الصافیر	منز اخروٹ
سکینج	بہروزہ	سکینج	بہروزہ
سازج ہندی	سنبل الطیب	سازج ہندی	سنبل الطیب
سرو	انزروت مرغ	سرو	انزروت مرغ
سورنجان	برگ خاتمہ ازیق	سورنجان	برگ خاتمہ ازیق
مازو	جھاڑ کاسچل	مازو	جھاڑ کاسچل
ہلدی	مایران (انکھ کے لیے)	ہلدی	مایران (انکھ کے لیے)
فود (مبیطہ)	کبابہ	فود (مبیطہ)	کبابہ
فلطسوتہ	نارنگ	فلطسوتہ	نارنگ
فول (چچال)	مندل	فول (چچال)	مندل
قسط	عاقرقوا	قسط	عاقرقوا
بہروزہ	سکینج	بہروزہ	سکینج
شاطرچ (شاطرچہ)	سناریا بلیہ زرد	شاطرچ (شاطرچہ)	سناریا بلیہ زرد
شہدراج (دھم قنب)	برجیوش	شہدراج (دھم قنب)	برجیوش
ٹافیا	بالون	ٹافیا	بالون
خولجان	قرقہ القرضل	خولجان	قرقہ القرضل
بلادر	بندق	بلادر	بندق
بہمن	تودی	بہمن	تودی
دوار	بدل	دوار	بدل
زداوند طویل	زرباد	زداوند طویل	زرباد
برگ بلساں	عمود بلساں	برگ بلساں	عمود بلساں
حب انیل (کالادانی)	شحم الحنظل	حب انیل (کالادانی)	شحم الحنظل
حضر (صوت)	فول و مندل	حضر (صوت)	فول و مندل
کاسنج	بزر البنج	کاسنج	بزر البنج
نارنگ	زنجبیل اور سنبل الطیب	نارنگ	زنجبیل اور سنبل الطیب
سلیخہ	دارچینی	سلیخہ	دارچینی
سنبل الطیب	ازغر	سنبل الطیب	ازغر
سون	نرگس	سون	نرگس
عاقرقوا	دروخ	عاقرقوا	دروخ
عمود بلساں	پوست سلیمہ	عمود بلساں	پوست سلیمہ
فلل ایضی	زنجبیل	فلل ایضی	زنجبیل
فادانیہ	پوست اندیا ہمز الشرو	فادانیہ	پوست اندیا ہمز الشرو
فرسیون	سنبل یا سارون	فرسیون	سنبل یا سارون
صبر (ایوا)	رسوت	صبر (ایوا)	رسوت
قودانا	ازغریا محل	قودانا	ازغریا محل
شتاقل	بوزیدان	شتاقل	بوزیدان
شیلج	فود	شیلج	فود
تباک	قرنفل	تباک	قرنفل
خوبیہ سیاہ	کندش بخار قیرن	خوبیہ سیاہ	کندش بخار قیرن
عیار شنبہ	قریبڑبٹ الشوس	عیار شنبہ	قریبڑبٹ الشوس
زداوند طویل	زرباد	زداوند طویل	زرباد
خوبیہ	مازیرین	خوبیہ	مازیرین

دوار	بدل	دوار	بدل
برنجاسف	بابوند	مروارید	صدف
بادرنجبویہ	ابریشم	مُر	فلزل سیاه
جاو شیر	لبن التین (انجیر کا دھو)	عفص (ماند)	جھاؤ کا پھل
جدہ	شاخ سلینہ	فاریقون	ترید
دج	کون	ریوند	محل سرخ یا سنبل

مُضِر و مُصْلِح

بعض ادویہ کو کسی منفعت کے لیے کسی مرض میں استعمال کیا جاتا ہے تو ان میں منفعت کے علاوہ مُفَرَّت کا پہلو بھی ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اس دوار کی اصلاح ضروری ہے جس کی صورتیں حسب ذیل ہیں:

(۱) دوار کی اصلاح کے لیے اس کی کیفیت تبدیل کی جائے۔ مثلاً اس کو بریاں کیا جائے، سوختہ کیا جائے، مڑ کر کیا جائے، گرم یا ٹھنڈا کیا جائے۔

(۲) دوار کا طبیعتہ استعمال تبدیل کیا جائے۔ مثلاً ایک دوار براہ دہن کھلانے سے قے لاتی ہے اور معدہ میں کرب و بے چینی پیدا کرتی ہے مگر وہی دوار جب بدریہ حقنہ استعمال کی جاتی ہے تو ایسا نہیں ہوتا۔

(۳) دوار کے ساتھ کوئی خاص دوسرا دوار شامل کی جائے جو اس کی اصلاح کر دے اس قسم کی دوار کو مصلح کیا جائے۔

دواء مصلح: دوار اصلی کے ساتھ مل کر اس کے جزو موثر کی حدت کو جو ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے غفلت میں تبدیل کر دیتی ہے۔ مثلاً ایک دوار اگر زیادہ ترش ہو تو اس کے استعمال سے غشاء مخاطی میں قرح پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں اس کے ساتھ اگر پانی بڑی مقدار میں شامل کر دیا جائے یا لمبات (لماب صنع عربی یا کیترا) یا قند و شہد وغیرہ شامل کر دی جائے تو دوار ترش کی مُفَرَّت

منع ہو جاتی ہے۔

(۱) دواء مصلح: دوا اصل کے اس جزو مضر پر عمل کرتی ہے جو دوا کے جوہر فعال کے ساتھ پایا جاتا ہے اور جزو مضر کی ترکیب مزاجی جب ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا اثر بھی باطل ہو جاتا ہے اور اس سے جوہر فعال کی ترکیب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۲) دواء مصلح براہ راست دوا اصل کے جزو فعال پر اثر کرتی ہے مثلاً ایک دوا کا جزو فعال ضرورت سے زیادہ ترش ہوتا ہے۔ جب ایسی دوا کے ساتھ مناسب مقدار میں نمک یا کھار یا ملا یا جائے تو اس سے اس کی ترشی ٹوٹ کر حسبِ مناسبت کمزور ہو جاتی ہے لیکن اگر طبی ضرورت جزو ترش کے ساتھ وابستہ ہے اگر اس کے ساتھ نمک یا کھار کی بڑی مقدار شامل کر دی جائے تو ترشی قلعاً باطل ہو جائے گی اور غرض مطلوبہ فوت ہو جائے گی۔

بعض اوقات دوا مصلح نہ دوا کی حدت کو کم کرتی ہے اور نہ دوا کے مزاج میں استعمال و تغیر پیدا کرتی ہے بلکہ وہ بعض اعضاء پر مضر تاثیر کے معادل عمل کرتی ہے مثلاً تسکین درد کے لیے ایک مسکن درد، دوا استعمال کرنا مقصود ہے لیکن وہ دوا مسکن درد کے ساتھ مضبوط قلب بھی ہے۔ اس لیے ہم اس کے ساتھ ایسی دوا مصلح شامل کریں گے جو محک و مقوی ہو۔

اسی طرح بعض اوقات خون بند کرنے کے لیے یا کسی دیگر طوبت کے سیلان کو روکنے کے لیے دوا حابس کے استعمال کی ضرورت ہو اور وہ قابض ہونے کی بنا پر اس میں قبض پیدا کرے تو ایسی حالت میں دوا حابس کے ساتھ دوا ملین بھی شامل کر لی جاتی ہے جو دوا حابس و قابض کی مصلح ہوتی ہے اور قبض پیدا ہونے نہیں دیتی۔

تاخرین نے ہر دوا کے ساتھ ابدال کی طرح اس کے مفروض مصلح لکھنے کی بھی پابندی کی ہے لیکن اس سلسلے میں علمی حیثیت سے سخت غفلت برتی گئی ہے اور بہت سی دواؤں کے مفروضات کو نحو طور پر لکھا ہے۔ لیکن شیخ الرئیس ابو الحسن ابن سینا اور دیگر فاضل اطباء نے کتب ادویہ میں اس قسم کی بے احتیاطی اور غویت سے اعتناء اختیار فرمایا ہے۔ لہذا مفروض مصلح کے علم حصول کے لیے قدیم مستند طبی کتب ہی پر اعتنا و کیا جاسکتا ہے۔

علاج بالمفردات وعلاج بالمرکبات

مض ایک دوا استعمال کرائے جاتے تو اس قسم کے علاج کو علاج بالمفردات کہا جاتے گا اور اگر ایک سے زائد دوائیں بصورتِ جو شانہ، خبیانہ، عرقِ سفوف، معجون یا شربت وغیرہ کی صورت میں استعمال کرائی جائیں تو اس قسم کے علاج کو علاج بالمرکبات کہا جائے گا۔

علاج بالمفردات اس کے فضیلت سے: کسی مرض کے علاج کے لیے اگر ہم کسی معزود دوا کو اپنے مقصود کے لیے کافی و نشانی یا تنے ہیں تو اس پر ہم کسی مرکب دوا کو ترجیح نہیں دیتے بلکہ دوا مفرد ہی کو بہتر سمجھ کر اختیار کرتے ہیں (قرشی و شیخ) جس کو علاج بالمفردات کہا جاتا ہے یہ طبی اصول کے لحاظ سے افضل ہے۔

اگر کسی مجبوری یا ضرورت کی بنا پر ایک دوا سے کام نہ نکل سکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہے چند دواؤں سے ہی علاج کیا جائے۔ لیے لیے نسیوں کا لکھنا صرف غیر مستحسن بلکہ سخت عیب ہے جیسا کہ شیخ الرییس نے قانون میں لکھا ہے۔ یاد رہے کہ موجب و آژمودہ دوا (دوا مجرب) غیر آژمودہ سے بہتر اور کسی ایک غرض کے لیے کم دواؤں کا استعمال زیادہ دواؤں کے استعمال سے زیادہ بہتر ہے۔

علاج بالمرکبات کی ضرورت: شیخ الرییس نے القانون کی کتاب میں (قراہ دین) میں لکھا ہے۔ ”ہر مرض کے علاج میں خصوصاً امراضِ مرکبہ کے علاج میں ہمیشہ اس مقصد میں کامیابی ہو جائے تو ہم ہرگز دوا مفرد پر دوا مرکب کو ترجیح نہ دیں۔“

وہ ضروریات جو ترکیبِ ادویہ پر اطباء کو مجبور کرتے ہیں حسبِ ذیل ہیں:

(۱) دواؤں کی اصلاح کے لیے جس کی تفصیل مفروضہ صلیح کے بیان میں گزری ہے۔

(۲) مزہ ۵۔ جو اس رنگ و غیرہ کے اصلاح کے لیے: جب کسی دوا کا مزہ بُرا ہوتا ہے یا مغربِ الطبع نہیں ہوتا جیسے ابلی یا کسی دوا کی بُوبہ، اور خراب ہوتی ہے جیسے الماس، یا کسی دوا کی شکل و صورت و رنگت قابلِ نفرت ہوتی ہے۔

تو طبیعت اسے قبول نہیں کرتی اور نئے ہو جاتی ہے اور وہ دوار معدہ ہی سے خارج ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں ایسی چیزوں کے ملائے کی ضرورت پیش آتی ہے جو معدہ دوار کو خوش مزہ اور مدبو کو خوشبو میں تبدیل کر دے اور نیکل و صورت و رنگت وغیرہ کو کو بھی مرغوب الطبع بنا دے مثلاً شکر و شہد سے اکثر دواؤں کی جو بدل جاتی ہے اور دوار سے نفرت کے بہانے رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۳) دواء کی اصلاح کے لیے: شیخ الرئیس لکھتے ہیں: "بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مرکب حالات و امراض کے مقابلے کے لیے ہمیں ایک مرکب القوی دوار ملتی ہے، جس میں دو مختلف الخواص اجزاء پائے جاتے ہیں اس لیے وہ اپنے مختلف جواہر سے مرکب حالت میں دو تاثرات پیدا کر سکتی ہے لیکن اس کے ایک جزو کی تاثر ہماری ضرورت سے ضعیف ہوتی ہے اس لیے اس کے ساتھ ہم کوئی ایسی دوار ملا دیتے ہیں جس سے اس کی یہ تاثر قوی ہو جاتی ہے۔ مثلاً بابونہ ایک دوار مرکب القوی ہے جس میں تحلیل اور قبض کی دو تہیں پائی جاتی ہیں، لیکن تحلیل کی قوت زیادہ ہے اور قبض کی قوت کمزور۔ اس لیے اس کے ساتھ جب کوئی قابض جزو ملا دیتے ہیں تو اس کی قوت زیادہ ہو جاتی ہے۔

(۴) دواء کے اثر کو کم کر دینے کے لیے: شیخ الرئیس لکھتے ہیں۔ بعض اوقات ہمارے پاس ایک مسخن دوار ہوتی ہے لیکن ہمیں اس سے کم سخونت و حرارت کی ضرورت ہے۔ ایسی حالت میں ہمیں اس امر کی حاجت ہوتی ہے کہ ہم اس کے ساتھ کوئی ٹھنڈی دوار ملائیں، اسی مثال پر سہل، مدر، مرقی، لادع اور منقظ دوار کو قیاس کرنا چاہیے۔ (۵) دواء کو بطنی النفوذ بنانے کے لیے: امراض کے علاج میں جس طرح یہ ضرورت پیش آتی ہے کہ کسی دوار کی قوت نفاذہ کو بڑھایا جائے، اسی طرح یہ ضرورت بھی داخگیر ہوتی ہے کہ دوار کی قوت نفاذہ کو جو ضرورت سے زیادہ ہے کم کیا جائے تاکہ عضو مقصود تک اس کے اجزاء دیر میں سرایت کریں اور کم پہنچیں اس کو بطار نفوذ دوار کی قوت نفوذ کو سست کر دینا کہا جاتا ہے۔

علامہ نفیس نے بطار نفوذ کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) بطار ذاتی (۲) بطار عرضی۔

ابطاء ذاتی : سے مراد یہ ہے کہ دوسری دوار ملا کر براہ راست اصل دوار کی قوتِ نفوذ کو کم کر دیا جائے۔ جیسا کہ کسی سرے سے نفوذ دوار کے ساتھ کسی بطنی نفوذ دوار کے شامل کرنے سے ہوتا ہے۔ مثلاً سرکہ میں پانی ملا دینا، یا قیروٹی میں ادویہ کے ساتھ روغن کا شامل کر دینا جس کی وجہ سے قیروٹی دیر تک جسم پر قائم رہتی ہے اور سستی کے ساتھ جذب ہوتی ہے۔

ابطاء عرضی : سے مراد یہ ہے کہ دوسری دوار براہ راست اصل دوار میں کوئی اثر نہ کرے بلکہ بدن میں پہنچ کر کسی عضو میں وہ کوئی ایسا تغیر پیدا کرے یا اثر کرے جس سے اصل دوار کے عمل میں قدرے مزاحمت اور رکاوٹ پیدا ہو جس کی بنا پر اس کا جذب و نفوذ تیزی کے ساتھ نہ ہو سکے۔ مثلاً دوارِ مدر بول، دوارِ معرق کے عمل کو مست کر دیا کرتی ہے اور طبوبات کا امالہ بجاتے جلد کے اعضائے بول کی جانب کر دیتی ہے اس طرح معرق دوارِ مدر بول کے اثر کو مست کر دیتی ہے۔ اس طرح ادویہ مقبیہ اور سہلہ کی آمیزش سے قے دست آنے لگتے ہیں اور مدرات کا عمل کمزور ہو جاتا ہے۔

(۶) دواء کو سر بیع النفوذ بنانے کے لیے : بعض دعائیں بطنی نفوذ ہوتی ہیں۔ ایسی دواؤں کی قوتِ نفوذ کو حسبِ ضرورت بڑھانے کے لیے دوسری دوائیں شامل کی جاتی ہیں۔ اس قسم کی دواؤں کو بدرقہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً بعض دواؤں کو کسی روغن کے ساتھ ملا کر جلد پر لٹکایا جاتا ہے تو وہ روغن میں محلول ہو کر اس کے ساتھ جلد کے اندر جذب ہوتی ہیں۔ مثلاً افیون اور کافور روغنات میں حل ہو جاتے ہیں، اور اسی طرح شکر، نمکیات اور کھار پانی میں حل ہو جایا کرتے ہیں اس لیے ان کو اکثر پانی کے ساتھ ملا کر استعمال کرایا جاتا ہے۔

علامہ طراز الدین قریشی لکھتے ہیں : ”گاہ دوار بطنی النفوذ ہوتی ہے اس لیے اس کے ساتھ ایسی دوا ملائے کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے سر بیع النفوذ بنا دے جس کی دو صورتیں ہیں :

- (۱) دوسری دوار کی آمیزش سے اصل دوار کی قوتِ نفوذ عام طور پر بڑھ جائے۔
- (۲) دوسری دوار کے سبب سے کسی خاص عضو کی طرف اس کی قوتِ نفوذ تیز ہو جائے۔

یا کسی خاص معنوی طرف اس کا میلان بڑھ جائے۔ مثلاً دوا دویہ کے ساتھ ذرا ریح کا شمول (نفیس)

(۷) مرکبیت املیٰ کے علاج کے لیے: جب کہ بدن میں چند امراض جمع ہو جاتے ہیں اور ان کے تقاضے بھی مختلف ہوتے ہیں اور ہر مرض مختلف قسم کی دوا کا خواہاں ہوتا ہے اور کوئی دوا مفرد ایسی نہیں ملتی جو کل امراض کے لیے تنہا مفید ہو سکے۔ تو ایسی حالت میں ہر مرض کی حمایت سے نسخہ کو مرکب کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے مثلاً نزلہ اور بخار کے نسخے میں دونوں قسم کی دوائیں شامل کی جاتی ہیں۔

(۸) دواؤ کی حفاظت کے لیے: ایک اہل دوا کے ساتھ گاہے۔ دوسری دوا اس مقصد کے لیے شامل کرتے ہیں کہ وہ اصلی دوا کو فساد و تعفن سے پاک و محفوظ رکھے۔ مثلاً دواؤں کے قوام میں دواؤں کے ملانے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ مرثیہ لکھنڈ، حمیرہ اور شربت وغیرہ، علیٰ ہذا شک و سرکہ بھی دواؤں کو تعفن و فساد سے بچاتا ہے۔

(۹) اکثر بھی دواؤں کی مقدار خوراک اتنی مقدار ہوتی ہے مثلاً سرسوں یا خشخاش کے برابر اس مقدار قلیل کا مزید کم مقدار خوراکوں میں دشوار ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اس دوا کے ساتھ کوئی سادہ اور بے مرز چیز شامل کر دی جاتی ہے جس سے اس دوا کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور پھر اس دوا کو مزید قلیل خوراکوں میں تقسیم کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً ناشاستہ، شکر، پانی، شہد خالص کا قوام وغیرہ۔

(۱۰) دیگر املیٰ کے لیے: بعض اوقات ایک دوا کے ساتھ دوسری دوا مذکورہ بالا اغراض کے علاوہ کسی ایسی فرض کے لیے ملائی جاتی ہے جو مذکورہ بالا اغراض کے علاوہ ہوتی ہے۔ مثلاً:

(ا) ایک مرض میں متعدد دوا جارت: جب کہ مرض ایک ہو مگر اس کے قوانین متعدد ہوں مثلاً کسی عفونی بخار میں بخار کی دوا کے لیے ملین املہ کا شامل کرنا تاکہ آتیں صاف رہیں یا بخار کی دوا کے ساتھ موتقات یا مدرات بول وغیرہ کا شامل کرنا۔ مگر ان راستوں سے مواد کا استفادہ ہوتا رہے۔

(ب) ایک مرض کے متعدد دوا مرض: گاہے جب کہ مرض ایک ہو

مگر اس کے عوارضات متعدد ہوں اس لیے اصل مرض کی دوا کے ساتھ ان مختلف عوارض کی رعایت کے ساتھ مختلف دوائیں شامل کی جاتی ہیں۔

(رج) بعض اوقات دوا دے زیادہ اس لیے ملائی جاتی ہیں کہ ان کے باہم ملنے سے استعمال و تغیر ہوتا ہے اور کم و بیش عرصے کے بعد ایک نئی چیز پیدا ہوتی ہے جو مفید اور کارآمد ہوتی ہے۔ مثلاً مدہ میں بکثرت بخارات پیدا ہوتے ہیں جن کے سبب خوب ڈکاریں آتی ہیں۔

مُتَنَاقِضُ ادویہ اور تَنَاقِضُ

مُتَنَاقِضُ ادویہ : وہ دوائیں جو عروق کو سکیراتی پھیلاتی ہیں (تفتیح و قبض) یا جریان خون کو پیدا کرتی یا روکتی ہیں یا اسہال لاتی یا قبض پیدا کرتی ہیں یا برفی حرارت کو بڑھاتی یا کم کرتی ہیں یا حرکات قلب کو تیز کرتی یا سست کرتی ہیں تَنَاقِضُ ادویہ (یا ادویہ متضادہ) کہلاتی ہیں اور ان کے افعال جو ایک دوسرے کے متقابل اور متضاد ہوتے ہیں اصطلاحاً آثار متناقضہ کہلاتے ہیں۔ مثلاً حوصتہ یعنی ٹرش کے بارے علامہ نفیس نے شرح اسباب میں لکھا ہے کہ یہ بورقیت یعنی شوربت کی دشمن ہے پس یہ دونوں چیزیں باہم متضاد اور متناقض ہیں جو آپس میں مل کر اور ایک دوسرے کے مزاج کو بدل کر حدت کو توڑ دیا کرتی ہیں۔

تَنَاقِضُ : تَنَاقِضُ کی دو بڑی قسمیں ہیں :

۱) تَنَاقِضُ فعلی (۱) تَنَاقِضُ مزاجی۔
۲) تَنَاقِضُ فعلی کی مثالیں ابتداء میں دی جا چکی ہیں۔ مثلاً تفتیح و تکثیف، اسہال و قبض وغیرہ۔ اس قسم کی متناقض دوائیں متناقض فعلیہ کہلاتی ہیں۔
اس قسم کی دوا زیادہ دوائیں اگر ملائی گئیں اور دونوں کی قوت متساوی ہے تو کوئی عمل ظاہر نہ ہوگا اور اگر ایک دوا غالب اور دوسری مغلوب ہے تو غلبہ کے لحاظ سے دوا غالب کا اثر نمودار ہوگا۔

بعض اوقات دوا کے عمل کی شدت کو کم کرنے کے لیے ایک متضاد دوا ان کے ساتھ ملا دی جاتی ہے۔ مثلاً جمال گوٹہ جیسی شدید دوا مرہل کے ساتھ ملا دی جاتی ہے

جس سے حال گوڑی کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ یا مثلاً کسی دوا کی شدت حرارت یا برتو کو کم کرنے کے لیے اس کے متضاد دوا شامل کی جاتی ہے۔

(۲) تناقض مزاجی: وہ تناقض ہے جس کا دواؤں کی باہم آمیزش ترکیب میں لحاظ کیا جاتا ہے۔ اس کی پھر دو صورتیں ہیں:
(۱) تناقض صوری (۲) تناقض کیفی۔

(۱) تناقض صوری: سے مراد حقیقی تناقض ہے جس میں دواؤں کی آمیزش کے بعد ادویہ کی سابقہ ماہیت اور صورت نوعیہ تبدیل ہو جاتی ہے اور ایک نئی چیز بن جاتی ہے۔ یہ نئی چیز جو بنتی ہے بدنی تاثیر کے لحاظ سے مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت پیدا کرتی ہے۔

اول: یہ نئی چیز بدنی تاثیر کے لحاظ سے مفید اور کارآمد ہو۔

دوم: بدنی تاثیر کے لحاظ سے مضر ہو۔

سوم: بدنی تاثیر کے لحاظ سے نہ مضر نہ مفید۔

پس ظاہر ہے کہ پہلی صورت طبی مقصد کے لحاظ سے اختیار کی جاتی ہے۔ مثلاً بعض خامضات کا بدتریات کے ساتھ ملانا جس سے سمات پیدا ہوتے ہیں اور وہ معدہ میں پہنچ کر مضم اور اخراج ریاہ میں امداد کرتے ہیں لیکن دوسری اور تیسری صورتیں قطعاً ممنوع ہیں۔

تناقض صوری کے بعد دو صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ جو نئی چیز بنتی ہے وہ صاف طور پر نظر آتی ہے۔ مثلاً سوب کا پیدا ہونا، یا سمات کا اٹھنا یا پھر تناقض صوری کے بعد جو تبدیلی واقع ہوتی ہے وہ نمایاں نہیں ہوتی اور نہ محسوس ہوتی ہے۔ پہلی صورت کو تناقض جلی اور دوسری صورت کو تناقض غشی کہا جاتا ہے۔

دب) تناقض کیفی: اس میں دواؤں کی آمیزش کے بعد کوئی حقیقی استحالہ نہیں ہوتا یعنی دونوں چیزوں کے ساتھ مزاج نہیں ٹوٹتے بلکہ یا تو دونوں میں باہم ملنے کی صلاحیت ہوتی ہے جیسا کہ تیل اور پانی۔ یا پھر آمیزش کے بعد دوسری معلول چیز غیر معلول شکل اختیار کر لیتی ہے۔ مثلاً اصل السوس معلول میں اگر ترشی ملا دی جائے تو اس کا صاف مکدر ہو جاتا ہے اور اس کا جوہر اسب ہو جاتا ہے، طبائیر، رال،

راکھ وغیرہ جیسی غیر متحمل چیزوں کی آمیزش تناقض کیفی میں شامل ہے۔

ادویہ کی ترکیب و آمیزش

شیخ الرئیس کتاب نانہ القانون، احکام مازجت کے تحت لکھتے ہیں: گاہے آمیزش کی وجہ سے بعض دواؤں کے افعال قوی ہو جاتے ہیں اور گاہے آمیزش کے بعد اور گاہے آمیزش کی وجہ سے ان کی مضرت کی اصلاح ہو جاتی ہے۔
پھر کتاب نانہ القانون فصل کیفیت ترکیب میں لکھتے ہیں: ادویہ کی بعض ترکیب سے بھلائی کی جگہ برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض ترکیب سے ادویہ کا اثر اور ان کا عمل قوی ہو جاتا ہے۔

فعل کے قوی ہو جانے کے مثال: شیخ نے چند مثالیں بیان کی

ہیں:

(۱) یہ کہ کسی دوا میں قوت مسہل ہو لیکن وہ دوا معین کی اس لیے محتاج ہو کہ اس کے جوہر میں طبعاً کوئی قوی جزو معین موجود نہ ہو۔ ایسی دوا کے ساتھ جب دوا معین ملا دی جاتی ہے تو اس کا عمل قوی ہو جاتا ہے۔ مثلاً ترب جس میں گو قوت مسہل پائی جاتی ہے مگر یہ ضعیف الحدہ ہوتی ہے۔ اس لیے یہ شدید تحلیل پر قادر نہیں ہوتی لیکن جب اس کے ساتھ زخمیل ملا دی جاتی ہے تو یہ اپنی حدت سے بڑی مقدار میں لیسدار بارود اور زجاجی خلط کو دستوں کی راہ خارج کر دیتی ہے اور اس سے اس کی قوت اہمال کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔

(۲) انہی میں ایک سست مسہل ہے لیکن اس کے ساتھ غلظ جیسی ملطف دوا ملا دی جاتی ہے تو سرعت کے ساتھ دست آنے لگتے ہیں۔ کیوں کہ غلظ اپنی قوت تحلیل سے انہی میں کی امانت کرتی ہے۔

(۳) زراوند میں قوت قابضہ اگر چہ قوی ہوتی ہے لیکن اس کے اندر قوت قابضہ کے ساتھ قوت منقرضہ بھی ہے جس سے اس کا فعل قبض کمزور ہو جاتا ہے پس جب اس کے ساتھ گل امبی شامل کر دی جاتی ہے تو اس کی قوت قابضہ شدید و قوی ہو جاتی ہے۔
بطلان فعل کے مثال: بعض ادویہ کے افعال آمیزش کے بعد باطل ہو جاتے

ہیں۔ مثلاً بنفٹہ اور ہلیہ باہم ملا کر استعمال کرائیں تو دونوں کا فعل باطل ہو جائے گا اس لیے کہ بنفٹہ باطلیہ طبع میں ہے۔ یعنی بنفٹہ مادہ کو نرم کر کے حرارت لاتا ہے اور ہلیہ سہل بالعصر و التکلیف ہے۔ یعنی مادہ کو پھوڑ کر اور سیٹ کر دیتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں اگر ایک ساتھ وارو بدن ہوگی تو دونوں کا عمل باطل ہو جائے گا اور اگر پہلے ہلیہ اور اس کے بعد بنفٹہ استعمال کرایا گیا تو بھی کسی ایک کا عمل ظاہر نہ ہوگا لیکن اگر پہلے بنفٹہ استعمال کرایا گیا جس نے مادہ کو نرم کر دیا اور اس کے بعد ہلیہ استعمال کرایا گیا جس نے پھوڑنے کا عمل کیا تو فعل قوی تر ہو جائے گا۔

اصلاح فعل کی مثال: اصلاح فعل کی مثال اس طرح دی گئی ہے کہ مثلاً صبر کثیر اور مقل کو باہم ملا کر استعمال کرایا جائے۔ اس لیے کہ صبر سہل ہے اور آنتوں کا تنقیہ کرتا ہے لیکن ساتھ ہی آنتوں میں سمج و خراش پیدا کر دیتا ہے اور رگوں کے منہ کھول دیتا ہے۔ جریان خون عارض ہو جاتا ہے لیکن کثیر امنی دلیس پیدا کرنے والا اور مقل قابض ہے۔ پس جب کہ صبر اولیٰ اس کے ساتھ کثیر اور مقل کو ملا دیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں صبر سے جو خراش امعاء میں پیدا ہوتی ہے اُسے کثیر اپنے بے سرکے ذریعہ چکنا کر دیتا ہے اور مقل رگوں کے منہ کو قوی کر دیتا ہے جس سے وہ کھل نہیں پاتے اور جریان خون پیدا نہیں ہو پاتا اور اس طرح صبر کی مقصد دفع ہو جاتی ہے۔ ترکیب ادویہ کا فائدہ ۵: ادویہ کو باہم ترکیب دینے کے بعد بعض ایسے مفید آثار و قویٰ ظاہر ہوتے ہیں جو مفردات میں نہیں پائے جاتے۔ اس حقیقت کو شیخ نے اس طرح بیان کیا ہے:

”یہ واضح رہے کہ تریاق جیسی بعض مفید دواؤں کے کچھ افعال و خواص ان کے اجزاء کے لحاظ سے ہوتے ہیں اور کچھ افعال و خواص ان کی صورتِ نوعیہ کے سبب سے ہوتے ہیں جو مرکب میں ترکیب و آمیزش کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اسی صورتِ نوعیہ کے حصول کے لیے ایک مدت تک تریاق کے اجزاء کو غیر کیا جاتا ہے تاکہ اس جدید مزاج کی وجہ سے تریاق کے اجزاء میں نئے آثار و قویٰ پیدا ہو جائیں جو بعض اوقات مفرد اجزاء کے آثار و قویٰ سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔“

اقسامِ آدویہ بلحاظ افعالِ خواہ

انتحال (برکھا جانے والی) وہ دوار ہے جس میں زخم لگاتے اور اعضا کو کھاجاتے کی قوت ہو، مثلاً چونا، زنگار، مردار سنگ وغیرہ۔

جانشاہ : مادہ کو کھینچنے والی، وہ دوار ہے جو اپنے مقام کی طرف جہاں وہ لگائی جائے عروق پھیلا کر مادہ کو کھینچ لائے۔ مثلاً جندبیدستر، انپڑا، لہسن، خردل وغیرہ۔

جالی : (جلا بخشنے والی) اور صاف کرنے والی، وہ دوار ہے جو مسامات بدن سے بلغم، میل، کچیل اور لیسدار رطوبات کو حل کر کے صاف کر دے۔ مثلاً شہد، شک، اہل، خردل، لہسن، کلونجی، عاقر قرحا، بادور، ہڑتال وغیرہ۔

حاجب دم : وہ دوار ہے جو قوتِ قابضہ اور خشکی کی وجہ سے عروق میں تنگی کر کے یا خون میں قوتِ انجماد بڑھا کر یا جریانِ خون کو روک دیتی ہے۔ مثلاً پٹھری، سفیدی بیضہ، کھربا، سنگ جراثیم، گيرو، دم الاخوين، صدف، سوختہ، ماند، سنبر، پوست خشناس، مقل، افیون، خبث، الحديد، نیچ انجمار، تخم بارتنگ، مرکباتِ فولاد وغیرہ۔

حالیق : (ملاق) بال مونڈنے والی وہ دوار ہے جو بالوں کی جڑ کو کمزور کر کے ان کو گرا دیتی ہے۔ مثلاً چونہ، سفیدہ، ہڑتال وغیرہ۔

حکاک : رخاؤ پیدا کرنے والی دوار، وہ دوار ہے جس کے اجزاء جذب ہو کر اعصاب کے سروں میں مخصوص تحریک اور دفعہ پیدا کرتے ہیں مثلاً کلا کیڑے کا دواں، ناگ بھینی کا دواں وغیرہ۔

خاتم : (رگھڑ جانے والی) زخم کی رطوبتوں کو خشک اور منجمد کر کے ٹھنڈا جاتی ہے۔ مثلاً طوطیا، صدف، سوختہ، ایلوا وغیرہ۔

دافع تشنج : تشنج کو دور کرنے والی دوار ہے جو اعصاب یا مرکز اعصاب کی قوتِ انقباض کو کم کر کے اعصاب کی تشنجی کیفیات کو دور کر دیتی ہے۔ مثلاً برگ بیرنج، عود صلیب، حلیت، چھوٹی چندن، افیون، جندبیدستر، سنبل الطیب، قسطا،

کاسٹیل، سداب وغیرہ۔

دافع تعفن: (عفونت کو دور کرنے والی) وہ دوا ہے جو مواد تعفن کی ترکیب کو بدل کر یا اجسام خبیثہ کو ہلاک کر کے یا ان کی زمین کاشت کا مزاج تبدیل کر کے یا کسی اور طریقہ پر عمل کر تعفن کو روک دیتی ہے۔ مثلاً پارہ، رسکپور، زنگار، دارچینا، طویلا، برگ میم، گل نیم، ست پودینہ، گلاب، کافور، زہر مہر وغیرہ۔

دافع حُمّی: (سہما کو دفع کرنے والی) وہ دوا ہے جو بدن کی اعتدال سے زیادہ بڑھی ہوئی حرارت کو کم کر دیتی ہے۔

رادع: (مواد لوٹانے والی) وہ دوا ہے جو اپنی قوتِ قابضہ سے عروق کو سکڑ کر کم کر دیتی ہے جس سے مواد کا نفوذ و شوار ہو جاتا ہے۔ تمام قابض عروق اور حاس دم و دوائیں رادع ہوتی ہیں۔ مثلاً گل ارمنی، گل لسانی، گیر و سنگجاحت، کتھ، عطی، خبازی، ساق، بازنگ، پوست خنخاش، مکور، دم الاغین، زہر مہر وغیرہ۔

مستحی: (زہریلی) وہ دوا ہے جو بدنِ انسانی میں غیر معمولی مغز پیدا کرے اور جس کی افراط سے موت واقع ہو جائے۔ مثلاً سم الغار، بھڑتال، دارچینا، سیندھ، کپلہ، انیون، رسکپور، زنگار، دھتورہ، شنگوف، پارہ، بیش، جمال گوڑ۔

عاصم: (بچھڑنے والی) وہ دوا ہے جس میں اعضاء کو سکڑنے کی طاقت اس قدر ہو کہ اس کے اثر سے اعضاء کی خلاؤں کی رطوبات نچوکر خارج ہو جائیں۔ تمام مہر اور یہ قابض بھی ہوتی ہیں مثلاً بلبلہ، آملہ، پوست انار وغیرہ۔

عُتّال: (دھونے والی) وہ دوا ہے جو اپنی سیلانی تاثیر یا قوتِ جلا کے باعث مادہ انداس کے اجزاء کو حل کر کے اعضاء سے دھو ڈالتی ہے (عتال اور جالی دونوں باہم متقارب ہیں) مثلاً مارا عمل، آتش جو وغیرہ وغیرہ۔

قابض: (رگوں کو سکڑنے والی) دوائیں ہیں جو حاس دم، رادع، عامر ہوتی ہیں۔

قابض امعاء: (آنتوں میں قبض پیدا کرنے والی) وہ دوا ہے جو اسما کی حرکت و قوّت کو سست اور ان کی رطوبات کو کم کر دیتی ہے۔ مثلاً بیلگری، منج، انجار، حبّ الاس، زنگ، دانہ الاچھی، مصطکی، پوست خنخاش، تخم ریحان، کشتہ فولاد، خبث المعدی، سنگجاحت،

گیرو، پوست گوں زہر مہر، پٹکری، ماند، گل مٹوم، پوست ترنج، سماق، دوجی وغیرہ۔
قاتل دیدان امعاء: رانتوں کے کیڑوں کو ہلاک کرنے والی، اس قسم کی
دواؤں کی قسمیں حسب ذیل ہیں:

قاتل حیات: وہ دوا جو کینچڑوں کو ہلاک کرتی ہے۔ مثلاً پوست نیم، برگ
نیم، بیج بکائن وغیرہ۔

قاتل حبب الفراع: وہ دوا جو کدو دانوں کو ہلاک کرتی ہے مثلاً سرخس،
بکائن، بکلیہ، حبشہ، ناخواہ، باوڑنگ۔

قاتل دودا الخل: وہ دوا جو جنڈیوں کو ہلاک کرتی ہے مثلاً درمنہ، برگ آڑو،
منکطر اشبع، رداخل استمال، اور روغن بیدانجیر، روغن تاربین، آب نمک طعام،
جوشانہ، منکطر اشبع، خارجی استمال بذریعہ حقنہ۔

قاسشو: (رحیلکے اتارنے والی) وہ دوا ہے جو اپنی قوت طہار کے باعث جلد کے
فاسد اجزاء کو خارج کر دیتی ہے مثلاً زراوند، کھدسیاہ، قسط کیکیج وغیرہ۔

قاطع باہا: وہ دوا جو قوت باہ کو کم کرتی یا ختم کر دیتی ہے۔ سیروج، ٹھوکران کاہو،
کافور، مسندل، خرفہ، کلمتی، جھوٹی چندن، طباشیر وغیرہ۔

کاسوس ریاح: ریاح کو توڑنے والی اور خارج کرنے والی وہ دوا ہے جو معدہ
و امعاء کے اعمال ہضم کو تیز کر کے ریاح کو توڑتی اور خارج کرتی ہے۔ مثلاً بینگ، پودینہ،
ادرک، زرخبیل، نمک سیاہ، درونج، عقری، مقل، سہاگ، ست پودینہ، اکلوجی،

کادوی ر جلا دینے والی) وہ دوا ہے جو جلد یا غشاء جلا کر داغ دیتی ہے یا اس کو تباہ
کر دیتی ہے۔ مثلاً تیزاب، گندھک، تیزاب نمک، تیزاب شورہ، طویلیا۔

لاذغ: (ریح) وہ دوا ہے جو جلد یا غشاء میں سوزش پیدا کرتی ہے۔ حمام
ممرات، مہرست اور منفعات، لاذغ ہوتی ہیں جن کی تشریح ان کے تحت بیان
کی گئی ہے۔

قاطع عراق: (پسینہ روکنے والی) وہ دوا ہے جو پسینہ کی گلیٹیوں پر یا ان کے
اعصاب پر اثر کر کے پسینہ کی پیدائش کو کم کرتی یا اسات جلد کو بند کر کے اخراج کو کم یا بند
کرتی ہے مثلاً سیروج، کپلہ، شیلیم، غاریقون، ہرہ وغیرہ۔

مانعِ نوبت : (نہار کی باری روکنے والی) وہ دوار جو مادہ مرض کے عمل کو قطعی طور پر مشکل یا قطعی طور پر باطل کر کے نہار کی باری کو روکتی ہے۔ مثلاً سہماں لگانا، کرنچہ، برگ تلمی، پھٹکری، خاکسی، اکلورینیم وغیرہ۔

مَصَبِّحُ خَرُ: درخیز پیدا کرنے والی دوار) وہ دوار ہے جو معنم کو بگاڑ کر فاسد بخارات اور فاسد مواد پیدا کر دیتی ہے جس سے بدن کا قراح بگڑ جاتا ہے اور بعض اوقات اُس سے خفیف حرارت بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہ ادویہ مولدِ ریاہ بھی ہوتی ہے۔

مَصْبُور: (ٹھنڈی) وہ دوار ہے جو مقامی یا عمومی طور پر عروق کو تنگ کر کے یا بدنی تغیرات و استمالات میں رکاوٹ پیدا کر کے تولیدِ حرارت کو کم کر دیتی ہے یا کسی طریقہ سے منیہاں حرارت کو تیز کر کے تولیدِ حرارت کو اعتدال سے گرا دیتی ہے مثلاً قابض عروق، حابس دم اور اکثر مخدّر دوائیں باندھتی ہیں۔

مَجْجِف: (خشک کرنے والی) وہ دوار ہے جو عروق کو سکڑ کر رطوبات کے ترشح کو کم کر دے یا اپنی بیوست کی وجہ سے رطوبات کو چس لے جس سے کسی عضو کے رطوبت خشک ہو جائیں۔ مثلاً زخم کی رطوبت خشک ہو جائے جو اس کے اندر مال میں رکاوٹ کا باعث ہو مثلاً حب الاس، پرسیا و نشان، قسط، زیرہ، مکوہ، صلاب، شکامی، عود صلیب، مازو، رتن جوت، پوست انداز، صدف سوختہ، گل محتوم، گل ارمنی، خبث الحمید، بنج مرجان سوختہ، کوئلہ وغیرہ۔

مَجْمُود (جمانے والی) وہ دوار ہے جو اپنے مخصوص عمل سے کسی رقیق رطوبت کے اجزاء کو غلیظ و منجمد بناتی ہے مثلاً پھٹکری، اگیرو، سنگجراحت، منج عربی، کتیا، کھرباز، صدف، مرارید، بروت وغیرہ۔

مَحْرُک اعصاب: وہ دوار جو اعصاب میں ہیمان پیدا کرتی ہے اور ان کے فعل میں تیزی جیتی پیدا کرتی ہے۔ مثلاً کپلہ، مُشک، ہیننگ، ہسبل الطیب، سم الفار وغیرہ۔

مَحْرُک دماغ: وہ دوار ہے جو دماغ میں جوش و ہیمان پیدا کرتی ہے اور دماغی افعال کو تیز کر دیتی ہے۔ مثلاً چائے، قہوہ، شراب، بھنگ وغیرہ۔

مَحْرُک دَولانِ خُون: وہ دوار ہے جو عروق و مویہ میں خون کی آمد و رفت

کو تیز کر دیتی ہے۔ مثلاً چائے، شراب، کچلا، جواہر مرہ، کافور، سنبل، الطیب وغیرہ۔
مُحَلِّل دِہام : وہ دوا ہے جو درم کو تحلیل کرتی ہے۔ مثلاً بیج کاسنی، آستین،
 تنخم کتاب، برگ کور، تلسی، زروفا خشک، کشنیز، دار بلدرائی، قتل، کنوٹ،
 مسقر مارسی وغیرہ۔

مُبْتَلَو : وہ دوا ہے جو شور پیدا کرتی ہے مثالیں محرم، کذیل میں درج
 کی گئی ہیں۔

مُحْتَص : وہ دوا ہے جو طبعی عروق کو پھیلا کر خون کی آمد کو جلد کی جانب بڑھاتی
 ہے اور جلد کے رنگ کو سرخ کر دیتی ہے مثلاً غزل، چاول منگری، حن یوسف، تھوڑا
 پیاز، کباب چینی، قرفعل، روغن جمال گوڑ، روغن اکلیل، الملک وغیرہ۔

مُحْتَدِر : (سُن کر دینے والی) وہ دوا ہے جو اعصابِ حسیہ میں ضعف
 پیدا کر کے حس کو کمزور کر دیتی ہے۔ مثلاً انیون، سیرنج، بیش، بھنگ، پوستِ شمشاد،
 تنخم کا ہو وغیرہ۔

مُخْرِج جنین و مشیمہ : وہ دوا ہے جو رحم سے جنین اور مشیمہ کو خارج
 کرتی ہے۔ اس قسم کی دوائیں درجِ حین بھی جوتی ہیں۔ مثلاً پوستِ اقلاس، اہل، رعاؤ،
 پر سیاؤ شان، سرخس، جند بیدستر، اندرائن وغیرہ اور تمام قوی مسہلات و درات
 بول و حین۔

مُخْرِج دیدانِ امعاء : وہ دوا ہے جو کپڑوں کو ہلاک نہیں کرتی بلکہ
 اسار سے خارج کر دیتی ہے مثلاً روغن بید اسجیر، سقمونیا، کیلہ، پلاس پا پڑہ، عصارہ
 ریوند وغیرہ۔

مُحْتَسِن : (سُح کو کھرا کر دینے والی) وہ دوا ہے کہ جس میں قوتِ جلا
 و لذع پائی جاتی ہے جس کے سبب سے یہ سُلح میں ورم و استلار پیدا کر دیتی ہے مثلاً غزل،
 بھلا فواں وغیرہ۔ یا اس میں قوتِ قبض ہوتی ہے۔ مثلاً کادیات و قحرات۔

مَد دِبول : وہ دوا جو بول کی مقدار کو بڑھاتی ہے۔ مَدِّراتِ بول کی نوعیت
 عمل کا بیان کتابِ لہذا کے ابتدائی جزو میں گذر چکا ہے۔ مثلاً تنخم خربزہ، تنخم خیالین، تنخم کاسنی،
 بیج بادیان، پر سیاؤ شان، غاف، خار خشک، تنخم کنوٹ، تنخم فضا جاتے وغیرہ۔

مدار حبض : وہ دوار جو خونِ حبض جاری کرتی ہے یا خونِ حبض کی مقدار بڑھاتی ہے (نوعیتِ عمل کتابِ لہذا کے ابتدائی صفحات میں دیکھیں، خلا، اہل، بادیا، اسپند، حب، بسان، حب، قلم، حب، القلت، ریوند چینی، اکلیل، الملک، تخم کثوث، خار خشک، پر سیاہوشان، جدوار، عاقر قرحا، غاف، فارغیون، گل ٹیسو، کرض، بیہ، سالد وغیرہ۔

مدار حلب دھن : وہ دوار ہے جو عاقل دھن کی مقدار بڑھاتی ہے مثلاً موتی، ریوند، عاقر قرحا، تباکو، سونٹھ، اودریشیاں وغیرہ۔
مدار تل : وہ دوار جو زخم کو بھرتی یا خشک کرتی ہے مثلاً دم الاغین، سنگبورا، بہرہ، رال وغیرہ۔

مدار صحتی : (ڈوھیلا کرنے والی وہ دوار جو اعضا پر ضار کرنے سے اعضا کو ملائم اور ان کی ساخت کو ڈوھیلا کرتی ہے مثلاً تخم کتاں کو فستہ، روغن بادام، موم، روغن زیتون، چربی۔

مدار مسکن : (چکنا کرنے والی) وہ دوار ہے جو سطحِ جلد یا عشاءِ مخاوی پر لگانے سے چکناہٹ پیدا کرتی ہے۔ مثلاً بہدان، سپستان، تخم کتاں، صمغ عربی، کتیر، تخم ریمان، بیلگری، اسپنول، روغن بادام شیریں، روغن گل وغیرہ۔

مدار مسکن الم : وہ دوار جو درد کو تسکین دیتی ہے مثلاً تخم کاہو، پوست خشخاش، تخم خشخاش، اجوائن غراسانی، تخم کتاں، سورنجان، اُمیون، امیون وغیرہ۔

مدار مسکن اعصاب و دماغ : وہ دوار جو اعصاب و دماغ کے ہیجان کو کم کر کے تسکین دیتی ہے۔ مثلاً جھوٹی چندن، پوست خشخاش، افیون، سیبرون وغیرہ۔ نیز مقدرات و مسکنات درد۔

مدار مسکن تنفس : وہ دوار جو اعضائے تنفس کے ہیجان و لذت میں سکون دیتی اور تنفس کو تسکین دیتی ہے مثلاً تخم کاہو، تخم خشخاش، کشتہ قرن الاہل، کشتہ ابرک، افیون وغیرہ۔

مدار مسکن حرارت : وہ دوار ہے جو حرارت کو تسکین دیتی ہے مثلاً آب برف، آب انار شیریں، آب زلال، آلو ہمارا، آب سنبلہ، آب لیون، شیرہ، تخم کاہو

شیرہ تخم خیارین، شیرہ تخم خرد سیاہ، شیرہ تخم کاسنی، عرق کلاب، عرق بیدنگ،
عقاب، ہیداز، تخم بھمان، عرق بیدنگ وغیرہ۔

مسکن قلب: وہ دوا جو قلبی اختلاج کی صورت میں تسکین دیتی ہے مثلاً
یا قوت معلول، مشک، عنبر، زعفران، کشتہ طلا وغیرہ۔

مستحی: وہ دوا جو بدنی حرارت میں اضافہ کر دیتی ہے۔ مثلاً چائے، کوفہ،
عنبر، فلفل، کپلہ، مشک، عنبر، شراب وغیرہ۔

مستمن بدن: وہ دوا جو بدن کو فرو کرتی ہے مثلاً چھوہارہ، خنز چلوڑ،
پستہ، چروغی، کعبہ، تودری، بہین، دودھ، دہی وغیرہ۔

مسهل: وہ دوا ہے جو دست لاتی ہے۔ حسب قوت عمل مسهل کے
مدارج حسب ذیل ہیں:

(۱) ملکیات: بہت ہی کمزور مسهلات مثلاً شیر خشت، مویز منٹی، مقل، ہمرندہ،
آوہنار، انجیر، تربجین، روغن زیتون وغیرہ۔

(۲) معمولی مسهلات: مثلاً سنارکی، مسبریند، کیلہ، سورنجان وغیرہ۔

(۳) مسهلات قویہ (مسهلات ماتیہ) وہ ادویہ جن کے استعمال سے پانی جیسے
چٹے دست بکثرت آتے ہیں۔ مثلاً جمال گوڑ، سقمونیا، حب النیل، تخم حنظل،
ترید، خرق سیاہ وغیرہ۔

مسهلات کی قسمیں باعتبار اخلاط:

مسهل بلغم: وہ دوا جو بلغم کو دستوں کی راہ خارج کرتی ہے، مثلاً سنارکی،
سورنجان، ترید، تخم حنظل، شکامی، قط، غاریقون، مقل وغیرہ۔

مسهل سوداء: وہ دوا جو سودا کو دستوں کی راہ خارج کرتی ہے مثلاً
منز جمال گوڑ، تخم حنظل، اقلتیون ولایتی، ترید، ہلیلہ سیاہ، خرق سیاہ، پیڑا وغیرہ۔

مسهل صفراء: وہ دوا جو صفرا کو دستوں کی راہ خارج کرتی ہے مثلاً سقمونیا،
مہرزد، تربجین، شیر خشت، سنارکی، شاترو وغیرہ۔

مشرقی: وہ دوا ہے جو بھوک (اشتہار) بڑھاتی ہے۔ مثلاً لیموں، الائچی

سرکہ، زیرہ، بادیان وغیرہ۔

مصنوعِ خون : وہ دوا ہے جو خون میں مناسب تیزات پیدا کر کے موادِ فاسدہ کو بدن سے خارج کرنے کے قابل بنادیتی ہے جس سے خون پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اس کی نوعیت محل کتاب انہا میں بیان کی جاچکی ہے۔ مثلاً عتاب، مٹلی، نگندہ باری، بریڈنڈی، سرسچو، مکہ، نیل کھٹی، برگ حنا، گل نیم، صندل سفید، صندل سرخ، طلیہ سیاہ، مشبہ مغربی، بابچی، چاول منگری۔

مُحَلِّی : وہ دوا جو اخلاط کو اعتدال پر لاتی ہے صدمات میں سے بعض دوائیں مصیبات ہیں اور بعض منقبضات میں شامل ہیں۔

مُحَوِّق : وہ دوا جو پسینہ لاتی ہے۔ مثلاً چائے، شہدہ قلمی، خاکسی، لہسن، مولی، بیٹس ماقرقوا، تباکو، کافور، کرمس وغیرہ۔

مُحَلِّط : وہ دوا جو چھینک لاتی ہے مثلاً نکچکنی، تباکو، کنڈش، برگ تبت، جند بیستر، وغیرہ

مُغَلِّی : غذا پر ہفتے وال اور بدن کا تغیر کرنے والی ادویہ غذائیں واذغیہ واسبہ مثلاً خضر بادام شیریں، خضر تخم کدو، شیریں، انجیر، شہد، توتھین، موین، منقہ کشش، نشاستہ، گھی، گھمن، انڈا وغیرہ۔

مُغَلِّط مَبْنِی : وہ دوا جو مٹی کو غلیظ کرتی ہے اس قسم کی دوائیں مکین و مخدر بھی ہوتی ہیں مثلاً سنگسٹکھاٹا، اشتقاقل معری، موصل سفید، موصل سیاہ، ستا اور، تخم کاہو، تخم خشنائش، پوست خشنائش، جھوٹی چندن، سلاجیت، کشتہ نقرہ، کشتہ قلمی،

مُغَلِّط حَصَا : سنگ گردہ و شانہ توڑنے والی دوا مثلاً جواہر لہو، شہدہ قلمی، مغرب سوختہ، حب القلت، جواکھار، نیزمدات بول۔

مُفَتِّح : وہ دوا جو عروق کو مستعد سے پاک کر کے ان کو کھول دیتی ہے ایسی دوائیں یا عروق کو کشادہ کرتی ہیں (مفتح عروق) یا غلیظ مواد کو حل کر کے رقیق و سیال بنادیتی ہیں (رجالی و محلل) جس سے بند عروق اور نایاں کھل جاتی ہیں مثلاً اسطوخودوس، فستین، انیسون، برہماسف، سداب، سفیل الطیب،

چائے، تخم خربزہ، سدہ بنجان، تخم کاسنی، کنوٹ، نذنا مرود صلیب، مشک وغیرہ۔
 علاوہ ازیں ادویہ لازمہ، ہنسیہ، مخمخہ، مملکہ، کاویہ، مققرہ، مفتوح عروق ہوتی ہیں۔
 نیز ادویہ مبتدئہ و معرقہ بھی متعلقہ اعضاء کی رگوں کو کشادہ کرتی ہیں۔
 مفتوح ثقبیہ عنبیہ : رہاسطات حدقہ (تقبیر عنبیہ، حدقہ، آئکھ کی تپل،
 کو کشادہ کرنے والی دوا) مثلاً اجواسخ، خراسالی و سپرینج، دھتورہ۔

مُصَفِّر اور سام : وہ دوا جو پکے ہوئے دم کو بھلا دیتی ہے اور جس سے
 پیپ جاری ہو جاتی ہے مثلاً سفیدہ، پایز، غنصل، چونہ، شیردار، ہیرا کیس، ہنگہ
 مُصَفِّح : وہ دوا جو فرحت و سرور پیدا کرتی ہے مثلاً الائچی، ابریشیم،
 بادرنجبویہ، بانگو، جادتری، تیزیات، گل گڑھل، تھل ککادڑاں، ککادڑاں، گل
 سُرخ، لیون، انار، مندیل، عرق کلاب، عرق کیوڑہ، عرق بید مشک، شرب وغیرہ۔
 مُصَفِّح : وہ دوا جو جلد اور غشاء مخاطی پر زخم پیدا کرے مثلاً شیردار،
 سقوہ، پایز، غنصل، لہسن، بلاد وغیرہ۔

مَقْوِی اللسان و لثہ : وہ دوا جو دانتوں اور مسوڑھوں کو قوت
 دیتی ہے۔ اسی قسم کی اکثر دوائیں قابض اور بعض دوائیں لازمہ اور طالع عفو
 ہوتی ہیں۔ مثلاً پھلکری، کباب چینی، مرج سیاہ، توتیا، برباں، کف، دریا،
 گلشنار، دانہ الائچی، لونگ وغیرہ۔

مَقْوِی اعضاء کے رئیسہ : وہ دوا جو اعضاء کے رئیسہ کو قوت دیتی
 ہے۔ اظہار نے جن ادویہ کو مقوی اعضاء کے رئیسہ بیان کیا ہے۔ دراصل وہ دوائیں
 ہیں جو کسی ایک عضو کو طاقت بخشتی ہیں اور دوسرے اعضاء بالمرض متاثر ہوتے
 ہیں مثلاً آملہ، جدوار، زعفران، مشک، مرادید، پوست، ہرنج، گل سُرخ، زہر چوہ،
 روہنی وغیرہ۔

مَقْوِی باہ : وہ دوا جو قوت باہ کو قوی کرتی ہے، بعض دوائیں بالذات
 مقوی باہ ہیں اور بعض دوائیں بالمرض دیگر امراض و آفات کو دفع کر کے ثانوی طور
 پر تقویت کا ذمہ بنتی ہیں مثلاً خرا، تودری، لہسن، ستاود، فندق، سنبل،
 منتر پستہ، چلوذہ، سلاجیت، منبر، زعفران، کاجرا، اناس، بہی، آم، اجنا، پایز،

بہینہ مرغ، تاڑی، شراب وغیرہ۔

مقوی بصر: وہ دوا جو نگاہ کو طاقت دیتی ہے مثلاً سرس، ماہیران،

ہلید، آملہ، بادیان، سنگ بصری وغیرہ۔

مقوی جگر: وہ دوا ہے جو جگر کو تقویت بخشتی ہے مثلاً آستین،

سنگدان، کاسنی، کنوٹ، یارتنگ، مصطکی، صغیر، زرنشک، گل سرخ، ہلید،

دارچینی، ریوند چینی، فانت، انگلیسر، مویز متقی، نوشادر، پودینہ، سیب، بھی،

زعفران، کشتہ فولاد، خبث المدید، مدبر وغیرہ۔

مقویات خون: وہ دوا جو بدن کے اجزاء کو بڑھاتی ہے مثلاً کشتہ،

خبث المدید، کشتہ فولاد، روغن جگر ماہی، مویز متقی، انار شیریں، انار ترش،

شربت فولاد وغیرہ۔

مقوی دماغ: وہ دوا جو دماغ کو قوت دیتی ہے مثلاً آملہ، اسطوخودوس،

ہلید سیاہ، مرارید، مغز بادام شیریں، مغز تخم کدو، شیریں، برہی، بابونہ، تخم فستق،

زنجبیل، گاؤد باں، قرفل، کبابہ خندان،

مقوی طحال: وہ دوا جو طحال کو تقویت پہنچاتی ہے مثلاً کشتہ فولاد،

برگ جھاؤ، فراش وغیرہ۔

مقوی قلب: وہ دوا جو قلب کو قوت دیتی ہے مثلاً آملہ، آبریشم، باد بختر،

الاجچی، تخم رسیان، انار، جدوار، زہر مہر، اناس، امروہ، سیب، سنبل الطیب،

گل سرخ، گل گواہل، مشک، عنبر، زعفران، یاقوت، گلاب وغیرہ۔

مقوی معدہ و امعاء: وہ دوا جو معدہ و امعاء کو قوت پہنچا کر ہضم

کو قوی کرتی ہے مثلاً آملہ، بیلگری، زرنشک، زنجبیل، الاجچی، خود، پیتھ، سہاگ،

تج، جادری، جاتل، بادیان، مصطکی، لیوں، مرچ سیاہ، قرفل، فستق،

نک سیاہ، کچلہ مدبر، پوست لیوں، پوست سنگدانہ مرغ، سماق، گل سرخ وغیرہ،

مُتقی: وہ دوا جو تھلے لاتی ہے مثلاً تخم ترب (مولی کے بیج)، آب کدو، تلخ،

برگ ترب، تخم بھوا، پوست بیج دار، شیر مار، خردل، خرب، آب گرم وغیرہ۔

مُلطعت: وہ دوا جو غلیظ مواد و اخلاط کو رقیق بناتی ہے مثلاً سداب، صبر،

آبریشم، بابونہ، بیج کاسنی، غناب الثعلب، جدوار، عود صلیب، فافٹ، برنجاست،
زرافند، پرسیاوشاں، زعفران، اذخر، کثوث، کباب مینی، چائے، سرکد وغیرہ۔

مُلتین امحاء: وہ دوار جو آنتوں میں ملتین پیدا کر کے ہلکی اجابت لاتی ہے۔
مثالیں مسہلات کے ضمن میں دیکھیے۔

مُلتین و سام: وہ دوار جو سخت درد کو نرم کرتی ہے مثلاً تخم خلی، اجوائن خرا،
بابونہ، تخم کتاں، اکیلل الملک، قتل، زفت روی، مرکی وغیرہ۔

مُمسک منی: وہ دوار جو انزال منی میں اساک پیدا کرتی ہے مثلاً ماقروما،
قرنفل، پیچند، تخم امل، افیون، کچلہ، سہنگ وغیرہ۔

مُسکس: وہ دوار جو جلد اور غشاء غاملی کو چکنا کر کے خراش کو دفع کرتی ہے
مثالیں گذر چکی ہیں۔

منضجات: منضجات کی نوعیت عمل گذشتہ صفات میں بیان کی جا چکی
ہی۔

منضج بلغم: خلط بلغم کو نفع دینے والی (پکانے والی)، دوار مثلاً گاوزبان، گل
سکاسوں زبان، تخم کتاں، بیج کاسنی، پرسیاوشاں، تخم خلی، تخم خبازی، انجیر، اصل
السوس، برنجاست، نسکامی، مویز منقی وغیرہ۔

منضج سودا: خلط سودا کو نفع دینے والی دوار مثلاً اسطوخودوس، باداود،
بادنجوب، بادیان، سپتاں، نسکامی، افیموں، غناب، مویز منقی وغیرہ۔

منضج صفراء: خلط صفرا کو نفع دینے والی دوار مثلاً گل بنفشہ، بیج کاسنی،
حنم کاسنی، غناب، تخم کاہو، تخم کدو، تخم خرفہ، آلوہنار، املی، ترنجبین، شربت،
درد مکرد، شربت نیلوفر، شربت بنفشہ، قرص طباشیر قابض یا تلین، آب ترب،
سکجین، گل قند وغیرہ۔

منفث بلغم: (مخرج بلغم) وہ دوار جو ہماری تنفس سے خلط بلغم کو تھوک کی راہ
خارج کرتی ہے مثلاً باقلا، خلی، خبازی، اڑوسہ، اصل السوس، زعفران، خشک، تخم کتاں،
سپتاں، آبریشم، غناب، شہد، کچلہ، گندوختی، گاوزبان وغیرہ۔
منقط: وہ دوار جو آبळा لاتی ہے مثلاً اصلا نواں، ذرارت، شیردار۔

مَنَوَم : وہ دوار جو نیند لاتی ہے۔ مثلاً خشناس، کاہو، افیون وغیرہ۔
مولدِ خون : وہ دوار جو خون پیدا کرتی ہے مثلاً کتہ فولاد، خبت الہدیہ،
 زردی بقیۃ مرغ اور ساری اچھی غذائیں۔

مولدِ لبن : وہ دوار جو دودھ پیدا کرتی ہے نیز غذا اور سہم کی اصلاح
 کرتی ہے اور اس طرح تولیدِ لبن میں اضافہ کرتی ہے مثلاً ستاور، تودری، شقاقل،
 زیرہ سفید، کلونجی، دودھ وغیرہ۔

مولدِ منی : وہ دوار جو صحت اور سہم کی اصلاح کر کے منی کی پیدائش کو بڑھاتی
 ہے مثلاً ستاور، سنگھاڑا، خرفہ، نخود، اسکندناگوری، بہن، تودری، مخزفندق، مخز
 اخروٹ، مخز چلوڑہ، مخز پستہ، کنبجہ، دماغ مصفور، زردی بقیۃ مرغ نیم برشت،
 گوشت مرغ اور تمام مقوی غذائیں۔

هاضم : وہ دوار جو سہم میں امداد کرتی ہے مثلاً لیموں، جواکھا، زنجبیل،
 شک سیاہ، الاپی خرد، سہاگہ، پوست، سنگ دانہ مرغ، دارچینی، جادری، زیرہ
 اجوائن، زرشک، مرچ سیاہ، مولی، پودینہ وغیرہ۔ نیز تمام مقوی صمدہ ادویہ۔

کلیات علاج یا اصول علاج

باب پنجم

علاج کے طریقے

علاج کلی کے طریقے تین ہیں:

اول : علاج بالتدبیر و بالتغذیہ۔

دوم : علاج بالادویہ۔

سوم : علاج بالید۔

علاج بالتدبیر و بالتغذیہ

علاج بالتدبیر سے مراد اسباب ستہ مزوریہ میں تغیر و تصرف کرنا ہے جس کو تفصیل کے ساتھ حفظِ صحت میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اس مقام پر یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ تدابیر کے احکامات کیفیت کے لحاظ سے دو ہی ہیں جو دواؤں کے ہوتے ہیں۔ یعنی جس طرح دواؤں میں علاج بالعدو کا اصول اختیار کیا جاتا ہے۔ یعنی امراض بارہ میں ادویہ حارہ اور امراض حارہ میں ادویہ بارہ کوئی جاتی ہیں۔ اسی طرح امراض بارہ میں حار تدابیر اور غذائیں اور امراض حارہ میں بارہ تدابیر اور غذائیں استعمال کی جاتی ہیں اور اس اصول کے مطابق ہوا، پانی اور دیگر اسباب مزوریہ میں کیفیت کے تغذا کا لحاظ کیا جاتا ہے لیکن غذا کے متعلق مقدار کے لحاظ سے چند مخصوص احکامات و قوانین ہیں جو حسب ذیل ہیں:

غذا و قوت کی دوست بھی ہے اور دشمن بھی۔ دوست اس لحاظ سے ہے کہ غذا کے غیر قوت قائم نہیں رہتی اور دشمن اس لحاظ سے کہ مادہ مرض سے بھی

اس کی دوستی ہے اس لیے کہ مادہ مرض کو بھی بڑھادیتی ہے اور اس کو تقویت پہنچاتی ہے۔ اس پے چیدگی کی وجہ سے غذائی قانون اور ضابطہ کی ضرورت ہے تاکہ بے احتیاطی کی وجہ سے مرض میں اضافہ نہ ہو جائے۔

علاوہ ازیں اصل معالج طیب نہیں ہے بلکہ طبیعت ہے لہذا غذا مگر طبیعت کے خلاف ہوگی تب بھی مضر ثابت ہوگی اس لیے کہ طبیعت جو مصلح بدن ہے کلیتہً ہضم غذا کی طرف رجوع ہو جائے گی اور ازالہ مرض سے رُخ پھیرے گی لہذا امراض کے علاج میں دشواری پیدا ہوگی۔ ان حقائق کی وجہ غذا کی تجویز کے لیے نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔

علاج کے لحاظ سے غذاؤں کے احکامات

۱۔ ترکے غذا: گناہے مریض کی غذا بالکل بند کر دی جاتی ہے یہ صورت اس وقت اختیار کی جاتی ہے جب کہ معالج کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ طبیعت تمام اغراض سے ہٹ کر تھج مواد کی طرف کلیتہً مائل ہو جائے لیکن یہ صورت اس وقت ممکن ہوتی ہے جب کہ قوت بدنی قوی ہوتی ہے اور مرض انتہائی درجہ کا ہوتا ہے لیکن جب عدم غذا کی وجہ سے قوت نڈھال ہوتی ہے تو خواہ بہانہ کا ہی وقت کیوں نہ ہو غذا بند کر دی جاتی ہے۔

۲۔ تقلیل عناء: غذا میں کمی کر دی جاتی ہے اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ بدنی قوت بھی محفوظ رہے اور ترک غذا سے طبیعت نڈھال نہ ہو جائے۔ چنانچہ قوت کی رعایت سے غذا دی جاتی ہے لیکن مادے کی رعایت سے غذا کی مقدار میں کمی کر دی جاتی ہے تاکہ غذا کی بڑی مقدار کے ہضم کرنے میں طبیعت کلیتہً مصروف نہ ہو جائے اور مادہ مرض کی طرف سے اس کی توجہ نہ ہٹ جائے۔ ان دونوں باتوں میں سے جو بات زیادہ اہم ہوتی ہے اس کی رعایت مقدم رکھی جاتی ہے چنانچہ قوت بہت کمزور ہوتی ہے تو تقویت کے لیے غذا دی جاتی ہے اور اگر مرض نہایت قوی ہو تا ہے تو غذا بند کر دی جاتی ہے۔

تقلیل غذا کی صورتیں

- ۱۔ غذا رکیت کے لحاظ سے کم کر دی جاتے۔
 - ۲۔ غذا رکیفیت یعنی غذا سیت کے لحاظ سے کم کر دی جاتے۔
 - ۳۔ دونوں کے اعتبار سے غذا میں کمی کر دی جاتے۔
- غذا رک کیت اور کیفیت میں فرق یہ ہے کہ غذا رک کیت کے اعتبار سے کافی ہو لیکن کیفیت کے اعتبار سے ناکافی ہو۔ جیسے ترکاریوں اور پھلوں میں خرپوزہ اور خرپوزہ اس قسم کی غذا اس وقت دی جاتی ہے۔ جب کہ اشتہا بے کاذب ہوتی ہے اور بدن کی رگوں میں مام مواد بھرے ہوئے ہیں لہذا اس قسم کی غذاؤں کے ذریعے سے معدے کو بھر کر بھوک کو کم کیا جاتا ہے۔ جو کہ غذائی مواد ان میں کم ہوتے ہیں اس لیے مواد کی مقدار جسم میں بڑھتے نہیں پاتی اور اس طرح جسم میں جمع شدہ مواد نفعیہ پاکر تحلیل ہوتے رہتے ہیں۔ یا اس قسم کی غذائیں اس وقت استعمال کرائی جاتی ہیں جب کسی فریضہ کو لاغر کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اس کے برعکس بعض غذائیں کیفیت کے اعتبار سے کافی ہوتی ہیں لیکن کیت کے اعتبار سے کم ہوتی ہیں۔ مثلاً بیضہ نیم برشت اس قسم کی غذا رک وقت دی جاتی ہے جب کہ قوت کو قوی کرنا مقصود ہوتا ہے اور قوت اس درجہ ضعیف ہوتی ہے کہ وہ غذا رک زیادہ مقدار کو ہضم کرنے پر قادر نہیں ہوتی۔ غذا رک مقدار کم کرنے کی ضرورت عموماً ان حالات میں پیش آتی ہے جب کہ مریض امراض حادہ میں مبتلا ہوتا ہے لیکن امراض مزمنہ میں اس قسم کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس لیے کہ امراض حادہ کا سبب جان جلد ہوتا ہے اور امید ہوتی ہے کہ انتہائی مرض میں بیشتر قوت کمزور نہ ہو پائے گی۔ لیکن اگر یہ امید نہ ہو تو امراض حادہ میں بھی غذا رک کم نہ کی جاتے۔

امراض مزمنہ کی مدت طویل ہوتی ہے اور سحران دور ہوتا ہے۔ لہذا

اگر اس طویل مدت میں قوت کی حفاظت غذا کے ذریعہ رک جائے گی تو قوت انتہائی مرض سے قبل ساقط ہو جائے گی اور پھر مادہ مرض کے نفع پر قادر نہ ہو سکے گی اس لیے کہ امراض مزمنہ کا مادہ دیر میں نفع پاتا ہے امراض حادہ جب کہ زمانہ ابتداء سے قریب ہوتے ہیں اور عوارض وغیرہ میں سکون پایا جاتا ہے تو اسی قدر قوت کی تقویت کے لحاظ سے غذا زیادہ دی جاتی ہے اور پھر زمانہ تیزید میں جب مرض بڑھتا ہے اور عوارض میں اضافہ ہوتا ہے تو اسی قدر غذا کم کر دی جاتی ہے تاکہ مرض کے مقابلے اور ازالہ کے لیے قوت ہلکی پھلکی رہے۔ پھر انتہاء کے قریب نہایت ہلکی اور لطیف غذائیں استعمال کرائی جاتی ہیں۔

کمیت و کیفیت غذا کے علاوہ غذا میں تین اور خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں:

(الف) غذا سترغ النفوذ ہے مثلاً شہد یا شراب۔
(ب) غذا بطل النفوذ ہے مثلاً کباب۔

(ج) غذا سے جو خون پیدا ہوتا ہے رفیق القوام ہے یا غلیظ القوام۔
غلیظ القوام خون پیدا کرنے والی غذائے غلیظ یا غذائے قوی التغذیہ کہلاتی ہے۔ مثلاً بچھڑے کا گوشت اور رفیق القوام خون پیدا کرنے والی غذا، غذائے رفیق کہلاتی ہے۔ مثلاً انجیر۔

غذائے سترغ النفوذ کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب قوت حیرانیہ بطل حال ہو رہی ہو اور غذائے بطل النفوذ کو ہضم کرنے کی نہ بدن میں قوت ہو اور نہ مرض مہلت دیتا ہو۔ ایسی صورت میں جلد سے جلد قوت اور حرارت پیدا کرنے کے لیے چائے، کافی، شہد یا شراب وغیرہ استعمال کرائی جائے اور جہاں تک ممکن ہو ضعف و توانائی کا تدارک کیا جائے۔

اس کے برعکس غذائے سترغ النفوذ سے پرہیز کی ضرورت اس وقت لاحق ہوتی ہے جب کہ مریض نے بطل النفوذ دوار کھائی ہو اور وہ ہضم نہ ہوئی ہو۔ اس طرح غذائے غلیظ سے اس وقت پرہیز کیا جائے جب کہ مریض

کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

غذائے غلیظہ قوی التندید ایسے لوگوں کو مفید ہوتی ہے جو صحت جسمانی صحت کرتے ہیں اور غذائے رقیق ان لوگوں کو مفید ہوتی ہے جن کے بدن کے مسامات میں بہت جلد نکالت پیدا ہو جائے یا جب کہ خون میں غیر معمولی غلظت پیدا ہو جائے جیسا کہ مرض مہینہ میں خون غلیظ ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں رقیق غذا استعمال کرائی جاتی ہے۔

مدارج غذا بہ لحاظ لطافت و غلظت

درجات غذائیں ہوتے ہیں:

۱۔ غذائے لطیف: مثلاً آب انار، آب موسی، آب نارنج، مارا شیر، چائے، کافی، شہد، شراب، ساگودانہ، مونگ کی داں کا پتلا پانی، دودھ کا بھلا ہوا پانی۔

۲۔ غذائے متوسط: مثلاً کھجور، غلیظ مارا شیر، انڈے کی رقیق زردی زود ہضم، سبزیاں مثلاً ٹنڈے، کدو، آب سخی، شوربہ اور گائے کا دودھ۔

۳۔ غذائے غلیظ: گوشت، دالیں، چاول اور فواکھات مثلاً آم، کیلا وغیرہ۔

بچل اکثر بیماریوں میں صفر ثابت ہوتے ہیں اس لیے کہ بیماری کی حالت میں ہضم ضعیف ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بچل فاسد ہو کر مواد سمیہ پیدا کرتے ہیں لیکن امراض بیماریوں میں آب سیب ترقی، آب ناشیاتی، آب لوکاٹ، آلو بخارا وغیرہ کا استعمال کرایا جاتا ہے۔

علاج بالادویہ

علاج بالادویہ مندرجہ ذیل تین قوانین کے تحت کیا جاتا ہے:

(۱) قانون کیفیت دوار

(۲) قانون کیت دوار

(۳) قانون اوقات دوار

مذکورہ بالاتین بنیادی قوانین کے علاوہ اور بھی چند قوانین ہیں جن کی رعایت علاج بالعداوار میں کرنی پڑتی ہے جن کو شارح قانون علاء گیلانی نے بیان کیا ہے۔

(الف) دوار کس راستے سے بدن میں پہنچائی جائے تاکہ وہ اعضائے مازہ تک پہنچ کر اپنا اثر دکھائے، مثلاً منہ کی راہ یا سبز کی راہ یا بندریہ تلیق۔

(ب) دوار کس ہیئت اور کس صورت میں استعمال کرائی جائے، مثلاً جوب جو شانڈہ غیاذہ، لوق، مہون، عرقیات۔

(ج) دوار مفرد اختیار کی جائے یا مرکب۔ جن حالات میں مفرد دوار کافی ہوتی ہے۔ ان میں دوائے مرکب کی ضرورت نہیں ہوتی اور جن حالات میں دوائے مرکب کی ضرورت ہو دوائے مفرد کافی نہیں ہوتی۔

(د) دوائیں تازہ استعمال کرائی جائیں اس لیے کہ بعض دوائیں تازہ حالت مؤثر ہوتی ہیں اور پرانی ہو کر اثر کے اعتبار سے ضعیف ہو جاتی ہیں مثلاً گل بنفشہ، گل نیلوفر، غزا غوث، مغز پستہ وغیرہ۔ اور بعض دوائیں پرانی ہو کر قوی تاثیر ہوتی ہیں۔ مثلاً المرغل زمانی کو ایک خاص مدت تک استعمال میں دبا کر استعمال کرنے پر اس کی تاثیر زیادہ ہوتی ہے۔

(ه) انتخاب ادویہ باعتبار جوہر: مثلاً اگر اصلاح مزاج کے لیے متدل دوائیں مساوی قوت کی ہوں تو پھر ان دونوں میں سے جس دواء کا جوہر طبیعت کے لیے زیادہ مناسب ہو اس کو استعمال کرایا جائے۔ مثلاً اگر ہاضم دوار کی ضرورت ہو اور ایک دوار جو ہاضم ہونے کے ساتھ ساتھ خوشبودار اور شیریں بھی ہے تو اس خوشبودار اور شیریں دوار کو دوسری ادویہ پر ترجیح دے جائے گی۔

قانون کیفیت دوار

کیفیت دوار سے مراد دوار کی نوعیت عمل ہے یعنی دوار کی کیفیت اختیار کرنے کا قانون اسی وقت صحیح رہ سکتا ہے جب کہ طبیعت کو مرض کی کیفیت و نوعیت معلوم ہو چناں چہ اس وقت ایسی دوار انتخاب کی جاتی ہے جس کی کیفیت اصل مرض کی ضد ہوتی ہے کیوں کہ مرض کا علاج بالضد ہی کیا جاتا ہے۔

علاج بالضد

اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی مرض میں مثلاً عروق کشادہ ہو جائیں جس کی وجہ سے جریان الدم ہو تو ایسی دوائیں استعمال کرائی جائیں جن سے عروق تنگ ہو جائیں تاکہ احتباس خون ہو، ایسی دواؤں کو قابض دم کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جب کسی مرض میں عروق تنگ ہو جائیں جس کی وجہ سے مختلف امراض مثلاً لاغری جو تغذیہ کی کمی کے باعث لاحق ہوتی ہے واقع ہو تو ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جن سے عروق کشادہ ہو جائیں چناں چہ ایسی دواؤں کو مفتوح عروق کہتے ہیں۔

اسی طرح جب کسی مرض میں امعاء کی قوت داغہ اور حرکت دود یہ سست ہو جاتی ہے اور غشاء مخاطی سے رطوبات کا ترشح گھٹ جاتا ہے تو ایسی دوائیں استعمال کرائی جاتی ہیں جو امعاء کی قوت داغہ اور حرکت دود یہ کو تیز کر دیں اور رطوبات کے ترشح کو بڑھا دیں جیسا کہ قبض کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس قسم کی ادویہ مسہلات و ملینیات کہلاتی ہیں۔ اس کے برعکس جب کسی مرض میں امعاء کے حرکات دود یہ تیز ہو جائیں اور رطوبات کے ترشح میں افراط ہو جائے تو ایسی ادویہ استعمال کرائی جائیں جو کہ رطوبات کے ترشح کو کم کرتی ہیں، نیز حرکات دود یہ کو کم کرتی ہیں ایسی دوائیں قابضات اور مسکنات کہلاتی ہیں۔

بدنی حرارت کے شدید ہو جانے پر جیسے تپ محرقہ میں ہوتا ہے
ادویہ مقلی حرارت استعمال کراتے ہیں جن کو مبردات بھی کہا جاتا ہے اور بدنی
حرارت کے گھٹنے پر جیسا کہ سردی کے اثر سے یا غشی کی حالت میں ہوتا ہے
ادویہ حارہ استعمال کرائی جاتی ہیں۔

مستثنیات

بعض امراض میں ایسی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ علاج بالقصد کے قانون
پر عمل نہیں کیا جاتا جیسا کہ علامہ قرشی فرماتے ہیں کہ گھما ہے دستوں کے مرض
میں دست لائے جاتے ہیں اور مسہلات استعمال کرائے جاتے ہیں اور تھے
کے مرض میں تھے لائی جاتی ہے اور مقیات استعمال کرائے جاتے ہیں جن
سے کہ دونوں قسم کے امراض زائل ہو جاتے ہیں یہ دستوں سے دستوں
کے مرض میں اور تھے سے تھے کے مرض میں جو شفا ہوتی ہے اس کی وجہ من
یہ ہے کہ دست اور تھے لائے سے وہ فاسد مواد خارج ہو جاتے ہیں جو
موجب تھے واسہاں ہوتے ہیں اور درحقیقت اس صورت میں اختلا، مواد
کی زیادتی کا علاج استفراغ سے کیا جاتا ہے جو علاج بالقصد ہی کی ایک
صورت ہے۔ اسی طرح علامہ قرشی فرماتے ہیں کہ محلی صفراویہ ایک گرم مرض
ہے لیکن اس کا علاج سقمونیا سے کیا جاتا ہے جو ایک دوائے حارہ ہے یہاں
یہ امر قابل غور ہے کہ سقمونیا سے کیوں فائدہ ہوتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ
سقمونیا مسہل صفرا ہے چناں چہ یہ متعفن صفرا کو دستوں کے ذریعہ خارج
کرویتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ صفرا کا استفراغ صفرا کے اختلا کا ضد ہے۔

علاج بالمثل

علاج بالمثل ان امراض اور ادویہ میں قابل عمل ہے جن کی ماہیت
معلوم نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آدمی کو بہت سے امراض کی ماہیت معلوم
نہیں ہے۔ اکی طرح بہت سے ادویہ کی نوعیت عمل معلوم نہیں ہے۔ مگر تجربہ

شاید ہے کہ مخصوص دوائیں مخصوص امراض کے لیے شافی ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض حار ادویہ حار امراض میں اور بارد ادویہ بارد امراض میں مفید ہوا کرتی ہیں۔ اس قسم کی دواؤں کو اطباء ذوا الخاصہ کہا کرتے ہیں اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ان ادویہ کی نوعیت عمل معلوم نہیں ہے۔

اسی طرح بعض ادویہ مواد کے ساتھ مل کر ان کے مخصوص مزاج اور اجزائے ترکیبی کو بجا آدیتی ہیں مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ بارد ہونے کی وجہ سے سرد مواد کو توڑتی ہیں مثلاً آتشک کے لیے سم الغار (سنکیا) کا استعمال۔

قانون کمیت دوار

کمیت دوار (مقدار دوار) کے اختیار کرنے کے لیے جو قانون بنایا گیا ہے وہ اس وقت رہبری کر سکتا ہے جب کہ طبیب کو (۱) عضو کی طبیعت (۲) مقدار مرض (۳) استیاء ملائمہ (مناسبہ) کا علم ہو۔
عضو کی طبیعت : اس سے مراد یہ ہے کہ اعضاء کے متعلق چار امور کا علم ہو۔

(۱) عضو کا مزاج

(۲) عضو کی ساخت

(۳) عضو کی وضع و محل وقوع

(۴) عضو کی قوت اور فعل

عضو کا مزاج :

جب کہ عضو کا طبیعی اور اصل مزاج معلوم ہوگا تبھی اس کا مزاج مرضی معلوم ہو سکتا ہے اور یہ بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ مرضی مزاج اصلی کس قدر دور ہو گیا ہے جب یہ معلوم ہو جائے گا تبھی یہ اندازہ لگانا ممکن ہوگا کہ کس دوار کی کتنی مقدار اس مزاج مرضی کو توڑ سکتی ہے۔

عضو کی ساخت : یہ بھی چار امور پر مشتمل ہے

(۱) عضو کی شکل

(۲) عضو کے مجازی و منافذ و مسامات

(۳) عضو کا جوہ

(۴) عضو کی سطح

بعض اعضاء کی ساخت مسامدار ہوتی ہے لہذا ان اعضاء میں مواد بآسانی نفوذ کر سکتے ہیں اور ان اعضاء کے فضلات بھی ہلکی اور کم مقدار دوار سے خارج ہو سکتے ہیں اور جو اعضاء اس قسم کے نہیں ہوتے تو ان کے لیے زیادہ قوی دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔
عضو کی وضع : عضو کی وضع دواؤں پر مشتمل ہے۔

(۱) اعضاء کی مشارکت

(۲) اعضاء کا مقام اور محل وقوع۔

اعضاء کی مشارکت کے علم سے طبیب کو بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ طبیب وہ راستہ اختیار کرتا ہے جس راستے سے مواد کا استفراغ اور امالہ آسان ہوتا ہے مثلاً مدرات، سہلات، مقیات، معرقات کا استعمال اسی اصول پر کیا جاتا ہے۔

مرضی اعضاء کے محل وقوع سے تین فوائد حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ اعضاء کا قرب و بعد معلوم کرنے سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جو اعضاء مدخل دوار سے قریب ہوتے ہیں ان میں معمولی دوا بھی کام کرتی ہے جو اعضاء، مدخل دوار سے دور ہوتے ہیں وہاں دواؤں کے پہنچنے تک دواؤں کے اثرات کم ہو جاتے ہیں اور کمزور پڑ جاتے ہیں لہذا ایسی صورت میں زیادہ قوی دواؤں کی ضرورت پیش آتی ہے (دوار کی قوت میں وزن اور درجہ عمل کی زیادتی دونوں باتیں شامل ہیں) اسی اصول کے ماتحت دواؤں میں معجون، جوارش، لعوق، سفوف، جوہر اور پچکاری کے ذریعہ استعمال کی جاتی ہیں۔

مرضی اعضاء کا محل وقوع جاننے سے یہ بھی نفع پہنچتا ہے کہ طبیب سمجھ لیتا ہے کہ کس قسم کی چیزیں اس مرض کی دواؤں میں شامل کی جائیں کران کا اخراج اعضاء ماکوڈیمک پہنچ سکے۔ مثلاً جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرض اعضاء بول میں ہے تو اس مرض کی دوا کے ساتھ مدیات بھی شامل کیے جاتے ہیں جو بدرتہ بن کر اعضائے بول تک پہنچانے کا ذریعہ بن جائیں۔ محل مرض کے علم سے مریض کو تیسرا فائدہ یہ پہنچتا ہے کہ اس کو آسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ مرضی عضو تک دوا پہنچانے کا کونسا راستہ اختیار کیا جائے۔ مثلاً جب تشنیں ہو جائے کہ قرعہ امار اسفل میں ہے تو ایسی صورت میں ہم دواؤں کو منہ کے ذریعہ استحال کرنے کی بجائے مبرز کے ذریعہ استحال کرائیں گے، جب قرعہ امار کے بالائی حصہ ہوتا ہے تو دوا منہ کے راستے پہنچائی جاتی ہے۔

۱۔ عضو کی قوت اور فعل:

عضو کی قوت معلوم ہونے سے دو فوائد حاصل ہوتے ہیں۔
 ۱۔ اعضاء کی شرافت کا لحاظ: اگر مرضی اعضائے شریفہ مثلاً دل و دماغ جگر کو لاحق ہوتی ہے تو ایسی صورت میں قوی اصل دوا میں بڑی احتیاط کے ساتھ استحال کرائی جائیں اور حتی الامکان زیادہ قوی دواؤں کے استحال سے ان اعضاء کو خطرے میں نہ ڈالا جائے۔

۲۔ عضو کی حس کی تیزی اور مستحی کا لحاظ: اگر مرض ذکی الحس اعضاء میں پیدا ہوا ہے تو اودیہ لزاء کو بڑی احتیاط کے ساتھ استحال کرایا جائے۔

مقدار مرض

مقدار دوا بلحاظ وزن و درجہ استحال کرانے کے لیے مرض کی مقدار کا علم ضروری ہے اور یہ اصول بھی اہم ہے اس لیے کہ جن امراض میں ماضی حارت شدید ہوتی ہے تو اس کے بجھانے کے لیے قوی مبروات کی ضرورت پیش آتی ہے۔ لیکن اگر حارت غصیف ہو تو ضعیف مبروات

پر اکتفا کرنا چاہیے۔

اشیاء مناسبہ

یعنی وہ امور مناسبہ جن کا لحاظ مقدار و وار تجویز کرتے وقت فروری
ہے حسب ذیل ہیں:

۱۔ جنس

۲۔ عمر

۳۔ مادہ

۴۔ وقت

۵۔ ملک و محل

۶۔ پیشہ

۷۔ قوی

۸۔ مزاج

۹۔ سمنہ

۱۰۔ آب و ہوا اور موسم

۱۱۔ سابقہ تدابیر

۱۲۔ زمانہ مرض

۱۳۔ بحران

۱۴۔ سالک و دار

۱۵۔ مریض کے خیالات

۱۶۔ مدد کا استلزام و غلط

۱۷۔ موجودہ امراض

۱۸۔ طبیعت مخصوصہ

۱۹۔ ادویہ کے جوہر و فعال

۲۰۔ ادویہ کا بدن میں ترسب

جنس:

عورتوں کو مردوں کی نسبت ہلکی اور سٹوڑی مقدار میں دوار دی جاتی ہے کیوں کہ عورتیں ضعیف القویٰ اور ذکی الحس ہوتی ہیں علاج کے وقت عورتوں کے آیام حیض کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے اس لیے کہ بعض ادویہ ادرار حیض میں اضافہ اور بعض قلت حیض پیدا کرتی ہیں علاوہ ازیں حل کا بھی لحاظ ضروری ہے۔

عمر:

بچوں کے لیے جوانوں کی نسبت حسبِ عمر ہلکی اور کم مقدار میں دی جاتی ہے۔

کتنا بوں میں مقدار خوراک جو درج کی جاتی ہے وہ جوان کے لحاظ سے ہوتی ہے اس کو مقدار بالغ کہتے ہیں اور مقدار کامل بھی کہا جاتا ہے بچپن اور بڑھاپے میں اس میں کمی کر دی جاتی ہے۔ جوانی سے بڑھاپے تک اختلاف کم ہیں۔ لیکن بچپن سے جوانی تک اختلاف زیادہ ہیں مثلاً اگر کسی دوار کی مقدار بالغ ایک تولہ بائیس ماشہ ہے۔

تو ۶ سال سے کم عمر کے لیے

۲	۳	۵	رتی
۲	۳	۶	۱۶ رتی
۲	۳	۵	۱۵ ماشہ رتی
۳	۴	۷	۱۲ ماشہ
۴	۵	۱۰	۱۰ ماشہ
۶	۷	۱۲	۸ ماشہ
۱۰	۱۲	۱۵	۵ ماشہ
۱۲	۱۶	۲۰	۱۶ ماشہ
۱۶	۱۸	۲۰	۱۸ ماشہ

۱۸ سے ۲۸ کے کم عمر کے لیے ۵۰/۱۰ ماشہ
 ۲۱ سے ۶۰ " " " ۶۰/۱۰ تولہ
 ۶۰ سال کے بعد حسب ضعف مقدار کامل کم ہوگی خصوصاً قوی اور صبی

الذیہ مید

۱ سے ۲ سال تک کے بچوں کے لیے مقدار خوراک مقرر کرنے کا سادہ اصول یہ ہے کہ بچوں کی عمر میں ۱۲ جوڑ دیں اس کے بعد عمر کے حصہ کو حاصل جمع پر تقسیم کر دیں جو حاصل تقسیم ہو وہی مقدار خوراک مقرر کی جائے مثلاً بچے کی عمر ۲ سال ہے تو ۲ کو ۱۲ میں جھڑویں، پھر ۲ کو ۱۲ سے تقسیم کر دیں۔
 $\frac{2}{12} = \frac{1}{6}$ مقدار کامل کا $\frac{1}{6}$ ۔

عادات

اگر کوئی شخص کسی دوار کا عادی ہو تو اس دوار کی مقررہ مقدار خوراک کا مطلوبہ اثر ظاہر نہ ہو گا لہذا اس تجربہ کے مطابق کہ عادات کے بدستی دوار مثلاً افیون، کچلہ، بھنگ، شراب وغیرہ کی مقابلے کی طاقت بہت بڑھ جاتی ہے اور اس کے اثرات آہستہ آہستہ کم ہونے لگتے ہیں اور اسی بنا پر عادت کو طبیعت ثانیہ کہا جاتا ہے مریض کی عادات کا اندازہ لگاتے ہوئے دوار کی مقدار خوراک مقرر کی جائے۔

بعض دوائیں صبح کے وقت زیادہ اثر کرتی ہیں اور دوپہر کے وقت کچھ اور اثر کرتی ہیں اور شام کے وقت کچھ اور۔ چوں کہ صبح و شام مریض کے اوپر ضعف کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے اس لیے اس وقت مفرحات، محرکات، مقویات کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ مقدار میں یہ دوائیں استعمال کرائی جاسکتی ہیں۔

ملک اور نسل:

جس طرح مختلف ملکوں کا مزاج مختلف ہوتا ہے اسی طرح میاں غذا بھی مختلف ہوتا ہے جہاں چھوڑ

مالک کے لوگ حار ادویہ زیادہ برداشت کر سکتے ہیں اور بارد ادویہ کم۔ اور اس کے برخلاف گرم مالک کے لوگ بارد ادویہ زیادہ برداشت کر سکتے ہیں اور حار ادویہ کم۔ لہذا گرم مالک کے لوگوں کو حار ادویہ اور سرد مالک کے لوگوں کو بارد ادویہ نہایت احتیاط کے ساتھ استعمال کرائی جائیں۔

پیشہ :

وہ پیشہ جس کے اختیار کرنے سے بدن کے مواد تحلیل ہوتے ہوں مثلاً لوہار بڑھی کا پیشہ اور حمام میں کام کرنے والوں کا تو ان لوگوں کو زیادہ گرم خشک دوائیں اور قوی مسہلات استعمال کرائے جائیں۔ اس کے برخلاف وہ پیشہ جو بردوت پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً ملاحوں کا پیشہ یا دھوبی کا پیشہ ان لوگوں کو زیادہ گرم دوائیں استعمال کرائی جاسکتی ہیں۔

قوی :

زیادہ قوی لوگ زیادہ تیز دوائیں زیادہ مقدار میں برداشت کر سکتے ہیں لیکن کمزور لوگ زیادہ برداشت نہیں کر سکتے ان لوگوں کو دوائیں تھوڑی مقدار میں کافی ہوتی ہیں۔

مزاج :

مختلف مریضوں کا مزاج مختلف ہوا کرتا ہے۔ بعض دسوی مزاج ہوتے ہیں، بعض بلغمی، بعض سوداوی، بعض صفراوی، بعض بطلی الحس ہوتے ہیں، بعض ذکی الحس، چناں چہ دوا کی مقدار مقرر کرتے وقت مریض کی مزاجی کیفیت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

سجھنے :

درو اور بڑے ڈیل والے لوگوں کو دوائیں خصوصاً مسہلات اور دمی

دوائیں زیادہ مقدار میں دی جاسکتی ہیں۔ ان کے برعکس لاغراہد تپلے جسم رکھنے والے لوگوں کو دوائیں نسبتاً کم مقدار میں دی جائیں۔
موکھی ہوا:

علاج کے وقت آب و ہوا کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جیسا کہ شیخ نے ہدایت کی ہے۔ بہت سے امراض گرم و مرطوب آب و ہوا میں پورے پاتے ہیں اور بہت سے امراض تبدیل آب و ہوا سے صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر فضا کی ہوا گرم ہو تو ادویہ مصلحہ منضبطہ کے افعال میں امداد پہنچتی ہے اور ایسے وقت میں یہ دوائیں کم مقدار میں کافی ہوتی ہیں۔ لیکن برودت ہوا کے وقت اس قسم کی ادویہ کے اثرات میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے ایسے وقت دوا نسبتاً زیادہ مقدار میں دی جاتی ہے۔

بعض گرم دوائیں موسم گرما میں استعمال نہیں کرائی جاتی ہیں یا اگر مجبوری ہوتی ہے تو کم مقدار میں استعمال کرائی جاتی ہیں۔ اسی طرح سرد دوائیں سرد موسم میں استعمال نہیں کرائی جاتی ہیں مگر بوقت ضرورت کم مقدار میں استعمال کر لی جاتی ہیں۔

سابقہ تدابیر

مریض سے سابقہ تدابیر استعمال ادویہ سے متعلق معلومات ضروری ہے۔ اس لیے کہ مثلاً اگر بیشتر تھنچ پیدا کرنے والی دوا مریض نے استعمال کی ہے تو دافع تھنچ دوا کی بڑی مقدار ہی موثر ہوگی۔

اوقاتِ امراض

یعنی مرض کے اوقات چار گانہ سے کونسا وقت ہے مثلاً اگر درم ابتداء اور تزئید میں جو تورا دعات استعمال کرائی جائیں گی اور اگر زمانہ انتہا

میں ہو تو مملات استعمال کرائی جائیں گی اور اگر دم ان دونوں کے درمیان میں ہو تو دونوں قسم کی دوائیں ملا کر استعمال کرائی جائیں گی۔ اسی طرح سارے امراض میں مختلف اوقات کا لحاظ رکھا جائے گا۔

بحران

مقدار اور وقت دوا تجویز کر کے وقت بحران کے قرب و بعد کا بھی لحاظ رکھا جائے گا۔ چنانچہ اگر تلبین یا اسہال کی ضرورت ہوتی ہے تو بحران کے وقت مہلات سے قطعی پرہیز کیا جاتا ہے اور اگر شدید ضرورت لاحق ہوتی ہے تو صرف کچھ مہلنات دیے جاتے ہیں۔

مسالک دوا

دوا پہنچانے کا راستہ بھی مقدار خوراک میں تبدیلی کا موجب ہوتا ہے۔ مثلاً اگر وہ دوا منہ کے ذریعہ استعمال کرائی جائے گی تو مکمل مقدار میں استعمال کرائی جائے گی اور اگر وہی دوا حقنہ کے ذریعہ استعمال کرائی جائے گی تو زیادہ مقدار میں۔ لیکن بعض ادویہ مثلاً کپلہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے، کپلہ کو حقنہ میں کم مقدار میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر براہ راست دوا جلد میں یا عضلات یا دریوں میں استعمال کرائی جائے گی تو مقدار ماکول سے کم ہوگی۔

مریض کے خیالات و عقائد

وہم اور خیال بھی مقدار خوراک پر اثر انداز ہوتا ہے مثلاً کسی دوا کے متعلق مریض کو سچا اعتقاد ہو کہ وہ بہت زیادہ موثر ہے تو اس کی تھوڑی مقدار بھی بدن میں کافی اثر پیدا کرے گی۔ اس کے برخلاف اگر کسی دوا کے متعلق مریض کے خیالات غراب ہوں اور وہ سمجھتا ہو کہ وہ ایک بے اثر دوا ہے تو ممکن ہے کہ دوا کی زائد مقدار کا استعمال ضروری ہو۔

معدہ کا اختلا و غلار

معدہ کا اختلا اور غلار بھی مقدار دوار پر اثر رکھتا ہے۔ بطور معدہ میں دوار سمٹوری مقدار میں بھی اثر کرتی ہے اور اختلا معدہ میں بعض اوقات کا اثر معدوم ہو جاتا ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ ادویہ کو خلوتے معدہ کی حالت میں استعمال کرایا جائے

موجودہ امراض

بعض امراض کی موجودگی میں بعض ادویہ کی بڑی مقدار قابل برداشت ہوتی ہے۔ مثلاً آشک میں پارہ اور سم الفار کے مرکبات کی برداشت بڑھ جاتی ہے اور مثلاً گردے کے امراض میں پارہ اور سنکیا کی قلیل مقدار بھی ناقابل برداشت ہوتی ہے۔

طبیعت مخصوصہ

بعض لوگ کسی خاص دعار یا غدار سے خلاف توقع بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور بعض غدار یا دعاروں سے بڑی مقدار میں بھی متاثر نہیں ہوتے مگر یہ علم تجربہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ لہذا اس کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

ادویہ کے جوہر فعال

جب طبی صورت میں مرکب میں مختلف اجزاء شامل ہوتے ہوں تو وہ زائد مقدار میں دی جاسکتی ہے لیکن اگر مرکب سے اجزاء مؤثرہ حاصل لیے جائیں یعنی ان کا جوہر حاصل کر لیا جائے تو جوہر کو زیادہ مقدار میں استعمال نہ کرایا جاسکے گا بلکہ قلیل مقدار میں استعمال کرایا جاسکتا ہے مگر رب اسوں کم مقدار میں استعمال کرایا جائے گا۔

ادویہ کا بدن میں ترشہ

دوار استعمال کے بعد کم و بیش بدن میں تاثیر و استعمال کے بعد بدن سے براہ بول و براز و پسینہ خارج ہو جایا کرتی ہے لیکن بعض سہمی ادویہ غیر سہمی مقدار میں استعمال کرائی جائیں تو وہ بدن میں اکٹھا ہوتی رہتی ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ان کا اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ سہمی ادویہ کو نافع دے کر استعمال کرایا جائے گا مثلاً کچلہ، سنکھیا، افیون وغیرہ تاکہ وقفہ کی صورت میں دوار کی جو مقدار مترسب ہو چکی ہے وہ رفتہ رفتہ تحلیل ہو جائے اور سہمی اثرات پیدا نہ ہو سکیں۔

قانونِ اوقاتِ دوار

علامہ علی حین گیلانی فرماتے ہیں کہ ترتیبِ اوقاتِ دوا میں زیادہ تر اوقاتِ مرض کا لحاظ کیا جاتا ہے جس کی مثال قانونِ کیت دوار کے ضمن میں گندہ چکی ہے۔ مثلاً قدمِ حار کی اجتناب میں محض رادعات اور انتہا میں محض مصلات مثلاً آنہ ہلدی، دار ہلدی، رائی، اسی، برگ کاسنی، برگ مکہ، زعفران، الیوا، بابونہ، سرکہ، موم، شہد وغیرہ اور مرخیات مثلاً تخم کنا، روغن بادام، روغن زیتون وغیرہ استعمال کرائے جاتے ہیں۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے لیکن اس اصول کے علاوہ چند دیگر امور کا لحاظ بھی کیا جاتا ہے جو حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ بعض دوائیں خاص طور پر خلوئے معدہ کے وقت استعمال کرائی جاتی ہیں۔ مثلاً ادویہ قاتلِ دیدانِ امارہ مثلاً تخم کنا، کیلیہ ہنار، محلو نیم وغیرہ کے استعمال کا بہترین وقت خلوئے معدہ کا وقت ہے۔

۲۔ سہمی دوائیں، افیون، کچلہ، مدبر اور فولاد کے مرکبات عموماً بعدِ غذا

استعمال کرائے جاتے ہیں۔

۳۔ ادویہ عظیمہ (مثلاً ہیلہ) و مسہلہ جو بیل اعلیٰ ہوں، مثلاً عکبر، سنابلی، و صبر اور اس کے مرکبات مثلاً حب صبر اور حب شبیار وغیرہ جو صبح و شب کو سوتے وقت استعمال کرائے جاتے ہیں تاکہ ان کا عمل رات بھر میں مکمل ہو اور صبح کو اجابت بفرامت ہو۔

مدات حیض عام طور پر حیض کے مقرر دنوں سے پہلے متصلہ ایام میں استعمال کرائے جائیں۔

ادویہ دافع حموضت معدہ تیز دعائیں ہیں جو شور ہوتی ہیں ایسی دعائیں استعمال گزارے کچھ پہلے فک خود یا غدار کے فوراً بعد استعمال کرائی جائیں۔

علامہ ازیں قانون اوقات دوار میں یہ بھی داخل ہے کہ حق الاکھان ادویہ ایسے اوقات میں نہ دی جائیں کہ مریض کو جاگنا پڑے البتہ وہ امراض جن میں مریض کا نہ سونا ہی بہتر ہے مثلاً لیش عرس (سرسام بارہ) تو ایسی صدمت میں مریض کی نیند کا خیال نہ کیا جائے گا۔

مرقات کے استعمال کا وقت مناسب وہ ہے کہ کمرہ کی ہوا اور مریض کی جلد ٹھنڈی نہ ہو کیوں کہ جب جلد ٹھنڈی ہوتی ہے اور ہوا سرد ہوتی ہے تو مرقات کا اثرا اچھا نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس اگر کمرہ کی ہوا اور مریض کی جلد گرم ہو تو مرقات کا عمل اچھا ہوتا ہے لہذا مرقات کے استعمال سے قبل مریض کو کھل ہوا میں نہ رکھا جائے بلکہ ایسے کمرہ میں رکھا جائے کہ میں کی ہوا سرد نہ ہو اور اس کی ہدایت کی جائے کہ دوار استعمال کرنے کے بعد چادر یا کپل موسم کے لحاظ سے اوٹھ لے تو مرقات کا اثرا اچھا ہوتا ہے۔

مدات بول کا اثر اس وقت اچھا ہوتا ہے جب کہ جلد و کمرہ کا ماحول سرد ہو۔ مگر وہ ادب جلد قبل کے لحاظ سے باہم متقابل (خلاف) ہوتے ہیں چنانچہ جب گردوں کا عمل ادب تیز ہوتا ہے تو جلد کا عمل تو بقیہ مست

پڑ جاتا ہے اور جلد کا عمل تفریق تیز ہوتا ہے تو گردوں کا عمل اندر سے
ہو جاتا ہے۔

اصول علاج کے دیگر احکام

قوی علاج:

شیخ الرئیس فرماتے ہیں کہ جب کوئی خطرناک مرض لاحق ہو اور یہ اندیشہ
دامن گیر ہو کہ اگر مزوری علاج میں تاخیر کی گئی یا کمی کی گئی تو مریض کی اصل
قوت نڈھال ہو جائے گی ایسی صورت میں مزوری ہے کہ اجتہاد ہی سے
قوی علاج شروع کر دیا جائے لیکن جن امراض میں اس قسم کا خطرہ نہ ہو
ان میں ہلکے علاج سے کام لیا جائے اور ہلکے علاج سے کام نہ چلنے پر قوی
اور شدید علاج کی طرف بتدریج قدم بڑھایا جائے یہ ایک مسلم اصول ہے
کہ دوا رفتنی زیادہ قوی ہوگی اتنی ہی زیادہ طبیعت مدبرہ بدن کی دشمن ہوگی۔
اس لیے بڑے دشمن کو محض مجبوری ہی کی صورت میں بدن میں داخل کیا جائے
اور یہی صورت دیگر قوی تدابیر میں برتی جائے۔

موسم گرما یا سرما کی شدت میں حتی الامکان قوی علاج سے اجتناب
کیا جائے۔ مثلاً سہی ادویہ کا استعمال، اسہال قوی عمل کی، عمل بٹا اور تھکے سے
حتی الامکان پرہیز کیا جائے۔

دوائے مالوف کی تبدیلی

یہ ظاہر اور مسلم ہے کہ دوا کا عمل ایک عرصہ تک استعمال کرنے کے
بعد کم ہو جاتا ہے جس کا لحاظ مبالغہ میں مزوری ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ اس
اصول کے باوجود وسیع علاج پر قائم رہنا مزوری ہے یہ کسی طرح مناسب
نہیں ہے کہ ایک ہی علاج پر قائم رہیں اور ایک ہی دوا سے علاج کرتے
رہیں خواہ کوئی نفع ظاہر نہ ہو بلکہ یہ مزوری ہے کہ نفع ظاہر نہ ہونے پر ہم دواؤں

کو بدلتے رہیں کیوں کہ جس دوار سے بدن مافوت و مانوس ہو جاتا ہے تو پھر اس دوار سے متاثر نہیں ہوتا۔ مثلاً جو لوگ افیون عرصہ تک استعمال کرنے کے بعد افیون کے عادی بن جاتے ہیں تو پھر افیون کی کامل مقدار ان پر اثر نہیں کرتی نہ ان کی نیند میں فرق آتا ہے اور نہ درد میں سکون ہوتا ہے۔

علاج میں تسکین درد مقدم ہے

مرض کے ساتھ درد کے شریک ہونے کی تین صورتیں ہیں جن کو شیخ نے محققاً اس طرح بیان کیا ہے:

۱۔ کوئی مرض کسی درد کے ساتھ اکٹھا ہو اور یہ دونوں الگ الگ اعضاء میں ہوں اور ان میں ایک دوسرے کا سبب بھی نہ ہو۔ مثلاً رمد و آشوب چشم اور درد و سردی دونوں اکٹھا ہو جائیں۔

۲۔ کوئی ایسا مرض درد کے ساتھ اکٹھا ہو جائے جس کا سبب کوئی درد ہو مثلاً قولنج اور غشی دونوں جمع ہو جائیں اور غشی وضع القولنج کی وجہ سے پیدا ہو۔

۳۔ کسی درد کے ساتھ ایسا مرض شریک ہو جائے جو خود موجب درد ہو۔ مثلاً ورم حاد یا ضرب و سقوط۔

مذکورہ صورتوں میں محذرات سے تسکین درد کرنا چاہیے اس لیے کہ درد مصلح قوی ہے اور مضعت طبیعت ہے۔ درد کے سبب سے طبیعت کی قوت ممانعت کمزور ہو جاتی ہے، مقامی شرائین درد کی وجہ سے کشادہ ہو جاتے ہیں اس لیے کہ مقام مافوت پر مواد کا انجذاب و انقباض غیر معمولی طور پر بڑھ جاتا ہے جس سے یا تو اصل مرض بڑھ جاتا ہے یا کوئی دوسرا مرض پیدا ہو جاتا ہے طبیعت کی توجہ اصل مرض سے ہٹ جاتی ہے جس کی وجہ سے مرض کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

قوی محذرات پر مبنی ضروری ہے:

شیخ فرماتے ہیں کہ جب تسخیر و تسکین کی ضرورت پیش آئے تو غشاش

جیسی مخدر دواؤں سے آگے نہ بڑھو اس لیے کہ خشناش ایک ماکول مالوت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مالوت ادویہ کم معرفت رساں ہوتی ہیں۔ ہاں اگر درشتید اور ناقابل برداشت ہو کر اس سے سقوط قوت اور غشی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو درود کی شدت کے مطابق افیون اور اس کے مرکبات اور اس کا جوہر بھی استعمال کرایا جاسکتا ہے۔ معمول اور عام حالات میں قوی محذرات سے گریز اس لیے بھی بہتر ہے کہ یہ مضعت قوی ہیں جس سے اخال مضاعفست پڑجاتا ہے۔

ذکاوتِ حس کی اصلاح

ذکاوتِ حس گو بظاہر اچھی چیز ہے مگر جب یہ بڑھ کر اور ذرا ذرا سی بات کا احساس شدید طور پر محسوس ہونے لگے تو پھر اس کی اصلاح ضروری ہے۔ شیخ فرماتے ہیں جب کسی معنوی شدتِ حس مینی ذکاوتِ حس تمہارے لیے مصیبت بن جائے تو ایسی چیزیں استعمال کراؤ جو مہرات اور منکلات دم ہوں مثلاً کاہویا کا ہو یا ساگ۔

علاجِ نفسانی

یہ مسلمہ ہے کہ جس طرح فکر و رنج و غم اور غیظ و غضب وغیرہ خلاف انفعالاتِ نفسانیہ موجب آفات و اعراض و امراض ہو جایا کرتے ہیں حتیٰ کہ افراطِ غم سے دق جیسے ہلک امرض میں انسان مبتلا ہو جایا کرتا ہے۔ اسی طرح خوشی لذت وغیرہ مناسب جذباتِ نفسانیہ بہت سے امراضِ نفسانیہ کو زائل کر دیا کرتے اور بعض اوقات خود بلا شرکتِ غیر سے متعلّی علاج بن جاتے ہیں جو علاجِ بلا دوا کی ایک صورت ہے اور بعض اوقات علاجِ بالا ادویہ کے ساتھ یہ شفا کے مرض میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

تبدیل ہوا و تبدیل مقام

شیخ فرماتے ہیں کہ علاج نفسانی کے قریب یہ بھی ہے کہ مریض ایک شہر سے دوسرے شہر کو منتقل ہو جائے اور ایک ہوا سے دوسری ہوا میں اپنے کو تبدیلی کر دے۔

۱۔ مریض خواب و ناموافق آب و ہوا سے اگر اچھی اور موافق آب و ہوا میں پہنچ جاتا ہے تو اس کے مرض میں افاقہ ضرور ہو جاتا ہے۔

۲۔ یہ کہ تبدیل شہر سے آنکھوں کے سائے نئے نئے دلچسپ مناظر آتے ہیں جن سے انبساط پیدا ہوتا ہے اور انبساط بھائے خود ایک موثر علاج ہے جس سے افعال بدن مثلاً تغذیہ، تنبیہ (نشو و نما) اور استقامات وغیرہ پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ شیخ نے اس علاج کو علاج نفسانی کے قریب قریب بتایا ہے اور اس لیے ضروری ہے کہ اس صورت سے بغیر دوا کے فائدہ حاصل کیا جاسکے۔

تبدیل وضع

وضع اور ہیئت کی تبدیلی بھی ایک علاج ہے اور اس سے بھی بعض اوقات دور ہو جاتے ہیں۔ جہاں چھ بعض مریضوں کا درد وضع کی تبدیلی سے دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مریض عضو کو مناسب وضع میں رکھنے سے فائدہ ہوتا ہے اور یہ بھی ایک غیر دوائی علاج ہے۔ جہاں چھ شیخ فرماتے ہیں: بعض اوقات بعض تبدیلی ہیئت اور تبدیلی وضع مرض کے لیے ایک مفید علاج ثابت ہوا ہے اسی طرح وضع کا تبدیلی کرنا اور حرکت کرنا جس سے کوئی ٹیڑھا عضو سیدھا ہو سکتا ہے یا مزاج میں کوئی تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔ مثلاً مرض حول (بھیکچان) میں یہ تدبیر کہ مریض اپنے مخالفت تر بھی جانب کسی چمک دار چیز کو خوب گھور گھور کر دیکھے۔ یا مثلاً مریض لقوہ کو یہ ہدایت دے کہ آنکھ میں اپنا منہ دیکھے اور خدو خال درست کرنے کی کوشش کرے۔ اس کوشش سے بعض اوقات مادہ مرض تحلیل ہو جاتا ہے اور اعضائے مآثورہ کی ہیئت درست ہو جاتی ہے۔

اسی طرح خراب صحبت چھوڑ کر اچھی صحبت اختیار کرنے سے یا خراب افعال ترک کر کے اچھے افعال اختیار کرنے سے بھی بعض فسادان امراض دفع ہو سکتے ہیں۔

علاج میں کشمکش

قوانین علاج کو بیان کرتے ہوئے شیخ الرئیس فرماتے ہیں کہ جن حالات میں معالج کو نہایت باریکی کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہو سکتی ہے ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ایک ہی مرض میں دو مطالبات جمع ہو جائیں مثلاً نفس مرض تبرید (برودت) کا طالب ہو اور سبب مرض حرارت کا جیسا کہ محلی مُبْدِیہ میں بیمار تو تبرید کا خواہاں ہوتا ہے اور مُسْتَدِہ جو بیمار کا سبب ہوتا ہے وہ حرارت کا متقاضی ہوتا ہے۔ اسی طرح جب کہ نفس مرض تسخین کا طالب ہو اور مرض تبرید کا جیسا کہ تولنج میں مادہ تولنج تو تسخین و قطع طبع کا طالب ہوتا ہے اور وِج القولنج تبرید و تسخیر کا متقاضی ہوتا ہے ایسے امراض و عوارض کے مجتمع ہونے کی صورتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا ضبطِ سحریر میں لانا محال ہے۔ دو عام مثالیں ملاحظہ ہوں:

سعالِ محمّی

بیمار میں عطش کا تقاضا یہ ہے کہ ٹھنڈا پانی اور برف اور بارود دوائیں استعمال کرائی جائیں مگر ان چیزوں کے استعمال سے سعال میں غلٹ پیدا ہو جاتی ہے اس کے برعکس گرم پانی اور گرم ادویہ سے کھانسی میں سکون ہوتا ہے لیکن بخار بڑھ جاتا ہے۔ اس کا حل مثال کے طور پر یہ ہے کہ کھانسی کی رعایت سے گرم پانی استعمال کرایا جائے بلکہ پیاس کے وقت کنویں کا تازہ پانی استعمال کرایا جائے اور ایسی دواؤں کا انتخاب کیا جائے کہ کھانسی میں مفید ہونے کے ساتھ ساتھ بیمار میں مُضر نہ ہوں۔ مثلاً اُہدائہ شیریں،

عقاب دلائی، سچتاں جو شانڈے کی شکل میں اور ہڈانہ لعاب کی شکل میں۔
عقاب شہیو کی شکل میں استعمال کرائیں۔

سعال معنزف الدم

جب جریان خون اندرونی اعضاء سے ہو رہا ہو، مثلاً پھیپھڑے،
معدہ یا استقام کی صورت میں طیب سخت کش کش میں مبتلا ہو جاتا ہے اس
لیے کہ جریان الدم کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ مریض کو مکمل سکون دیا جائے اور
کھانسی کو بھی روکا جائے ورنہ اس کے جھٹکے جریان خون میں مماندن ہو کر
اس کے اضافہ کا سبب ہو جائیں گے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کھانسی کا علاج
گرم دواؤں کا طالب ہے اور ٹھنڈے پانی سے اس میں اضافہ ہو جاتا ہے
اس نکل کش کو مثال کے طور پر یوں دور کیا جاسکتا ہے کہ مثلاً پوست خشکاش
ایون اور اس کے مرکبات کا استعمال کرایا جائے۔ اس لیے کہ یہ دوائیں
کھانسی میں مقید کبھی ہیں اور جریان الدم میں بھی مگر ان دواؤں سے علاج
کی صورت میں ایک اور کش کش پیدا ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہید دوائیں شدید
قبض پیدا کرتی ہیں۔ چنانچہ اگر مریض کو بواسیر بھی لاحق ہوتی ہے تو
قبض سے سڈے بڑھ جاتے ہیں جس سے عوارض بواسیر شروع ہو جاتے
ہیں اس شکل کو اس طرح حل کیا جاسکتا ہے کہ مثلاً صبح و شام ایون کے
مرکبات دیے جائیں اور شب کو سوتے وقت مدفن بامام دودھ میں
حل کر کے مریض کو دیا جائے تاکہ مریض کا قبض دور ہو جائے۔

ظاہر ہے کہ ایسی بے چیدہ صورتوں اور متضاد تقاضوں کے وقت
طیب کو بغور یہ سوچنا پڑتا ہے کہ وہ اس کش کش کے وقت کیا کرے
امراض کو طبیعت کے حالے چھوڑ دے اور کوئی علاج نہ کرے اور اگر علاج
کرے تو متضاد امور میں کس کو زیادہ اہمیت دے یہ کش کش کو آموز
اطبار کے لیے باعث پریشانی ہوتی ہے جن کو تجربہ نہیں ہوتا ورنہ کہنہ مشق
اطبار کے لیے تجربات رہنمائی کرتے ہیں۔

تشخیص نہ ہونے کی صورت میں علاج

دوسری کش کش علاج میں اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کہ مرض تشخیص نہ ہو سکے ایسی صورت کے لیے شیخ نے لکھا ہے کہ جب کسی مرض کی تشخیص دشوار ہو جائے تو مرض کو طبیعت کے حوالے چھوڑ دینا چاہیے اور لاطمی کی صورت میں عجلت سے کام نہ لینا چاہیے چنانچہ اس طرح طبیعت مرض پر غالب آئے گی اور مرض دفع ہو گا اور یا طبیعت خود منسوب ہو جائے گی اور مرض غالب آجائے گا تو اس کی علامات نمایاں ہو جائیں گی جس کی وجہ سے تشخیص آسان ہو جائے گی۔ مثلاً جب طبیعت کو بخار کی نوعیت کا پتہ نہ چلے اور تشخیص نہ ہو سکے تو صمیم علاج کرنا مشکل ہوتا ہے پس ایسی صورت میں تدبیر میں تلطیف برتنی جائے یعنی ہلکی غذا دی جائے جو زود مضغ ہو اور قلیل التغذیہ ہو یہ حقیقت ہے کہ مرض کو بلا دوار اور تدابیر کے چھوڑ دینا اور طبیعت کے حوالہ کرنا مضغ ہے مگر زیادہ اندیشہ اس میں ہے کہ لاطمی اور جہل کی حالت میں غلط علاج کیا جائے۔

قانون علاج کا ایک گرم

بعض اوقات تشخیص نہ ہونے کی صورت میں طبیب طبق فراسٹ سے کام لے کر ایسی ضعیف العمل اور مشترک النفع ادویہ استعمال کرتا ہے جو اگر زیادہ نفع نہیں پہنچاتیں تو زیادہ ضرر بھی نہیں پہنچاتیں۔

مشترک النفع دواؤں کی مثالیں

پہلی مثال: نسخہ غل شکم : یہ ایک بے نظیر نسخہ ہے۔

ہر اشانی

گل بنفشہ ، مویز منقہ ، بیج کاسنی ، بادیان ، گاؤزبان
، ماشہ ، ۹ دانہ ، ماشہ ، ماشہ ، ماشہ

درد آب تازہ جو شایندہ صاف نمودہ غیرہ بنفشہ حل کردہ بنوشند
۲ تولہ

جب یہ تشنیں نہ ہو سکے کہ مریض کس قسم کے عفونی بخار میں مبتلا ہے
یعنی حلیٰ بلغمی ہے یا صفراوی تو ایسی صورت میں منہ خلل شکم مدہ خاکی یا
شہد بلا کسی اندیشہ کے استعمال کرایا جاسکتا ہے۔
اگر مریض کو نزلہ زکام، کھانسی یا تنفس کی شکایت ہو اور تشنیں نہ
ہو سکے تو ایسی صورت میں منہ میں تخم غطی، تخم خبازی، اصل السوس مقشر
، ماشہ ، ماشہ ، ماشہ
حب مزودت اضافہ کیا جائے۔

دوسری مثال

مشترک المنفع دعاؤں کی دوسری مثال میں ہلکی ملین دوار کو پیش
کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی مریض بخار میں مبتلا ہو اور صبح تشنیں نہ
ہو سکے تو ایسی صورت میں ہلکی ملین دوار مثلاً اطر فیل ملین یا شربت درد
مکرر استعمال کرائی جائے تو مرض میں کسی قدر تخفیف پیدا ہوگی بشرطیکہ
امار کا کوئی مرض لاحق نہ ہو جس میں ملینیات کی ممانعت ہے۔ ایسے امراض
بکثرت ہیں جن میں قوی اور خراش پیدا کرنے والی مسہلات کا استعمال
ناجائز ہے۔ مثلاً حلیٰ موسیٰ یا پچیش یا بواسیر مگر حب مزودت ہلکے ملینیات
ان امراض میں منوع نہیں ہیں۔

تیسری مثال

جب طبیعت کو مرث اس قدر ملوم ہو کہ احتیاط میں دم ہے خواہ
کامل طور پر تشنیں نہ ہو کہ دم جگر میں ہے یا مدے و امار میں ہے یا گردے
میں ہے اور یہ بھی ملوم نہ ہو سکے کہ دم حاکس قسم کا ہے اور اس کے ماتے
کی ماہیت کیا ہے تو ایسی صورت میں آب مرقۃ کین یعنی آب برگ کاسنی

سبز مروق ، آب برگ کمو سبز مروق نسخہ خلل نمک کے ساتھ استعمال کرائیں۔
 ۴ تولہ ۴ تولہ

چوتھی مثال

گردہ اور اکثر امراض بول کے لیے مدمات بول نہایت نفع بخش ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً تخم خربزہ ، خار خشک ، تخم خیارین اور قذار میں مار الشیر۔

پانچویں مثال

قلب کے اکثر امراض میں مغزات و مقویات قلب مفید ہوتے ہیں۔ غیرہ کما دزباں غبری جواہر والا ، دمار ملک معتدل جواہر والی ، خمیرہ ابرشیم حکیم ارشد ، خمیرہ مروارید ، جواہر مہرہ ، حب جواہر ، مالتی بسنت وغیرہ۔

چھٹی مثال

رم کے اکثر امراض میں مدمات حیض مشترک النفع حیثیت رکھتے ہیں۔
 ساتویں مثال

حیات مغویہ کے علاج میں تلین ، ترقیق اور تے۔ ایک مشترک النفع اصول علاج ہے جو حیات مغویہ کے اقسام کی تشخیص نہ ہونے کی صورت میں اختیار کیا جاتا ہے اور مفید ہوتا ہے لیکن تبرد یعنی ٹھنڈے تدابیر کا استعمال کرنا ہائض کی صورت ہے تشخص نوعیت حتمی نہایت مفید ہوگا۔

سور مزاج کا اصول علاج

سور مزاج دو قسم کا ہوتا ہے

۱۔ سور مزاج سادہ یا سازج

۲۔ سور مزاج مادی

سور مزاج سادہ

سور مزاج سادہ سے مراد ہے کہ اعضاء میں سادہ طور پر حرارت یا برد

بڑھ جاتے لیکن اس کے ساتھ کوئی ایسا مادہ شریک نہ ہو جس کو تغیر کرنے اور بدن سے خارج کرنے کے لیے حالت انقباض و استفرغ پیش آئے ایسے سور مزاج کو سور مزاج سازج بلا مادہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً دھوپ میں چلنے سے درد سر کا لاحق ہونا۔ اگر ایسے مریض کو صرن ٹھنڈے مقام پر رکھا جائے تو درد سر دور ہو جاتا ہے لیکن دھوپ میں زیادہ چلنے یا سردی زیادہ اٹھانے پر سور مزاج ساوہ مادی میں تبدیل ہو جاتا ہے اس لیے کہ دھوپ میں زیادہ چلنے پر اخلاط بدن میں احتراق پیدا ہوتا ہے جس کے سبب سے اخال میں غل پیدا ہو جاتا ہے۔

اسی طرح زیادہ سرد ماحول میں رہنے سے جو ناقابل برداشت ہو ایسی صورت میں بدن کے اخلاط میں انجماد پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اخلاط میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور ان کے مزاج میں برودت بڑھ جاتی ہے ان کا سیلان یا بہاؤ سست پڑ جاتا ہے اور اخال میں غل پیدا ہو جاتا ہے۔

شعج الرئیس فرماتے ہیں: سور مزاج جب کبھی بغیر مادہ کے ہوتا ہے تو اس وقت صرن ہی کافی ہوتا ہے کہ ہم ضد تدابیر کے ذریعہ اس کو تبدیل کریں مین اعضاء کو حرارت لاحق ہے تو برودت پہنچائیں اور اگر برودت لاحق ہے تو حرارت پہنچائیں اور کسی قسم کا استفرغ و بصورت اسہال توقی، اختیار نہ کریں۔

سور مزاج مادی

جب سور مزاج مادی ہوتا ہے تو پھر اس مادے کا انقباض بذریعہ استفرغ کرنا ضروری ہے۔

مادہ مرض دو قسم کا ہوتا ہے:

(۱) بعض مواد ایسے ہوتے ہیں کہ وہ استفرغ کے ذریعہ آسانی خارج ہو سکتے ہیں۔ مثلاً خون فصد کے ذریعہ آسانی خارج ہو جاتا ہے۔ اسی طرح

معدہ اور اسماں میں بھرے ہوئے مواد بذریعہ تھامسہاں آسانی خارج ہو جاتے ہیں۔

۲۔ بعض مواد اعضاء کی ساخت اور رگوں اور ریشوں میں اس طرح پیوست ہو جاتے ہیں کہ جب تک ان مواد میں خاص قسم کے تغیرات نہ ہوں صحت تھامسہاں کرا دینے سے خارج نہیں ہوا کرتے چنانچہ ایسی صورت میں استفراغ سے قبل ان میں مناسب تغیرات پیدا کرنے کی صورت پیش آتی ہے انہیں تغیرات کو نفع کہا جاتا ہے اور جو ادویہ طبیعت کے اس عمل میں امداد کرتی ہیں۔ ان کو منفعیات کہا جاتا ہے۔

سلیج کہتے ہیں کہ سکا ہے استفراغ کافی ہوتا ہے بشرطیکہ اس استفراغ کے بعد سور مزاج اپنی سابقہ پائیداری اور استحکام کی وجہ سے باقی رہ گیا ہو اور اگر سور مزاج باقی رہ گیا ہو اور مادہ مرض پورے طور پر دھخ نہ ہوا ہو تو استفراغ مادہ کے بعد تبدیل مزاج کے لیے مزید تدابیر اختیار کرنی پڑتی ہیں۔

مرضی مزاج کے درجہ اولان کا علاج

سور مزاج کے درجات تین ہیں:

۱۔ سور مزاج کے پیدا ہونے کا اندیشہ پیدا نہیں ہوا ہے تو اس صورت میں محض پیش بندی کے لیے روک تھام کی ضرورت ہے اس قسم کی تدابیر کو تحفظ یا تقدم بالحفظ کہا جاتا ہے جس کی تفصیل حفظ صحت میں بیان کی جا چکی ہے۔

۲۔ سور مزاج کم و بیش پیدا ہو چکا ہے مگر ترقی اور استحکام کے مدارج باقی ہیں تو ایسی صورت میں جس قدر مرض لاحق ہو چکا ہو تو اس کا علاج کیا جائے گا اور جس قدر مرض لاحق ہونا باقی ہے اس کے تحفظ کے لیے تدابیر اختیار کی جائیں گی تاکہ مرض آئندہ ترقی پا کر مستحکم نہ ہو جائے خلا درم حار ہو اور ابھی ابتدائی منزل میں ہو تو اس کے لیے دوا دعات

استعمال کرائے جائیں گے اور ساتھ ہی مواد کے تنقیہ کے لیے اسپہاں لائے جائیں گے تاکہ مادہ کا میلان ورم کی طرف گھٹ جائے اور ورم ترقی نہ کر پائے۔

۲۔ فرضی مزاج پورے طور پر پیدا ہو چکا ہے اور مستحکم ہو چکا ہے جس کو سور مزاج مستوی کہتے ہیں تو ایسی صورت میں علاج بالعضد کیا جاتا ہے مثلاً محلی اجاسیہ کا علاج گلو برنیم اور جب کر بنوہ کے مذہب کیا جاتا ہے اور حرارت کی شدت کو کم کرنے کے لیے ٹھنڈی ہوا، ٹھنڈا پانی اور برت استعمال کرایا جاتا ہے۔ نیز علاج میں کیفیات اربسہ یعنی تدریجاً تسخین، ترطیب اور تخفیف کی ضرورت ہے۔ سور مزاج کے علاج کے لیے اندرونی اور بیرونی طور پر گکا ہے برودت پہنچائی جاتی ہے اور اس عمل کو تبرید کہا جاتا ہے اور گکا ہے حرارت پہنچائی جاتی ہے اور اس عمل کو تہرید کہا جاتا ہے۔ گکا ہے بدن میں رطوبت بڑھانے کے لیے تدابیر اختیار کی جاتی ہیں اور اس کو ترطیب کہا جاتا ہے اور گکا ہے بدنی رطوبات کو تحلیل کرنے کے لیے تدابیر اختیار کی جاتی ہیں جس کو تبخیف کہا جاتا ہے اور یہ سب بمقتضائے حالات کیا جاتا ہے اس لیے کہ بعض حالات میں بدنی حرارت اعتدال سے بڑھ جاتی ہے اور بعض امراض میں گھٹ جاتی ہے چنانچہ پہلی صورت تبرید کی خواہاں ہے اور دوسری صورت تسخین کی۔ چنانچہ اسی مقصد کے لیے سہار کی شدت میں ٹھنڈا پانی برت وغیرہ استعمال کرایا جاتا ہے اور سقوط قوت کے وقت جب کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں حار مرکبات مثلاً دھارا مسک اور شراب وغیرہ استعمال کرائی جاتی ہے اور بیرونی طور پر تکمید حار کرائی جاتی ہے۔ اسی طرح استسقاء محلی کی صورت میں اور ار اور اسپہاں کی صورت میں چوں کہ جسم میں رطوبت خارج ہو جاتی ہے تو تازہ پانی استعمال کرایا جاتا ہے ادا اعضاء میں خون کی مقدار بڑھائی جاتی ہے۔

تبرید و تھین میں بے پعاہی نہ اختیار کرنا چاہیے۔ گرم اور شدید امراض میں مثلاً سرسام اور تیز بخاروں میں اور گرم مواد مثلاً صفرا کے جوش و میمان کے وقت اصولاً اندرونی اور بیرونی طور پر تبرید پہنچائی جاتی ہے جو درجہ حرارت کو تیزی سے گر کر درجہ اعتدال پر لے آتی ہے یا اس سے بھی نیچے گرا دیتی ہے۔ ایسے موقع پر شیخ فرماتے ہیں کہ بلا درنہ تبرید اختیار کرنے میں مبالغہ نہیں کرنا چاہیے ورنہ قوت حیوانیہ کے کمزور ہونے کے علاوہ دیگر خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔ تبرید میں مبالغہ سے انجام مریض خواب ہو جاتا ہے اور بعض مریض تو ایسے ٹھنڈے ہوتے ہیں کہ گرم ہو ہی نہیں پاتے۔

بعض اوقات تبرید اور تطہیر کی زیادتی سے گرم امراض کے گرم اخلاط نفع یعنی استحالہ و تغیر سے رک جاتے ہیں اس لیے کہ شدید تبرید سے بدنی قوی مدحال ہو جاتے ہیں چنانچہ اس وقت کہ جب قوی مرض کے نفلے سے ناقواں ہوں برودت کی زیادتی سے سور مزاج بار دمازی پیدا ہو جاتا ہے جو اس مزاج کے متضاد ہوتا ہے جس کی اصلاح تبرید کے ذریعہ کی گئی ہے۔

استفراغ

استفراغ سے مراد ان مواد کا بدن سے استفراغ ہے جن کا بدن میں موجود رہنا مضر ہو سکتا ہے چوں کہ مواد فضلات مرض کے بڑھانے میں معاون ہوتے ہیں اس لیے اکثر ان کے خارج کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

اقسام امراض

۱۔ آنتوں کے ذریعہ مواد کے کثرت سے خارج ہونے کو اسہال

کہا جاتا ہے۔ اکثر مادی امراض میں استغراق بذریعہ اسہال مفید ہوتا ہے اور معدہ، آنتوں و جگر کے اکثر امراض اور مفاصل کے مادی امراض میں خصوصاً نفع بخش ہوتا ہے۔

۲۔ رتے، مسد کے ذریعے مواد کے خارج ہونے کو تے کہا جاتا ہے۔ تے گردہ، شائد، معدہ اور سینہ کے امراض کے لیے بہت مفید ہے۔

۳۔ تعویق، پسینہ کے ذریعہ مواد کا خارج ہونا۔ مختلف بیماریوں میں استقامت فریبی مغرط اور ادواج مفاصل میں یہ عمل مفید ہوتا ہے۔

۴۔ اظہار، پیشاب کے ذریعہ مواد کا خارج ہونا اور ارب بول کہلاتا ہے یہ گردہ، شائد، مجری البول، امراض جگر نیز وجع المفاصل اور فالج میں مفید ہوتا ہے۔ مدات میں حیض، منی اور دودھ خارج کرنے والی دوائیں بھی شامل ہیں۔ مدات حیض امراض رحم اور امراض دمویہ میں اور مدات شیر قلت لبن اور درم بستان میں استعمال کرائے جاتے ہیں۔

۵۔ تنفیث، بلغم کا استغراق، مطلق کے ذریعہ۔

۶۔ فصد : وریدوں کے ذریعہ شکاف دے کر خون خارج کرنے کو

فصد کہا جاتا ہے۔ یہ دموی امراض اور ادواج میں مفید ثابت ہوتی ہے۔

۷۔ حجامت۔ یعنی سینگیوں لگانا۔ سینگیوں سے امارہ مواد اور جذب

مواد کیا جاتا ہے اور حجامت بخ شرط یعنی پچھنوں کے ساتھ سینگیوں لگانا

سے خون بھی جاری ہوتا ہے اور دموی امراض و ادواج میں فائدہ حاصل

ہوتا ہے۔ پنڈلی کے خچلے حصوں اور تلووں میں سینگیوں لگوانے

سے مواد و بیماریات مانع کی طرف نہیں چڑھتے ہیں اس لیے یہ عمل امراض

دماغیہ میں مفید ہوتا ہے۔

۸۔ ارسال علقی۔ یعنی جنکیں لگوانا بھی پچھنوں کے قریب قریب

ہے اور فصد کے قائم مقام ہے۔ بچے فصد کے متحمل نہیں ہوتے اس لیے

ان کے جنکیں اور کچھنے لگوانا مفید ہوتا ہے۔

شرائطِ استفراغ

ہر استفراغ میں مندرجہ ذیل دس امور کی رعایت رکھنا چاہیے:
۱۔ اعتدال:

بدن اخلاط سے سبھا ہوا ہو اس لیے بدن کے خالی ہونے کی حالت میں استفراغ منع ہے۔
۲۔ قوتِ مریض:

مریض میں استفراغ کی قوت ہو اس لیے کہ ضعف و ناتوانی کی حالت میں استفراغ نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اگر استفراغ کے بغیر چارہ نہ ہو تو استفراغ کرا دیں اور قوت کی تدبیر بعد میں کریں۔
۳۔ مزاج:

مزاج میں گرمی و خشکی اور سردی کی زیادتی اور خون کی کمی مانعِ استفراغ ہے کیوں کہ بدن میں رطوبت کم ہونے کے باعث استفراغ میں عمدہ رطوبتیں خارج ہو کر کمزوری پیدا کرتی ہیں۔
۴۔ جلدِ مریض:

مریض کا بدن بہت لاغر، بہت موٹا ہو تو استفراغ ممنوع ہے کیوں کہ یہ حالت لافری رطوبتیں کم ہوتی ہیں اور استفراغ سے اصل رطوبات زائل ہو جاتے ہیں اور یہ حالت فرہی رطوبات کے خارج ہو جانے پر رگیں گوشت اور چربی سے گھٹ جاتی ہیں اور روح و حرارت غریزی گھٹ کر کمزور ہو جاتی ہے۔

۵۔ اعراضِ لازمہ:

جب کوئی شخص اسہال کے لیے مستند ہو یا اس کی آنتوں میں زخم ہو تو استفراغ نہ کرائیں۔

۶۔ عمر:

بڑھاپے اور بچپن میں استفراغ منع ہے کیوں کہ ان عمروں میں حالت

کم ہوتی ہے۔
۷۔ وقت استفراغ:

سخت گرمی اور نہایت سخت سردی کے موسم میں استفراغ نہ کریں کیوں کہ شدت گرما کی حالت میں رطوبات کی کمی کے باعث طاقت پہلے ہی ضعیف ہوتی ہے اور استفراغ سے اس کے ضعف میں اور اضافہ ہو جاتا ہے اس لیے کہ استفراغ کی صورت میں بدن سے رطوبات زائد مقدار میں خارج ہوتے ہیں اور شدت سرما میں اخلاط کے بچے ہوئے ہونے کی حالت میں استفراغ کامل نہیں ہو سکتا۔

۸۔ آب و ہوا:

جس مقام کی آب و ہوا بہت سخت سرد یا سخت گرم ہو وہاں استفراغ نہ کرانا چاہیے۔

۹۔ پیشہ

جن پیشوں میں مواد، زیادہ تحلیل ہوتے ہوں جیسے لوہار یا حمام کے نائی ایسے پیشہ والے لوگوں کے لیے استفراغ ممنوع ہے کیوں کہ ان کے ابدان میں مواد اس قدر نہیں ہوتے جن کا استفراغ ہو سکے۔

۱۰۔ عادت:

جس شخص کو استفراغ کی عادت نہ ہو تو اس کو استفراغ قوی دوار سے نہ کرائیں کیوں کہ ایسے شخص کی طبیعت فضلات کو دوسرے راستوں سے خارج کرنے کی عادی ہوتی ہے۔

اصول استفراغ

ہر ایک استفراغ میں پانچ امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

- (۱) جو مادہ اپنی مقدار یا کیفیت سے موزی ہو اس کا استفراغ کرنا چاہیے۔
- (۲) اس کا قدر استفراغ کرنا چاہیے کہ جس کا مزین متقل ہو سکے۔

(۳) جس طرف مادہ کا میلان ہو اس کا استفراغ اسی طرف کرنا چاہیے مثلاً جب مریض کو قتل ہو تو تھے سے استفراغ کریں۔ اگر سیٹ میں مڑوڑ ہو تو اسہال سے تنقیہ کریں۔ ہاں اگر کوئی امرانغ ہو تو یاد رہے ضروری نہیں جیسے تھے لانے میں دماغ کو مزہر پہنچنے کا احتمال ہو تو اس صورت میں بجائے تھے کے اسہال کو اختیار کریں۔

(۴) ہمیشہ مادہ کو اس کے مخرج طبعی (طبعی راستے) سے خارج کریں کیونکہ یہ طریقہ طبیعت پر آسان ہوتا ہے لیکن اگر اس راستے میں کوئی رکاوٹ یا سوزش ہو تو تبدیلی جائز ہے۔ نیز جس عضو کی طرف مادہ کو مائل کیا جاتا ہے وہ عضو کم درجہ کا ہو۔ عضو شریف کی طرف مادہ کو کبھی منتقل نہ کرنا چاہیے ورنہ نقصان عظیم ہو گا۔ نیز جس عضو کو مادہ کو دوسرے عضو کی طرف منتقل کیا جا رہا ہے ان دونوں اعضاء کے درمیان تعلق ہونا چاہیے تاکہ دفع فضلات میں ایک دوسرے کی امانت کریں۔

(۵) ہر ایک مادہ کو خارج کرنے سے پہلے اس کو نفع دینا ضروری ہے نفع سے مراد مادہ کا اخراج کے لیے مستعد کرنا ہے چناں چہ اگر مادہ غلیظ و لیسدار ہے تو جب تک اس کو رقیق نہ کیا جائے وہ خارج نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اس قدر تیز ہے کہ اعضاء نے اسے جذب کر لیا ہے تو اسے غلیظ کر کے نکالا جاسکتا ہے۔

احکام استفراغ

۱) استفراغ کی حالت میں جو مواد خارج ہوا کرتے ہیں وہ جب تک روانی کے ساتھ بھلتے ہیں اور مریض میں قوت برداشت باقی ہو تو مواد کے بکثرت اخراج سے خوف نہ کھانا چاہیے بلکہ بعض اوقات استفراغ کی ضرورت اتنی شدید ہوتی ہے کہ غشی تک نوبت پہنچتی ہے۔

(۲) اکثر ادوات طبیب کے لیے ہی آسان ہوتا ہے کہ بدن کے فضلات

کو جو بڑی مقدار میں نہیں بچے ہوں ایک ہی دفعہ خارج کر دئے گئے
بیجاے بدفعات خارج کیا جائے۔ مثلاً استقارزقی میں جو قیضا
سے جہاں رطوبت کی بڑی مقدار موجود ہوتی ہے ایک ہی وقت میں
یا ایک ہی دن میں نہ خارج کیا جائے۔ اسی طرح اگر رطوبت ایک ہی
مقام پر جمع ہو جیسے کہ پھیمپڑے کے جوت میں پیپ کا جمع ہو جاتا تو
ساری رطوبت کا استفراغ ایک دم نہیں کیا جاتا کہ جس سے ضعف
بڑھ جائے بلکہ اس کو رفتہ رفتہ خارج کیا جاتا ہے۔

(۳) جن لوگوں کی بدنی قوت قوی نہ ہو اور ان کے بدن میں مواد کثرت
سے ہوں تو استفراغ میں تدریج سے کام لیا جائے۔ تدریج سے
اس وقت کبھی کام لیا جاتا ہے جب کہ مادے میں لزوجت ہو یا مادہ
خون کے ساتھ ملا ہوا ہو اور اگر اس کا مکان غیر ممکن ہوتا ہے یا
مادہ اعصار کی ساخت میں پیوست ہوتا ہے جیسا کہ عرق الناریا
ادواج الفاصل یا سرطان یا جریان مرط اور دما میل مزمنہ میں
ہوتا ہے۔

(۴) قابل اخراج مادہ کا بدن کے اندر کسی قدر چھوڑ دینا اتنا حکمیت وہ
نہیں ہوتا جتنا کہ شدت اور قوت کے ساتھ پورے طور پر خارج
کر دینا ہے اور اس حد تک استفراغ کرنا کہ بدنی قوت مضطرب ہو جائے
اس لیے کہ بعض اوقات طبیعت بچے کیجے مادے کو خود بخود جھلک
کر دیتی ہے جو لوگ کسی استفراغ کے مثلاً دستوں کے مادی ہوں
اور ان کے بند ہونے سے وہ کسی مرض میں مبتلا ہو جائیں تو استفراغ
سے وہ مرض زائل ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کے کان سے میل کا
اخراج یا ناک سے بلغم کا اخراج رک جائے اور اس کی وجہ سے
یا دماغ (سرچکرا) یا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آنا یا صدر اع پیدا ہو جائے
تو ان رطوبتوں کے استفراغ سے امراض رفع ہو جائیں گے۔
(۵) عروق کے مواد مقابل آسانی کے ساتھ خارج ہو جاتے ہیں لیکن انصار

مغاصل کے مواد کے استفراغ میں دشواری پیدا ہوتی ہے۔
 (۶) جن لوگوں نے استفراغ کیا ہو مثلاً سہل یا ہو ان کے لیے یہ کسی
 طرح مناسب نہیں کہ وہ جلد ہی غذا میں زیادتی شروع کر دیں۔ چونکہ
 ایسی صورت میں غیر منہضم غذاؤں کو طبیعت جلد ہضم کرے گی لیکن اگر
 مجبوری ہو تو غذا رکھڑی رکھڑی مقدار میں بڑھائی جائے۔

نضج

امراض مزمنہ میں نضج دینا واجب ہے۔ امراض حادہ میں بھی بہتر
 ہے کہ مادہ میں نضج دیا جائے، لیکن اگر نضج کے انتظار کرنے تک ہیجان
 مادہ کی وجہ سے اعضائے رکیبہ و شریفہ کو نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ
 ہو تو اس صورت میں بلا انتظار نضج اس کو فوراً خارج کر دینا ضروری ہے۔
 نضج سے مراد یہ ہے کہ مواد کو سخت کر کے خارج ہونے کے قابل
 بنایا جائے اس غرض کے لیے غلیظ خلط کو رقیق اور رقیق خلط کو غلیظ
 کرنے کی ضرورت ہے چنانچہ مادہ صفرا کو غلیظ اور مادہ سودا کو رقیق
 بنایا جاتا ہے۔

نضج کا فائدہ

نضج کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے مواد خارج ہونے کے قابل ہو جاتے
 ہیں۔ نضج کی ضرورت اس امر سے ہوتی ہے کہ ذات الجنب میں شروع میں
 ممتہ سے مادہ خارج نہیں ہوتا مگر نضج پیدا ہو جانے کے بعد خارج ہونے
 لگتا ہے۔

نضج کی ضرورت

(۱) امراض مزمنہ اور جن امراض کی مدت چالیس روز سے زیادہ
 ہوتی ہے ان میں نضج ضروری ہے۔ حاد امراض میں بھی نضج دینا ضروری ہوتا

نصومًا جن کی میاد سات روز سے زیادہ ہو۔ البتہ حادثی اقلایت میں
 (یعنی جن امراض کی مدت سات دن ہو) نفع کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔
 ۲۔ بلغمی و سوداوی امراض میں مہل سے پہلے نفع ضرور دینا چاہیے۔
 صفراوی امراض میں گو نفع کا دینا مستحسن ہے مگر ضروری نہیں۔ امراض
 دموی میں نفع کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ دوسرے اخلاط کی آمیزش
 سے خون فاسد ہوا ہو تو ان اخلاط کو نفع ضرور دینا چاہیے۔ سودا و غیر طبی
 جس غلط کے احتراق سے پیدا ہو نفع میں اس کی رعایت رکھنا ضروری
 ہے۔

نفع کے ایام

ہر ایک غلط کے نفع کے حسب ذیل ایام مقرر کیے گئے ہیں:
 صفراور خالص تین دن اور صفراور غیر خالص پانچ دن۔
 بلغم تریت پانچ دن اور بلغم فلیظ بارہ دن۔
 سوداور خالص پندرہ سے چالیس دن
 دم کی تعدادیں سبائے نفع کے معدلات دم سے کی جاتی ہے۔

علاماتِ نفع

ادۃ کی سچنگی پر قارور سے استدلال کیا جاتا ہے چناں چہ صفراوی
 مادہ میں قارورہ کارنگ اترجی زردی مائل اور سوداوی میں سیاہ
 اور مکدر ہو جانے پر موادِ پختہ ہو جاتے ہیں۔ بلغمی و سوداوی مواد میں نفع
 کے وقت قارورہ فلیظ ہو جاتا ہے۔

نبض بھی مواد کی سچنگی پر شہادت دیتی ہے۔ چناں چہ اگر ابتداء میں
 نبض صلب ہوگی تو سچنگی مواد پر نرم یعنی لین ہو جائے گی۔ اگر ابتداء میں
 (لین) ہوگی تو سچنگی پر صلب ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر نبض پہلے قلی یا
 ضعیف ہوگی تو مادہ کے پختہ ہونے پر خالی یا قوی ہو جائے گی۔ سوداوی

امراض میں مادہ کی پختگی کے وقت نبض نرم ہو جاتی ہے۔

احکام منقبذات

- (۱) ہر خلط کے منقبذ الگ الگ ہوتے ہیں
 (۲) ہر مرض کے منقبذ میں اس مرض کی مخصوص دوائیں بھی شامل کرنا چاہیے۔ مثلاً شبات میں اسطوخودوس اور اد جاع مفاصل میں سورنجان کا اضافہ ضروری ہے۔
 (۳) اگر مادہ مفاصل و اعصاب میں ہو جیسے فالج و لقوہ و وج مفاصل یا نفرس وغیرہ تو منقبذ زیادہ عرصہ تک استعمال کرائیں اور متعدد مرتبہ مسہل دیں۔
 (۴) سر کے سرد امراض مثلاً فالج و لقوہ وغیرہ میں منقبذ کے ساتھ تنقیہ خاص کی ضرورت ہے چنانچہ ان امراض میں وقتاً فوقتاً حب ایارح، حب شب یا رد وغیرہ استعمال کرائیں۔ ہر خلط کے منقبذات حسب ذیل ہیں:
- منقبذ صفرار

۱۔ غلاب، گُل بنفشہ، گُل نیلوفر، شاہترو، تخم کاسنی نیم کوفتہ
 ۵ دانہ ۵ ماشہ ۵ ماشہ ۵ ماشہ ۵ ماشہ
 بیج کاسنی، گُل سرخ گرم پانی میں رات بھر جکھوئیں، صبح مل چھان کر
 ۵ ماشہ ۵ ماشہ
 شربت نیلوفر یا سکببین میں حل کر کے پلائیں۔

۲۔ گُل بنفشہ، گُل سرخ، گُل نیلوفر، غلب الثلب، تخم خلی،
 ۲ تولہ ۲ تولہ
 ۵ ماشہ ۵ ماشہ ۵ ماشہ ۵ ماشہ ۵ ماشہ
 شاہترو، تخم کاسنی، غلاب، آلو ہمارا رات کو گرم کر کے
 ۵ ماشہ ۵ دانہ ۵ دانہ

پانی میں بھگوئیں، صبح مل چھان کر گل قند آفتابی یا تربنبین یا غیرہ منقشہ
۴ تولہ ۴ تولہ ۴ تولہ

طا کر پائیں۔

منفع بلغم:

۱۔ مویز منقہ، بادیان، اصل السوس مقشر، پر سیاہ نشان، انجیر
۹ دانہ ۵ ماشہ ۷ ماشہ ۷ ماشہ
ند پانی میں جوش دے کر گل قند مل طا کر پائیں۔

۴ تولہ

۲۔ بیج بادیان، بیج کرفس، بیج اذخر، بیج ساسنی، اسطوخودوس،
۷ ماشہ ۷ ماشہ ۷ ماشہ ۷ ماشہ ۷ ماشہ
مویز منقہ، انجیر زرد رات کو گرم پانی میں جوش دے کر چھان کر شہد
۹ دانہ ۲ عدد
خالص دو تولہ مل کر کے پائیں۔

منفع سودار

غلاب، گاؤزیاں، شاہترو، بادنبویہ، بادیان، سپستان
۵ دانہ ۱۷ ۱۷ ۱۷ ۱۷ ۱۷
اصل السوس مقشر رات کو گرم پانی میں بھگوئیں صبح چھان کر گل قند
۱۵
یا تربنبین مل کر کے پائیں۔
۲ تولہ

اقسام مسہل

(۱) بلماط شدت و خفت حسب ذیل ہیں:

(۱) مسہل خفیف : جس سے آنتوں کی حرکت دودیر بڑھ جائے اور رطوبت کا افراز زیادہ ہو، گاڑے دست آئیں اور پیٹ میں مڑور زیادہ نہ ہو۔

(۲) مسہل شدید : جس سے آنتوں کی حرکت دودیر تیز ہو جائے اور بنیر درد کے پانی کے مانند دست آئیں
درب، بلحاظ تاثیرات :

(۱) مسہل بالثلثین : جیسے ترنجبین خراسانی، شیر خشت انگریزی وغیرہ۔

(۲) مسہل بالانزلاق : جیسے اکوئے بخارا، سپتاں، تخم غطلی وغیرہ۔

(۳) مسہل بالجللاء : جیسے بورہ ارمنی وغیرہ

(۴) مسہل بالقوت المسہلہ : یعنی جو اپنی صورتِ نوعیہ کے لحاظ سے سہل ہو جیسے غاریقون، مغزل، سقمونیا، مشوی وغیرہ۔

تخم غطل اور صبر زد کو دماغ اور اعصاب کے تنقبہ میں غاریقون مغزل کو پھیپھڑے اور سینے کے بلغم کے نکالنے میں اور سورنجان شیریں کو مفاصل کے تنقبہ میں خاص خصوصیت حاصل ہے۔

(۵) مسہل بالعص : جیسے بلبلہ جات شربت درد مکر وغیرہ۔

ادویہ بالمسہلہ کو ٹھنڈے پانی کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے تاکہ پانی کی برودت معین عمر ہو جائے۔

(ج) بلحاظ نوعیتِ عمل : مسہل دوائیں اپنے افعال و خواص کے اعتبار متعدد قسم کی ہوتی ہیں :

۱۔ بعض دوائیں دست آور ہونے کے ساتھ قوتِ تحلیل و ترقیق مواد رکھتی ہیں مثلاً تربد۔

۲۔ بعض دوائیں دست لانے کے ساتھ ساتھ آنتوں کو چڑھتی ہیں اسی دواؤں کو ادویہ مسہلہ بالمعمر کہتے ہیں جیسے بلبلہ۔

۳۔ بعض دوائیں سہل ہونے کے ساتھ ملین مواد ہوتی ہیں جیسے شیر خشت

۴۔ بعض دوائیں آنتوں کے مواد کو کھلا کر پھلا کر دستوں کی صورت میں خارج کرتی ہیں جیسے اسپنول و آکسولام وغیرہ۔

۵۔ بعض دوائیں بالخاصہ مسہل صفرار ہیں جیسے سٹوینا۔

۶۔ بعض دوائیں جلا و تقطیع مواد کے ذریعہ دست لاتی ہیں جیسے بورق نمکیات وغیرہ۔

۷۔ بعض مسہل دوائیں مواد کو کھلا کر خارج کرتی ہیں جیسے تربخین۔

۸۔ قوی درجہ کی مسہل دواؤں میں کچھ نہ کچھ سمیت ضرور ہوتی ہے اور اس قسم کی دوائیں طبیعت کو مغلوب کر کے دست لاتی ہیں ان دواؤں کی اصلاح فادزہر سے کی جاسکتی ہے۔

۹۔ بعض دست آور دوائیں تلخ یا ترش یا میٹھی یا لاذع یا خرق ہوتی ہیں اور ان کیفیات سے ان دواؤں کے عمل و افعال میں مداخلت حاصل ہوتی ہے۔ کڑواہٹ اور تیزی سے مواد کی تحلیل میں امداد حاصل ہوتی ہے اور دوائے خرق سے مادہ کو کھیلانے میں امداد حاصل ہوتی ہے۔

دوائے خرق اور دوائے عامر کو اکٹھا نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ اس صورت میں دونوں کے اثرات ایک جیسے ہو جائیں گے بلکہ بہتر یہی ہے کہ دوائے خرق ملین کو دوائے عامر سے پہلے استعمال کرایا جائے تاکہ وہ پہلے اپنا عمل کرے اور مواد کو نرم کر دے بعد ازاں دوائے عامر استعمال کرائی جائے تاکہ وہ اپنا عمل کر کے نرم شدہ مادہ کو پھوڑ کر خارج کر دے۔ اسی مثال پر تمام دواؤں کو سمجھنا چاہیے۔

اسہال

مسہل کے اغراض

۱۔ مادی امراض کے مواد کو خارج کرنے کے لیے جیسے اورام میں۔

- ۲۔ بخار کو کم کرنے کے لیے کیوں کہ اسہال و ادوار سے بخار کی حرارت کم ہو جاتی ہے۔
- ۳۔ شدید قبض و توجع مگر دائمی قبض میں مسہلات کا استعمال جائز نہیں ہے۔
- ۴۔ رطوبات کو خارج کرنے کے لیے مثلاً استقار میں۔
- ۵۔ اخراج صفار بغیر اور سودار کے لیے۔
- ۶۔ ضغطة الدم کم کرنے کے لیے۔

تلمین

تلمین اور مسہل:

تلمین وہ دوا ہے جو مواد کو مددہ اور مددہ کے قریب اعضاء سے پھوڑ کر آنتوں سے خارج کرتی ہے اور مسہل وہ دوا ہے جو مادہ کو مددہ و امعاء اور ان کے قریبی اعضاء کی رگوں سے پھوڑ کر خارج کرتی ہے۔

تلمین کا فعل:

تلمین وہ آئیں مددہ و امعاء کے عضلات طبق کو کسی قدر تحریک پہنچا کر حرارت و دویہ کو تیز کرتی ہیں جس سے اجابت ملائم ہوتی ہے۔

تلمین دوائیں:

ابنجر، مویر منشی، آلو ہنلا، شیر خشت، ترنجبین، تمر ہندی، خیارشنبہ، ہلیہ، روغن بکدام، روغن زیتون وغیرہ۔

استعمالات:

تلمین دوائیں عموماً قبض شدید یا دائمی میں استعمال کی جاتی ہیں۔

مسہل کے مخموعات:

بد رجسہ فایت حار، بار دیاس فزاج اشخاص کو مسہل مضر ہے۔ اگر اغشیار میں ورم یا آنتوں میں ثقل یا اس ہو تو دفعتاً مسہل مضر ہے۔ البتہ تلمین

جائز ہے۔ حاملہ عورتوں کو بھی مہل نہیں دینا چاہیے، خصوصاً چوتھے ماہ سے پہلے اور ساتویں ماہ کے بعد۔ ایام حیض میں بھی مہل منع ہے۔ ضعیف و نحیف اشخاص اور اطفال کو بھی مہل نہیں دینا چاہیے۔ پینتالیس سال کی عمر کے بعد مہل کی ضرورت ہو تو شیر خشک، تخم غلی، املی وغیرہ لیڈار دوائیں دینی چاہئیں۔

مہل کے لیے ایام اوقات :

خفت گراموختت سرا میں مہل نہیں دینا چاہیے۔ باقی ایام میں بھی مہل سے پرہیز کرنا چاہیے کیوں کہ اس وقت فساد کی استعداد موجود ہوتی ہے اور مہل سے مواد میں تحریک و ہيجان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

مہل کے لیے سب سے بہتر موسم ریح ہے اس کے بعد خریف اور جس روز آندھی اور بارش ہو اس دن بھی مہل نہ دینا چاہیے۔

موسم گرما اور ریح میں صبح سویرے اور موسم سرما اور خزاں میں طلوع آفتاب کے دو گھنٹہ بعد مہل دینا چاہیے۔

دیگر ہدایا متعلقہ مہل :

۱۔ حیات اور ان امراض میں جن کے ساتھ بخار ہوتا ہے ایک ہفتہ سے پہلے ہرگز مہل نہ دیں، ہاں اگر کوئی قوی ضرورت داعی ہو اور ہيجان مرض کی وجہ سے مریض کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو پانچویں یا چھٹے روز مہل دے سکتے ہیں۔

۲۔ یابس المزاج اشخاص کو ادویہ مسہلہ قویہ سے مہل نہ دیں بلکہ نرم اور لزج ادویہ سے جیسے مغز فلوس خیارشنبہ، شیر خشت انگریزی، ترخندی مقشر وغیرہ سے مہل دینا چاہیے۔

۳۔ جسے ادویہ مسہلہ استعمال کرنے کی عادت نہ ہو مہل قوی نہ دینا چاہیے۔

۴۔ صاحب تخم ویدہ یعنی کو اور اس شخص کو جس کے اخلاط لزج ہوں یا جس کے اختار میں سوزش یا زخم یا سدہ ہو مہل نہ دیں۔

۵۔ شدید موسم سراوگر میں اسہال ممنوع ہیں اسہال کے علاوہ تھ
خصد دگنی بھی ممنوع ہیں۔

۶۔ تین دن سہل سے پہلے اور تین دن سہل کے بعد اور سہل کے دن اسہال
خفیفہ مجفف جیسے قہ و تکان اور جامع اور اعراض نفاذ قویہ سے پرہیز
کرنا چاہیے۔ نیز فذار نرم اور زود ہضم دینا چاہیے۔

۷۔ ضعیف المدہ شخص کو سہل پلانے سے پہلے قدرے کوئی لطیف فذار
جیسے مارا شیر وغیرہ کھلا دیں اس کے بعد سہل پلائیں تاکہ مدہ انقباض
صفار سے محفوظ رہے۔

۸۔ سہل پینے کے بعد کم از کم چار گھنٹے پانی نہ پینا چاہیے تاکہ عمل سہل میں
کسی قسم کا فتور واقع نہ ہو۔

۹۔ سہل پینے والے کو اپنا مدہ و قدم گرم رکھنا چاہیے۔

۱۰۔ اگر آنتوں میں ثقل یا بس جج ہو جیسا کہ تولع میں ہوتا ہے تو جب تک اس
کو حقنہ یا شیاف ملینہ کے ذریعہ یا دوسری مریق ادویہ کے ذریعہ خارج نہ
کر دیں اس وقت تک سہل نہ دیں۔

تدبیر دوران سہل:

سہل نہار منہ دینا چاہیے۔ اگر کسی شخص کا مزاج حار ہو اور مدہ بھی اس
کا ضعیف ہو تو اسے پہلے ایک انار یا آتش جو پلانا چاہیے۔ اگر سہل دوار کی
بوناگوار ہو اور اس کی وجہ سے قہ ہو تو ناک بند کر دینی چاہیے۔ اگر سہل
بد مزہ ہو تو دار چینی یا عاقر قرحا چبانا چاہیے۔ یا برت کو دہن میں رکھ کر زبانی
کو بے حس کر دینا چاہیے۔ اگر سہل لینے کے وقت تھ کا خطرہ ہو تو بازوؤں
اور پنڈلیوں کو کس کر باندھنا چاہیے اور مندل عرق ملاب وغیرہ خوشبودار
چیزیں سٹنگھانا چاہیے اور سہل پینے کے بعد انار، پودینہ، بھی چبا کر ان
کا رس چوسنا چاہیے، نیز سہل دینے کے پندرہ منٹ بعد مندل سفید ملاب
میں گھس کر اس میں کپڑا تر کر کے فم مدہ پر رکھنا چاہیے۔ اگر سہل جوب
کی شکل میں ہو تو اسے شہد میں تر کریں یا اس پر شکر چڑھا لیں یا ورق

نعرہ چڑھائیں پاکیپول میں استعمال کریں۔ جب مسہل پییا جائے تو سختوزی دیر تک حرکت نہ کرنی چاہیے تاکہ دوار تھے کے ذریعہ خارج نہ ہو جائے۔ سختوزی دیر کے بعد چل قدمی میں مضائقہ نہیں ہے تاہم زیادہ حرکت کرنا مفید ہے۔ البتہ قوی مسہل کے بعد سونا اس عمل کو تیز کر دیتا ہے۔ مسہل کے بعد غدار کھانے یا نہانے سے بھی اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ اس عرصہ میں بدن کی معمولی مالش میں مضائقہ نہیں، مگر سخت مالش سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر مادہ مسہل کی تیزی سے مبرز پر ملن نہ ہو تو روغن زرد یا روغن گل لگائیں یا غلی کو پانی میں جوش دے کر اس سے استنجا کریں۔
مدد مسہل :

اگر مسہل کے عمل میں دیر ہو جائے اور دست نہ آئیں تو مارا عمل پلائیں تاکہ مادہ رقیق ہو کر خارج ہو یا شربت ورد مکرر اور شربت دینار ا۔
۴۴ تولہ ۴۴ تولہ

تولہ ملا کر پلائیں۔

اگر ادریہ مسہل زیادہ گرم ہو اور مریض جوان ہو اور اسہال آئیں تو سخت ڈال پانی یا سکنجبین گھونٹ گھونٹ پلائیں اور اگر موسم اور مزاج کی سردی کی وجہ سے دست نہ آئیں تو عرق بادیان اور عرق گلاب ہم وزن ملا کر گھونٹ گھونٹ پلانا چاہیے یا مارا عمل استعمال کرنا چاہیے۔
۱۰ تولہ

اگر مذکورہ مدد مسہل کے بعد بھی دست نہ آئیں اور کرب، درد سر، دوران سر، مڑوڑ، غشی وغیرہ لاحق ہو تو گرم پانی نصف سیر، نمک دو ماشہ، اور سکنجبین ۵ تولہ ملا کر تھے کرائیں اور اگر مسہل دوار آنتوں میں پہنچ چکی ہو تو صابن اور نمک کا حقنہ کرنا چاہیے تاکہ مواد اعضائے رمیہ کی طرف رجوع نہ کریں لیکن ایک دن میں دو مسہل جمع نہ کرنا چاہئیں۔
عوارضات مسہل :

مسہل لینے کے بعد اگر پیٹ میں مڑوڑ معلوم ہو تو گرم پانی گھونٹ گھونٹ

پنیا اور چند قدم ٹھلنا مفید ہے۔ اگر پیاس لگے تو نیم گرم پانی یا عرق
کلاب یا عرق بادیان پلانا چاہیے۔ اگر مسہل دوائیں زیادہ گرم ہوں تو ٹھنڈا
پانی پلانا چاہیے اور ترش دہی کی جھانچہ یا انار ترش کا پانی پلانا چاہیے۔
اسی طرح جوارش املہ، جوارش انارین، جوارش بھی اور دیگر قابضات دنیا
چاہیے، نیز ہتھیلیوں کی ماش اور پاشویہ اور حمام بھی مفید ہے۔ مریض
کو سلانے کی کوشش کی جائے۔ اگر تپش ہو تو لعاب ریشہ خلی اور قابضات
، ماشہ ۳ ماشہ

استعمال کرائیں۔ اگر مسہل کے بعد سہار ہو جائے تو نسخہ تبرید استعمال کرائیں
جو ذیل میں درج ہے۔

مسہل کے بعد آب و غدار

مسہل کے روز صبح کو غدار نہ دی جائے۔ شام کو مونگ کی دال کی
کھچڑی، دہی، پاول، سبزی وغیرہ دی جاتی ہے۔ میگنیشیا وغیرہ۔ نکلین مسہلات
کے بعد دودھ، پاول مسہلات بلغم کے بعد کھنی پلائی جاتے۔ جال گوڑ کے
مسہل میں سرد پانی اور دودھ کی لسی، جو گویاں حرید و تبخیل وغیرہ سے
بنائی جائیں ان میں سرد پانی ملانا چاہیے۔ اسی طرح شیر زقوم کے مسہلات
میں ٹھنڈا پانی پلانا چاہیے۔ ریوندینی، تخم فلفل، صبر، جلاپا کے استعمال
کے بعد نیم گرم پانی پلانا چاہیے۔

تبرید

مسہل کے بعد جو ٹھنڈائی کا نسخہ بلایا جاتا ہے اسے تبرید کہتے ہیں
قدیم اطباء مسہل کے دن شام کو گرم مزاجوں کے لیے لعاب اسپنول یا متدل
مزاجوں کے لیے تخم ریمان اور سرد مزاجوں کے لیے تخم تیرہ تیزک دیا کرتے
تھے مگر اطباء نے حال مسہل کے بعد سرد اور تبرید دیتے ہیں، خمیرہ گاؤزباں ورق
نقرہ میں لپیٹ کر کھلائیں اور لعاب بھی دانہ، شیرہ عناب، عرق گاؤزباں

۳ ماشہ ۵ دانہ ۱۰ قولہ

میں نکال کر شربت بنفشہ ملا کر تخم ریمان چھڑک کر پلائیں۔

۲ تولہ ، ماشہ

بعض ابطار سرد مزاجوں میں ہلیدہ مربی ، ششیرہ بادیان ، ششیرہ عتاق ،
عدد ۵ ماشہ ۵ دانہ

شربت بنفشہ کے ساتھ دیتے ہیں۔

۲ تولہ

مسہل کے بعد:

چند روز تک ریاضت، جماع اور دماغی اور جسمانی محنت سے باز رہنا چاہیے اور سکون و راحت اختیار کرنا چاہیے۔ غذا بھی دو تین روز تک نقیل نہ ہونا چاہیے بلکہ مونگ کی داں کی کھچڑی، چباتی، شوربا اور زود ہضم سبزیوں پر اکتفا کرنا چاہیے۔

نسخہ جات مسہل

مسہل صفرار:

حب مبارک صفراری دستوں کے لیے مخصوص ہے۔ منزل اقلاس، پست

۱۰ تولہ

ہلیدہ زرد، پست ہلیدہ کابل، ہلیدہ سیاہ، سنار کی، زرنشک،

۱۰ تولہ ۱۰ تولہ ۱۰ تولہ ۱۰ تولہ ۱۰ تولہ

گل بنفشہ، کیترا، سقمونیائے مشوی کوٹ جھان کر روغن بادام شیریں

۱۰ تولہ ۹ ماشہ ۴ ماشہ ۱۰ ماشہ

سے چرب کر کے شہد میں گوندھ کر گویاں بنائیں اور ورق نقرہ میں ملفوف کر کے رکھیں، ماشہ سے ۹ ماشہ تک دیں۔

جوشاندہ مسہل:

اخراج صفرار کے لیے معمول و مستعمل ہے:

پوست ، ہلید زرد ، آلو بخارا ، سپتاں ، شاہترہ ، سنار کئی ،
 اتولہ ۱۵ عدد ۱۵ عدد ۲۰ عدد ۹ ماشہ ۹ ماشہ
 غباب ، تخم کاسنی ، تخم کثوث ، درمرہ بستہ پانی میں جوش دے کر
 ۹ وارہ ۹ ماشہ ۹ ماشہ
 چھان کر شیر خشک ، مغز قلوں ، تربجین حل کر کے روغن بادام ملا کر پلائیں۔
 ۲ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ ۹ ماشہ

مسہل بلغم :
 حب مسہل بلغم - ایراج فیقرار ، تربد سفید ، حب انیل کوٹ
 ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ
 چھان کر باریان کے پانی میں گوندھ کر چنے کے برابر گویاں بنائیں ۹ ماشہ
 ایک تولہ نیم گرم پانی کے ساتھ صبح کو پلائیں۔
 جوشاندہ مسہل :

بلغمی مواد کو دستوں کی راہ خارج کرتا ہے سوال فرمن بلغمی کے لیے
 بھی سود مند ہے۔

موزین متقی ، غباب ، سپتاں ، زوفائے خشک ، گل بنفشہ ،
 ۱۵ عدد ۱۵ عدد ۱۵ عدد ۹ ماشہ ۹ ماشہ
 پر سیاہ نشان ، بادیان ، نیم کوفتہ اصل السوس ، مقشر نیم کوفتہ ، اینجینک
 ۹ ماشہ ۹ ماشہ ۹ ماشہ
 ایک سیر پانی میں جوش دیں ، جب نصف رہ جائے مغز اقماس ، تربجین
 ۲ تولہ ۲ تولہ
 گلفند اس میں ملا کر صاف کر کے روغن بادام اضافہ کر کے پلائیں
 ۳ ماشہ ۳ تولہ

مسہل سودار :
 حب مسہل سودار امراض سوداوی میں استعمال کیا جاتا ہے :
 ایراج فیقرار ، لاجورد محمول ، غار یقون ، ماش سفید ، گول سفید
 ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ

ترید سفید مدبر ، کثیر اسفید ، پوست ہلیلہ زرد ، سب کو کوٹ چھان کر
 ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ
 روغن بادام شیریں سے چرب کر کے چھ کے برابر گویاں تیار کریں۔ ، ماشہ
 ۳ ماشہ

۹ ماشہ تک ورق نقرہ تین عدد میں لپیٹ کر آدمی رات کے وقت
 گرم پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

صبح کے وقت شیر خشک ، گلقد آفتابی ، مغز الماس ، کوبہ سولف ،
 ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ
 کے پانی ، سبز لاسنی کے پانی میں حل کر کے چھان لیں اور روغن بادام ملا کر
 ۱۸ ماشہ ۳ ماشہ
 پئیں۔

عشاء : دوپہر کے وقت چھ کا پانی بطور غذار دیں۔
 سفوف مسہل :

سودار و بلغم کے لانے کے لیے مجرب ہے۔
 ترید سفید ، پوست ہلیلہ زرد ، سنار کی ، زنجبیل ، فارقیون نرم و سفید ،
 ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ
 ریوند چینی ، بنفالج ، اسطوخودوس ، افیمون ، غنچ گل سرخ ، کثیرا ، معری
 ۱۰ ماشہ ۱۰ ماشہ ۱۰ ماشہ ۱۰ ماشہ
 کوٹ چھان کر روغن بادام میں چرب کر کے سفوف بنائیں۔ ، ماشہ ۹
 ماشہ تک گرم پانی سے دیں۔

حب ایارج : جو تینوں اخلاط (سودار ، صفرار ، بلغم) کو اعاق بدن سے
 نکالنے میں مجرب ہے :

ایارج فیقرار ، ترید مقشر ، حب النیل ، انیسون ، فارقیون ، شحم خنظل
 ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ

تمام دواؤں کو پیس چھان کر استعمال کرائیں۔

حقنہ

حقنہ کی ابتداء

صنعت مخزن الادویہ نے لکھا ہے کہ جالینوس نے حقنہ کا عمل ایک پرندے (بگلے) سے اخذ کیا تھا۔ سمندر کے کنارے بگلے نے مچھلیاں کھائیں اور جب اس کے شکم میں درد پیدا ہوا تو اس نے چونچ سے سمندر کا شور پان لے کر اپنی مقعد میں ڈالا۔ سقویٰ دیر کے بعد وہ پانی فضلہ سمیت مقعد سے خارج ہو گیا اور اسی وجہ سے حقنہ کا دوسرا نام ”عل طائر“ بھی ہے۔

حقنہ:

کسی سیال دوا یا غذا کو آلہ کے ذریعہ مقعد میں داخل کرنا حقنہ کہلاتا ہے۔

فوائد:

جن مریضوں میں مہل کا عمل نہ ہو اور دست نہ آئیں ان کے لیے حقنہ کثیر النفع عمل ہے۔ قبض، قویج اور آنتوں، گروہ اور شانہ کے درد ورم نیز امراض دماغی میں بھی نافع ہے۔

احکام:

(۱) حقنہ ہمیشہ گرمی اور سردی کے لحاظ سے معتدل وقت میں کرنا چاہئے۔
(۲) حقنہ کے استعمال سے قبل بہتر یہ ہے کہ نیم گرم پانی اور مناسب روغنوں کا حقنہ کریں۔

(۳) جس مریض کو حقنہ کریں اس کے لیے ایسی کوشش کریں کہ اس کو چھینک، کھانسی یا ہچک نہ آئے۔

(۴) حقنہ کا عمل آہستہ آہستہ کیا جائے ورنہ اعملہ کے قبل از وقت سکڑنے

سے حقنہ کا پانی ہی خارج ہو جائے گا اور فضلات کا اخراج نہ ہوگا۔
 (۵) حقنہ کا پانی اور دوار نیم گرم اور دوار منندل القوام ہونا چاہیے۔
 (۶) حقنہ کا پانی یا دوار کا وزن ایک پاؤ سے سوا پاؤ تک ہونا چاہیے۔
 بچوں اور بعض صورتوں میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔

محققہ:

(حقنہ کی پیکاری) حقنہ کے لیے کئی قسم کی پیکاریاں بازار سے ملتی ہیں لیکن دو قسم کی پیکاریاں زیادہ مروج اور مستعمل ہیں۔
 ۱۔ ربر کی پیکاری:

اس کے ایک سرے پر پلاسٹک کی تقریباً تین چار انچ لمبی ٹونٹی لگی ہوئی ہوتی ہے اور دوسرے سرے پر ربر یا پلاسٹک وغیرہ کا بند چڑھا ہوتا ہے۔ پیکاری کا درمیانی حقہ گول اور بھولا ہوا ہوتا ہے۔
 طریق استعمال:

ٹونٹی والے سرے کو ویزلین، گلیسرین یا روغن ارنڈ (کسٹرائیل) سے اچھی طرح چکنا کر کے مقعد میں داخل کر دیتے ہیں اور دوسرے سرے کو دوار والے برتن میں رکھ کر پیکاری کے درمیان گول اور بھولے ہوئے حقے کو دباتے ہیں جس سے اس کی ہوا خارج ہو کر اس میں پانی بھر جاتا ہے۔ اسی طرح اسے بار بار دبانے سے دوار کا پانی بذریعہ پیکاری مقعد سے ہوتا ہوا رودہ مستقیم اور اس سے قولون میں پہنچ جاتا ہے۔
 ۲۔ ڈوش سرنگ:

اس میں اور ربر کی پیکاری میں اتنا فرق ہے کہ شیشہ یا ٹین کا ایک ڈوش کین ہوتا ہے جس کے پینڈے میں ایک سوڈاخ ہوتا ہے جس سے ۶، ۵ فٹ لمبی ربر کی ٹنگی لگی ہوتی ہے اس ٹنگی کے دوسرے سرے پر ہاتھی دانت یا پلاسٹک کی ٹونٹی لگی ہوتی ہے۔
 طریق استعمال:

ڈوش کین میں حقنہ کی دوار یا پانی بھر کر مہین کے بستر کے قریب دو تین

فٹ بندی پر دیوار پر لٹکا دیا جاتا ہے اور ٹوٹنی پر ویزلین یا روغن ارنڈ وینو لگا کر مقعد میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ ڈوش کمین کا پانی ربڑ کی نلکی کے ذریعہ مقعد سے ہوتا ہوا امار میں پہنچ جاتا ہے۔
حقنہ کا طریق:

حقنہ کرنے سے پہلے مریض کے بستر پر برکی چادر بچھا دیں جس سے بستر خراب نہ ہو، بعد مریض کو بائیں پہلو پر لٹا کر اور اس کو سیٹ کی طرف سے ہانگیں سیٹ کرنے کے لیے کہیں یا خود ہی شکیر دیں اور ٹوٹنی کو ویزلین سے چکنا کر کے آہستہ آہستہ مقعد میں داخل کریں اور بہتر ہے کہ داخل کرتے وقت اس کو کچھ ادھر ادھر گھماتے جائیں تاکہ مقعد کی چٹائیں مجروح نہ ہوں۔ ٹوٹنی کو کم از کم دو انچ مقعد کے اندر داخل کر دیں۔ اگر مریض کی قوت ماسکہ کمزور ہو تو ٹوٹنی کے ساتھ مقعد کے کناروں کو بھی دبا کر رکھیں تاکہ حقنہ کی دوار یا پانی خارج نہ ہو۔ جب پانی کی مخصوص مقدار امار میں داخل ہو جائے تو ایک دو منٹ بعد خال نلکی کو مقعد سے نکال لیں۔ مگر نکالتے وقت مریض کو تنبیہ کر دیں کہ وہ کم از کم آٹھ دس منٹ تک حقنہ کا پانی اندر روکے رکھے اور وقت مقررہ کے بعد مریض کو اجازت دیں کہ وہ حقنہ کے پانی کو خارج کر دے۔ اگر ایک حقنہ کے مواد خارج ہو جائیں ورنہ تین چار گھنٹے بعد دوبارہ حقنہ کر سکتے ہیں۔ البتہ اگر مریض کمزور ہو تو اس عمل کو دوسرے روز پر ملتوی کر دیں۔

حقنہ کے احکام:

- (۱) حقنہ ہمیشہ معتدل وقت (بلحاظ گرمی و سردی) میں کرنا چاہیے۔
- (۲) حقنہ کے استعمال سے قبل بہتر یہ ہے کہ نیم گرم پانی اور مناسب روغنوں کا حقنہ کریں۔
- (۳) جس مریض کو حقنہ کریں اس کے لیے اس بات کی کوشش کریں کہ اس کو حقنہ کے وقت چھینک، کھانسی اور ہچکچاہٹ نہ آئے۔
- (۴) حقنہ کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل آہستہ آہستہ

کیا جائے درزا مہار کے قبل از وقت سکڑ جانے سے حقنہ کا پانی خارج ہو جائے گا۔

(۵) حقنہ کی مدار کا پانی بہ لہما نارت و غلظت معتدل اور نیم گرم ہونا چاہیے۔ نیز حقنہ کی مدار کا وزن ایک پاؤ سے سوا پاؤ تک ہونا چاہیے۔ بچوں اور بعض خاص صورتوں میں کی بیشی کی جاسکتی ہے۔

حقنہ کرنے کی وضع :

- (۱) امراض دماغی میں مریض کو چپٹ لٹائیں اور سر و گردن کے نیچے تکیہ رکھیں۔
- (۲) معدہ اور امدامہار کے درد مہسنی قویج کی حالت میں مریض کو گھٹنوں کے بل لٹائیں اور اس کے شکم کو ادھار رکھیں، سر و سینہ کو تکیہ پر رکھیں
- (۳) پیچش کی حالت میں تکیہ پشت کے نیچے رکھیں اور مریض کو چپٹ لٹائیں۔
- (۴) گردوں کے امراض میں بھی مریض کو چپٹ لٹائیں اور سرین کے نیچے تکیہ رکھیں۔

حقنہ کے نسخے

حقنہ شدید برائے قبض و قویج :

صابن عمدہ ، روغن بید انجیر ، نیم گرم پانی صابن کو پانی میں حل
 ۳ ماشہ ۲ تولہ ۱۲ کلو
 کر کے روغن بید انجیر اضافہ کر کے حقنہ دیں۔
 حقنہ دیگر برائے قبض :

صابن ، عرق گلاب ، نیم گرم پانی سب کو ملا کر حقنہ دیں
 ۲ ماشہ ایک پاؤ ۱۲ کلو
 حقنہ دیگر برائے نفخ و قبض و ویدان شکم :
 روغن تارین ، روغن زیتون ، نیم گرم پانی
 ۲ ۱/۲ تولہ ۱۰ تولہ ۱۲ کلو

حقنہ غذائی:

جب امراض طلق یا بے ہوشی کے سبب سے براہ دہن فزانہ جائے تو حقنہ سے غذار پہنچائی جاسکتی ہے۔ اس فرض کے لیے تین یا اربوٹ یا انڈے دودھ میں ملا کر ۱۵ یا ۲۰ گرام کی مقدار میں ہر چھ گھنٹے کے بعد بذریعہ حقنہ استعمال کرائیں۔ حقنہ غذائی کے لیے یہ ضروری ہے کہ حقنہ کے آلے کے آگے ایک ربر سا قاشا طیر لگایا جائے اور اس پرتیل لگا کر پانچ چھ انچ تک مقدم میں داخل کیا جائے اور مریض کو نیکل آرام کے ساتھ ٹایا جائے۔

حقنہ لینے:

سرسام اور بناروں کے لیے مفید ہے۔

غلاب سپٹاں، گھل بنفشہ، خلی، اکلیل الملک جو مقشر نیم کوب، گیہوں کی بھوسی، ہر ایک ایک تولہ، انجیر ندو ۵ دانہ سب کو ڈیڑھ سیر پانی میں جوش دیں، جب آدھ سیر رہ جائے تو چھان کر وہ شکر سرخ ملا کر ہر ایک اتولہ ۵ ۱/۲ ماشہ روغن بنفشہ، روغن بادام، روغن کنجد ہر ایک دو تولہ ۱۱ ماشہ امانہ کر کے نیم گرم دودھ تب حقنہ کریں۔ اگر اس حقنہ کو زیادہ قوی بنانا چاہیں تو مغز اقلاس ۲ تولہ سنار کی اتولہ شامل کریں۔

حقنہ دیگر:

جو سرسام مار صفراوی میں مفید ہے۔

آتش جو ۵ تولہ، لعاب اسپنول، روغن بادام شیریں، روغن کدوے شیریں ہر ایک ۲ ۱/۲ تولہ سب کو ایک جگہ کر کے خوب ملا کر ملائیں اور بدستور حقنہ کریں۔

حقنہ دیگر برائے پیمیش:

جادلوں کا جو شانہ (دبج) بقدر ضرورت لے کر اس میں تانہ دودھ بقدر ضرورت ملا کر دوبارہ پانچیں یہاں تک کہ فلیظ ہو جائے پھر تھوڑا سا کیکڑا گوندھ ملا کر حقنہ کریں۔

شیاف

شیاف دو طرح کے ہوتے ہیں:
 (۱) شاذ ادویہ (۲) کپڑے کا شاذ
 حقنہ کی طرح شیاف بھی مختلف امراض و مقاصد کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً تلین اجابت، دافع تعفن یا دافع عفونت اور اعصاب مجاورہ مثلاً رحم و مثانہ وغیرہ کو متاثر کرنے کے لیے۔
 شیافانہات جوں کہ معیارِ مستقیم تک محدود رہتے ہیں اس لیے ان کا اثر بھی معیارِ مستقیم سے آگے نہیں پہنچتا۔
 جب مسہل دیا جاتا ہے اور اس کا عمل ظاہر نہیں ہوتا تو شیاف مسہلہ کے ذریعہ تحریک پہنچائی جاتی ہے۔
 جب وجع القولنج ہوتا ہے اور اس کی وجہ سددہ امعاء ہوتا ہے تو ایسی صورت میں جب تک شافے سے سددہ کو کھول نہ دیا جائے تب تک مسہل نہ دیا جائے۔ اگر شاذ بلا عمل معیارِ مستقیم سے خارج ہو جائے تو دوسرا شاذ دیا جائے۔
 شاذہ ادویہ معزولی شکل کا ایک اپنچ لمبا یا اس سے کم بنایا جائے اور اس کا وزن ایک سے دو ماشہ تک رکھا جاتا ہے جو معیارِ مستقیم میں جذب ہو جاتا ہے لیکن جو شاذ کپڑے کا بنایا جاتا ہے اس کی لمبائی تین اپنچ رکھی جاتی ہے اور اس کو اس طرح داخل کیا جاتا ہے کہ کچھ حصہ باہر نکلا رہے تاکہ نکالنے میں آسانی ہو۔

قے

قے کی ضرورت:
 انسان جو غذائیں استعمال کرتا ہے وہ سب کی سب چیزیں بدن نہیں

ہو میں بلکہ ان کا ایک حصہ تو جزو بدن ہوتا ہے اور باقی حصہ میں سے کچھ تو خارج ہو جاتا ہے اور کچھ معدے میں باقی رہ جاتا ہے۔ اگر وہ معدے میں جمع ہوتا رہے تو اس سے معدہ کو مضر ہوتا ہے اس لیے کبھی کبھی تھے کی مزیت پیش آتی ہے۔ چناں چہ بقراط نے کہا ہے کہ حفظِ صحت کے لیے ہر ماہ میں دو دفعہ تھے کرنا چاہیے۔

معدہ کی رطوبات کو صاف کرنے کے علاوہ تھے سے گردہ و مثانہ اور جگر کے امراض میں بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے، نیز فالج اور جذام وغیرہ امراض میں بھی تھے نفع بخش ہوتے ہیں۔
تھے کا فعل:

تھے کے فعل میں معدہ، مری، حلقوم اور این کے عضلات وغیرہ اور عضلات صدر شریک ہوتے ہیں۔ اس فعل کا مرکز مبدأ و تناع میں واقع ہوتا ہے۔ یہاں وجہ ہے کہ بعض اصحاب کو مکروہ و غلیظ چیزوں کے دیکھنے اور بدبودار چیزوں کے سونگھنے سے تھے ہو جاتی ہے۔

بعض اوقات معدہ میں ٹھنی و صفراوی یا دیگر مضر رطوبات کے جمع ہونے یا مری معدہ و اسرار، بلعوم، جگر، گردہ، قلب، رحم یا باریکون کے حسی اعصاب کے خراش اور ہیجان سے بھی تھے ہو جاتی ہے۔
تھے کے فوائد:

تھے معدہ کو صاف کرتی ہے اور بھوک بڑھاتی ہے، سر کے بوجھ کو دور کرتی ہے اور بصارت کو تیز کرتی ہے۔ بدن کی سستی کو دور کر کے بھتی پیدا کرتی ہے۔ یہ امراض گردہ و مثانہ اور بعض دیگر امراض مثلاً یرقان، استسقاء، جذام، صرعی، فالج اور عرشہ میں مفید ہے۔ بعض حالات میں تھے ناگزیر ہوتی ہے، مثلاً گلے یا مری میں کسی چیز کا پھنس جانا، زہر خورانی، غدار کا فاسد ہو جانا، ہوا کی نالیوں میں بلغم کا جمع ہو جانا اور اس کی وجہ سے سانس کا رکنا، سعال، خناق و بانی اور سوزشِ خیمہ میں بھی تھے مفید ہے۔

کثرتِ تھے کے نقصانات :

تھے کی کثرتِ مدہ کو نقصان پہنچاتی ہے اور وہ کمزور ہو کر فضلات کے قبول کرنے کے قابل بن جاتا ہے۔ تھے دانتوں کے لیے بھی مضر ہے اس لیے کہ تھے کی زیادتی سے ردی مواد کا انصباب دانتوں میں بڑھ جاتا ہے، خصوصاً اگر مادہ ترش ہو۔ تھے کی کثرتِ بنیائی اور سماعت کے لیے بھی مضر ہے کیوں کہ اس سے ردی مواد کا انصباب کانوں اور آنکھوں کی طرف بڑھ جاتا ہے اور کبھی اس سے باریک رگیں پھٹ جاتی ہیں۔
تھے کے ممنوعات :

بعض امراض یا حالات میں تھے منع ہے مثلاً :

(۱) نفق (۲) ورم طلق (۳) خروجِ مقعد (۴) نثوالتِ رحم (۵) ضعفِ مدہ و امساہ و دیہ (۶) استسقاءِ حمل کی مریضہ (۷) نفث الدم یا بیل (۸) معرقہ فرجی (۹) ذبول (۱۰) امراضِ عین و اُذن (۱۱) سینہ کا تنگ یا گرلا کا تپلا ہونا۔

تھے کا التزام :

جو شخص اپنی صحت کی حفاظت چاہتا ہو وہ ہر مہینہ دو مرتبہ متواتر تھے کرے تاکہ اگر پہلی مرتبہ پوری طرح استسقاءِ مادہ نہ ہو تو دوسری دفعہ اس کی کمی پوری ہو جائے اور جو فضلات پہلے تھے کی وجہ سے مدہ پر گرے ہوں وہ صاف ہو جائیں، لیکن تھے کے واسطے کوئی خاص تاریخ مقرر کی جائے تاکہ ان ایامِ مقررہ میں طبیعت تھے کی عادی نہ ہو جائے۔

تھے کے اوقات :

اگر کوئی اضطرابی امر نہ ہو تو تھے کے لیے موسمِ گرما اور فصلِ بہار بہترین موسم ہیں۔ دن کے اوقات میں سے دوپہر کا وقت بہتر ہے کیوں کہ اس وقت حرارتِ سبھی تھے کے معاون ہوتی ہے۔ البتہ اگر نہار منہ تھے کرنا چاہیں تو آٹھ نو بجے تھے کر لینا چاہیے مگر مطلوب مزاجِ اشخاص کے سوا دوسرے اصحاب کو نہار منہ تھے نہیں کرنا چاہیے۔ اگر مریض امراض میں تیز دواؤں سے تھے کرانا

کرانا مطلوب ہو تو نہار منہ تھے کرائیں۔
تھے کے آداب :

تھے کرانے سے ایک دن پہلے کھڑی وغیرہ نرم غذا رکھانی چاہیے اور
تھے سے قبل تھوڑی سی ورزش کرنا چاہیے تاکہ اخلاط میں ہیمان پیدا ہو جائے۔
نیز تھے سے قبل پیٹ اور آنکھوں پر پٹی باندھنا چاہیے تاکہ آنکھوں اور
آنٹوں کو نقصان نہ پہنچے، سیر متقی دوار پلانا چاہیے۔ اگر معض خیال سے تھے
آجائے تو بہتر ہے ورزش حلق میں انگلی یا کبوتر کا پر ٹواں کرتے کرانے کی کوشش
کریں۔ کبوتر کے پڑ کو صاف کر کے روغن گل سے تر کر لینا ضروری ہے اگر
اس پر بھی تھے نہ آئے تو حمام گرم کرائیں۔ اس سے مادہ میں ہیمان پیدا ہو کر
تھے آجائے گی۔ معدہ اور ہاتھ پاؤں کے تلووں کو سیکنے سے بھی تھے ہوگی۔
تھے کے وقت سیدھا بیٹھنا چاہیے اور سر کو کچھ آگے جھکانا چاہیے۔ اور تھے
کرنے والے کو اپنا معدہ آہستگی سے دبائے رکھنا چاہیے۔

تھے کے بعد مناسب تدابیر:

- ۱۔ تھے کرنے کے بعد گرم پانی میں کسی قدر سرکہ ملا کر کلیاں کرانا چاہئیں اور
ٹھنڈے پانی سے منہ دھلوانا چاہیے۔
- ۲۔ اگر تھے کے بعد تشنگی کا غلبہ ہو تو عرق کاسنی یا شربت انار پانی میں ملا کر
قدرے قدرے پلائیں۔
- ۳۔ تھے کے بعد کھانا جلد نہیں دینا چاہیے، جب خوب بھوک لگے تو کھانا کھلانے
میں مضائقہ نہیں۔ تھے کے بعد لطیف اور سرخ الہضم غذا سب سے بہتر
ہے مثلاً پرندوں کا شوربا۔
- ۴۔ اگر زہریلی چیز کھانے کی وجہ سے تھے کرائی گئی تو تھے کے بعد دودھ اور
گھی ملا کر پلانا چاہیے اور پھر تھے کر دینا چاہیے یا نار جیل دریاں دودھ
۲ رات

تین پاؤں میں جوش دے کر پلانا چاہیے۔

تھے کے اعراض اور ان کا علاج :

اگر تھے آرد دماؤں سے تھے نہ آئے اور بے چینی بڑھ جائے تو آدھا کلو گرم پانی میں شک دواشہ اسدوغن بادام دو تولہ ملا کر پلائیں تاکہ یا تو تھے ہو جائے یا اجابت ، اور بے چینی رنج ہو۔

اگر پبلیوں کے سروں میں کھچاؤٹ اور درموس ہو تو روغن گل گرم کر کے مالش کریں اور گرم پانی میں کپڑا بچوڑ کر سکان کریں۔

اگر مدہ میں سوزش ہو تو منہ بادام ، منہ کدو ، منہ تخم خیارین پس کر اتولہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ

شیر کاؤ ایک پاؤ میں مل کر کے معری دو تولہ ملا کر پلائیں ، نیز چوزہ مرغ کا شوربا پلائیں۔

اگر تھے بے بد چکی ہو تو ایک ایک گھونٹ گرم پانی پلائیں اور شدید چکی ہو تو آتش جو بانیں۔

اگر تھے ضرورت سے زیادہ ہو تو الاچی سفید معطلگی رومی میں پس کر جوارش عود ترش میں ملا کر کھلائیں۔

۶ ماشہ

نیز عرق سلاب میں سکجین ملا کر برف ڈال کر پلائیں۔

اگر تھے میں خون آئے تھے تو شیرہ زرشک ، شیرہ بنج انجبار ، شیرہ۔

۲ ماشہ ۲ ماشہ

تخم خرفہ سیاہ پانی میں نکال کر گل ارمنی چھوٹ کر شربت انار شیریں ملا کر پلائیں۔

۲ ماشہ ۱ ماشہ ۲ تولہ

اگر مری و مدہ میں خون کے جم جانے کا اندیشہ ہو تو مارا عمل میں برف

ملا کر پلائیں۔

اگر تھے کے بد تشنج یا تمد یا ریشہ یا اختلاج ماض ہو جائے تو ہاتھوں کو نبل سے کلائی تک اور پیروں کو کبج ران سے ٹخنوں تک باندھ دیں اور مدہ پر روغن چنبیلی یا روغن خاک مالش کریں۔

تھے اور نسخے :

- ۱۔ کھانے لائیک نصف گرام پانی میں ملا کر پلائیں ۔
۱ تولہ
- ۲۔ رائی کاسفوف نصف گرام پانی میں ملا کر پلائیں ۔
۶ ماشہ
- ۳۔ بیج خربزہ و کلڑی کاسفوف ۶ ماشہ آدھ پاؤ پانی میں ملا کر دیں ۔
- ۴۔ توتیا آدھ رتی آدھ پاؤ گرم پانی میں ملا کر دیں ۔
- ۵۔ تخم طرب ، تخم شبت ، تخم کند نانک طعام سب کو پیس کر آدھ پاؤ پانی
۶ ماشہ ۳ ماشہ ۳ ماشہ ۲ ماشہ
میں سبگو دیں ، صبح چھان کر ڈھو تو لے شہد ملا کر پلائیں ۔
- ۶۔ سکجین صلی آب ترب سبز میں حل کر کے پلائیں ۔
۳ تولہ ۶ تولہ
- ۷۔ رائی سفید ، نک طعام دونوں کو ایک کلو پانی میں جوش دے کر
۳ ماشہ ۶ ماشہ
سکجین حل کر کے پلائیں
۲ تولہ
- ۸۔ آب سویا ، آب ترب ، سکجین صلی میں ملا کر پلائیں ۔ مرع مدی بلخی
۵ تولہ ۵ تولہ ۲ تولہ
میں مفید ہے ۔
- ۹۔ تخم سویا نیم کوفتہ ، تخم طرب نیم کوفتہ پانی میں جوش دے کر چھان کر
۱ تولہ ۱ تولہ
شہد خالص ، نک ملا کر پلائیں ۔ دہہ کے مریض کی تھے کے لیے مفید ہے ۔
۲ تولہ ۲ ماشہ

- ۱۰۔ مریخ کے پڑ کو صاف کر کے شہد میں آلودہ کر کے اس پر رائی مسنون چھڑک کر مطلق میں پھراتیں یہاں تک کرتے ہو جاتے۔

فصد

نشر کے ذریعے جسم انسان سے خون خارج کرنے کا نام فصد ہے۔
ضرورت:

بطور تقدم بالحفظ جب جوش اور فساد خون کی وجہ سے کسی دہوی مرض کے پیدا ہونے کا احتمال ہو تو فصد ضروری ہے، نیز ضرب و سقطہ یا دیگر اتفاقی حوادث کی وجہ سے خون میں تغیر و فساد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو فصد ضروری ہے۔

ممنوعات فصد:

مندرجہ ذیل صورتوں میں فصد کی اجازت نہیں ہے:

- ۱۔ دائمی قبض کی صورت میں
- ۲۔ تویج کی صورت میں
- ۳۔ حمل اور آیام حیض میں
- ۴۔ گرم مزاج لوگوں کو
- ۵۔ لاغر اور قلیل الدم لوگوں کو
- ۶۔ لمیم و شحیم لوگوں کو جن کے بدن ڈھیلے ہوں۔
- ۷۔ سخت سردی و سخت گرمی کے موسم میں
- ۸۔ بیماروں میں خصوصاً بیمار کی حالت میں
- ۹۔ چودہ سال سے کم اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر کے لوگوں کو کسی اشد ضرورت کے بغیر۔
- ۱۰۔ غذا استعمال کرنے یا جماع کرنے کے بعد
- ۱۲۔ دورۂ مرض کی حالت میں یا بحران کے بعد۔

۱۲۔ قویج، اسہاں، ذریب و غلطہ، ضعت معدہ و جگر، حیات مزمنہ میں
فصد قطعاً ممنوع ہے۔

وقت:

قمری مہینوں کی درمیان تاریخیں فصد کے لیے بہترین ہیں۔ نیزون
میں پاشت کا وقت بہتر ہے۔ خون امراض میں موسم ریح میں فصد مفید ہے۔
فصد کی تنگی یا کشادگی:

تندرست اشخاص کی تقدّم باللفظ کے طور پر ہمیشہ تنگ فصد کھونا
چاہیے۔ کمزور و بے چلے مریضوں میں بھی فصد زیادہ نہ کھونا
چاہیے۔ جن لوگوں میں فصد سے مرّت امارہ مقصود ہو ان میں بھی تنگ فصد
لینا چاہیے۔ چناں چہ نفث الدم، رعات اور کثرت طلت میں بطور امارہ
فصد کی ضرورت دیکھیں ہو تو یک بارگی فصد کھول کر بہت سا خون خارج
ہو نہیں کرنا چاہیے بلکہ تنگ فصد کھول کر سہوڑا سہوڑا خون خارج کرنا چاہیے
اور ہر مرتبہ پہلے کی نسبت کم لیں۔ البتہ جن لوگوں کے ابدان فاسد، غلیظ،
سودادی اور خراب مواد سے پُر ہوں ان کی فراخ و کشادہ فصد لینا چاہیے
جنون و دیوانگی میں فصد اعتدال کے ساتھ کھونا چاہیے۔

فصد کے آداب:

۱۔ جس رگ کی فصد کھونا مقصود ہو اس کو صحیح طور پر تلاش کر کے فصد
لیں۔ اس رگ کو نمایاں کرنے کے لیے بچی باندھیں۔ بچی باندھنے
پر رگ بھول جاتی ہے اور رگ میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس صورت
میں رگ کی تلاش کریں تاکہ رگ میں جو نفع پیدا ہوا ہے وہ دور ہو جائے
پھر فصد کھولیں، جب تک نفع زائل نہ ہو فصد نہ کریں۔

۲۔ اگر فصد کی غلطی سے شریان کٹ جائے تو فوراً بچی کھول کر شریانی
خون بند کرنے کی کوشش کریں اور قابض و قابس سفوف چھڑکیں
جو پہلے سے تیار ہوں اور بچی باندھیں تاکہ خون بند ہو جائے۔

۳۔ اگر ضعف قلب یا خون کے زیادہ خارج ہو جانے پر غشی پیدا ہو جائے

تو قورا ہی ، پَر وغیرہ سے تے کرائیں اور غشی دفع کرنے کے لیے سرد
یاتانہ پانی یا عرق گلاب کے جھینٹے چہرے پر ماریں ، عطریات یا کافور
سنگھائیں ، بازوؤں اور پنڈلیوں کو باندھیں ۔

(۶) اگر فصد کھوتے کے بعد ہچکی آئے ، جائی ، اگھڑائی یا متلی پیدا ہو
اور بعض کمزور ہو تو خون فوراً بند کر دیں ۔ جن لوگوں کو فصد کے
بعد متلی کا احتمال ہو انھیں فصد سے پہلے سلجنین اور گرم پانی کے
ذریعے تے کرائینا چاہیے ۔

(۷) جب تک کہ خون کا قوام فلیظ اور اس کی رنگت سیاہ ہو بند نہ کریں
اور جب خون کا رنگ متدل ہو جائے تو خون کو فوراً بند کر دیں ۔

(۸) فصد کے بعد مٹھر کپڑے کی گدڑی کو عرق گلاب میں بھگو کر فصد کے
مقام پر رکھیں اور اس پر مٹھر بیٹی باندھ دیں یا کوئی دافع تعفن مرہم
لگا کر بیٹی باندھیں ۔

فصد کے احکام :

(۱) فصد کے بعد جلد نہ سونا چاہیے بلکہ چھ گھنٹے کے بعد سونا چاہیے ۔

(۲) فصد کے بعد چند روز تک زود ہضم غذا استعمال کرنا چاہیے نیز غدار
کسی قدر کم کھانا چاہیے ۔

(۳) اگر فصد کے بعد ہیجان مواد سے بخار وغیرہ عوارض پیدا ہو جائیں
تو دوبارہ فصد کھولنا چاہیے یا دیگر مناسب تدابیر و علاج اختیار
کرنا چاہیے ۔

فصد کی مشہور وریدیں

نمبر شمار	نام رگ	مقام	امراض جن میں اس رگ کی فصد مفید ہے
۱۔	بایلیق	کہنی کے جو کے قریب	ذات الجنب ، درد سہ
		کلائی میں اندرونی جانب	درد جگر ، درد جگر و دم طحال

بشر نام رگ مقام امراض جن میں اس رگ کی فصد مفید

ہوتی ہے یہ رگ ہبل سے بواسیر، ورم مقعد، ورم رحم، آتی ہے اس کو ”تنور بدن“ تمام بدن کی مفاصل کے لیے بھی کھتے ہیں۔ اس کی فصد مفید ہے۔

۲۔ قیصال کہنی کے جوڑ کے قریب سر و گردن کے امراض مثلاً کلائی میں بیرونی جانب سرسام دموں، درد گوش، ہوتی ہے۔ اس کو ”نزارو“ درد چشم، خناق، ورم وغیرہ بھی کھتے ہیں کیوں کہ اس کی فصد سر اور رو یعنی چہرے کی مفاصل کرتی ہے۔

۱۔ اکمل یہ ورید کہنی کے جوڑ کے گردن اور سر کے امراض سانے ہوتی ہے اور باطنی مثلاً مایعویا، درد سر، و قیصال کی ورید کے باہم ذات الصدر شکم کے امراض ملنے سے بنتی ہے اس کو کے لیے اس کی فصد مفید در ہفت اندام، بھی کھتے ہیں۔

۴۔ جبل الذراع کلائی کے جوڑ پر بیرونی سر و گردن کے امراض میں جانب ہوتی ہے یہ قیصال اس کی فصد مفید ہے۔ کی شاخ ہے

۵۔ ابطی باطنی کی شاخ ہے جو درد سینہ، درد دل، شومہ (ہبل والی دھڑ) ہبل کے سانے کہنی میں مفید ہے کے جانب واقع ہوتی ہے۔

۶۔ امسيلم اس کا مقام ہاتھ کی چھوٹی داہنے ہاتھ میں امراض اور اس کے ساتھ بائیں جگر کے لیے ورم طحال اور

نمبر شمار نام رگ مقام
امراض جن میں اس رگ کی مفید ہے
ہاتھ والی انگلی کے امین ہے
اس کو بے خطر رگ بھی کہا جاتا ہے۔
امراض قلب کے لیے مفید ہے۔

۷۔ صاف پنڈلی پر اندوئی ٹخنہ پر
درد پشت، درم گردہ،
ہوتی ہے اور پاؤں کی
پشت پر چند شاخوں میں
تقسیم ہوتی ہے اس کو محفوظ
رگ بھی کہا جاتا ہے۔
لکھا گیا ہے۔

۸۔ عرق النار ران کی بیرونی جانب سے
عرق النار، رانگری کا درد،
ٹخنہ تک بیرونی ٹخنہ کے
قریب اس کی فصد کھول
جاتی ہے یہ رگ گرہ دار اور
بیچارہ ہوتی ہے۔

حجامت

حجامت سے مراد سینگیاں کھینچنا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ سینگلی
کو جسم کے کسی مقام پر رکھ کر ٹخنہ کے ذریعہ چوسا جاتا ہے۔
اقسام: حجامت کی دو قسمیں مشہور ہیں:
(۱) حجامت مع الشرط (۲) حجامت بلا شرط۔
حجامت مع الشرط:

اس طریقہ سے کہ مقام مطلوب پر کسی نشتر یا استرے سے خیف بچنے
لگا کر اس مقام پر سینگلی لگائی جاتی ہے اور خون چوس کر خارج کیا جاتا

ہے۔
جمامت بلا شرط:

میں خاں سینگی کا طریقہ یہ ہے کہ مقام مطلوب پر بغیر کچنے لگائے
سینگی کو لگا کر چوسا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا دو طریقوں کے علاوہ ایک اور طریقہ بھی ہے جس کو
"مجھ ناری" یا گلاس لگانا کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ گلاس
میں آگ روشن کر کے مقام ماذف پر کچنے لگا کر گلاس اس پر اندھا
لگا دیتے ہیں۔

احکام و شرائط:

(۱) دس سال سے کم اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر والوں کو سینگیاں
کھجوانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۲) مہینہ کی ابتدائی و انتہائی تاریخوں میں سینگیاں کھجوانا جائز نہیں ہے
کیوں کہ ان تاریخوں میں چاند کی روشنی تیز نہ ہونے کی وجہ سے
رطوبات اور اخلاط اندرون بدن ساکن ہوتے ہیں اور دوسری مواد
کا اخراج نہیں ہو سکتا۔

(۳) اگر عضو شریف سے ادنیٰ عضو کی طرف مادہ ورم کو منتقل کرنا مقصود
ہو تو ورم کے بخوبی ظاہر ہونے سے پیشتر یہ عمل کریں۔

(۴) کسی عضو میں کثرت مواد کی صورت میں پہلے فصد اور اس کے بعد جماعت
ہونا چاہیے جس کا فائدہ یہ ہو گا کہ پہلے فصد کے ذریعے عام مواد ادویہ کا
اخراج ہو جائے گا۔

(۵) آیام گرمی میں ڈیڑھ گھنٹہ دن چڑھے اور سرما میں تین گھنٹہ دن
چڑھے سینگیاں کھجوانا چاہیے۔

(۶) عمل جماعت سے قبل شربت سنترہ، شربت انار، یا شربت سیب وغیرہ
بقدر مزیدت پلائیں تاکہ جماعت کے وقت مدہ پر مغرار اور مواد قویہ
کے گزرنے کا خوف نہ رہے۔

۷، خون غلیظ والے مریضوں کو حمامت سے قبل گرم حمام کرنا چاہیے تاکہ ان کے بدن میں خون میں رقت پیدا ہو جائے اور وہ باسانی خارج ہو سکے۔

۸، حمامت کے بعد جلد ہی مریض کو خزار نہ دیں ورنہ حمامت کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ البتہ جن لوگوں کا مزاج صفراوی ہو ان کو دودھ یا آب انار وغیرہ پینے کی اجازت ہے۔

۹، حمامت کے بعد تیز گرم نمکین اور مصالح دار افذیہ اور حمام سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۱۰، فربہ اشخاص کو حتی الامکان سینگیاں نہیں کھجوانا چاہیے۔
سینگیاں کھجوانے اور بچھنے لگوالے کے مقامات اور فوائد:

فوائد

مقام
گدی

درد سر، سرسام، خناق، تلاح رد وغیرہ
میں مفید ہے۔

پنڈیاں

درد گردہ، دم، رحم، احتباس حیض وغیرہ
میں مفید ہے۔

سرین اور دونوں رانوں کے درمیان
بالائے مقعد

عرق النار، نقرس اور بواسیر میں مفید ہے
سر وغیرہ بالائے اعضاء کی طرف جمیز کی صورت
میں مفید ہے۔

ہاتھ پاؤں

درد سر، سرسام، شدت تب، صعود، بھلاکت
کی صورت میں مفید ہے۔

کوکھوں کے مابین

دم رحم، دم مقعد، ورم خصیتین اور
استحاضہ میں مفید ہے۔

شانوں کے مابین

نفث الدم، درد شانہ، درد طلق میں مفید ہے۔

ناف کے اوپر

قولنج، درد معدہ، درد رحم میں مفید ہے
کثرت حیض و نفاس میں مفید ہے۔

زیر پستان

ارسالِ علق (جونک لگانا،

فوائد:

شیخ الرکیس اور اطباء ہند کا قول ہے کہ امراضِ جلد کے لیے جونک کا استعمال نہایت مفید اور نفع بخش ہے۔ جرب، خنازیر، جمل، زہر باد، نواسیر، پرانے قروح اور سرطان میں جونک کا استعمال مفید ہے۔
کارآمد جونک کی خصوصیات

تالابوں میں مختلف قسم کی جونکیں پائی جاتی ہیں لیکن ہر جونک طبعی مقاصد کے لیے مفید نہیں ہوتی۔ طبعی اغراض کے لیے بہترین جونک وہ ہوتی ہے جو اس پانی میں پیدا ہوتی ہے جس پر کالی مانی مٹی ہوتی ہے اور اس میں چھوٹے چھوٹے مینڈک پائے جاتے ہیں۔ وہ جونک مفید ہے جس کا سر چھوٹا اور کیلجی کے رنگ کا ہو اور جو بے کوم کے مانند چھوٹی ہو، اور وہ جونکیں جن کے جسم پر لاچور و چمک دار دھاریاں بولکھوں پر بندے کے مانند پائی جاتی ہیں وہ قابلِ استعمال نہیں ہوتی ہیں اور جو جونکیں کیچڑ اور گندے پانی میں پیدا ہوتی ہیں ان کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے۔
جونک لگانے کی ترکیب:

جس روز جونک لگانا ہو اس سے ایک دن پیشتر جونکیں کپڑ کر گندگی و آلائش سے پاک و صاف کر کے بحفاظت رکھ لینا چاہیے۔ اگلے روز صاف پانی کے بھرے ہوئے برتن میں ان جونکوں کو ڈال کر ان کی رفتار دیکھنا چاہیے۔ ان میں سے جو تیز ہوں انھیں کپڑ کر کپڑے سے صاف کر کے مقامِ ماؤف پر لگانا چاہیے۔

جونک لگانے سے پیشتر مقامِ ماؤف کو نک کے پانی سے دھو کر ہاتھ یا ٹائیم کپڑے میں اس قدر دبیں کہ جگہ سُرخ ہو جائے اور پھر اس مقام پر جونک چسپاں کر دیں۔ اگر کس وجہ سے جونک مقامِ مقصود پر چسپاں نہ ہو تو وہاں

مٹائی یا کسی حیوان کا خون مل دیں اس ترکیب سے جو تک فوراً چپک جائے گی۔

جوندک علیحدہ کرنے کی ترکیب

جوندکس گندہ اور فاسد خون پی کر اور سچول کر خود بخود گر جایا کرتی ہیں۔ اگر خود بخود علیحدہ نہ ہوں تو ان پر تھوڑا سا تنک یا راکھ چھڑک کر علیحدہ کر دینا چاہیے۔ جوندک علیحدہ کرنے کے بعد سینگی کے ذریعہ مقام مادت سے تھوڑا سا خون چوسنا مفید ہے تاکہ جوندکوں کے ڈسے ہوئے مقام پر جو خون جمع ہوا ہے وہ زائل ہو جائے اور کسی قسم کے نقصان کا احتمال نہ رہے اور اگر جوندک علیحدہ ہونے کے بعد خون خود بخود بند نہ ہو تو اس مقام پر عابس دم ادوینٹلا دم الاغون، ٹگل ارنی، سنگبراحت وغیرہ چھڑک دیں۔

تعریق (پسینہ لانا)

پسینہ جلد کے غدود عرقیہ کا افراز ہے۔ یہ غدود جسم کی جلد میں بکثرت پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اور جہاں بال نہیں ہوتے وہاں ان کی کثرت زیادہ ہوتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ معمولی حالات میں تقریباً ایک پائینٹ یعنی ۹۰۰ گرام تک پسینہ روزانہ خارج ہوتا ہے گو مختلف حالات میں اس کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے۔

پسینہ کی پیدائش اعصاب محرکہ کے ذریعہ دماغ کے ماتحت انجام پاتی ہے جو غدود عرقیہ (پسینہ لانے والے گلیٹوں) تک پہنچتے ہیں جب حرارت بدن اعتدال سے ایک درجہ بڑھ جاتی ہے تو اعصاب محرکہ کے ذریعہ غدود عرقیہ میں تحریک پیدا ہوتی ہے جس سے پسینہ خارج ہوتا ہے اور جلد پر تبخیر ہو کر غیر معمولی زائد حرارت کم ہو جاتی ہے اور اعتدال پر آ جاتی ہے۔ حرارت کی زیادتی کا اثر مقامی ہوتا ہے یا عام ہوتا ہے جس میں دماغی مرکز حرارت متاثر ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر بازو اور پنڈلی کو گرم کیا جاتا ہے یا اس کو ملغوف کیا جاتا ہے تو صرف بازو یا

پنڈلی تک پسینہ آتا ہے اور جب پسینہ لانے کے لیے دماغی مرکز کو تحریک پہنچائی جاتی ہے تو پسینہ تمام جسم پر آنے لگتا ہے چنانچہ اس خون کی حرارت بطور جاتی ہے اور جب خون مذکورہ دماغی مرکز تک پہنچتا ہے تو یہ مرکز خود ترقیہ میں بذریعہ اعصاب تحریک پہنچاتا ہے جس سے تمام جسم پر پسینہ زیادہ آنے لگتا ہے۔

اغراض:

۱۔ تقلیل حرارت:

حرارت کو کم کرنے کی ضرورت بناروں میں پیش آتی ہے۔ پسینہ خارج ہونے سے بدن کی حرارت بھی گھٹتی ہے اور پسینہ کے ساتھ خون کے فضلات بھی خارج ہوتے ہیں جس سے حرارت کم ہوتی ہے اور اسی بنا پر معمرات کو مقللات حرارت بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ تنقیہ خون:

خون کو مواد فضلی سے پاک کرنے کے لیے ترقی کی ضرورت مندرجہ ذیل امراض میں پیش آتی ہے:

- (۱) استسقاء زرقی و کھمی میں رطوبت مائی کو بدن سے خارج کرنے کے لیے۔
- (ب) گدووں کے مآوٹ ہونے کی صورت میں جب مواد براہ بول خارج نہیں ہوتے بلکہ خون میں شامل ہو کر باعثِ تسمم دم ہوتے ہیں اور مریض کی ہلاکت کا خوف ہوتا ہے تو ایسی صورت میں ترقی کی ضرورت پیش آتی ہے۔

(ج) اور ام جسمانی کی صورت میں جو خون کے سمی مواد سے پیدا ہوتے ہیں ان مواد کو بھی ترقی کر کے ذریعہ خارج کیا جاتا ہے۔

(د) جب اعضاء بدن کے درمیں درد اور کھچاؤٹ سے سخت تکلیف ہو تو اس صورت میں گل بابونہ میں جوش دے کر سمجھا دینے سے ترقی ہوتی ہے اور یا درم و درم میں تخفیف ہوتی ہے ساتھ ہی مادہ

کا نفع و تحمل بھی ہوتا ہے۔

(۱۵) فرس جلدی امراض مثلاً برص، چھپ، چنبل وغیرہ میں جلد کے دوران خون کو تیز کر کے پسینہ لانا بہت مفید ہوتا ہے۔ ان امراض میں عموماً انکیباب (بھپارہ) یا حمام سے پسینہ لایا جاتا ہے اور اگر تفریق کے بعد فوراً ضد یا طلا کیا جائے تو دواؤں کا اثر پورا ہوتا ہے۔ اکثر جلدی امراض میں جلدی مواد کے تحمل کے لیے تفریق کی ضرورت پیش آتی ہے۔

(۱۶) شدید نزلہ کی صورت میں بھی پسینہ لانا مفید ہوتا ہے مگر تباہ نزلہ میں پسینہ لانا مفید ہے کیوں کہ اس طرح غلیظ مواد باقی رہ جاتے ہیں۔ (۱۷) امالہ مواد۔ امالہ مواد کی غرض سے معجزات کا استعمال اکثر گردہ و امسار کے امراض میں کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ بدن کے عروق باہم اس قدر گھرا رہے کہ کبھی کبھی طبع خون کے بہاؤ کا اندر ہوتا ہے تو دوسرے حصوں میں زور گھٹ جاتا ہے۔ پس اسی اصول کے مطابق جلد کی طرف سیلان خون زیادہ ہوتا ہے تو گردہ اور امسار کی غشاء مخاطی کی طرف دوران گھٹ جاتا ہے جس سے گردہ و امسار کے افعال مست پڑ جاتے ہیں اور ان کو راحت و سکون ملتا ہے اور ان اعضا میں اگر ورم یا اختلال ہوتا ہے تو وہ بھی کم ہو جاتا ہے۔

(۱۸) تفسیر جلد۔ تفریق کے ذریعہ جلد کی قوت حاذبہ کا فعل قوی ہو جاتا ہے اور اس مقصد کے لیے حمام موق بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔
تفریق کے طریقے:

پسینہ لانے کے لیے کئی طریقے استعمال کرائے جاتے ہیں:

- (۱) جلدی عروق کو پھیلا نا۔ مقامی حرارت کے ذریعہ اعصاب کو تحریک دینے سے جلدی عروق پھیل جاتے ہیں اور پسینہ بے ہوش آتا ہے۔ چنانچہ گرم ٹھکڑا انکیباب (بھپارہ) حمام اور آبن سے پسینہ آنے کی صورت یہی ہوتی ہے۔
- (۲) خون کو ترقیق کرنے والے مشروبات کا استعمال سے خون کے دباؤ کو بڑھا

نیز پانی پینے سے بھی پسینہ آتا ہے۔

(۳) پسینہ پیدا کرنے والے عصبی مراکز کو براہ راست تحریک دے کر پسینہ لانا، چناں چہ کافور اسی طریقہ سے پسینہ لاتا ہے۔

(۴) پسینہ پیدا کرنے والے مرکوزوں کو منکس طریق پر تحریک دینا چنانچہ گرم مصالحہ دار غذاؤں کے استعمال سے پسینہ اسی طریقہ پر آتا ہے۔ پسینہ لانے کے طریقوں کو دھبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) طبعی طریقہ:

وہ ہیں جن میں بغیر استعمال ادویہ پسینہ لایا جاتا ہے۔ ان طریقوں کا اصل اصول یہ ہے کہ کسی طرح جسم کو اتنے درجہ حرارت پہنچائی جائے جس سے چلدی عروق میں استرخار پیدا ہو کر ان میں خون معمولی مقدار سے زیادہ دوڑ کرے اور پسینہ کی گھٹلیوں میں پسینہ پیدا ہو کر خارج ہو، اس میں خارجی ہوا کے درجہ حرارت کا اثر ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے چناں چہ اگر خارجی ہوا خشک ہوگی تو باوجود خارجی طور پر حرارت پہنچانے کے پسینہ کم آئے گا جیسا کہ موسم گرما میں ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر خارجی ہوا مرطوب ہوگی تو تھوڑی حرارت پہنچانے سے بھی پسینہ زیادہ آئے گا جیسا کہ موسم برسات میں ہوا کرتا ہے۔

۲۔ معرقات کا استعمال:

معرق دواؤں کو یا تو بخورہ بھپارہ کی شکل میں استعمال کرایا جاتا ہے یا داخلی طور پر استعمال کرایا جاتا ہے۔

طبعی طریقوں میں گرم ٹمکور د (پولٹس، بھپارہ، بخور، گرم حمام آبزین وغیرہ ہیں۔

گرم ٹمکور یا ٹمکید دو طرح ہوتی ہے:

(۱) خشک جو گرم پانی بوتلوں یا ربرکی تھیلیوں میں گرم پانی بھر کر کی جاتی ہو۔

(۲) تراس کے لیے دو توئیاں رکھی جاتی ہیں۔ ایک کو گرم پانی میں بھگو کر

مقات درم پر رکھا جاتا ہے اور جب اس کی گرمی کم ہونے لگتی ہے تو دوسری تولیہ گرم پانی میں بھگو کر رکھی جاتی ہے۔ پولش عموماً اسی کے آٹے کو پانی میں گوندھ کر اور اس کو گرم کر کے درم لوزتین پر باندھتے ہیں جس سے پسینہ خارج ہو کر ورم دور ہو جاتا ہے۔

انکباب (بھیارہ) مرق ادویہ کا اہم اجزاء تھا جو شانہ برتن میں تیار کر کے اس پر ایسا ٹوکھنا ڈھکتے ہیں جس کے بیچ میں سورخ ہوتا ہے پھر صفو ماؤف کے روپر و چادر یا کوئی دہیر کپڑا لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس سورخ کے اوپر رکھا جاتا ہے کہ جس قدر بھاپ اس سورخ سے نکلے وہ خاص مقام ماؤف تک پہنچے۔ اگر تمام جسم پر بھیارہ دینا ہو تو مرہی کو چوکی پر بٹھا کر گردن کے گرد بادے کے اندر بھیارہ کا تیار شدہ برتن کھول کر رکھ دیا جاتا ہے جس سے بھاپ سارے جسم کو لگتی ہے اور مرہی کو پسینہ آنے لگتا ہے۔

نصفہ انکباب جو پسینہ لاتا ہے اور مواد کو تحلیل کرتا ہے حسب ذیل ہے: بابونہ، اکیلل الملک، قیصوم، ہر ایک تین تولہ، مرغوش، ازخسر، بادیا، بنج کرفس، اسکل سرخ، ہر ایک ڈیڑھ تولہ سب کو دس سیر پانی میں جوش دیں جب تہائی رہ جائے تو بھیارہ دیں۔

بخور: رخنک دعاؤں کی دھونی، کے عمل سے پسینہ کم آتا ہے۔ بخور جو پسینہ لانے اور چیمیک کے دانے نکالنے کے لیے مجرب ہے، بابونہ، ناخوہ، بنفشہ، عطی، سبوس گندم، ہم وزن پانی میں جوش دے کر بخارات پہنچائیں۔

حام گرم: جب پسینہ لانا زیادہ مقصود ہو تو حام میں دیر تک سٹھنا چاہیے اور پانی کے بجائے ہوا کا استعمال زیادہ کرنا چاہیے۔ حام گرم سے بعض مرہیوں

کو درِ دسر، گجراہٹ اور غیر معمولی کمزوری محسوس ہوتی ہے۔
آبزَن:

سادہ گرم پانی یا بعض محرق و محلل ادویہ کے جو شاندر میں مریض کو
کندھوں تک یا زیرِ نابت تک بٹھانا آبزَن کہلاتا ہے۔ آبزَن کے لیے جو شہ
سانی گرم ہونا چاہیئے۔

آبزَن جو پسینہ لانے میں مفید ہے۔ تخم کتاں، تخم تیرہ، تیزک، تخم گدڑ،
تخم شلیم، شداب، بلباب، بادیان، برگِ نرگس، گندناہر ایک ایک تولہ،
۵ ماشہ کرم کلا، ۲ ۱/۲ تولہ پیاز، ۲۹ تولہ ۲ ماشہ روغنِ زیتون ۳۴ تولہ
سب ملا کر ۲ سیر پانی میں پکائیں یہاں تک کہ ایک جہائی رہ جائے اس
کے بعد چھان کر نیم گرم پانی میں ایک گھنٹہ تک بیٹھیں، پھر پانی سے باہر
نکلنے کے بعد بدن کو صاف کپڑے سے پونچھ کر گرم کپڑا اوڑھ لیں تاکہ پسینہ
بامانی خارج ہو سکے زیادہ سے زیادہ تین روز تک یہ عمل کرنا چاہیئے۔
پسینہ لانے والی داخل دوائیں:

بادیان، کبابِ چینی، پودینہ، نہری خشک، دانہ الاچی، کلونجی،
برنجاسف، انیسون، تخمِ شداب، برگِ شداب، زعفران، چائے، مرچ
سیاہ، بالچتر، شوکران، کافور، تباکو، جوہرِ امون، شورہِ عملی، دُشادہ
ساکنج وغیرہ۔

ادرار

ادرارِ بول:

ادرارِ بول کا اہم مقصد خون سے تنقیہ موادِ بولیہ ہے۔ ادرارِ بول
کے لیے جو ادویہ استعمال کی جاتی ہیں ان کو مدراتِ بول کہا جاتا ہے۔
مدراتِ بول دو قسم کے ہوتے ہیں:

۱. مدرات بول محرکہ:

یہ دوائیں گرمیوں کی ساخت میں تحریک پیدا کرتی ہیں جس سے پیشاب زیادہ آتا ہے۔ مثلاً کباب چینی، مرج سیاه، ذراریج، روغن پودینہ، روغن اجوائن وغیرہ۔

۲. مبردات بول محبترہ:

اس قسم کی دوائیں خون کے سیال حصہ کو بڑھا دیتی ہیں۔ چناں چہ پانی، سوڈا واٹر، آتش جو، آب تربوز، شورہ قلعی وغیرہ نیز کھاری نک، اسی طریق سے پیشاب زیادہ لاتے ہیں۔

اچانک قدیم نے مدرات کو کیفیات کے اعتبار سے بارہ، حارہ اور معتدل میں تقسیم کیا ہے ان میں سرد بالعموم مدرات مبردہ اور گرم بالعموم مدرات محرکہ کی طرح عمل کرتے ہیں۔

استعمالات:

مدرات بول کو حسب ذیل حالات میں استعمال کیا جاتا ہے:

۱، اگر اسہال و صفد کے بعد کوئی مادہ رگوں میں رہ جائے اور اس کے خارج کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو مدرات دینے چاہئیں۔

۲، امراض گردہ و مثانہ میں مدرات کا استعمال اس لیے ضروری ہے کہ زہریلے مواد خون میں دودھ کریں۔ یہ زہریلے مواد خون میں موجود ہوتے ہیں اور طبعی حالت میں گروے ان کو خون سے خارج کرتے ہیں۔ البتہ شدید امراض گردہ میں مدرات کا استعمال ان کو نقصان پہنچاتا ہے اس لیے ایسی صورت میں مہلات و مسرقات کے ذریعے فضلات بدن کو خارج کرنا چاہیے۔

۳، امراض قلب و ریہ میں پیشاب کم آئے تب بھی مدرات کا استعمال کرنا چاہیے کیوں کہ ایسی صورت میں دل کے پھیل جانے کی وجہ سے خون کا شریان دباؤ کم ہو کر پیشاب کم ہوتا ہے اور استقار وغیرہ کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ مضطرب دماغ کے بڑھ جانے کی صورت میں بھی اور بار بول مفید ہوتا ہے۔

(۴) جیسا مندرہم یا خون کی خرابی کی وجہ سے بول میں ثقیل اجزاء پیدا ہوتے ہیں اور ان سے خون یا پتھری بننے کا اندیشہ ہوتا ہے تو اس وقت بھی مدات بول کا استعمال ضروری ہے۔

(۵) استتقار میں بھی مدات بول کا استعمال مفید ہے۔ اسی طرح جب ذات الجنب میں غلات شش کے جوت میں آب خوں جمع ہوتا ہے تو اس وقت بھی مدرات بول کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

(۶) فالج، وجع المفاصل اور درم معدب جگر میں بھی مدات کا استعمال مفید ہوتا ہے۔ وجع المفاصل اکثر ان ہی مواد سے پیدا ہوتا ہے جن کو گردہ خون سے جذب کر کے براہ بول خارج کرتا ہے اس لیے اس مرض میں بھی مدات مفید ہوتے ہیں۔ درم معدب جگر میں مدات کا استعمال گردہ سے شرکت رکھنے کی وجہ سے مفید ہوتا ہے۔

(۷) اگر بول کا تفاعل حموی (ایسڈک) ہو تو ایسی صورت میں مدرات بارہ یا بورقیہ کا استعمال مفید ہوتا ہے مثلاً آب تربوز یا شیروہ خارخک شیرہ تخم خیارین وغیرہ۔

خالص پانی چوں کہ مدات میں شامل ہے لہذا ادویہ مذکورہ کے استعمال کے دوران پانی پلانا بھی مفید ہے۔

جلد کو ٹھنڈا رکھنا مدات کے عمل کو قوی کرتا ہے جس طرح جلد کو گرم رکھنا مزقات کے عمل کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔

مدرات کی مثالیں

مدرات حارہ:

پرسیاوشاں، بادیان، خبازی، زونائے خشک، تخم سداب، انیسون، برہماسف، قسط شیریں، حب بلسان، کلونکی، اجمود، پودینہ، اجوائن می وغیرہ۔

مدرات بارہ:

خارخک، تخم خیارین، تخم خرفہ، تخم کاسنی، شدرہ قلمی، آب خیار، آب کعبہ،

آب تربوز، آتش جو، سکینین وغیرہ۔
مدرات معتدلہ:

حارہ بارہ مدر ادویہ کو باہم استعمال کرانے سے مدرات معتدل ہو جاتے ہیں۔ تخم کاسنی، ادب باریان کو جمع کرنے سے ادرا میں اعتدال ہوتا ہے۔

ادرا رحمض

حیض ایک طبی استفراغ ہے، ہر ماہ تندرست بالغ عورت کے رحم سے خون خارج ہوتا ہے جس سے اس کی صحت برقرار رہتی ہے۔ حیض کارک جانا مرض ہے اور دیگر امراض کا سبب ہے۔ پس جب کہ حیض میں کمی ہو یا حیض بند ہو جائے تو ادرا حیض ضروری ہے۔

ادرا حیض کے ذریعہ مندرجہ ذیل فضلات دویہ خارج ہوتے ہیں:

(۱) خون جو رحم کی اندرونی سطح سے شریع ہوتا ہے اور جس میں فضلات دویہ شامل ہوتے ہیں۔

(۲) بلغمی رطوبات جو رحم کی اندرونی سطح اور متعلقہ اعصار مثلاً خلیۃ الرحم وغیرہ سے خارج ہوتے ہیں۔

(۳) سستی مواد جو خون حیض کے ساتھ شامل ہو کر خارج ہوتے ہیں۔

(۴) طبی وضع حل اور اسقاطا حل کے بعد تنقیہ رحم کے لیے مدرات حیض کا استعمال مفید ہوتا ہے۔ جو دوائیں موجب اسقاطا حل ہوتی ہیں وہ مدر حیض بھی ہوتی ہیں۔

ایام حیض میں عورت کو محنت و سردی سے بچنا چاہیے اس لیے کہ محنت اور سردی کی بنا پر بھی احتباس حیض پیدا ہوتا ہے۔ اگر احتباس حیض کا سبب بدن کو سردی لگ جانا ہو تو گرم تدابیر اختیار کی جائیں۔ مثلاً گرم پانی آبن کرانا اور ساتھ ہی کوئی مدر حیض دوا بھی استعمال کرانا چاہیے۔

اگر حیض کا سبب فقر الدم (خون کی کمی) ہو تو فولاد کے مرکب یا خبث المہدیہ

کے مرکبات اور مولدوم افذیہ کا استعمال ضروری ہے۔
مدرات حیض:

دو قسم کے ہوتے ہیں:

- (۱) وہ مدرات حیض جو رحم کو خفیف تحریک دے کر اندر حیض کو بڑھاتی ہیں۔ مثلاً ہینگ، تخم کرّس، حب القرط، مرو وغیرہ اسی طرح عمل کرتے ہیں۔
- (۲) وہ مدرات حیض جو رحم پر براہ راست اثر نہیں کرتے بلکہ ان کا اثر بالواسطہ رحم پر ہوتا ہے۔ یہ حسب ذیل طریقوں پر اثر کرتے ہیں:
- (۱) خون کو بہتر بنانے والے مرکبات مثلاً فولاد یا خبث المدید کے مرکبات۔
- (۲) نظام عصبی میں تحریک پیدا کرنے والے مرکبات مثلاً کچلہ کے مرکبات۔
- (۳) رحم کے مجاور اعضاء میں کیفیت لذع پیدا کرنے والے ادویات مثلاً صبر کے سہل سے آنخوں میں خراش پیدا ہو کر رحم میں تحریک پیدا ہوتی ہے اور حیض زیادہ ہوتا ہے۔

مدر حیض دوائیں:

پرسیاؤ شاں، پوست الماس، اہل، اسارون، ترس، تخم کدو، انیسون، برنہاسف، بابونہ، تخم خیارین، تخم خربزہ، تخم قرط، خارخک خرد، خارخک کلاں، تخم سداب، مشکطہ اشح، اجوان دسی، تخم کرّس، کباب چینی، مرکی، کاکج، مرغوش، جندبیدستر، زعفران، ایلو، اسنتین۔

ادرار لبن

مرضہ کے ثدین سے سچّے کے استمال کے لیے ادرار لبن ضروری ہے اور اگر قلت لبن ہو تو مدرات لبن استمال کرنا ضروری ہے۔

مدرات لبن کا استمال دو طرح پر ہوتا ہے:

- (۱) یا تو یہ دوائیں ثدین کو تحریک دے کر دودھ کی پیدائش کو بڑھاتی ہیں۔
- انیسون، ثبث، سرسوں وغیرہ۔

(۲) یا خون کی کیفیت کو بہتر بنا کر دودھ کی پیدائش کو بڑھاتی ہیں مثلاً مغز
پنیر، دانہ فولاد وغیرہ۔
شیر افزار دوائیں؛
منہ زنجیر دانہ، انیسون، موصل سیاہ، موصل سفید، ستار، منہ عربی،
کنجد وغیرہ۔

تنقیث

یہ وہ استفراغ ہے جس کے ذریعہ امراض صدوریہ میں پھیپھڑوں سے
بلغم خارج ہوتا ہے۔
منقثات؛

جو دوائیں اخراج بلغم میں سہولت پیدا کرتی ہیں ان کو منقثات کہا جاتا ہے
ان کی نوعیت مختلف ہوتی ہے اور اسی وجہ سے ان کو متعدد قسموں میں تقسیم کیا جاتا
ہے اور ان کو حسب موقع استعمال کیا جاتا ہے۔
منقثات محرکہ؛

ان کا استعمال امراض ریہ میں اس وقت کیا جاتا ہے جب کہ غلبہ ضعف کے
باعث تنفس کمزور ہو جاتا ہے اور اخراج بلغم کی پھیپھڑوں میں طاقت نہیں رہتی۔
یہ حالت عموماً عروقی خستہ کے نزلہ مزمن میں ہوا کرتی ہے۔ لیکن اگر مرض حاد
ہو جیسا کہ نزلہ حار کی صورت میں ہوتا ہے تو سکون ادویہ استعمال کرائی جاتی ہیں۔
مثلاً بہدانہ، غلاب، سپتیاں کا جو شائدہ استعمال کرایا جاتا ہے۔

۳ ماشہ ۵ دانہ ۹ دانہ

مرکبات کافور اور افیون بھی تسکین کی غرض سے مرض کی حدت کے وقت
استعمال کرائے جاتے ہیں، لیکن سنت احتیاط کے ساتھ جب کہ مرعیہ ضعیف
نہ ہو۔ اگر بلغم غلیظ ہو اور کم خارج ہو جیسا کہ نزلہ بارد میں ہوتا ہے تو تنقیہ بلغم کے
لیے گل بغنہ، غلاب، سپتیاں، غطلی، گکاوڑاں کا جو شائدہ استعمال
۵ ماشہ ۵ دانہ ۹ دانہ ۵ ماشہ ۵ ماشہ

استعمال کرایا جائے۔

اگر بلغم زیادہ رقیق ہو اور حدت و حرارت بڑھی ہوئی ہو اور بلغم کو غلیظ کرنا مقصود ہو تو جو شانہ بہدانہ غلاب سپتاں کے ساتھ شیرہ مغز کدو شیریں کے ساتھ استعمال کرائیں یہ اس صنف دماغ کو بھی دور کرتا ہے جو نزلہ میں پیدا ہوتا ہے۔

منفثات مانع تشنج:

ان کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جب کہ ہوائی نایاں متشنج ہو کر تنگ ہو جاتی ہیں جیسا کہ شبیقہ میں ہوتا ہے۔

منفثات مقبہ:

بعض اوقات منقی دوائیں تے کی حرکت پیدا کر کے پیچیدہ طوروں اور ہوائی نایوں پر دباؤ ڈالتی ہیں۔ نیز تے کے جھٹکے سے بھی ہوائی نایوں سے بلغم خارج ہوتا ہے۔ یہ صورت چھوٹے چھوٹے بچوں میں عموماً اختیار کی جاتی ہے اس لیے کہ چھوٹے بچے بلغم کو منہ کی راہ خارج کرتے ہیں پر قادر نہیں ہوتے۔ کھانسی کی صورت میں اگر کوئی بلغم ان کے منہ اور طاق میں آ جاتا ہے تو وہ اس کو نگل جاتے ہیں اور معدہ میں اتار لیتے ہیں۔

تنفیث پر حرارت کا اثر:

نزلہ امراض میں سردی عام طور پر محض ہوتی ہے اور اس کے برعکس حرارت عام طور پر مفید ثابت ہوتی ہے اس وجہ سے نزلہ کی دوائیں بطور جو شانہ استعمال کرائی جاتی ہیں اور جو شانہ گرم گرم پینے کی ہایت کی جاتی ہے۔ مریض کی قیام گاہ کو بھی گرم رکھنا ضروری ہے۔ خصوصاً موسم سرما میں نیز سینے کی سنکائی بھی اسی مقصد سے کی جاتی ہے۔

غلابہ صنف کے وقت نزلاوی امراض میں محرکات و مقویات استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے خیرہ گاؤں کو اولاً سرسبز رکھا جاتا ہے۔

لذیعِ سعالِ انعکاسی

اس کھانسی کو کہا جاتا ہے جو عصبی ہیجان اور لذیع سے پیدا ہوتی ہے اس قسم کی کھانسی عموماً خشک ہو اُکرتی ہے۔ اس کھانسی کے ساتھ بلغم کا اخراج نہیں ہو پاتا یا کم ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ اس قدر تکلیف دہ ہوتا ہے کہ طبیب مرکبات ایونیہ کے استعمال پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مثلاً شربتِ یامبو، جگر، طحال، مری، طلق، حنجرہ، قصبۃ الریہ اور عروقِ خشنہ اور پھیپھڑوں کے عصبی ہیجان سے پیدا ہوتی ہے۔ چناں چہ ایسی صورت میں پہلے عصبی ہیجان کا ازالہ کیا جائے گا اور اس مقصد کے لیے مرکبات ایونیہ نہایت احتیاط کے ساتھ استعمال کرائی جائیں گی کیوں کہ اس سے حرکاتِ تنفس بے قاعدہ اور غیر منظم ہو جاتے ہیں۔

ضیق النفس:

امراض تنفس میں بعض اوقات سانس تنگی اور تکلیف سے آتا ہے ایسی صورت میں وہ منقشاتِ استہال کرائے جائیں جو محرک و قوی ہوں اور عروقِ خشنہ کو دود کرنے اور بلغم کے اخراج کو بڑھانے والے ہوں۔ مثلاً املہ سوس اور کچلہ مدرافیون وغیرہ۔

امالہ

امالہ سے مراد مادے کے رُخ کو پھیر دینا ہے یا مادے کے بہاؤ کو کسی جانب تیز کر دینا ہے۔

اغراض و مقاصد:

تسکین درد و سوزش کے لیے کسی عصبی ہیجان یا خراش کم کرنے کے لیے طبیعت کو بیدار کرنے کے لیے تحلیل ورم کے لیے، رسولی اور کلیوں کی تحلیل کے لیے، کسی رطوبت یا مادے کو جذب کرنے کے لیے مواد کو ایک عضو سے

سے دوسرے عضو کی جانب منتقل کرنا ضروری ہے۔ اور یہی امالہ کہلاتا ہے۔

امالہ قریب و بعید

خون اور مواد کا امالہ گاہے کسی عضو قریب کی طرف کیا جاتا ہے اور گاہے عضو بعید کی طرف جس کی مثال یہ ہے کہ اگر ایک مریض مرد جس کے منہ سے خون جاری ہو تو ایسی صورت میں معالج کے لیے دو صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ مادہ کو خلاف قریب کی طرف پھیر کر نکالا جائے۔ پہلی صورت میں نکسیر پیدا کر کے مادہ کا بہاؤ ناک کی طرف پھیر دیا جائے گا تو منہ سے خون بند ہو جائے گا، اسی طرح ادرار حیض کے ذریعے رحم کی طرف مادہ کا رخ پھیر دیا جائے گا تو خون بواسیر بند ہو جائے گا۔

اور امالہ بعید سے مرد کی مثال میں زیریں حصہ بدن کے عروق سے اور عورت کی مثال میں بالائی حصہ بدن کے عروق سے بدریہ فصد خون کیا جاتا ہے تاکہ بھی خون رک جائے گا یہ امالہ بعید کی صورتیں ہیں۔ طبی مقاصد کے لحاظ سے بعض اوقات امالہ بعید مناسب ہوتا ہے اور امالہ قریب نامناسب۔ مثلاً سرسام کی حالت میں دستوں کا جاری کرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے اور بعض اوقات امالہ قریب مثلاً مددِ سر کی صورت میں پیشانی پر دھارِ لازم کا ضاد یا دمِ جگر کی صورت میں جگر کے مقام پر ضادِ خزل اور گاہے امالہ بعید اور قریب دونوں اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ مثلاً سکتے کی صورت میں مضطبات (جھپٹک لانے والی دواؤں کا استعمال) اور ساتھ ہی حقنوں کا استعمال۔

بعض معالج کی بنا پر جب مادہ کو خلاف بعید کی طرف جذب کرنا ہو تو مناسب یہ ہے کہ مد عضوِ دونوں قطروں (طول و عرض) کے لحاظ سے بعید نہ ہوں مثلاً اگر مادہ بالائی حصہ بدن کے دائیں جانب ہو تو اس کو زیریں حصہ بدن کے دائیں طرف جذب کیا جائے جو زیادہ بہتر ہے نہ کہ بالائی

حصہ بدن کے بائیں طرف۔

امالہ کے دیگر شرائط :

- (۱) جذب دامالہ سے قبل مواد کی توجہ طبعی مخروج کی طرف نہ ہو۔
- (۲) طبعی مخسرج کی طرف مادہ کو توجہ کرنے میں مضر کا اندیشہ ہو تو اس کا رخ دوسری طرف پھیر دیا جائے۔
- (۳) اگر فصد و غیرہ کے ذریعے کسی عضو سے مواد و غیرہ خارج کرنے کا یہ اندیشہ ہو کہ اس عضو میں کچھ خطرناک عوارضات بیدار ہو جائیں گے تو امالہ سے احتراز کیا جائے۔
- (۴) کسی عضو شریف یا کسی ایسے عضو کی طرف مادہ کا ازالہ نہ کیا جائے جو اس مادہ کو برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔
- (۵) اگر یہ اندیشہ ہو کہ مادہ کسی عضو سے گذرتے وقت اس عضو میں آفت پیدا کرے گا تو امالہ نہ کیا جائے۔
- (۶) جس عضو کی طرف امالہ کیا جائے تو یہ ضروری ہے کہ اس میں پہلے سے مواد کا اشتلا نہ ہو۔
- (۷) عضو مجذوب الیہ میں انجذاب مواد کی صلاحیت سے پہلے ہی نائد مواد نہ ہو کہ کثیر مادہ جذب کر کے آفت پیدا کر دے۔
- (۸) امالہ کی صورت میں یہ بھی دیکھا جائے کہ مجذوب الیہ اور مجذوب منه میں اعصاب و عروق کے ذریعہ مشارکت ہو تاکہ مادہ کا انجذاب آسان ہو۔
- جذب دامالہ کی صورت میں رخ کا لحاظ رکھا جائے مگر مادہ مرض کا رخ جدھر ہو اس کے خلاف مادہ کو پھیرا جائے۔

امالہ کی صورتیں : دو ہوتی ہیں۔

الف) امالہ بالاستفراغ : اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں :

- (۱) سہل۔ سہل کے ذریعہ مواد کا امالہ گروہ و نشانہ کی طرف ہوتا ہے۔
- (۲) ادرار۔ کے ذریعے مواد کا امالہ گروہ و نشانہ کی طرف ہوتا ہے۔
- (۳) تفریق۔ تفریق سے مواد کا امالہ جلد کی طرف ہوتا ہے۔
- (۴) ادرار حیف سے مواد کا امالہ عضو رحم کی طرف ہوتا ہے۔
- (۵) تفرغ کے ذریعے مواد کا امالہ مقام قرحہ کی طرف ہوتا ہے۔
- (۶) بعض اوقات مادہ کا امالہ بذریعہ استفراغ اس طرح کیا جاتا ہے کہ مثلاً جریان رحم کو روکنے کے لیے باسلیق کی ضد کی جاتی ہے یا تھے کی زیادتی کو دستوں کے ذریعے یا دستوں کی زیادتی کو تھے کے ذریعے روکا جاتا ہے۔

(ج) امالا بالاستفراغ: اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

- (۱) ادویہ لازمہ کے استعمال سے مواد کا امالہ مقام لذع کی طرف ہوتا ہے۔
- (۲) مقلسات (دبلاس) کے استعمال سے مواد کا امالہ ناک کی طرف ہوتا ہے۔
- (۳) درم پیدا کرنے سے مواد کا امالہ مقام دم کی طرف ہوتا ہے۔
- (۴) ایلام سے مواد کا امالہ مقام الم کی جانب ہوتا ہے۔
- (۵) حجامت بلا شربہ کے استعمال سے مواد کا امالہ مقام حجامت کی طرف ہوتا ہے۔

وہ امراض جن میں امالہ مفید ہوتا ہے۔

- (۱) درد کی صورت میں تکین کے لیے ادویہ لذع مثلاً کافور، ست پودینہ، وغیرہ کا استعمال اندرونی و بیرونی طور پر سوزش پیدا کرتا ہے جس سے امالہ مواد ہوتا ہے اور اندرونی دردوں میں تخفیف ہوتی ہے۔
- (۲) دم کی صورت میں دم کو تحلیل کرنے کے لیے ادویہ کاویہ یا داغ ڈالنے والی دواؤں کا استعمال یا جونک اور پچھنوں کا استعمال بھی امالہ مواد کے لیے مفید ہوتا ہے۔
- (۳) دم اغشیہ دماغ میں قوی سہلات یا حقنہ استعمال کیے جاتے ہیں

نیز فصد کے ذریعے خون خارج کیا جاتا ہے تو اس سے امالہ مواد ہوتا ہے جس سے غیر معمولی سکون حاصل ہوتا ہے۔

(۴) درم فصد یا سلمات کو تحلیل کرنے کے لیے جلد پر 'ادویہ لازعہ' ادویہ کاویہ و محرہ کا استعمال جن سے امالہ مواد ہوا اور مواد کے تحلیل و انجذاب میں مدد ملتی ہے۔

(۵) استفرغ کو روکنے کے لیے خللاً اور ار کو روکنے کے لیے، تعریق اور تے کو روکنے کے لیے اسہال کرائے جاتے ہیں جو امالہ مواد ہی کا ایک طریقہ ہے۔

کئی (داغنا)

اعضائے جسم میں گما ہے آگ سے داغ دیا جاتا ہے جس کو کئی بائٹار کہا جاتا ہے اور گما ہے ادویہ کاویہ خللاً خواص کاویہ اور بورتیات کے ذریعہ داغنا جاتا ہے حتیٰ کہ آبلہ پڑ جاتا ہے اور پھر پیپ پڑ جاتی ہے اس عمل کو کئی بالادویہ کہا جاتا ہے۔

۱۔ کسی مرین عضو کے فساد کو دوسرے صیح اعضا تک پھیلنے سے داغ باز رکھتا ہے۔

۲۔ عضوی تقویت کے لیے خللاً وجہ اورک (کو لے کا درد) میں کو لے کے مقام پر داغنا۔

۳۔ مواد فاسد جو اعضا کی ساخت میں پیدا ہو چکے ہیں ان کو تحلیل کرتا ہے۔

۴۔ جریان الدم کو روکتا ہے۔

- ۵۔ نزلات اور رطوبات کے انصباب اور سیلان کو روکتا ہے۔
۶۔ لحم فاسد کو دغ کرنے کے لیے۔

احکام کئی:

- ۱۔ جن چیزوں سے داغ ڈالا جاتا ہے ان میں سب سے بہتر سونا ہے۔
- ۲۔ داغ دینے والا شخص یہ احتیاط رکھے کہ داغ کا اثر صرف گوشت تک محدود رہے اعصاب و عروق تک نہ پہنچے۔
- ۳۔ نزلت الدم کو روکنے کے لئے اگر داغ لٹکایا جائے تو یہ قوی ہوتا کہ کھنڈ کافی دبیز ہے۔
- ۴۔ لحم فاسد کو قطع کر کے لیے داغ لٹکایا جائے تو لحم فاسد کے حدود کا خیال رکھنا چاہیے۔
- ۵۔ گناہ اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ گوشت کے ساتھ ہڈی کو بھی داغ دیا جائے۔ ایسی صورت میں عمل کی کو اتنی دیر تک جاری رکھا جائے کہ ہڈی تک سارے اعصار مل جاتیں جیسا کہ قروح متعفنہ یا قروح اکالہ میں کیا جاتا ہے۔ لیکن ہڈی کے علاوہ، اگر نرم اعصار میں ہو تو ان کو زیادہ گہرا داغ جائے۔

ایلام

بعض اوقات علاج کے لیے اعصاب کی قوت جس کو بیدار کیا جاتا ہے اور اس مقصد کے لیے درد اور لذت پیدا کیا جاتا ہے اس عمل کا نام ایلام ہے۔

اس مقصد کے لیے جو دوائیں استعمال کی جاتی ہیں وہ محرکات اور مفتحات عروق ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان دواؤں کے استعمال سے رگیں کشادہ ہو جاتی ہیں، دوران خون تیز ہو جاتا ہے جس سے اعصاب میں تحریک

حاصل ہوتی ہے۔

ایلام کی صورتیں

دک اور عضو کو دبانا یا کس کر داغنا یا قرح پیدا کرنا یا بچھنے یا جوئیں لگانا۔ یہ سب ایلام کی مختلف صورتیں ہیں جو مختلف مقاصد کے تحت استعمال کی جاتی ہیں۔ مثلاً تحلیل ورم یا تسکین درد یا طبیعت کو بیدار کرنے کے لیے۔

طبیعت کی بیداری کا فلسفہ:

جب غشی یا افیون وغیرہ کے اثر سے قلب و نفس کے حرکات سُست ہو جاتے ہیں تو انہیں بیدار کرنے کے لیے ایذا پہنچائی جاتی ہے۔ مثلاً آنسو پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے جاتے ہیں یا تیز گرم پانی کے چھینٹے مارے جاتے ہیں، یا جلد پر ضاد خزل لگایا جاتا ہے یا بجلی سے اعصاب کو اذیت پہنچائی جاتی ہے یا دیگر محرکات عروقی، ادویہ یا ذرا استعمال کرا جاتے ہیں ان تدابیر سے دورانِ خون تیز ہو جاتا ہے۔ اعصاب کی قوتِ تحریک بڑھتی ہے جس سے افعال تیز ہوتے ہیں اس لیے کہ ان تدابیر سے لذت اور ہیجان اور جلد کو ایذا پہنچتی ہے جس کا احساس دماغ کو ہوتا ہے جس سے انکساری طور پر حرکات تیز ہو جاتے ہیں اور مریض ہوش میں آ جاتا ہے۔

تسکین ورج

تسکین ورج کی صورت یہ ہے کہ درد کے اسباب کو ان کے ضد تدابیر سے توڑا جائے چنانچہ مسکنات ورج یا تو متدل ہوتے ہیں یا مصلیٰ مواد ہوتے ہیں اور یا مضر۔ چنانچہ پہلی قسمیں سور مزاج اور تفرق افعال کو دور کر کے تسکین درد کا باعث بنتی ہیں اور تیسری قسم آلہ حس یعنی اعصاب

میں اثر کر کے اور ان کو موقوف کر کے درد کو زائل کر دیتی ہے۔
ارخار:

یہ بھی باعث تسکین درد ہوتا ہے۔ چناں چہ مرغیات بھی مصلحت کے
ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں تو وہ بہترین نرہ کے ساتھ مواد کو تحلیل
کرتے ہیں۔ مثلاً تخم قحط، اکیلل الملک، بابونہ، تخم کرفس، خطمی، ازعفران،
اور غنیات بھی ارخار پیدا کرتے ہیں۔

مرغیات سے چونکہ عضلی ریشے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور تناؤ
کم ہو جاتا ہے، نیز تحلیل مواد بھی ہوتا ہے لہذا یقیناً درد میں کمی محسوس
ہوتی ہے۔

مناد اور مکورو وغیرہ سے بھی درد میں سکون پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ
یہ ہے کہ ان تدابیر سے حرارت اور رطوبت بڑھتی ہے تو ارخار پیدا ہوتا
ہے۔ مسہلات و مستقرقات بھی خواہ ضعیف ہوں یا قوی مار ہوں یا بارد۔
مرغیات و مصلحت ہی میں شامل ہیں اس لیے کہ ان کے ذریعہ مواد الم خارج
ہوتے ہیں اور باقی مادہ کے تحلیل میں سہولت پیدا ہوتی ہے جس سے
درد میں تسکین پیدا ہوتی ہے۔

علاج وجع میں کش مکش

جو ادویہ درد کو زائل کرتی ہیں وہ یا تو بطنی اعلیٰ ہوتی ہیں یا مریض
درد کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتا اور یا ادویہ ایسی ہوتی ہیں
جو سریع التاثیر ہوتی ہیں لیکن وہ نقصان زیادہ کرتی ہیں۔ مثلاً درد قوی
میں ادویہ مخدرہ کا استعمال کہ جس سے ریاح اور سڈوں میں مزید احتباس
پیدا ہو جاتا ہے۔

یہ حالات معالج کو پریشان کر دیتے ہیں کہ وہ استفراغ مواد الم
کی طرف توجہ دے یا تخذیر کے ذریعہ درد میں سکون پیدا کرے چناں چہ
ایسی صورت میں معالج کو نراست اور عذراقت سے کام لیتے ہوئے یہ اخلو

کرنا چاہیے کہ درد کی طویل مدت ہے یا قوت برداشت زیادہ ہے۔ نیز یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ درد کا باقی رہنا زیادہ نقصان دہ ہوگا یا دعائے مخدر کامل تخذیر زیادہ نقصان دہ ہوگا پس ان میں جو بات زیادہ مقدم ہو اس کو مقدم رکھا جائے۔
(شیخ)

تنویم

تنویم کے معنی سلاتا ہیں۔ تسکین درد اور تسخیر سے تنویم کو بہت مناسبت ہوتی ہے۔
احکام:

اولاً بیداری کے اسباب، مثلاً درد، سور، ہضم، بخار، فکر و تردد کی زیادتی اور دیگر دماغی امراض کی اصلاح کی جائے تاکہ ازالہ سبب کے بعد نیند آنے لگے۔ اگر بیداری مہول اسباب سے پیدا ہوئی ہے تو حتی الامکان منوم ادویات نہ استعمال کرائی جائیں بلکہ مہول تدابیر سے نیند لانے کی کوشش کی جائے جو حسب ذیل ہیں:

خواب گاہ کو آرام دہ اور پرسکون بنایا جائے اور تیز ہوا سے بچایا جائے۔ تاریکی بھی ضروری ہے۔ گرم پانی سے پیروں کو دھویا جائے پتیلی اور تلووں کی ماش، قہقہے کہانیاں سناتا، چپکے چپکے سونک گنگنا، نیز مطالعہ کتب بھی منوم ہے۔

ادویہ منومہ کا استعمال:

اگر بیرونی تدابیر سے کام نہ چلے تو منوم ادویہ استعمال کرائی جائیں۔ یہ ادویہ اکثر مخدر اور سمی ہوتی ہیں۔ لہذا ان کو احتیاط کے ساتھ کم مقدار میں استعمال کرایا جائے۔ مثلاً استدار میں کاہو اور خشناس سے کام لیا جائے اور اگر ان سے کام نہ چلے تو پھر افیون اور اس کے مرکبات استعمال

کرائی جاتیں ۔

اورام کا اصول علاج

اورام کی مختلف قسمیں ہیں بعض اورام حارہ ہوتے ہیں اور بعض بارہ۔
گاہے عفونی ہوتے ہیں، گاہے نرم ہوتے ہیں اور گاہے سخت ۔

اورام حارہ:

ورم حار کو التهاب بھی کہا جاتا ہے۔ یہ گاہے سادہ ہوتا ہے اور عفونت سے خالی ہوتا ہے اور گاہے عفونی بھی ہوتا ہے۔

۱۔ سبب کا ازالہ کیا جائے یعنی سببِ ورم اور سببِ لادفع کو دفع کیا جائے۔

۲۔ حورم حقے کو سکون پہنچایا جائے۔ جبیرہ باندھ کر اس لیے کہ ورم ایک قسم کا تفرق اتصال ہے اور تفرق اتصال ایک قسم کی جراثحت ہے اور جراثحت کے لیے اندامِ مزودی ہے اور اندام کے لیے راحت و سکون۔

۳۔ اشتلا کو کم کرنا تاکہ انصبابِ رطوبات دود اور تناؤ کم ہو جائے۔
اس مقصد کے لیے عضوِ مآذ کو بلند کیا جاتا ہے یا خون خارج کیا جاتا ہے، یا برودت کا استعمال رواعِ مادہ کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ورم ایسے عضو میں ہو جو مفرغہِ عضویہ کی مشلاں کے قریب غدودِ داغ کے لیے مفرغہ ہیں اور کچھ ران کے متصل غدود جگر کے لیے مفرغہ ہیں تو ایسی حالت میں کیسی طرح جائز نہیں کہ ان میں رواع کا استعمال کیا جائے جس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ رواع سے ان کا علاج نہیں ہو سکتا بلکہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ ان کے اورام کا علاج کریں بلکہ ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کے اورام کو بڑھایا جائے تاکہ ان کی طرف مزید مواد جذب ہوں اور

ہماری غرض عضورئیں کی خیر خواہی اور غدد کو قربان کر کے عضورئیں کو بچانا ہوتا ہے۔ روادع کے استعمال سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ مادہ پھر عضورئیں کی طرف نہ لوٹ جائے۔ پس ہم عضورئیں کی منفعت کے لیے عضو خسیس کی مغزت کو گوارا کرتے ہیں اور محاجم اور جاذب نماداً استعمال کرتے ہیں۔
(رخیج)

حرارت عوارض ورم کے لیے بہت زیادہ مفید ہوتی ہے جب کہ حرارت کے ساتھ رطوبت بھی ہو جو رخا پیدا کرتی ہے جس سے تناؤ اور درد کم ہوتا ہے اور رخا اس لیے مفید ہوتا ہے کہ عروق پھیل جاتے ہیں۔ خصوصاً عروق جاذبہ کا عمل تیز ہو جاتا ہے اور عضو متورم کی قوت حیوانیہ بڑھ جاتی ہے۔

استعمال حرارت کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً تکید رطب، گرم خمار، مثلاً اسی کا خمار۔ یا پرندے کو ذبح کر کے اس کے بدن سے آلائش کو مٹا کر کے گرم گرم متورم حصے پر باندھا جائے یا آرد آرد کی ٹمکیہ بنا کر اس سے سینکا جاتا ہے یا تکید یا بس مثلاً روٹی کو گرم کر کے اس سے سینکا۔

ورم عفونی کا مقامی علاج

ورم عفونی کے علاج کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عفونت کو زائل کیا جائے۔ عفونی مواد کو تباہ کیا جائے۔ ان مقاصد کے لیے حسب ذیل وسائل استعمال کیے جاتے ہیں۔

۱۔ خون کے طبی خواص کو خارجی وسائل و مناسب ادویہ و اغذیہ سے بڑھایا جائے۔ اس لیے کہ خون میں قدیم و نافع عفونت اور اذات سمیت کی قوت پائی جاتی ہے۔

۲۔ وہ وسائل اختیار کیے جائیں جن سے مقام ورم کا خون منجمد ہو اور تازہ خون دوڑنے لگے جو اندام میں معاون ہو۔ چنانچہ حتی الامکان

سبب عفونت دور کیا جاتے۔ مثلاً کوئی جسم غریب یا سبب عفونت ہو تو اس کو خارج کیا جاتے۔ متوہم جھٹے کو آرام و سکون پہنچایا جاتے تاکہ نقل و حرکت کی وجہ سے سمیت نہ پھیلے۔

عروق جاذبہ کو خالی کرنے کے لیے مقام ورم کو اونچا رکھا جاتے لیکن ذاتی دیر تک کہ اس افعال میں خلل پیدا ہو جاتے۔ متوہم مقام سے رطوبات کے امتلاء کو کم کرنے کے لیے تنکاف دے کر خارج کیا جاتے اور مزید مواد کے اخراج کے لیے کپڑے کی جی بنا کر رکھ دی جاتے تاکہ مواد کو جذب کرے، نیز منقح عروق ادویہ و تدابیر استعمال کرائی جائیں اور جب صدید جاری ہو تو نطولات فدروقات استعمال کیے جائیں تاکہ عفونی مواد صاف ہو جائیں جو ساختوں کو گلا سٹارے ہوں، نیز اچھے خون کی آمد کو بڑھانے کے لیے گرم نطولات و ضمائم استعمال کیے جائیں اور نہایت صفائی کے ساتھ مرہم چٹی کی جاتے تاکہ زخم بیرونی عفونت سے محفوظ رہے۔

ورم حار کا عمومی علاج

اس سے مراد وہ تدابیر ہیں جن سے عام بدن کی حالت اور قوت کی اصلاح ہوتی ہے۔ یہ علاج مریض کی حالت اور مرض کی شدت کے اعتبار مختلف ہوتا ہے۔

ضغطة الدم:

اگر مریض قوی اور طاقتور ہو، نیز خون کا دباؤ زیادہ ہو، نبض قوی اور عظیم ہو تو ایسے حالات میں ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جن سے ان کا تناؤ کم ہو جائے اس قسم کی تدابیر حسب ذیل ہیں:

- ۱۔ تعویق: جس سے جلد کا فعل بڑھ جاتا ہے۔
- ۲۔ اسہال: جن سے آنتوں کا فعل بڑھ جاتا ہے۔

۳. اور اس: جس سے گردوں کا فعل بڑھ جاتا ہے۔
 ۴. فصل: جس سے عروق کا اشتلاء اور تمدد دور ہو جاتا ہے۔
 ان تدابیر کے ساتھ سادہ اور زود ہضم غذا میں استعمال کرانی چاہئیں۔ اگر مرض ضعیف ہو تو ایسی صورت میں کئی تدابیر کہ غذار اچھی اور کافی دی جائے اور تیار داری احتیاط کے ساتھ کی جائے۔ محرکات اور مقویات استعمال کی جائیں، ہلکے مددات اور مسہلات استعمال کیے جائیں۔

عفونی امراض میں ہلکا بخار مضر ہونے کے بجائے کسی حد تک مفید ہوتا ہے، کیوں کہ ایسی حالت میں کچھ ایسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جن سے سستی مواد رفع ہونے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔

سہرات کا استعمال اس وقت تک نہ کرنا چاہیے جب تک حرارت شدید نہ ہو۔

اگر ورم اسباب سابقہ سے لاحق ہو اور اورام کے ساتھ بدن میں اشتلاء بھی ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ورم ایسے اعضاء میں لاحق ہو جو اعضاء ریمیہ کے لیے مفرغ نہ ہوں اور دوسرے یہ ورم ایسے اعضاء میں ہو جو کہ اعضاء ریمیہ کے لیے مفرغ نہ ہوں۔ دوسری صورت میں ابتداء میں مہملات اور مرقات کا استعمال جائز نہیں ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ ابتداء میں اس عضو کی اصلاح کی جائے کہ جس کے دفع کرنے سے ورم لاحق ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کس عضو کے مواد کے دفع ہونے میں یہ مرض لاحق ہوا ہے تو سارے بدن کی اصلاح سہل، تفریق، فصد وغیرہ سے مناسب طور پر کی جائے۔ نیز جب کہ ورم کا باعث کوئی ایک عضو نہ ہو بلکہ سارے بدن کا اشتلاء ہو تو اصلاح کے بعد قابضات اور ادومات استعمال کی جائیں۔

جب اورام زمانہ ابتداء سے دور ہوتے جائیں تو اسی قدر ادومات و قابضات کم کرتے جائیں اور مہملات بڑھاتے جائیں۔ جب ورم انتہا کو

کو پہنچے تو اس وقت مملات اور مفتحات استعمال کرائے جائیں اور اخلاط کے وقت محض مملات اور مرخیات پر قناعت کی جائے۔

اگر ورم اسبابِ بادیه خارجیہ سے لاحق ہوں اور ان کے ساتھ اختلاخلطی موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں مناسب یہ ہے کہ اجترام ہی سے مرخیات اور مملات اور رادعات استعمال کرائی جائیں۔

اور ام باطنیہ کے مریضوں کو سوائے لطیف غذاؤں کے جن میں تغذیہ کافی ہو کوئی دوسری چیز نہ دی جائے۔ خصوصاً جب کہ اورام کے ساتھ بنار بھی لاحق ہو۔

اورامِ ثقیلہ جن میں مدید پڑ جاتی ہے گا ہے خود پک کر بھوٹ جاتے ہیں، اسکا ہے ضاد المی وغیرہ سے پکا کر بھوڑے جاتے ہیں اور گاہے ٹنگا دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

انجام اورام:

کھلاقی فرماتے ہیں کہ ورم کا انجام مندرجہ ذیل صورتوں میں سے ایک ہوتا ہے:

- ۱۔ تحلیل: ورم تحلیل ہو جائے۔
 - ۲۔ تضییع: ورم میں پیپ پڑ جائے۔
 - ۳۔ تحجر: ورم سخت ہو جائے۔
- مدید کا احساس دو صورتوں سے ہوتا ہے:

- ۱۔ بھوٹے سے مقامِ مادّہ نرم اور پلپلا محسوس ہوا اور دبانے سے بہت دھب جائے تو سمجھنا چاہیے کہ ورم میں پیپ پڑ گیا ہے۔ بعض وقت بھوٹے سے پیپ کی لہریں بھی محسوس ہوتی ہیں۔
- ۲۔ مشاہدہ سے ورم کو معلوم کرنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اگر مقامِ ورم کارنگ سفید یا سفیدی آئل ہے تو اس بات کی علامت ہے کہ پیپ پڑ گیا ہے۔ لیکن اگر پیپ گہرا ہو تو یہ صمدت قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

اورام بارہ:

اورام نرمنہ کو اورام بارہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اسباب و مواد کی خفت کی وجہ سے مقام دم پر گرمی، سوزش، درد، سرفی، اور احتلار دُموی کی وجہ سے تغیرات کی رفتار سست ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کو اورام بارہ کہا جاتا ہے۔

اورام نرمنہ کو اورام سوداویہ بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ ورم حار کی طرح سبب نہیں ہوتے ہیں بلکہ سیاہی مائل ہوتے ہیں اور اظہار سیاہ مواد کو مواد سوداویہ کہا کرتے ہیں۔

اصول علاج:

ورم نرمنہ کا علاج ورم حار کے مقابلے میں زیادہ دیر طلب اور شوار ہوتا ہے اس لیے کہ دم نرمنہ اخلاط اور مزاج کی نرمن خرابیوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ بہر حال اصول علاج حسب ذیل ہے:

- ۱۔ سبب ورم کو حقی الامکان دفع کیا جائے۔
- ۲۔ عضو مآوت کو سکون دیا جائے۔ اگر ورم مفاصل ہو تو جیرہ باندھ کر بے حرکت بنایا جائے۔ گٹھیاں اگر متورم ہوں تو ان کا نعل سست کیا جائے۔ اعضار حماس میں اگر ورم ہو تو ان کو نزع اور بچان سے بچایا جائے۔

۳۔ امالہ مواد بذریعہ نزع مقابل کیا جائے۔ امالہ کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً مالش کے ذریعے، ادویہ سخمہ کے ذریعے، عضو مخالفت میں احتلار دُموی پیدا کر کے، یا تنفیث یا یعنی آبلہ ڈال کر مالش یا کھانچا یا ادویہ اکالہ کے ذریعے قرعہ پیدا کیا جائے یا ایک دھاگہ سوتی سے جلد میں پرو دیا جائے اور اس کو منہل نہ ہونے دیا جائے یا عمل کئی کے ذریعے امالہ کیا جائے۔

۴۔ دباؤ۔ مقام دم پر دباؤ سے بھی دم نرمنہ کو فائدہ پہنچتا ہے اس

لیے کہ اس طرح رطوبات کے ترشیاں کا انصباب رک جاتا ہے۔
اس مقصد کے لیے عضو مآوف پر پٹی باندھی جاتی ہے یا سہارا دے
کر دیا جاتا ہے۔

۵۔ مصنوعی اختلاط پیدا کیا جاتے۔ گرم نطولات کے ذریعہ یا مائیں کے
ذریعہ یا ورزش کے ذریعہ۔

۶۔ عمومی بدنی اصلاح مصفیاتِ خون کے ذریعہ کی جاتے۔

۷۔ عمل بالید (آپریشن) کے ذریعہ۔

اورامِ صلبیہ:

اورامِ صلبیہ جو زمانہ ابتداء سے سبباً ذکر کیے ہوں ان پر ملیتات و
مرخیات استمال کیے جاتیں جن سے حرارت و بیوست کم ہوتا کہ شدتِ تحلیل
کے باعث ان کے کثیر اجزاء سخت ہو کر ٹھہرنے جاتیں بلکہ تحلیل کے لیے آمادہ
ہو جاتیں اس کے بعد مصلحات میں تحلیل کی قوت بڑھائی جاتے۔

اورامِ رخوہ:

یہ بھی اورامِ بارودہ میں شامل ہیں، چون کہ ان میں سُرخ، سوزش، حرارت
درد کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس قسم کے اورامِ دورانِ خون کی سستی یا
عروق کے انسداد کی وجہ سے ہوتے ہیں جب کہ کسی مقام پر خون کی
بازگشت میں دقت پیدا ہو جاتی ہے تو ویدین اور عروقِ شریہ متلی
ہو جاتی ہیں اور ساختوں میں مائیتِ درم کا ترشح غیر معمولی طور پر بڑھ
جاتا ہے جس سے اس عضو کے حجم میں اضافہ ہو جاتا ہے اس قسم کے درم
کو نتیجہ سمجھا جاتا ہے۔

اصولِ علاج:

اصل سبب یعنی سدّہ عروق اور دورانِ خون کی رکاوٹ کو دور
کیا جائے اور عضو متورم کی ساخت سے مائیت کو جذب و تحلیل کیا جائے۔

عروق کا اندام عموماً جگر گردہ وغیرہ کے امراض مبینہ درم کبد یا صفر کبد کی وجہ سے لاحق ہوا کرتا ہے اس لیے ان امراض کا علاج کیا جائے۔ اگر دباؤ کا سبب کوئی رسول یا سلمہ ہو تو اس کی طرف توجہ کی جائے۔ اگر دوران خون کی سستی قلب و پیچھے کے ضعف کی وجہ سے ہو تو مقویات و محرکات استعمال کرائی جائیں۔

جذب مائیت کے لیے مقامی طور پر مرغی ادویہ و تدابیر استعمال کی جائیں۔ نیز جذب مائیت کے لیے تفریقی اور ادرار داسہاں سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

ادرام رخوہ میں برودت کا استعمال ممنوع ہے جیسا کہ ادرام حارہ میں مفید ہے۔

نکات:

۱۔ ادرام بارہ رخوہ میں مصلات بمقابلہ ادرام حارہ کے زیادہ استعمال کرائی جائیں۔

۲۔ ادرام بارہ میں قابضات کے ساتھ کچھ ایسے اجزاء بھی مخلوط کیے جائیں جن میں قوت قابضہ کے ساتھ حرارت بھی ہو، مثلاً اذخر کل ظفار الطیب، ناخنہ، اس لیے کہ ادرام بارہ میں اتنی برودت کی ضرورت نہیں ہوتی جتنی کہ ادرام حارہ میں ہوتی ہے۔

ادرام ریحیہ و نفخیہ:

ان ادرام میں ریح بھری ہوتی ہے۔ یہ ریح کسی فضا میں جمع ہو جاتی ہے اور کبھی متفرق طور پر اعضاء کے رخنوں اور غلاؤں میں بھر جاتی ہے۔

اصول علاج:

مسغات سے کیا جائے تاکہ استذاب و تحلیل ریح ہو، نیز تلین، اسہال تفریقی سے بھی زیادہ کا تنقیہ ہو سکتا ہے۔

ادرام نفخیہ کا علاج ایسی چیزوں سے کیا جائے جو باوجود لطیف الجوہر

ہونے کے مستحق بھی ہوں تاکہ ان سے ریاح تحلیل ہوں اور مقامات کشادہ ہوں اس لیے کہ اورام ریحیہ کا سبب ریح کی غفلت اور ساق کا بند ہو جانا ہوتا ہے۔ نیز اس مادہ کی طرف بھی توجہ کی جائے جس سے ریاح پیدا ہوتے ہیں۔

تسدید

سُددِ فضلات جامہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ نیز اخلاطِ غلیظہ سے اور گاہے اخلاطِ لزجہ سے اور گاہے اخلاطِ کثرت سے۔ دیگر اسباب سے بھی سُدد پیدا ہو سکتے ہیں جن کو بحثِ اسباب میں بیان کیا جا چکا ہے۔ مثلاً مجری کے اندر کسی زائد ساخت کا پیدا ہو جانا، یا کسی جسم غریب کا مجری میں اکٹھا جانا، یا کسی دباؤ سے مجری کا بند ہو جانا۔

سدد کا اصولِ علاج :

جب اخلاطِ کثرت ہو اور کوئی دوسرا سبب شریک نہ ہو مثلاً غفلت و لزوجتِ اخلاطِ تو اسہال کے ذریعہ سے سُدد کو خارج کریں۔ جب سُددِ اخلاطِ غلیظہ کی وجہ سے پیدا ہوں تو محلاتِ جالیہ استعمال کرائیں۔ مثلاً شہد تاکہ ان میں رقت پیدا ہو اور جلا کے اثر سے بیماری سدے صاف ہو جائیں۔

جب سُددِ اخلاطِ لزجہ کی وجہ سے پیدا ہوں تو اس وقت ادویہ قاطعہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔

- ۱۔ تحلیلِ صنیعت کہ جس کی وجہ سے مادہ سبائے تحلیل ہونے کے متغافل ہو جائے اور اس کا حجم بڑھ جاتے اور سدہ میں اضافہ ہو جاتے۔
- ۲۔ قوی اور سدِ تحلیل سے کبھی احتراز کیا جائے جس سے غلیظہ مادے

کے رقیق احسن زار تبخیر کے ذریعہ اُڑ جاتیں اور کثیر اجزاء تحلیل ہونے کے بجائے غلیظ اور کھوس ہو جاتیں۔ لہذا جب کسی قوی مصل دوار کی ضرورت پیش آئے تو اس کے ساتھ کوئی ملین دوا بھی بطور سمادون شامل کی جاتے۔

سُدد عروقیہ انفارکٹ کے تغذیہ و حیات کو باطل کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اعصاب کے سُدد سے حس و حرکت کو باطل کر سکتے ہیں۔ سُدد شریان کی حیات کو باطل کر دیتے ہیں اور وہ عضو مُردہ ہو جاتا ہے اور فافزانا اور شقاقِ قلوب جیسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اعصاب شناع و دماغ کے سُدد سے بمقابلہ سُددِ عروق کے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اس لیے کہ ان سے فالج، صرع، سکے، جیسے امراض لاحق ہو سکتے ہیں، نیز اس قسم کے سُدد سے فوری موت لاحق ہو سکتی ہے۔

مفحاتِ سدہ میں قوتِ مفتوحہ کے ساتھ قوتِ قابضہ بھی شامل ہو جائے تو ایسی دوائیں زیادہ مفید ثابت ہوتی ہیں۔ چونکہ قوتِ تحلیل کی وجہ سے جو آفت پیدا ہوتی ہے وہ قوتِ قبض کی وجہ سے دور ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ریوند چینی باوجود مفتوحِ عروقِ خشنہ ہونے کے اور باوجود ہل ہونے کے اپنی قوتِ قابضہ کی وجہ سے آنتوں کے انقباض کو بڑھاتی ہے زیادہ بہتر ہے۔

دوائے مفتوح کا عمل:

عروق اور مہاری پر یہ ہوتا ہے کہ یہ اپنی حرارت و رطوبت کی وجہ سے عروق اور مہاری کو زیادہ کشادہ کر دیتی ہے اور غلیظ اور لزج مواد کو رقیق اور بے بس بنا کر اور عروق میں سحر یک دفع پیدا کر کے خارج کر دیتی ہے۔

برودت کا استعمال عروق کو سکڑ کر باعثِ سُدد بنتا ہے اور حرارت کا استعمال غماہ کسی طور پر کیا جائے باعثِ تسخیر سُدد ہوتا ہے۔

تفرق اتصال

عظمیٰ تفرق اتصال:

وہ ہے جو ہڈیوں اور مضاریب میں پیدا ہو مثلاً کسر انظام دہی کا ٹوٹنا، یا غلج المفاصل (جوڑ کا اکٹھا ہونا) اور اس کا اصول علاج یہ ہے کہ اس تفرق کو ہموار اور درست کیا جائے اور پھر اس کو جوڑ کر باندھ اور مریض کو اتنی مدت تک آرام و سکون دیا جائے کہ التہام اور افعال سمجھیں ہو جائے۔

اعضائے لینہ کا تفرق اتصال وہ ہے جو نرم اعصاب کو لاحق ہو اور جس کو جراحت کہا جاتا ہے۔

اعضائے لینہ کے تفرق اتصال کی بلحاظ سبب دو قسمیں ہیں:

(الف) تفرق اتصال بہ سبب سابق کہ جس میں عضو مادہ ہی کے اندر مادہ پیدا ہوتا ہے، کسی دوسرے عضو سے مادہ منتقل نہیں ہوتا۔

(ب) تفرق اتصال بہ سبب غیر سابق کہ جس میں مادہ دوسرے عضو سے بہ کر آتا ہے خود اس عضو میں پیدا نہیں ہوتا۔

اعضائے لینہ کا تفرق اتصال

اعضائے لینہ کے تفرق اتصال کے علاج میں تین امور کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

۱۔ جو مادہ اس عضو کے تفرق اتصال کے باعث بہ رہا ہے اس کو روکا جائے۔

۲۔ شق جو پیدا ہو گیا ہے اس کو جوڑا جائے بذریعہ خیاطت۔

۲۔ حق الاسکان مقام تفرق کو عفونت سے محروم رکھا جائے۔
سیلان مواد کے روکنے کے طریقے موضوع استفراغ میں بیان کیے
جائے ہیں۔ تفرق کو جوڑنے کی شکل یہ ہے کہ زخم یا شکات کے لبوں کو
باہم ملانے کی کوشش کی جائے، بشرطیکہ وہ مل سکیں۔ مجففات استمال
کرائے جائیں اور خیاطت کی جائے۔ اگر جراحت تازہ ہو تو خشک بند نہایت
سودمند ہوتا ہے۔

تفرق اتصال کو عفونت سے روکنے کی ترکیب یہ ہے کہ گردوغبار ہیل
کچیل اور دیگر اجسام غریبہ سے محفوظ رکھا جائے اس مقصد کے لیے پاکیزہ
مرہم چٹی کی جائے اور زخم کو بندھا رکھا جائے تاکہ باہر سے ایسے مواد داخل نہ
ہونے پائیں جو عفونت سے ملوث ہوں۔
عمومی علاج:

یہ ہے کہ مزاج اخلاط اور رطوبات کی اصلاح کی طرف نیز عام بدن کی
اصلاح کی طرف توجہ کی جائے۔ مقویات اور اچھی زدودہ فہم غذا میں استمال
کرائی جائیں تاکہ طبیعت زیادہ قوی ہو کر اندال تفریق پر قادر ہو سکے۔

قروح

جس جراحت میں صدید پڑ جاتی ہے اس کو قروح کہا جاتا ہے، نیز قروح
عفونت سے بھی خال نہیں ہوتا۔

قروح کا اصولی علاج:

قروح کو خشک رکھا جائے۔ قروح کے علاج میں اصل غرض تخفیف ہوتی
ہے، یعنی قروح کے اندر جس قدر مواد فاسدہ اور رطوبات رویہ موجود ہوں وہ
گھٹ جائیں اور آئندہ فاسد مواد کی پیدائش بند ہو جائے۔
علاج قروح میں نفع دہ اور تلین اور اسہال سے دیگر مقاصد کے علاوہ ایک

یہ بھی ہوتا ہے کہ قروح میں رطوبات کا انصباب گھٹ جاتا ہے۔
 بیرونی علاج میں پیپ بہانے کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ جس
 روئی اور بند وغیرہ کا استعمال کیا جائے وہ پاکیزہ ہو اور خشک اور جاذب
 رطوبات بھی ہو۔

محققا کے استعمال کے شرائط:

۱۔ عضو کے اصلی مزاج اور قرحہ کے مزاج کا لحاظ رکھا جائے چناں چہ
 اگر عضو کا مزاج مرطوب اور قرحہ میں رطوبت زیادہ نہ ہو تو پہلے درجہ
 کی ہلکی تجفیف کافی ہوگی کیوں کہ اس حالت میں مرض اس عضو کی
 اصلی طبیعت سے زیادہ دیر نہ ہوگا۔ لیکن اگر عضو کا مزاج یابس ہو
 اور قرحہ میں رطوبات زیادہ نہ ہوں تو اس کے اصلی مزاج کو لوٹانے
 کے لیے دوسرے تیسرے درجہ کی دوائے مجفف ضروری ہوگی۔ اسی
 طرح جب دونوں مزاج متدل ہوں تو تدابیر میں بھی اعتدال
 اختیار کیا جائے۔

۲۔ سارے بدن کے مزاج کا لحاظ کیا جائے۔ اگر بدن رطب المزاج ہو
 اور عضو متقروح یابس ہو اور پھر یہ دونوں اپنے مزاج سے خارج ہو جائیں
 جس کی دو صورتیں ہیں:

(الف) اگر رطوبت کی زیادتی ہو جائے تو تجفیف پیدا کریں۔

(ب) اور یبوست کی زیادتی ہو جائے تو تجفیف کم پیدا کریں۔

(۳) محففات میں قوت کا لحاظ کیا جائے۔ جالینوس کے قول سے یہ واضح

ہے کہ مثبتات لحم میں محففات بھی شامل ہیں۔ اس لیے کہ وہ تجفیف

پیدا کر کے قروح کا اندام کرتی ہیں اور گوشت کو آگاتی ہیں جو

محففات منبت لحم ہوں یعنی زخم کو بھرنے والی ہوں۔ اگرچہ ان

سے شدید تجفیف مطلوب نہیں ہوتی جو عضو متقروح کی طرف مادۃ

لحم کی آمد کو روک دے جیسا کہ تجفیف شدید ان محففات سے مطلوب

ہوتی ہے تو نباتِ لحم استعمال نہیں کیے جاتے بلکہ کھرنڈ بنانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں لیکن جمفقات منبت لحم ہوتے ہیں۔ ان سے یہ ضرور مطلوب ہوا کرتا ہے کہ ان میں قوتِ جلا اور صدید و زرداب کے دھونے کی صلاحیت ان جمفقاتِ غائیہ سے زائد ہو۔ اگر قروح پاک و صاف ہوں امدان میں عفونت و آلائش کی کثرت نہ ہو تو بعض جمفقات کا استعمال ہی کافی ہوتا ہے۔ لیکن اگر قروح عفونہ ہوں تو ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جو اکال ہوں۔ مثلاً طہا چونا، طوطیا و عیزو۔ اگر ان دواؤں سے کام نہ چلے تو داغ دیا جائے۔ جالینوس کا قول ہے کہ قیرولی میں آفاتِ لحم کی خاصیت پائی جاتی ہے لیکن اس سے پیپ میں زیادتی ہو جاتی ہے اور زنگار کو مانعِ تفتیح یا اگر اس سے سوزش بڑھ جاتی ہے جو اندمالِ قروح میں باعثِ تاخیر ہوتی ہے۔ پس میں نے قیرولی کے ساتھ زنگار کو ملا دیا تاکہ ایک دوسرے سے اصلاح ہو جائے۔

قروح باطنہ :

مثلاً اختار کے قروح میں مناسب یہ ہے کہ جمفقت و قابض دوائیں شہد کے ساتھ استعمال کی جائیں۔ قروح باطنہ میں شہد مفید ترین ہے تنقیہ قروح کے بعد ان کو بھرنے کے لیے ایسی دوائیں استعمال کرائیں جو قابض ہونے کے ساتھ لزج بھی ہوں۔ مثلاً گلِ مختوم۔

قروح مفردہ مرکبہ :

قروح مفردہ یا معمولی قروح وہ ہیں جن میں کوئی غیر معمولی بات نہ ہو۔ یعنی نہ ان میں غیر معمولی درد ہو نہ غیر معمولی فساد و عفونت ہو نہ غیر معمولی انقباض مواد ہو، نہ غیر معمولی تفرق اتصال ہو اور نہ غیر معمولی سوز و مزاج ہو اور اگر یہ صورتیں ہوں تو پھر ان کو قروح مرکبہ کہا جاتا ہے۔

قروح مفردہ جو چھوٹے ہوں اور ان میں بعض وسائل نہ ہو تو اس میں خیاطت کے ذریعہ لبوں کو ملا دیا جائے اور پٹی کے ذریعہ گرد و غبار سے

ان کو محفوظ رکھا جائے رفتہ رفتہ وہ مندمل ہو جائیں گے۔ اس قسم کی چٹجی کہ جس میں سم یا روغن وغیرہ نہ استعمال کیا جائے اس کو خشک بند کہا جاتا ہے جو سادہ قروح میں استعمال ہوتی ہے۔ اگرچہ قرعہ بڑا ہو اور اس کے لبوں کا ملانا ممکن نہ ہو اور اس کی فضا صمدید سے بھر ہو تو علاج تبخیف ہے اور اگر دوائے مجفف قروح میں تبخیف پیدا کرنے سے عاجز ہو تو ننگات دیا جائے تاکہ سیلان مواد میں سہولت ہو اور رطوبت عفنہ فاسدہ کو قرعہ سے صاف کیا جائے، پھر دوائے مجفف لگائی جائے اور اغذیہ لطیفہ صالحہ سے خون صالح پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور تقویت اعضاءے رئیسہ کا بھی خیال رکھا جائے۔

قرح سے جو جھر گھٹ گیا ہے یا تحلیل ہو گیا ہے وہ اگر مضحکہ ہے تو ایسی دواؤں کی ضرورت ہوگی جو کھرنڈ بنادیں یعنی ادویہ قابضہ و عاٹہ جو بالذات کھرنڈ پیدا کرتی ہیں اور ادویہ اکالہ بالمرض کھرنڈ پیدا کرتی ہیں، لیکن ان کی زیادتی سے زخم زیادہ ہو جاتا ہے۔ اگر لحم بھی تحلیل ہو گیا ہو تو پھر کھرنڈ پیدا کرنے میں عجلت نہ کی جائے بلکہ اس وقت گوشت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور منبت لحم دوائیں استعمال کرائی جائیں جن کی قوت تبخیف پہلے درجہ سے زائد نہ ہو۔

وہ اسباب جن سے اندال قروح میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے

حسب ذیل ہیں:

- ۱۔ عضو متقرح کی روایت کی صورت میں اصلاح مزاج کی جائے۔
- ۲۔ خون کی روایت کی صورت میں ایسی غذائیں استعمال کرائی جائیں جن سے اچھا خون پیدا ہو۔
- ۳۔ قروح کی طرف خون کا کثرت سے آنا جس سے قرح میں رطوبت بڑھ جاتی ہے اس صورت میں استفراغ مفید ہوتا ہے۔
- ۴۔ قرعہ کے نیچے ہڈی کا خراب ہو جانا اور فاسد ہڈی سے صمدید یا ہینا، ایسی صورت میں ہڈی کو رگڑ کر کھرج دیا جائے بشرطیکہ ایسا

کرنا ممکن ہو۔

- ۵۔ قرحہ میں اجسام غریبہ کی موجودگی ہو تو ان کو دور کیا جائے۔
۶۔ اقطار بدن، ہضم کی خرابی، خون کی کمی، ضعف اور درد کی شدت اور قروح کی گندگی بھی مانع اندام ہوتی ہے۔

ناسور

اگر کوئی قرحہ اندام پاکر جلد جلد پھوٹا کرتا ہو تو سمجھنا چاہیے کہ وہ ناسور بن گیا ہے۔ علاج کے لیے فزوری ہے کہ پیپ کی رنگت اور زخم کے کناروں پر برابر نظر رکھے (شیخ)، چنانچہ پیپ کا سفید یا مقتل القوام بدبو سے خالی ہونا، مقدار میں کم ہونا اور قرحہ کے کناروں کا سُرخ ہونا اس امر کی علامتیں ہیں کہ قرحہ مارج اندام خوبی کے ساتھ طے کر رہا ہے۔ اس کے برعکس صدید کا رنگ، غلیظ قوام اور بدبودار ہونا اور زخم کے کناروں کا زرد، سبز یا سیاہ یا سبھوار ہونا برسی علامتیں ہیں اور یہ اندیشہ ظاہر کرتی ہیں کہ قرحہ بہ دیر اندام پذیر ہو گا۔

فساد عضو

سبب:
عضو کے فساد یا اس کے مردہ ہونے کی وجہ یہ ہو ا کرتی ہے کہ قوت حیات کا فعل اس عضو میں باطل ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ بعض اوقات یہ ہوا کرتی ہے کہ اس عضو سے روح حیوانی کا سلسلہ شدت ورم، منقطع یا سدہ شریانیہ وغیرہ کے باعث بند ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس عضو کی روح حیوانی شدت حرارت یا شدت برودت کی وجہ سے مگرطائی ہے غماہ یہ مائی ہوں یا سارہ۔ بعض اوقات قوت حیات کے بطلان و فساد

کا سبب سہی کیفیت یا انداد احتناق ہوتی ہے ۔
یہ فساد جب ٹہری میں ہوتا ہے تو اسے ریح الشوک کہا جاتا ہے اور
جب وہ دوسرے رزم اعضا میں ہوتا ہے تو اسے شفا قلوں کہا جاتا ہے
اور جب وہ فساد عضو کے رستے میں ہوتا ہے بایں منیٰ کہ اس میں پورے
طور پر فساد لاحق نہیں ہوا ہے تو تاخرین اسے فافزانا کہتے ہیں ۔

علاج :

ابتدائی زمانے میں کچھ لگانا رنشر لگانا، پھر مجامع سے چوسنا، جو کب
لگانا، گل مختوم، گل ارنی، سرکہ اور گلاب کا ملا کرنا مفید ہوتا ہے ۔
اگر کوئی عضوری مزاج کی وجہ سے فاسد ہو جائے خواہ وہ مزاج
ردی یا مادی ہو یا غیر مادی اور کچھ لگانے اور مصلح دواؤں کے
ملا کر نے سے اس کی اصلاح نہ ہو تو اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ
ہو گا کہ اس عضو کے فاسد گوشت کو کاٹ کر مالت کر دیا جائے اور اگر فساد
زیادہ طرح گیا ہو تو اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ قطع عضو یا عمل بشر کیا
جائے یعنی عضو کو کاٹ ڈالا جائے ۔

آخری وصیت

جب متعدد امراض ایک شخص میں بیک وقت جمع ہو جائیں تو ان میں
پہلے اس مرض کا علاج کرنا چاہیے کہ جس میں مندرجہ ذیل مین خامس میں سے
کوئی ایک خاص خاصیت پائی جاتے ۔

اول یہ کہ وہ مرض اس قسم کے پیدا ہوں کہ ایک کا اچھا ہونا دوسرے
پر موقوف ہو تو پہلے اس مرض کا علاج کرنا چاہیے کہ جس کی شفا یا بے پر
دوسرے کا شفا یا بے ہونا موقوف ہو ۔ مثلاً اگر درم اور قرحہ اکٹھے ہو جائیں
تو پہلے درم کا علاج کیا جائے تاکہ درم کے علاج سے وہ سور مزاج زائل
ہو جائے جو درم کے ساتھ عضو میں ہو اگر تاہم اور جس کی موجودگی میں

قرحہ کا مندرج ہونا نامکن ہوتا ہے۔

دوئم یہ کہ ایک مرض دوسرے مرض کا سبب ہو تو پہلے سبب کا علاج کرنا چاہیے۔ مثلاً اگر دو مرض اس طرح جمع ہو جائیں کہ ایک سدہ ہو اور دوسرا حمی عفونیہ کا سبب ہو تو پہلے سدہ کا علاج کیا جائے اور سدہ کے بعد بخار کا چناں چہ تفتیح سدہ کے لیے کسی ایسی چیز کی ضرورت لاحق ہو کہ جس میں کچھ تسخین ہو تو ہم اس کے استعمال کرنے میں بخار کے بڑھ جانے کی پرواہ نہ کریں گے۔

سوئم۔ ایک مرض دوسرے مرض کے مقابلے میں زیادہ اہم یعنی زیادہ خطرناک ہو تو اہم اور خطرناک مرض کا علاج پہلے کریں گے۔ مثلاً اگر سونوخص یعنی حمی دوسری اور فالج دونوں امراض ایک شخص میں اکٹھا ہو جائیں تو پہلے سونوخص کا علاج تبرید سے کریں گے اگرچہ فصد اور تبرید سے فالج میں مضر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

باب ششم

اصول نسخہ نویسی

اعضائے انسانی کے عام امراض کا اصول علاج تمثیلی حسب ذیل ہے:

امراض اعضائے نفسانیہ

صداع (دورس) : ادویہ ملینیہ بارہ، ادویہ مسکنہ بارہ و مقوی دماغ استعمال کرائیں۔

ادویہ ملیخنہ باسادکا : مغز تخم کدو، شیریں، مغز تخم خیارین، بہداء شیریں، تخم خرفہ، تخم کاہو، شربت نیلوفر، شربت بنفشہ، آب کدو، شوی، آب خیارشوی۔

مقوی بارے دماغ : مرئی آلد باری، مرئی پیٹھ

صداع صفراوی و دموی : میں ادویہ مذکورہ بالا کے ساتھ ادویہ قاطع صفراؤ مثلاً آو بنارا، تمر ہندی، مقشر وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں۔

فصد صافح : ادویہ مذکورہ برائے صداع حارہ کے ساتھ ادویہ مدرہ دماغ مسود و اسنجہ مثل تخم کاہو، مقشر، تخم عزیزہ، تخم خیارین، کشیر

نخک استعمال کرائی جاتی ہیں۔ اور صافن کی نصد۔

صداع باساک کا علاج: ادویہ طینہ حارہ ادویہ منقیہ و مقویہ
و ادویہ مسخنہ سے کیا جاتا ہے۔

ادویہ ملینہ حارہ: مویز مشقی، اسخیر و لاتی، شہد خالص، عرق
بادیان، عرق کور و غیرہ

ادویہ منقیہ و مقویہ و ماغ: اسطوخدوس، برگ بادرنجبویہ،
منڈی و غیرہ، مغز بادام شیریں، آبرشیم۔

ادویہ مسخنہ: گل بنفشہ، برنجاسف، خاکسی و غیرہ۔
اگر صداع بارہ کے ساتھ محمی بھی عارض ہو تو ادویہ مبرہہ مثلاً تخم خیارین،
تخم کاسنی، تخم کاهو مقشر بھی ادویہ مذکورہ بالا کے ساتھ استعمال کریں۔
سوسام حار: کا علاج صداع حار کے علاج کے مانند کیا جاتا ہے
مگر اس مرض پر مبروات شدیدہ مثل تخم خرفہ سیاہ، آب کاسنی، سبز مروق، آب
کدوئے شبنم، آب خیاض شوی و غیرہ استعمال کرائیں۔

اگر سرسام دوسری ہو تو قصد باسلیتی امالہ بعید کے لیے کریں اور پھر تین
دن کے بعد قصد سرور کریں۔ اور اگر سرسام صغریٰ ہو تو قصد سرور نہ
کرائیں بلکہ ادویہ طینہ مثلاً گل بنفشہ کشمیری و گل نیلوفر و ادویہ مصفیٰ دم مثلاً
غناہ و لاتی و برگ شاہترو و ادویہ قاطعہ صغرا مثلاً تمر ہندی مقشر و تخیرت،
صمنی و آو سنار و ترنجبین خراسانی استعمال کرائیں اور ادویہ حارہ مثلاً مغز
فلوس خیار شنبہ و غیرہ استعمال کرائیں اور سرسام دوسری کی نسبت
مبروات شدیدہ استعمال کرائے جاسکتے ہیں اور باقی خارجی اور بدستور ہیں
ادویہ مقوی و ماغ: مثلاً مرئی آملہ و مرئی سیب کا استعمال
ابتداءً سرسام میں متور ہے لیکن قطع مادہ کے بعد ان کا استعمال جائز ہے۔
سوسام باساک کا علاج صداع بارہ کے مانند کیا جاتا ہے
مگر اس میں ادویہ مبرہہ تخم خیارین، تخم کاسنی و غیرہ برعایت محمی شریک کی
جاتی ہیں۔

مقویات دماغ : مثلاً مغز بادام شیریں، و مرہ جات زمانہ
ابتداء میں استعمال نہیں کرائے جاتے جیسا کہ سرسام ماریں۔

دواء مسدود حار : ادویہ مبرہ، ادویہ ملنہ، ادویہ قاطعہ صفراء ادویہ
مقویہ دماغ و ادویہ مانع صود و اسخوہ استعمال کرائیں۔

ادویہ مبرہ : تخم خیارین، تخم کدو، شیریں۔
ادویہ ملنہ : سوز منقہ، گل قند آفتاب، گل بنفشہ کشیری،
گل غلوں۔

قاطعہ صفراء : آو بنار، تمر ہندی، مقشر، زرنشک بیدار،
آب انار میوٹس۔

مقوی دماغ : مغز تخم تربد، مغز تخم پیٹھ، مربی آملہ بناری، مربی پیٹھ۔
مانع صود و اسخوہ : تخم کاہنقشر، کشنیز خشک، آو بنار،
اگر سبب جس طث ہو تو ادویہ مبرہ بارہ کا اضافہ کریں جن کا ذکر جس طث
میں کیا جائے گا اور اگر سبب ضعف مدہ خل سورہ مغز یا تخمہ وغیرہ ہو تو ادویہ ملنہ
خل آو بنار، و ادویہ مللہ خل عرق بادیان، عرق بنار گلاب خالص، سلغین
نفعی وغیرہ سے علاج کریں۔

پرہیز اغذیہ بخورہ۔ خل گو بھی و کرم کلمہ و دال ماش و دہر و مونگ و
چقندر و لوبیا و باقلا و کھجائے بقرویش سے پرہیز کرائیں۔
صدر کا علاج دوار کے علاج کے مانند کیا جاتے۔

سبب استسقاء : اگر مادہ صفراء سے پیدا ہو تو صمداع صفراء کے مانند
اور اگر مادہ بلغم سے پیدا ہو تو صمداع بلغم کے مانند علاج کیا جائے گا۔
سبب سبباتی : میں مادہ صفراء غالب ہوتا ہے اس بنا پر تنقیہ اس
کے لیے ہلیجات ادویہ مبرہ قاطعہ صفراء خل بنار و تمر ہندی مقشر استعمال
کرائے جاتے ہیں۔ بعد فارمی تدابیر میں ادویہ مبرہ خل آملہ خشک، گل
بنفشہ کشیری، مغز تخم کدو، شیریں تازہ پانی میں پیس کر مکھیا بنائے جاتے
اور اس پر یونین گل چھڑا کر اس کو یا فوخ پر باندھا جائے اور شومات خل

تراسہ خیالہ نطولات مثل گل بنفشہ کشمیری، تخم کاسنی، جو مقشر، کشمشنگ
آلہ خشک استعمال کرائے جاتے ہیں۔

پرہیز: ادویہ واذیہ مولد و صغیر مثل طولت وغیرہ سے۔
مستبات سہوی: میں بلغم فلیظ کا قلبہ ہوتا ہے اس کے علاج
میں تنقیہ راس کے لیے جب ایارج فیقر اراستمال کرائی جائے اور کامل
تنقیہ کے بعد خارجی تدابیر مثل ضادات و نطولات و شومات جو ادویہ مسخنہ سے
ہوں استعمال کرائے جاتیں۔

جمود: یہ مرض مستبات کی نوعیت سے ہے اس میں سودار کا
قلبہ ہوتا ہے۔ اس کے علاج کے لیے تنقیہ سر کے لیے ادویہ مخرج سودا مثل افیتون
ولایتی، بسفاج فستقی وغیرہ استعمال کرائی جائیں۔

پرہیز: اذیہ مولدہ سودا مثل دال سور و بادیان وغیرہ۔
سہوی: اس کا علاج ادویہ ببردہ و مرطبہ مثل تخم کدوے کشمیری، منتر تخم
تریز، یا منتر تخم پیٹھ، عرق نیلوفر، عرق بید سادہ، آب خیار، آب کدو منسوی،
آب پیٹھ، شربت نیلوفر وغیرہ سے کیا جائے۔
مالیخولیا: مالیخولیا کا علاج ادویہ مخرج سودا، ادویہ مقررہ،
ادویہ ببردہ، ادویہ مرطبہ و ادویہ طینہ سے کیا جائے۔

ادویہ مخرج سودا: افیتون ولایتی، بسفاج فستقی،
مالا بحین، شیر جز وغیرہ۔

ادویہ مقررہ: آب شیم خام مقررہ، اگل گرد حل، اگل چاندنی وغیرہ۔
ادویہ مبردہ: تخم خیارین، تخم کاسنی وغیرہ۔

ادویہ مرطبہ: آب خیار، آب خیازہ، آب پیٹھ، آب

کاسنی، سبز مرق وغیرہ۔

ادویہ ملینہ: گل بنفشہ کشمیری، آلوے بنجارا، اگل نیلوفر،
شربت آلو، شربت تمر ہندی۔

نسیان کا علاج بھی مالیخولیا کے مانند کیا جاتا ہے۔

فالج : کے علاج کے لیے اولاً مارا اصل تین روز تک اس کے بعد مارا اصول سات روز تک جب کہ مریض کمزور ہو ورنہ چودہ روز تک ۔ اس کے بعد ادویہ مقویہ منقبیہ دماغ و ادویہ منقبجہ و ادویہ مبرہ حارہ ، ادویہ مفتوحہ و ادویہ طینہ و ادویہ محللہ کامل کے بعد ادویہ سہلہ اور اس کے بعد خازجی تین روز تک ۔

ماء الحاصل : شہد خالص ، عرق بادیان میں جوش دیا جائے جب عرق دو حصہ جل جائے اور ایک حصہ باقی رہے تو اس کو صاف کر کے شیشی میں رکھیں اور استعمال کرائیں ۔

ماء الاصول : بیخ بادیان ، بیخ کرفس ، بیخ ازخر ، تخم خرنپہ پانی میں جوش دے کر چھان کر تیار کیا جائے ۔

ادویہ منقبیہ و مقویہ دماغ : برگ بادرنجبویہ ، اسطوخودوس ، ادویہ منضجہ : اصل السوس مقشر ، گل بنفشہ کشمیری ، محل زندفار ۔

ادویہ مُدر حارہ : بیخ بادیان ، بیخ ازخر ، بیخ کرفس ، بیخ خرنپہ ۔

ادویہ مُفتّحہ : پوست بیخ کاسنی ، بادیان
ادویہ مُلَبّیّہ : مرزمنقی ، انجیر دلاقی ، محققند آفتابی ، شہد خالص ۔
ادویہ مُحَلِّلہ : مرزنجوش ، عرق بادیان ، عرق کموہ ۔
ادویہ مُسہِّلہ : منقر خلوس ، خیارشنبہ ، ودغن بید انجیر وغیرہ ۔
سہل حب ایلم فیقرارے کرائیں ۔

پڑھیز : اگر تشنگی غالب ہو تو پانی کے بجائے مارا اصل دیں اور اگر مرض زیادہ قوی نہ ہو تو عرق بادیان نیم گرم استعمال کرائیں ۔

مرض کی استدار سے چودہ دن تک کھانے سے جملہ اشیاء سے اجتناب ضروری ہے ۔ بشرطیکہ مریض قوت برداشت رکھتا ہو اور اگر نہ رکھتا ہو تو سوات

دن کے بعد بخنی کبوتر، جگلی، چونہ مرغ کی دی جاسکتی ہے۔ ابتداءً مرض سے سات دن تک کسی بھی حالت میں غذا کا استعمال جائز نہیں ہے۔
سکتہ، لقوہ، ریشہ، حذر، استرخار، تندہ، کزاد و تشنج، اضطراب، اعلاج بھی فالج کے اصول علاج کے مطابق کیا جاتا ہے۔

امراض حشیم

ردحار

اولاً فصد سر روک جائے اور ادویہ مسکنہ و نافذہ نزلہ منقبیہ و مقویہ دماغ و ادویہ ملین طبع استعمال کرائے جائیں۔ تنقبیہ کے بعد رادعات اور محلات استعمال کرائے جائیں۔ لیکن ردحار میں رادعات زیادہ اور محلات کم استعمال کرائے جائیں۔

ادویہ مسکنہ : تخم کاجو مقشر، تخم کاسنی۔
ادویہ نافذہ نزلہ : ابرشیم خام، غلاب ولایتی، تخم خلی۔
ادویہ منقبیہ و مقویہ دماغ : برگ بادرنجبویہ، منڈی، اسطوخودوس، اطریل صغیر، ادویہ ملین طبع، آلوے بنمارا، تمر ہندی، مقشر، ترنجبین خراسانی۔

سادعات : رسوت زرد، گل ارمنی۔

محلات : چاکوئے مقشر۔

پرہیز : ہر قسم کے گوشت سے نیز مرطوبات مثل شیروجات سے اجتناب کیا جائے۔ اور ترشیوں سے پرہیز کیا جائے اس لیے کہ حموضات اعصاب کے لیے نہایت مضر ہوتے ہیں۔

سامد بارد : ادویہ منقبیہ دماغ و نافذہ نزلہ و مقوی دماغ، نیز فساد محلات و رادعات استعمال کرائیں۔

ادویہ منقبیہ دماغ : برگ بادرنجبویہ وغیرہ۔

مانع خزلہ : ابریشم خام ، مقرر و غلاب و لایتی وغیرہ ۔
 مقوی دماغ : منڈی وغیرہ ۔
 محللہ : گل بنفشہ کشمیری ، گل کاؤزباں ، آب مروق ، کمرہ
 سبز ، عرق بادیان ، عرق غلب الثلب ، شہد نالہ ۔
 ضما و محلات : گل لودہ پٹمانی ، پاکوئے مقشر کف دریا ،
 لائن ، مرکب ، انزروت ۔
 ضما و روایات : مثل رسوت زرد وغیرہ ۔

امراض گوش

وجع الاذن حار :
 اولاً فصد سرو ، و بعدہ محلات مثل رسوت زرد ، مرئی ہلید ، بادیان ،
 غلب الثلب خشک ، مویز منقی ، عرق بادیان ، عرق کمرہ ، آب برگ چغندر سبز ،
 برگ نیم ، انزروت ، صبرزد ، تخم حطی وغیرہ و منقیات دماغ خللاً منڈی ، اسطو
 خودوس ، برگ بادرنجبویہ ، طسریفیل وغیرہ و مسکات مثل تخم کاہوئے مقشر
 تخم خیازین ، شیرین ۔
 پھر ہینر : یہ مرض چون کہ نزاد حار کے سبب سے عارض ہوتا ہے لہذا
 محو ضات سے کئی احتراز واجب ہے ۔

وجع الاذن بارد :
 صدام بارد کے علاج کے مثل ہے لیکن اس مرض میں مسکات کا استعمال
 جائز نہیں ہے اور ادویہ بارہ سے احتراز واجب ہے ۔

امراض بینی

مرغاف :
 اگر سبب غلبہ حرارت ہو تو برا سے مالہ بمید فصد سرو یا فصد مان

یا باطریق کریں اور ادویہ ممکنہ و مقویات و حاجیات و بارہ کا استعمال کریں۔
 ادویہ ممکنہ : تخم کاسنی، تخم کاہوئے مقشر، تخم شیریں،
 مرق نیلوفر۔
 ادویہ مقویہ : مخم پیٹھ، آله تنک، مرث پیٹھ، مرثی آله بناری،
 حاجیات باساکہ : زہر مہرہ خطائی، طباشیر کبود، سنگبجرات،
 گل ارمنی، کات سفید۔
 پھر ہیز : ادویہ مارہ سے اجتناب فرمائیں۔

۲۔ امراض اعضائے حیوانیہ

امراض اعضائے تنفس

ضیق النفس :

ادویہ منضجہ مثل غلاب ولایتی، گل زونا، تخم خلی، اصل السوس مقشر،
 جوب از ادویہ ناشقہ۔ مثل کاکڑا سینگلی، قزقل، میہ سالک، جدوار خطائی ہلو
 مرقات مثل صغری، شکرینال، تخم باقلائے مقشر وغیرہ وندورات مثل برگ
 سماوز باں سوختہ، گل سیوتی سوختہ، سنگبجرات، طباشیر کبود، بداجر،
 گل ارمنی، شاخ مرنبان، وضمضہ از ادویہ محضہ تابعہ، مثل چھال گور، چھال نما،
 چھال گوندنی، مانوئے سبز، گلکار فارسی، قشر انار ولایتی وغیرہ وادویہ ممکنہ مثل
 لعاب اسپنول وغیرہ استعمال کرائیں

خناق :

اولاً فصد سرور کریں اور اس کے بعد ادویہ ممکنہ مثل تخم کاسنی، تخم کاہوئے
 مقشر، تخم کدوئے شیریں، مرق نیلوفر وغیرہ وادویہ منضجہ مثل غلاب ولایتی، تخم
 خلی، سپتاں، تخم جازی، وغیرہ وادویہ مملہ مثل آب کدو سبز مرق وغیرہ۔

وادویہ مانع انصباب نوازل مثل محل بنفشہ کشمیری، شربت قہتوت وغیرہ استعمال کرائیں اور وقت ضرورت شیر خشک صمنی، ترجمین خراسانی بھی استعمال کرا سکتے ہیں۔ اس لیے کہ اس مرض میں امادہ مواد طرف اعلیٰ سے طرف اہل کی جانب بہت مفید ہوتا ہے۔

ایک ہفتہ کے بعد اودویہ اودویہ مانع نزلہ مثل برگ و توت سبزہ و مسکنہ جوش خون مثل مدس سلم و رادعات مثل کشنیز خشک و مصلہ مثل برگ عنب الشلب سبزہ وغیرہ و منقویہ و مانع مثل منگڑی و ضاد از اودویہ مصلہ مثل منتر فلوس، خیارسنبہ و گل سرخ رادعہ مثل رسوت زرد، گل ارمنی وغیرہ استعمال کرائیں۔

نفت الدم :

اودویہ مسکنہ مثل تخم خرفہ سیاہ، مغز تخم کدوئے شیریں و مابسات دم مثل بیج انجمار، ریشہ برگد، محل مخوم، گل ارمنی، زہر مہرہ عطائی، طباشیر کبود وغیرہ استعمال کرائیں۔

سلم

اودویہ مدللہ مثل شاخ مرجان، بسوا حمر، دم الاغوبن و اودویہ مقویہ ریبہ مثل مروارید معلول، یا قوت زمانی و عقیق یمنی معلول استعمال کرائیں، نیز مانعات نزلہ مثل محل بنفشہ کشمیری، عنب و لاتی، شربت خشخاش، ابرقہم خام، تخم خملی، برگ سما و زباں زباں وغیرہ و اودویہ منستر یہ مثل صمنی عربی، کثیرا، شکر تیغال، رُث السوس و لاتی و دافع حملی و قی کرمل کے ساتھ لازم ہوتا ہے، مثل شیر مادہ خرا، آپ کدوئے مشوی، آپ خیارد مشوی، آب پیٹھ مشوی، عرق یلو فر، عرق بید سادہ وغیرہ استعمال کرائیں۔

ذات الجنب :

اگر ذات الجنب حار ہو تو اودویہ متبرکہ مثل تخم کدوئے شیریں وغیرہ

و ادویہ مسکنہ قتل تنہم غلطی، مغز بہدانہ شیریں وغیرہ و قاطعہ صفرار قتل آلودجے
 بنامہ، تھرہندی مقشر و حملہ قتل بادیان آبریشیم خام وغیرہ استعمال کرائیں۔
 اور اگر ذات الجنب بارہ ہو تو ادویہ حارہ مغز جلعق قتل اصل السو،
 مقشر گل زرنا اور ادویہ طینہ حملہ قتل مویز منقہ، بادیان، پنج کاسنی
 وغیرہ مرق کاسنی۔ مرق بادیان، مرق مکوہ، شہد خالص، شربت بنفشہ
 وغیرہ استعمال کرائیں۔
 اور اگر مرین ذات الجنب کو حمل بھی عارض ہو تو قدرے ادویہ مسکنہ
 قتل مغز تنہم کدوئے شیریں وغیرہ بھی شریک کریں۔

امراض قلب

حققان :

اگر اتھار ورم سے پیدا ہو تو استفراغ دم فصد کے ذریعہ کرائیں اور
 مغزات و مقویات و دماغ و اعصاب و منقبضات و مسہلات صفرار استعمال
 کرائیں۔
 غشی :

مقویات و مغزات قلب و دماغ و ارواح و منقبضات حرارت عزیزہ و
 مولیات ورم صالح استعمال کرائیں۔

اختلاج قلب بشرکت معدہ :

منقبضات و مقویات مدہ و مغزات و مقویات قلب و منقبضات و مسہلات
 غلاب برمدہ و دماغات تبخیر و ملیات بطن و دماغات و کاسرات ریاح
 استعمال کرائیں۔

مقویات و محرکات قلب : الاچی، جدوار، مندل، آبریشیم،
 گل سرخ، مشک، عنبر، زعفران، زہر ہرہ، خیرہ آبریشیم حکیم ارشد والا، دھارک
 مندل جواہر وال، حب جواہر، جواہر ہرہ، مغز بارہ، عرق غلاب، عرق کیٹو

عرق بید خشک، تراب، پائے
مقویات و دماغ و اعصاب : خمیر گاوزبان غیری
جواہر والا، سمون انزاقی۔
حاضیات و کاسرات سالیح : جوارش بالینوس اور گنقد،
شربت ورد کرر۔

۳۔ امراض اعضاء طبعیہ

امراض لسان و حلق

قلع :
ادویہ مسکنہ بارود و مطفیہ حدت دم و درورات انزادویہ مجففہ و ادویہ
ساده و ادویہ مسکنہ حرارت معدہ و امعاء و مضغہ قابضہ استعمال کرائیں ۔
ادویہ مسکنہ باسا دکا : تخم خیارین، منتر تخم کدوئے شیریں، عرق
نیلوفر، عرق گاؤزبان، شربت نیلوفر۔
ادویہ مطفیہ حدت دم : تخم کاہرے، مقشر، تخم کاسنی، تخم بالک،
ادویہ سادہ : برادہ مندل سفید، کشنیر خشک۔
شمار و سرات از ادویہ مجففہ : برگ گاؤزبان، ختم
سنگمراحت، گل سیوتی، سوختہ، بسا حمر، گل ارشی، کات
سفید (گتہ)، شاخ مرجان۔
ذرا و لیت ادویہ مسکنہ حرارت معدہ : طباشیر کبود۔
مضمضہ از ادویہ مجففہ قابضہ : ہچال گوندنی، ہچال
فاسہ، ہچال کلسہ، ہچال گولر، ماسوئے سبز، جلتا فارسی، قشر اندر ولایتی۔
ادویہ مسکنہ : لعاب اسپنزل۔

